دیوبندیت پر ایک تاریخی ناقابلِ تردید دستاویز

بجواب

مطالعۂ بریلویت

از

حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ

ادارہ غوثیہ رضویہ ۞ کرم پارک، مصری شاہ
لاہور، پاکستان

نام کتاب: ــــــ محاسبۂ دیوبندیت

مصنف: ــــــ حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی آف میلسی

سن اشاعت: ــــــ ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء

تعداد: ــــــ چھ صد (۶۰۰)

قیمت: ــــــ ۳۰/- روپے

ناشر

ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور

ملنے کا پتہ

مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ لاہور

فہرست

عرضِ ناشر

پاکستان کے اندرونی حالات اس قدر دگرگوں ہیں کہ بیان نہیں کیے جا سکتے۔ اگرچہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا مگر اب تک تقریباً اڑتالیس ۴۸ برس گزر چکے ہیں اس کو بنے ہوئے اور ہر آنے والا دن پچھلے سے بڑھ کر بدتر طلوع ہوتا ہے۔ ملک کی بڑی سیاسی جماعتیں تو کھُل کر اسلام دشمنی پر کمر بستہ ہیں۔ مذہبی طاقتیں آپس میں نبرد آزما ہیں اور بڑے زور شور سے ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ ان مذہبی گروہوں میں ایک تو وہ ہے جس نے پاکستان بننے کی پرُزور مخالفت کی تھی اور اب وہ گروہ پاکستان میں منافرت پھیلانے میں پیش پیش بھی ہے اسی گروہ کے ایک سرگروہ لیڈر نے پاکستان میں ہوتے ہوئے بھی یہ بیان دیا کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے۔ اب یہ گروہ یہ چاہتا ہے کہ پاکستان چونکہ ہمارے بزرگوں کی مخالفت کے باوجود بن گیا لہٰذا اب اسے اپنے اصل مقصد میں کامیاب نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہاں پر اسلامی نظام نافذ ہو گیا اور یہ ملک ایک اسلامی فلاحی ریاست بن گیا تو ہمیں مخالفت کے طعنے دینے والے ہمارا جینا دوبھر کر دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ گروہ اپنے بڑے بوڑھوں کو سچا ثابت کرنے کے لیے پاکستان میں تفرقہ بازی کو ہوا دے رہا ہے اس کے علاوہ اس گروہ کو نہ تو اسلام اور خدا و رسول سے کوئی غرض ہے اور نہ ہی پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ اس کا مطمحِ نظر ہے۔ ان کا تو فقط ایک مقصدِ حیات ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جائے

مسلمانوں میں تفرقہ کی ابتداء مولوی اسماعیل قتیل دہلوی نے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھ کر کی اور خود تسلیم بھی کیا کہ اس کتاب کے مندرجات مسلمانوں میں تلخی اور شورش کا باعث بنیں گے[۱] مولوی اسماعیل کے بعد کچھ دیو بندی مولویوں نے شان الوہیت اور شان رسالت میں توہین آمیز باتیں لکھیں تو علمائے اہلسنت نے اُن بدبختوں کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی تاکہ مسلمان تفرقہ سے بچ جائیں مگر اُن کا تو مقصد ہی شورش برپا کرنا تھا اس لیے اپنے لکھے پر ڈٹ گئے تو مجبوراً علمائے اہلسنت نے گستاخانہ تحریروں کے متعلق حضرات پر شرعی حکم واضح فرمایا اور علمائے حجاز مقدسہ (مکہ و مدینہ) سے بھی تصدیقات کروالیں۔ اس کے بعد یہ لوگ (علمائے دیو بند) اگر کسی سادہ لوح مسلمان کو اپنے دام تزویر میں پھنسانا چاہتے تو لوگ ان سے گستاخانہ عبارتوں کی وضاحتیں طلب کرتے جس کے بعد یہ اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے اور خاموش ہو جاتے۔

کچھ عرصہ خاموش رہنے کے بعد ان لوگوں نے یہ ڈھونگ رچایا کہ گستاخانہ عبارتوں کی کونسی بات ہے یہ تو ہمارے مخالفین.... (علمائے اہلسنت) کی کتابوں میں بھی موجود ہیں اور اس جھوٹ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے علمائے اہلسنت خصوصاً اعلیحضرت فاضل بریلوی[۲] کی تحریروں کو تختۂ مشق بنایا اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پاکستان یا ہندوستان میں ان کو جرأت نہ ہوئی بلکہ اپنے آقا انگریز کے ملک میں اور اُس کے زیر سایہ ان کے نام نہاد

---

[۱] دیکھئے ارواحِ ثلاثہ ص۲۴ از مولوی اشرف علی تھانوی

[۲] فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے دیو بندی حضرات کو اس لیے بھی خصوصی دشمنی ہے کہ اُنھوں نے اصنام دیو بند کا ناطقہ ہر میدان میں بند کر دیا۔

ساٹھ مولویوں کی جیوری نے بقول ان کے یہ فیصلہ دیا کہ مولانا احمد رضا خاں اور اُن کے پیرو ہرگز اہلسنت نہیں وغیرہ۔ اس مقصد میں یہ گروہ علمائے سُوء کہاں تک کامیاب رہا یہ انہی کی زبانی سُنیں چنانچہ مولوی خالد محمود مطالعہ بریلویت جلد دوم ص ۲۵ پر رقم طراز ہے کہ: "جہاں کہیں وہ (علمائے اہلسنت) بات کرتے لوگ کہتے کہ عبارات کے الزامات تو دونوں طرف موجود ہیں اب کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں۔۔۔۔۔ اس کا جواب بریلویوں کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔"

یہ عبارت صاف صاف بتا رہی ہے کہ ان لوگوں کا مقصد ہی یہ تھا کہ گستاخانہ عبارتوں کا معاملہ ایسے اُلجھایا جائے کہ عوام الناس پریشان ہو جائیں اور دیوبندی مولویوں کی گستاخیوں پر پردہ پڑا رہے اور ہم لوگ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی سازش میں کامیابی کے ساتھ ملوث رہیں تاکہ انگریز بہادر کا حق نمک ادا ہوتا رہے مگر علمائے اہلسنت نے ان کی یہ سازش کامیاب نہ ہونے دی اور ہر میدان میں ان کا منہ توڑ جواب دیا بلکہ ایک ایک اعتراض کو اگر انہوں نے بیس مرتبہ کیا تو اس کا جواب بھی اُسی انداز میں دیا جاتا رہا جیسا کہ اس کتاب میں فاضل مصنف نے صفحہ نمبر ۲۰ تا ۳۱ پر اس بات کی خوب وضاحت کی ہے۔ اب کچھ عرصہ سے مولوی خالد محمود نے زندگی کے آخری وقت میں یہ سوچنا شروع کیا کہ کیوں نہ تمام زندگی کی بکواسات کو اکٹھا ایک جگہ کر کے جہنم میں سیٹ پکی کر دالی جائے اور اس مشن کے تحت جناب نے مطالعۂ بریلویت کے نام پر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنا شروع کر دیا تو عوام الناس نے خطوط لکھنے شروع کیے کہ اسی انداز میں دیوبندیوں کا سارا ریکارڈ بھی یکجا ہو جائے تو ان لوگوں کو سمجھنے میں کافی آسانی ہو جائے گی۔ اگرچہ مطالعۂ بریلویت کی ایک ایک بات

کا کئی کئی مرتبہ جواب ہو چکا ہے مگر مصنف کی ضیافت طبع کے لیے ہم نے مولانا محمد حسن علی رضوی صاحب کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ دیوبندی حضرات کو پُرانے جاننے والے ہیں لہذا ان (دیوبندیوں) کی زبان میں رَدّ فرمائیں تاکہ ان کی تسلی ہو جائے تو مولانا نے ہمیں مطالعۂ بریلویت کی پہلی دو جلدوں کا رَدّ کافی عرصہ پہلے ارسال کر دیا مگر ہم نے سوچا کہ اور کوئی مثبت اور تعمیری کام کریں اس نامعقول قوم کے ساتھ وقت ضائع نہ ہی کریں۔ اب جب ہم نے مطالعۂ بریلویت کی چوتھی جلد کو ایک پریس پر پڑا دیکھا تو خیال کیا کہ یہ جو شیطان کی آنت کی طرح بڑھتے ہی جا رہے ہیں ان کا سدِ باب بھی ضروری ہے لہذا محاسبہ دیوبندیت بجواب مطالعۂ بریلویت کی پہلی جلد حاضرِ خدمت ہے پڑھیں اور اندازہ فرمائیں مصنف مطالعۂ بریلویت کس قماش کا انسان ہے اور اس نے کیسے کیسے دجل و فریب سے کام لیا ہے گویا اپنے بڑوں کو بھی پیچھے چھوڑ گیا ہے۔

ایک ضروری وضاحت

کتاب مطالعۂ بریلویت میں ایک اعلان و انتباہ شائع ہوا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ دیوبندی بریلوی اختلاف پر پہلی کتاب انوار ساطعہ عوام کے سامنے آئی تھی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے انوار ساطعہ کو متن بنا کر ذیل میں براہین قاطعہ کے نام سے اس کا جواب لکھا تھا اب اگر کوئی مطالعۂ بریلویت کا جواب لکھنا چاہیے تو اس کتاب کو متن بنا کر ساتھ ساتھ جواب تحریر کرے اگر کوئی اس انداز میں مطالعۂ بریلویت کا جواب نہیں لکھے گا تو اُسے کتاب کا جواب نہ سمجھا جائے گا۔

قارئین کریم! اندازہ فرمائیں ان کی چابکدستیوں کا کہ اگر جواب ان کی مرضی کے مطابق نہ ہو تو وہ گویا جواب ہی نہیں ہوگا اسے کہتے ہیں خود ہی چور اور خود ہی کوتوال۔ اور بھلے مانس اپنے دماغ کا علاج کراؤ

جواب کے درست ہونے کا فیصلہ آپ کون ہوتے ہیں کرنے والے یہ تو غیر جانبدار عوام الناس اور علمائے کرام کریں گے اور ایسے رَدّ لکھنا آپ جیسے احمقوں کا کام ہے کوئی عقل مند ایسا نہیں کیا کرتا کیونکہ ایک ہی کتاب میں ایک ہی بات کو آپ نے کئی کئی بار لکھا ہے تو ہر مرتبہ اس کے ذیل میں اس کا جواب لکھیں اور چھاپیں۔ ہمارے پاس اتنی فالتو رقم اور وقت نہیں ہے کہ آپ لوگوں کی طرح خواہ مخواہ اپنی کتاب کا حجم بڑھانے کے لیے بونگیاں مارتے جائیں اور بعد میں کہہ دیں کہ ہماری کتاب پانچ ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اس کا جواب اگر ایک ہزار صفحات سے کم ہو گا تو ہمیں قابل قبول نہیں ہوگا۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنے خیال میں اگر انوار ساطعہ کو متن بنا کر جواب لکھا تھا تو صرف اپنی کتاب کی ضخامت بڑھانے کے لیے ایسا کیا تھا۔ اگر آپ کے خیال میں ایسا نہیں تو براہین قاطعہ کو علیحدہ چھاپ کر دیکھ لیں آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ اس کی ضخامت کیا ہے اور مولوی خلیل احمد نے انوار ساطعہ کو ساتھ کیوں چھاپا تھا اور پھر براہین قاطعہ کو انوار ساطعہ کا رَدّ خیال کرنا آپ جیسے علم و عمل سے عاری شخص کا کام ہے، دکھلا دیجیے کہ براہین قاطعہ میں کہاں انوار ساطعہ کا رَدّ کیا گیا ہے۔ اگر رَدّ دیکھنا ہو تو حضرت مولانا محمد اجمل سنبھلی علیہ الرحمہ کی کتاب ردّ شہاب ثاقب کا مطالعہ کرو اور دیکھو کہ انہوں نے حسین احمد ٹانڈوی کے ردّ میں دلائل و براہین کے دریا بہا دیئے ہیں اور دیو کے بندے آج تک اس کتاب کے متعلق ایک بات بھی نہیں کر سکے نہ لکھ سکے۔ اسے کہتے ہیں رَدّ کرنا باقی آپ کا یہ کہنا کہ دیوبندی بریلوی اختلاف پر پہلی کتاب انوار ساطعہ ہے یہ بھی آپ کی جہالت اور بے علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ فتنے کا بیج سب سے قبل آپ کے اسماعیل قتیل نے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھ کر بویا تھا اور بقول آپ کے حکیم الامت تھانوی کے اسے یہ معلوم تھا

کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) سے گو شورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے[1] اور مولوی رشید احمد گنگوہی بقول دیوبندی حکیم الامت کہتے تھے کہ اس (تقویۃ الایمان) سے بہت نفع ہوا ہے۔[2]

گویا دیوبندیوں کے آقا کی سازش کامیاب ہو گئی ہے کہ مسلمان اس کتاب کی وجہ سے خوب دست وگریباں ہوئے ہیں لہٰذا بڑا نفع ہوا۔ اس کے علاوہ یہ بھی واضح ہے کہ حضرت مولانا عبد السمیع رامپوری مصنف "انوار ساطعہ" مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی کے پیر بھائی اور استاد بھائی تھے مگر وہ مرید با مراد اور شاگرد رشید تھے اس لیے انہوں نے مسلکِ حق اہلسنت وجماعت کے دفاع میں ان (دیوبندی) نامراد اور گستاخ استاد بھائیوں اور پیر بھائیوں کے خلاف کتاب لکھ کر واضح کر دیا تھا کہ اصل دین کیا ہے اور ان (دیوبندیوں) ظالموں نے کیا گھڑ لیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہدایت عطا فرمائے آمین!

---

[1] ارواح ثلاثہ صفحہ ۷۴، [2] ایضاً صفحہ ۷۵ ؛

احوال واقعی

حضرات قارئین کرام! اس وقت ملکی حالات اور عالم اسلام پر مختلف النوع مصائب و آلام کی کیفیات سب کے سامنے ہیں معاشرہ میں فحاشی آزاد خیالی اور بے راہ روی کا رجحان تیزی سے فروغ پا رہا ہے وطن عزیز میں نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی منزل دُور سے دُور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ معاشرہ وی سی آر۔ ہیروئن۔ رشوت۔ قتل۔ اغوا جیسے ہولناک جرائم کی لپیٹ میں ہے کھلے بندوں آبرو ریزی کی وارداتیں دیدہ دلیری کے ساتھ وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ وطن عزیز کا قومی پریس مستورات کی برہنہ و نیم برہنہ تصاویر شائع کر کے نظر کی بدکاری کو فروغ دے رہا ہے فلموں اور ایکٹرسوں کے تعارف اور تشہیر پر اہم قومی اخبارات کے دو دو تین تین صفحات وقف ہیں۔ پورا ملک ایک ایک سینما گھر میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ لوٹ کھسوٹ کا دور دورہ ہے۔ حصول زر و طلب منفعت کو ہی نصب العین بنا لیا گیا ہے۔ اخلاقی قدریں تباہ و برباد ہو چکی ہیں۔ ایک پاکیزہ شرعی معاشرہ کی خاص اسلامی ریاست کا تصور چکنا چور ہو چکا ہے۔ ایسے ہوشربا حالات پر ہر درد مند مسلمان خون کے آنسو رو رہا ہے کہ آئندہ نسلوں کا کیا ہو گا۔ لیکن یہ کس قدر المناک اور دردناک بات ہے کہ دیوبندی وہابی مکتب فکر کے مصنفین تمام قومی ملکی مسائل و مشکلات سے

بے نیاز ہو کر ایک طرف تو حضور نبی اکرم رسول محترم شفیع معظم واقف اسرار لوح و قلم باعث ایجاد عالم حضور پُرنور سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و شان گھٹانے اور آپ کے خداداد فضائل و کمالات اور ذکرِ خیر پر شرک و بدعت کے فتاویٰ صادر کرنے پر اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں اور محبوبانِ خدا حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام و قدست اسرارہم سے برگشتہ و متنفر کرنے کی مذموم روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔
دوسری طرف تقویۃ الایمان۔ صراط مستقیم۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ فتاویٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان جیسی شدید گستاخانہ اور رسوائے زمانہ کتب کی تائید و حمایت میں نت نئی رکیک و ذلیل و خبیث تاویلوں پر مشتمل شرمناک کتب و رسائل شائع کئے جا رہے ہیں اور یہ لوگ اپنے اکابر کی مسلمہ گستاخیوں، بے ادبیوں اور تنقیص الوہیت اور توہین رسالت سے عوام الناس کی توجہ ہٹانے کے لیے پیکرِ عشقِ رسالت فدائے شانِ نبوت سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ الامام احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات پر رکیک و ذلیل و خبیث تر حملے کر رہے ہیں۔ مذہب اہلسنت و مسلک اعلیٰحضرت کے خلاف مسلسل و متواتر گھنے چنے الزامات کا بے تحاشہ اعادہ کیا جا رہا ہے۔ امام اہلسنت و مسلک اعلیٰحضرت کے خلاف شر انگیز لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے جارحانہ بے سروپا الزامات پر مشتمل شر انگیز کتب و رسائل شائع کئے جا رہے ہیں اس وقت مطالعہ بریلویت کے علاوہ:—

(۲) پاگلوں کی کہانی ملت بریلویہ کی اچھوتی تعبیر
(۳) بریلی کا نیا دین
(۴) گمراہ کن عقائد
(۵) اُلٹے بانس بریلی کو
(۶) رضا خانی مذہب
(۷) بریلوی مذہب
(۸) ندائے حق

⑨ بریلوی فتوے
⑩ فضائل وکمالات اعلیٰحضرت بریلوی
⑪ پڑھتا جا شرماتا جا
⑫ تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار
⑬ محمد کو خدا مان لیا ⑭ ملاں کا مردہ ٹیکس

ہمارے پیش نظر ہیں اور "مطالعہ بریلویت" ان میں سرفہرست ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے جو ملک کے اطراف واکناف سے حضرات علماء واحباب اہلسنت نے ہمیں جواب دینے اور ان کا مدلل رد کرنے کے لیے ارسال کی ہیں بالخصوص امیر شریعت علمبردار مسلک اعلیحضرت علامہ الحاج ابوداؤد مولانا محمد صادق صاحب قادری رضوی نگران اعلیٰ دسرپرست جماعت رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ۔ حضرت مولانا محمد ضیاء اللہ صاحب قادری سیالکوٹی۔ جناب مکرم ومحترم محمد عبداللہ صاحب بریلوی۔ اور وارث فیضان امام المناظرین مولانا علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ علامہ فیض احمد اویسی محب اہلسنت مخلصم جناب محمد طفیل صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ القول السدید لاہور۔ مجاہد سنیت جناب محمد جاوید اکبر قادری صاحب۔ مولانا علامہ اختر شاہجہانپوری مرحوم۔ علامہ مولانا اشرف قادری صاحب۔ مولانا محب اللہ نوری صاحب۔ مولانا شاہ تراب الحق قادری ایسے مخلصین محبین علماء ودردمندان اہلسنت بالخصوص صوفیاء کرام مصری شاہ لاہور اور ملک کے اطراف واکناف سے بہت سے احباب اہلسنت نے بار بار شدید تقاضا واصرار کیا اور اکابر علماء اہلسنت نے حکم دیا اور مذکورہ کتابیں ارسال فرمائیں اور ان کتب کا مدلل ومحقق رد کرنے کا تقاضا فرمایا فقیر اس کو ٹالتا رہا کہ ان کتب میں کوئی نئی بات نہیں ہے پرانی خرافات اور الزامات کا اعادہ کیا گیا ہے مگر چونکہ دوستوں

کا اصرار تھا کہ اگرچہ پہلے والے ہی الزامات دہرائے جارہے ہیں لیکن عوام الناس کو تو یہ معلوم نہیں لہذا مطالعہ بریلویت کا رد نئے سرے سے ہونا چاہیے اور ساتھ ساتھ یہ بات بھی واضح کرنی چاہیے کہ ان بکواسات کا اس سے قبل بھی جواب ہو چکا ہے۔ دوستوں کے اصرار پر قلم اٹھا رہا ہوں اللہ تعالیٰ حق بات لکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

مطالعہ بریلویت میں ہے کیا؟

فقیر راقم الحروف دیانتداری کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ "مطالعہ بریلویت" کا مرتب ایک جنونی آدمی ہے اس کے ذہن کی تسکین اسی سے ہوتی ہے کہ سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور علماء و مشائخ اہلسنت پر مختلف النوع الزام تراشیاں بہتان طرازیاں کی جائیں۔ یورپ میں یہود و نصاریٰ لابی کے زیر سایہ بیٹھ کر اس نے یہی سیکھا ہے اور اپنا مشن بنا لیا ہے کہ اپنی فرقہ وارانہ سرگرمیوں سے پاکستان میں خلفشار و انتشار پیدا کیا جائے پاکستان کے امن و سکون و استحکام کو تباہ کیا جائے۔ "مطالعہ بریلویت" میں کیا ہے۔ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری۔ مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان، مولوی حسین احمد ٹانڈوی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی عبدالشکور کاکوروی کی کتب و رسائل کے مضامین ہیں۔ ان کی نقالی کی گئی ہے اور پاک و ہند میں اہلسنت کے خلاف چھپنے والے رسائل اور کتابچوں کے مضامین کو یکجا جمع کر دیا ہے اس کا اپنا کچھ ہے تو جھوٹ اور الزام تراشی و بہتان طرازی اور سلفاظی ہے اور اور لن ترانیاں ہیں بات کے مفہوم کو بدلنا اُلٹی سیدھی عقل شکن تعبیر کرنا حقائق کو مسخ کرنا حقیقت کو جھٹلانا بس یہ اس کا کمال ہے۔ اس نے کمال بے حیائی اور فن کاری سے وہ تمام خرافات سب یکجا کر دی ہیں جو آج تک برصغیر پاک و ہند کی کتب و رسائل میں چھپ کر منظر عام پہ

آچکی ہیں اور مختلف ادوار میں مختلف علماء اہلسنت ان کا رد و ابطال کر چکے ہیں اور مصنف مطالعہ بریلویت اور چھوٹے موٹے افسانوی مرفوع القلم نام نہاد مصنفین اُسی لکیر کو پیٹ رہے ہیں اور لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ مطالعہ بریلویت کا مرتب بالخصوص جلے پاؤں کی بلی بنا پھرتا ہے، عنوان خواہ کچھ بھی ہو ہر الا بلا اہلسنت و امام اہلسنت کے کھاتہ میں ڈالتا رہتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص ہر وقت جلتا بھنتا کُڑھتا اور زخم چاٹتا رہتا ہے۔ اس کے دل بے قرار کو کسی طرح قرار نہیں آتا۔ مرتب مطالعہ بریلویت اور مذکورہ بالا واہیات کتب و رسائل کے مرتبین خود ساختہ مصنفین کی اس تمام تر مسلسل جدوجہد کا ماحصل اور منشا دیہ ہے کہ جن عاقبت نااندیش مولویوں نے تقویۃ الایمان۔ صراط مستقیم۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ فتاویٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان وغیرہ میں جو شدید گستاخیاں کی ہیں اکابر علماء عرب و عجم اور مشاہیر علماء برصغیر نے جو احکام شرعی متفقہ فتوائے تکفیر کی صورت میں جاری کئے ہیں اُن کو بے اثر بنایا جائے اس کے نزدیک تکفیر جرم ہے توہین جرم نہیں ایک عام فہم بات ہے۔ تکفیر کے شرعی حکم کے خلاف محض مولویوں کی حمایت میں یہ واویلا مچا کر آسمان سر پہ اُٹھانے والے تنقیص شان الوہیت اور توہین شان رسالت کو جرم ہی نہیں سمجھتے انہیں توہین و تنقیص کی مطلقاً کچھ پرواہ ہی نہیں۔ یہ لوگ تنقیص و توہین کو عین ایمان و اسلام سمجھتے ہیں گستاخی و بے ادبی کو ادب و احترام قرار دیتے ہیں۔ سواد اعظم اہلسنت کے خلاف اس بازاری طرز تخاطب اور سراسر جارحانہ و معاندانہ لٹریچر کی اشاعت کا ماحصل و جد یہ ہے کہ یا تو اہلسنت و جماعت مرتکبین توہین کی تکفیر بند کریں ورنہ ہم تمہارے اعلیٰحضرت امام و مجدد فاضل بریلوی پر بھی زبان طعن دراز کریں گے۔ آجکل دیوبندی

وہابی مصنفین جس قسم کی الزام تراشی و بہتان طرازی کر رہے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ اپنے اکابر کے مسلک و موقف سے واقف ہی نہیں کیونکہ آج کل اپنے کتب و رسائل میں یہ لوگ جس قسم کی خرافات لغویات اور بے ہودہ گوئی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور جو اُلٹے سیدھے الزامات لگا رہے ہیں وہ سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت الامام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کے معاصر "علماءِ" دیو بند کی کتب میں ملتے ہی نہیں۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ہمعصر علماء دیو بند میں مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولوی محمود الحسن دیو بندی۔ مولوی انور شاہ کاشمیری وغیرہم کی کتابیں، رسائل کوئی بھی شخص اُٹھا کر دیکھ سکتا ہے نہ اُن میں سیدنا امام اہلسنت قدس سرہٗ کے خلاف یہ الزامات لگائے جو دیو بندی طائفہ آج لگا رہا ہے نہ یہ زبان استعمال کی گئی جو آج کے مولویان دیو بند کا شعار ہے۔ مطالعہ بریلویت کا بس ان دو لفظوں میں جواب ہو جاتا ہے کہ اگر فی الواقع امام اہلسنت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد و افکار ایسے ہی تھے کہ جیسے مطالعہ بریلویت اور عصر حاضر کی دوسری دیو بندی کتب میں بیان کئے جا رہے ہیں تو اکابر دیو بند نے ان کے خلاف حکم شرعی کیوں نہ لگایا؟ اُن کو صاحب ایمان مومن مسلمان کیوں تسلیم کیا؟ اُن کی اقتداء میں نماز کو کیوں جائز قرار دیا —؟ جیسا کہ آگے چل کر مختلف عنوانات کے تحت ہم اپنے اس دعویٰ پر دلائل اور بکثرت حوالہ جات پیش کریں گے یا پھر وہ گستاخی کو گستاخی اور کفریہ کلمات کو کفر نہیں سمجھتے تھے یا پھر وہ اکابر دیو بند مطلقاً جاہل و لا علم تھے کہ انہیں اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت کی تصانیف جلیلہ پڑھنے سمجھنے کی اہلیت و قابلیت ہی نہ تھی اور

آج کل کے یہ اکابر دیوبند کے وکیل و دلال اپنے اکابر سے زیادہ اعلیٰحضرت کی کتب و رسائل کو جانتے اور سمجھتے ہیں یا یہ اپنے اکابر علماء دیوبند سے زیادہ وسیع النظر اور وسعت معلومات کے حامل اور بالغ نظر ہیں اور اُن سے زیادہ علمی گہرائی کے جاننے والے ہیں۔

حقیقت یہ کہ ڈھٹائی اور بے شرمی سے مطالعہ بریلویت میں حقیقت کا مُنہ چڑایا گیا ہے۔ سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے مولوی اسماعیل دہلوی۔ مولوی قاسم صاحب نانوتوی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی و مولوی اشرف علی تھانوی کی کتب میں صریح بے ادبیاں گستاخیاں ملاحظہ فرمائیں اور فوراً حکم شرعی واضح فرمادیا اور ایسا واضح فرمایا کہ علماء اکابر عرب و عجم و برصغیر نے اس کی تائید و توثیق فرمائی۔

اور اگر اعلیٰحضرت کے عقائد و اعمال بھی ایسے ہی تھے جیسا کہ مطالعہ بریلویت والا اور مذکورہ بالا کتب کے دیوبندی مصنفین بتا رہے ہیں تو پھر ضرور ضرور ضرور نانوتوی۔ گنگوہی۔ انبیٹھوی۔ تھانوی صاحبان وغیرہم بھی سرکار اعلیٰحضرت امام اہلسنت پر کوئی شرعی حکم لگاتے، درگزر اور دفع الوقتی سے کام نہ لیتے، لہٰذا اب اتنی مدت کے بعد مرتب مطالعہ بریلویت کا جوڑ توڑ کر کے کتر بیونت کر کے ہیرا پھیری اور چکر بازی سے کام لے کر امام اہلسنت مجدد دین و ملت قدس سرہٗ پر سراسر خلاف واقع اور جھوٹے الزامات لگانے بلکہ الزامات کی بوچھاڑ کرنے سے دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کے سوا کیا حاصل ــــــ ؟

مقامِ حیرت ہے کہ دیوبندی وہابی مکتب فکر کے مرفوع القلم مصنفین عذاب قبر و حشر سے مطلقاً بے نیاز ہو کر مذہب اہلسنت مسلک اعلیٰحضرت کے خلاف تو بڑی دیدہ دلیری اور تسلسل و تواتر

کے ساتھ کتب و رسائل شائع کر رہے ہیں لیکن جو حقیقی جرائم ہیں مثلاً ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی بدکاری بے راہ روی قتل و غارت سود و رشوت سینما بینی فلم سازی ہیروئن فروشی اغواء و چور بازاری بے پردگی بے حیائی ایسے ہولناک جرائم کو ان لوگوں نے بھی بدعت و حرام قرار نہیں دیا ان مضرات کے رد و ابطال میں کتب و رسائل شائع نہیں کیے۔ ان کے نزدیک حرام و بدعت ہے تو عید میلاد النبی ــــ حرام و بدعت ہے درود و سلام ــــ حرام و بدعت ہے تو صلوٰۃ و سلام ــــ حرام و بدعت ہے گیارھویں شریف ــــ حرام و بدعت ہے عرس اور میلاد۔ ــــ جو شرمناک برائیاں معاشرہ کے لیے ناسور ہیں، اسلامی تہذیب و ثقافت کو تباہ و برباد کر رہی ہیں ان کے استحصال میں ان کا کوئی کردار نہیں۔

یقین کیجیے! جب ہم کتاب مطالعہ بریلویت اور اس قسم کی دوسری لچر و بیہودہ کتب کی الزام تراشیوں کی سیدنا اعلحضرت و امام اہلسنت و دیگر علماء اہلسنت کی تصانیف جلیلہ سے مطابقت کرتے ہیں تو ہمارا مذہب اہلسنت مسلک اعلحضرت و عظمت اعلحضرت پر ایمان و عقیدہ اور پختہ ہو جاتا ہے۔ ہر حوالہ میں عیاری مکاری فریب کاری دجل و تلبیس جوڑ توڑ اور کتر بیونت کے سوا کچھ نہیں ملتا ہم اہل علم انصاف بلکہ خود تحقیق حق کے طلبگار دیوبندی منصف مزاج عناصر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مطالعہ بریلویت کے حوالوں کو اصل کتابوں سے ضرور ملائیں اور خود دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی دیکھ لیں۔

دھماکہ کے الزامات کا اعادہ

۱۶، ۱۷ سال قبل مطالعہ بریلویت کے مرتب نے

بے نام مصنف کی حیثیت سے بے سر وپا الزامات پر مشتمل دھماکہ نامی
کتابچہ شائع کیا تھا جس کا مکمل مدلل و مسکت اور زناٹے دار جواب
بحمدہٖ تعالیٰ ہم نے ڈیڑھ دو ماہ کے اندر قہر خداوندی بر دھماکہ
دیوبندی کے نام سے شائع کر دیا تھا جس سے دیوبندی عقائد کا شیش
محل چکنا چور ہو گیا اور ان کی مغالطہ آمیزیوں کے برج اُلٹ گئے۔
جعلسازیوں کا تانا بانا بکھر کر رہ گیا۔ بحمدہٖ تعالیٰ پانچ پانچ چار چار
ہزار کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ دھماکہ کے بے نام مصنف چھپے رستم
ڈاکٹر پروفیسر خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی میں شرم وحیا اور
غیرت ہوتی تو قہر خداوندی کا نمبر وار و صفحہ بہ صفحہ جواب دیتا یا
بے سر وپا جھوٹے الزامات واتہامات سے علی الاعلان توبہ کرتا مگر
توبہ نہ ان کے مقدر میں نہ ان کے بڑوں کے مقدر میں۔ توبہ کے نام سے
تو ان کو دورہ پڑتا ہے۔ قہر خداوندی کے دلائل قاہرہ کا جواب دینے
یا توبہ و رجوع کرنے کی بجائے اب بے شرمی و ہٹ دھرمی سے
وہی الزامات مطالعہ بریلویت میں نقل کر دیئے کیونکہ مقصد تو غلط فہمیاں
پھیلانا اور مغالطہ دینا ہے۔ اگر ڈاکٹر پروفیسر مانچسٹروی دیوبندی
ملاں خالد محمود میں شرم وحیا وغیرت ہوتی تو وہ ہمارے جواب کا جواب
دیتا یا ہمارے جوابی مضامین کی کمزوریاں بیان کرتا۔ خالد محمود مانچسٹروی
کے بعض مضامین رسالہ "الرشید" ساہیوال میں چھپتے رہے ہیں اور
فاتح عیسائیت مولانا ابو النصر سید منظور احمد شاہ صاحب کی فرمائش
پر ہم ان ملاں مانچسٹروی کا ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال میں تعاقب
اور محاسبہ کرتے رہے ہیں اور جوابی مضامین شائع کئے تو پھر ملاں مانچسٹروی
گنگ ہو گیا اور ہمارے جوابی مضامین کا جواب نہ دے سکا اب وہی
تردید شدہ مضامین جو اس نے الرشید ساہیوال میں شائع کرائے

تھے اور انوار الفریدہ میں ان کا مدلل و مسکت جواب دے دیا گیا تھا اپنے وہ الزامات و افتراءات سے بھرپور مضامین بھی مطالعہ بریلویت میں دوبارہ شامل کر دیئے گئے حالانکہ اس کی تمام لن ترانیوں کا طلسم چاک کر دیا گیا تھا۔

الزامات کا اعادہ

ملاں مانچسٹر وی مسٹر خالد محمود ہی نہیں بلکہ ان کے اکابر مناظرین اکابر و اصاغر مصنفین کا یہ مستقل طرز عمل ہے کہ دوسرے کی مُنہ سے بغیر اپنی کہی جاؤ یہ لوگ ہٹلر اور گوبلز کے اس فارمولے پر عمل پیرا ہیں کہ الزامات کا اس تسلسل سے اعادہ کرو کہ لوگ سچ سمجھنے لگیں، تو یہ ان کے مقدر میں نہیں کہ اہلسنت کے دلائل اور براہین کا جواب دیں اور نہ ہی ان کے بس کا روگ ہے۔ رئیس القلم علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہٗ نے ان کے عقائد و فتاوی پر مشتمل ایک جامع و محقق کتاب زلزلہ تصنیف فرمائی تھی حضرت مولانا ارشد القادری کے دلائل اور حوالہ جات کا توڑ نہ کر سکے بلکہ کسی حوالہ کو چھوا تک بھی نہیں۔ جلے بھنے دل و دماغ کے ساتھ زلزلہ کا جواب لکھنے بیٹھے تو سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و عقائد اہلسنت پر الزامات کی بھرمار کر دی۔ ان کو اعتراضات کا حق تھا مگر پہلے اپنا بوجھ تو ہلکا کرتے اور پھر اس قدر احساس کمتری میں مبتلا ہیں کہ زلزلہ کے یکے بعد دیگرے نام نہاد تین جوابات دیئے۔

ایک ۱ ملاں مانچسٹر وی مسٹر خالد محمود نے بنام دھماکہ جواب دیا۔

دوسرا ۲ مولوی محمد عمر قریشی کراچوی ڈیروی نے بنام سیف حقانی جواب دیا۔

تیسرا ۳ جواب بریلوی فتنہ کا نیا روپ کسی عارف سنبھلی نے ندوۃ العلماء لکھنؤ سے دینا چاہا مگر علامہ ارشد القادری کے رسالہ جلیلہ زلزلہ کے دلائل اور حوالہ جات کو چھونا شرک و بدعت سمجھ لیا گیا یہاں سے فقیر

قادری گدائے رضوی راقم الحروف محمد حسن علی نے دھماکہ اور سیف حقانی کا نمبر وار صفحہ بہ صفحہ مکمل و مدلل جواب دیا ان دلائل کو چھونا ملاحظہ لگانا بدعت حرام سمجھ لیا گیا وہی گھسے پٹے تردید شدہ مضامین والزامات دوبارہ سہ بارہ بار بار شائع کئے جا رہے ہیں اب "مطالعہ بریلویت" کا کلک رضا خنجر خونخوار برق بار کی رد میں ہے انشاء اللہ العزیز دیوبندی نسل کے کسی فرزند سے قیام قیامت تک اس جواب کا جواب نہ ہو سکے گا اور مطالعہ بریلویت کے ردّ و ابطال کے بعد اب یہی الزامات و خرافات مطالعہ رضا خانیت کی صورت میں تیسرے جنم میں آئیں گی اور پھر ہمیں بھی تیار پائیں گے ؎

تھانوی جی سے نہ تھانہ چھوڑیں گے
اور نہ ہم ان کے کان چھوڑیں گے

مشتے نمونہ از خروارے

الزامات و افترات کے اعادہ میں دیوبندی مصنفین و مناظرین کس قدر دیدہ دلیری اور بے حیائی سے کام لیتے ہیں ہر بار وہی مرغ کی ایک ٹانگ کیے جاتے ہیں قارئین کرام اس کا اندازہ وصایا شریف کے ایک حوالہ و عبارت سے لگا سکتے ہیں جس کو یہ لوگ بار بار نقل اور بیان کرتے چلے آ رہے ہیں. عبارت یہ ہے کہ سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز نے بوقتِ وصال فرمایا :-

"حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے[1]"

---

[1] وصایا شریف صفحہ

اس مختصر سی عبارت پر دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے تسلسل کے ساتھ اعتراضات کی جو بھرمار ہوئی اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو حالانکہ ہر بار ہر جگہ تقریر میں تحریر میں مناظرہ میں علماء اہلسنت مناظرین و مصنفین بروقت جواب دیتے چلے آئے ہیں مگر یہ ضد اور ہٹ کے پکے بار بار اس عبارت کو بطور اعتراض نقل کئے جا رہے ہیں اور جواب و وضاحت کا جواب نہیں دیتے اور وہی مرغ کی ایک ٹانگ کہے جا رہے ہیں ملاحظہ ہو۔

(۱) اودری ضلع اعظم گڑھ یوپی میں شیر بیشۂ اہلسنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی اور مولوی منظور سنبھلی دیوبندی مدیر الفرقان کے درمیان ۲۳-۲۵-۲۶ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ کو مناظرہ ہوا۔ ۲۵ جمادی الاخریٰ کو مولوی سنبھلی دیوبندی نے وصایا شریف کی یہ عبارت پیش کی دیکھو دیوبندی روئیداد مناظرہ ص ۱۰۳ شیر بیشۂ اہلسنت نے اس کا جواب دیا دیکھو روئیداد مناظرہ اودری صفحہ ۱۱۴-۱۱۵ ـــــ ۔

(۲) ۲۰-۲۱-۲۲-۲۳ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ اکبری جامع مسجد شہر کہنہ بریلی شریف میں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالمنظور علامہ محمد سردار احمد قدس سرہٗ اور مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کے درمیان مناظرہ ہوا پھر دوبارہ مولوی سنبھلی دیوبندی نے وصایا شریف کی یہ عبارت حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب .... الخ پیش کی (دیکھو روئیداد مناظرہ ص ۳۷) امام اہلسنت محدث اعظم قدس سرہٗ نے مناظرہ بریلی میں اس کا مدلل و موثر جواب دیا دیکھو نصرت خداداد مناظرہ بریلی کی مفصل روئیداد ص ۱۱۷۔

(۳) ملاں ماچسٹروی خالد محمود نے برقعہ پہن کر منہ دکھلائے اور نام بتلائے بغیر ایک کتابچہ دھماکہ لکھا تھا اس کے صفحہ ۹ پر تیدنا

اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ سے یہی نقل کیا میرا دین و مذہب ...... الخ بحمدہٖ تعالیٰ فقیر نے قہر خداوندی ص ۳۴-۳۵ میں اس کا ایسا منہ توڑ جواب دیا کہ حیا ہوتی تو ڈوب مرتا۔

(۴) پھر ایک اور بے حیا اٹھا اندھے رشید کا اندھا مقلد بن کر سیف حقانی لکھ ماری یا مروائی اور پھر اسی عبارت میرا دین و مذہب کو سیف حقانی صفحہ ۷۳ پر دھر گھسیٹی بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے اپنی جوابی کتاب برہان صداقت بر دنجدی بطالت صفحہ ۲۰۰ پر اس جاہل مصنف کے کان مروڑے تو چھکے چھوٹ گئے اور بارہ سال سے اب تک لاجواب ہے۔

(۵) پھر کراچی سے ایک بے بصیرت اپنے زعم جہالت میں ایک کتابچہ "بریلی کا نیا دین" شائع کیا اور اس کے صفحہ ۲۸ پر وصایا شریف کی یہ عبارت نقل کر کے دھوکہ دینا ضروری سمجھا اور لکھا کہ اعلیٰحضرت نے فرمایا میرا دین و مذہب ...... الخ سیف حقانی میں بشمول اس کا ردو ابطال کیا گیا۔

(۶) ۷ ربیع الاول شریف ۱۳۵۳ھ میں ملتان باغ لانگے خاں میں شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ علامہ مفتی عبدالحفیظ صاحب علیہ الرحمۃ اور ابوالوفا شاہجہان پوری بمعہ عطاء اللہ بخاری احراری کے درمیان کفریات اکابر دیوبند پر مناظرہ ہوا تو دیوبندی مناظر ابوالوفا شاہجہانپوری نے وصایا شریف کی یہی عبارت میرا دین و مذہب پیش کی تو مظہر اعلیٰحضرت کے کلام بلاغت نظام دلائل قاہرہ کے سامنے بے بس ہوگیا دیکھو روئیداد مناظرہ ملتان ص ۲۶۔

(۷) پھر ۱۳۵۸ھ میں ایک خردماغ پروفیسر دیوبندی مولوی کریم بخش نے خردماغی کی اور "چہل مسئلہ حضرات بریلویہ" لکھ مارا اور مولوی

سرخراب گکھڑوی گوجرانوالوی دیوبندی نے اس کو دوبارہ شائع کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا تو امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان سیدی علامہ محمد سردار احمد قدس سرہٗ کے ارشد تلامذہ و خلفاء میں سے مولانا علامہ محمد عبدالکریم چشتی رضوی صدر المدرسین دار العلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ نے چہل مسئلہ بریلویہ کے صفحہ ۲۶ پر شائع شدہ اس عبارت کی حقیقت اپنی کتاب دیوبندیوں کے جھوٹ اور خیانتیں صفحہ ۶۶ پر جامعیت سے بیان فرمائیں اور مدلل و مسکت جواب دیا۔

⑧ دیوبندی سنتو قوال ضیاء القاسمی لائلپوری بھی اس موضوع کا دائمی مریض ہے اس نے "دربار رسالت میں رضاخانی مولویوں کی گستاخیاں" نامی پمفلٹ صفحہ ۲ میں یہی الزام نقل کیا اور ہم نے تنبیہ الجہال صہ ۳ پر جواب دیا۔

⑨ پھر جھنگ شہر میں کسی نامراد کی رگِ خباثت پھڑکی اور ایک کتاب سوانح عمری اعلحضرت لکھ ماری اس میں بھی یہ وصیت درج کر کے اپنا دردِ مٹانے کی کوشش کی گئی اور مولانا عجیب صاحب قادری رضوی صدر مدرس جامعہ قطبیہ رضویہ جھنگ نے اس کا ردِ بلیغ فرمایا اور مسلک علمائے دیوبند کی منہ بولتی تصویر کے صفحہ ۱۶ پر مسکت جوابدیا۔

⑩ پھر جہلم شہر میں کسی گستاخ کو ہذیان ہوا اور کتاب آئینہ بریلویت میں صہ ۲ پر سیدنا اعلحضرت کی یہ وصیت لکھ کر دل کی بھڑاس نکالی تو مولانا صوفی صفدر علی اور مولانا محمد حسین صاحب نے بعنوان خبث بخدیت در آئینہ بریلویت میں اس کی تکہ بوٹی فرمائی۔

⑪ پھر لودھراں کے مولوی موسیٰ دیوبندی کو دورہ بغض و عناد پڑا اور "التحریر الکامل" صہ ۱۹ پر سیدنا امام اہلسنت اعلیٰحضرت

قدس سرہ کی یہی وصیت لکھ کر دریدہ دہنی اور یاوہ گوئی کا مظاہرہ کیا تو مولانا علامہ فیض احمد صاحب اویسی رضوی کی فرمائش پر فقیر قادری محمد حسن علی الرضوی البریلوی نے "ابطال باطل" صـ۱۸ پر نجدیت شکن جواب دیا۔

اب مزید چھ کتابیں اور کتابچے پیش نظر ہیں۔

⑫ رضا خانی مذہب کے صـ۱۹ پر یہی عبارات (اس کا مصنف مولانا سعید احمد قادری مشرب بہ اسلام و مشرف بہ سنیت ہو چکا ہے)

⑬ کتاب گمراہ کن عقائد کے صـ۴۳ پر۔

⑭ ایک کتاب ملت بریلویہ کی اچھوتی تعبیر پاگلوں کی کہانی کے صفحہ ۷۱ پر۔

⑮ ایک کتاب رضا خانی اُمت اپنے آئینہ میں کے صفحہ ۷۰ پر۔

⑯ اور ایک کتاب "بریلوی فتنہ کا نیا روپ" جو ندوۃ العلماء لکھنؤ سے چھپی ہے کے صفحہ ۳۸ پر۔

⑰ اور مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی سنتو قوال کے پمفلٹ دربار رسالت میں رضا خانی مولویوں کی گستاخیاں کے صفحہ ۲ پر پھر

⑱ ملاں مانچسٹروی مسٹر خالد محمود کی بدحواسی و خرد ماغی کے آئینہ دار مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۹ پر اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیت موجود و مرقوم ہے اور ان موخر الذکر چھ کتابوں کا مشترکہ جواب زیر نظر و زیر قلم کتاب محاسبہ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت میں ایک نئے نرالے اور دنداں شکن جواب کی صورت میں پوری تفصیل و جامعیت کے ساتھ آرہا ہے۔

قارئین کرام غور فرمائیں مذکورہ بالا تفصیل کو بار بار پڑھیں کہ ایک ہی الزام کا بار بار اعادہ کیا جارہا ہے

یہ ۱۸، ۱۹ کتب کے حوالے تو ہم نے نقل کیے ہیں اور وہ کتب اس کے سوا ہیں جو ہمارے مطالعہ یا مشاہدہ میں نہیں آئیں۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس وصیت پہ ہم نے اور ہمارے اکابر کرام نے جو کچھ وضاحت کی تھی اور جو جوابات دیئے تھے، مطالعہ بریلویت کے مرتب کا یہ تو حق تھا کہ وہ ہمارے دلائل اور ہماری وضاحت کا جواب دیتا۔ ہمارے دلائل میں اگر کوئی کمزوری تھی تو بتاتا مگر مطالعہ بریلویت کے مرتب کا یہ حق نہیں تھا کہ جس اعتراض والزام کا ہم جواب دے چکے ہیں اس کو دوبارہ سہ بارہ نقل کرتا۔ اس کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ یا تو یہ ہمارے جوابی مضامین کو پڑھتا ہی نہیں یا پھر دیدہ دانستہ مغالطہ دینا یا اُلٹا چکر چلانا اور لوگوں کو گمراہ کرنا ہی ان کا نصب العین ہے۔ ہم نے صرف ایک حوالہ کی بار بار نقل پر ۱۸، ۱۹ حوالہ جات ان کی کتب سے دیئے ہیں ورنہ آج کل دیوبندی وہابی اہل قلم اور مصنفین اکابر اہلسنت و امام اہلسنت پر جس قسم کے الزامات لگا رہے ہیں اور جس قسم کے حوالہ جات بار بار پیش کر رہے ہیں ان کے بار بار جوابات دیئے جا چکے ہیں مطالعہ بریلویت اور مذکورہ بالا دیوبندی کتب اور مخالفین کے اسی نوع کے دوسرے الزامات و اعتراضات کم و بیش ساٹھ فیصد وہی ہیں جن کے جوابات یہ فقیر راقم الحروف محمد حسن علی الرضوی غفرلہٗ بھی اپنی تصانیف قہر خداوندی۔ برق آسمانی۔ برہان صداقت۔ مقدمہ عظمت حبیب کبریا برد عبارات کفریہ۔ تنبیہ الجہال۔ مقدمہ مناظرہ ادری۔ آئینہ نجد و دیوبند وغیرہ میں بار بار دے چکا ہے۔ یہ کس قدر ظلم و ناانصافی وستم ظریفی ہے کہ بار بار کے تردید و وضاحت شدہ اعتراضات کا اعادہ کیا جا رہا ہے اور انہی الزامات کی ۱۰۱ دانوں والی تسبیح پڑھی جا رہی ہے۔

ایک المناک حقیقت یہ ہے

کہ دیوبندی وہابی مصنفین کے نقل و بیان کردہ حوالوں کی جب ہم علماء اہلسنت کی اصل کتابوں سے مطابقت کرتے ہیں تو دس فیصد حوالے تو فرضی بناوٹی کتابوں کے ہوتے ہیں۔ دس فیصد حوالے ایسے ہوتے ہیں جو ان کی اپنی کتب و رسائل کے ہوتے ہیں۔ جیسے خالد محمود نے غلام خان سے نقل کر دیا۔ غلام خان نے منظور سنبھلی کی کتاب سے نقل کر دیا۔ منظور سنبھلی نے مرتضیٰ حسن دربھنگی کی نقل مار لی۔ ضیاء القاسمی۔ یوسف رحمانی۔ عرفت لیثی۔ عارف سنبھلی۔ سرفراز گکھڑوی جیسے لوگوں نے ان سب کی مار لی اور پھر ڈھونڈتے رہ جاؤ ماخذ تلاش کرتے پھرو تو آخر میں آخری کتاب ان کی اپنی ہی نکلتی ہے یعنی الزام اپنے منہ اور ثبوت اپنے گھر سے یہ ہے ان لوگوں کی دیانت و امانت کا حال ساٹھ فی صد عبارات اور حوالے ان کی کتابوں میں ایسے ملیں گے جس میں انصاف کا خون کر کے رکھ دیا گیا ہوگا اور کتربیونت سے کام لیا گیا ہوگا اور بیس فی صد حوالے ایسے ہوں گے جن میں عبارتوں اور حوالوں کا مفہوم ہی مسخ کر دیا گیا ہوگا اور کھینچا تانی کر کے عبارات و مفہوم کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہوگا۔ یہ ہے ان کی قلمی دیانتداری کا عالم اور اسی زعم جہالت اور بد دیانتی کی اساس پر مصنف و مناظر اور محقق بنے پھرتے ہیں۔ متلاشیان حق و انصاف کا یہ شیوہ نہیں۔ بلا وجہ کی ضد و عناد سے اعمال تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اصل مسئلہ توہین و تکفیر کا ہے

جزوی فروعی فقہی سطحی مسائل ہیں درگزر سے کام لیا جا سکتا ہے۔ اکابر علماء اہلسنت خصوصاً سیدنا امام اہلسنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا دامن اس سلسلہ میں بہت وسیع ہے انھوں نے

بار بار پیش کش فرمائی اور بے ادبوں گستاخوں اہل توہین وتنقیص کو عام دعوت دی ہے مثلاً ایک مقام پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :۔

"واللہ العظیم وہ بندۂ خدا (احمد رضا) بخوشی راضی ہے اگر یہ دشنامی حضرات (مخالفین اہلسنت) بھی اس بدلے پر راضی ہوں کہ وہ اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جناب میں گستاخی سے باز آئیں اور یہ شرط لگائیں کہ روزانہ اس بندہ خدا (احمد رضا) کو پچاس ہزار مغلظہ گالیاں سنائیں اور لکھ کر شائع فرمائیں اور اگر اس قدر پر بھی پیٹ نہ بھرے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی سے باز رہنا اس شرط پر مشروط رہے کہ اس بندہ خدا (احمد رضا) کے ساتھ اس کے باپ دادا اکابر علماء قدست اسرارہم کو بھی گالیاں دیں تو اینہم برعلم اے خوشا نصیب اس کا کہ اس کی آبرو اس کے آباؤ اجداد کی آبرو بدگویوں کی بدزبانی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کے لیے سپر ہو جائے۔ سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدگویان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں ؎

فان ابی ووالدہٗ وعرضی
لعرض محمدٍ منکم وقاءٗ

یعنی اے بدزبانو! میں اس لیے تمہارے مقابل کھڑا ہوں کہ تم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل ہو کر مجھے اور میرے باپ دادا کو گالیاں دینے میں مشغول ہو جاؤ میری اور میرے باپ دادا کی آبرو محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کی سپر ہو جائے الٰہی ایسا ہی کر آمین! ـــ یہی وجہ ہے کہ یہ بدگو حضرات (مخالفین اہلسنت) اس بندہ خدا (احمد رضا) پر کیا کیا طوفان بہتان اس کے ذاتی معاملات میں اٹھاتے ہیں اخباروں اشتہاروں (کتابوں) میں طرح طرح کی گڑھتوں

سے کیا کیا خاک کے اُڑاتے ہیں مگر وہ (احمد رضا) اصلاً قطعاً نہ اس طرف التفات کرتا نہ جواب دیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ جو وقت مجھے اسی لیے عطا فرمایا کہ بعونہٖ تعالیٰ عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کروں حاشا کہ اُسے اپنی ذاتی حمایت میں ضائع ہونے نہ دوں اچھا ہے کہ جتنی دیر مجھے برا کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل رہتے ہیں ۔[1]"

سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے کبھی اس بات کی پرواہ ہی نہیں فرمائی کوئی بدگو دشنامی ان پر دن رات مختلف النوع الزامات لگا رہا ہے گالیاں دے رہا ہے پوسٹر پمفلٹ چھاپ کر بہتان باندھ رہا ہے بلکہ آپ نے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جانثاری کرتے ہوئے یہ مذکورہ بالا فراخدلانہ پیشکش فرمائی کہ مجھے (امام احمد رضا کو) میرے باپ دادا کو میرے اکابر علماء مشائخ کو ہر روز پچاس ہزار غلیظ گالیاں دے لیا کرو اخباروں، پوسٹروں، رسالوں میں چھاپ دیا کرو مگر میرے آقا و مولیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی بے ادبی گستاخی توہین و تنقیص سے باز رہو عظمت شانِ رسالت کے تحفظ و دفاع اور ادب و عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جرم میں یہ لوگ نت نئے افتراءات اُٹھاتے اور الزامات کا طوفان مچاتے ہیں ؎

ظلم لو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

بہرحال اصل مسئلہ توہین و تکفیر کا ہے اگر کوئی توہین و تنقیص نہ کرتا تو تکفیر نہ ہوتی ارتداد حکم شرعی واضح نہ ہوتا مگر یہ لوگ بڑی بے بصیرتی سے

---

[1] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین صفحہ ۴۹ ـ ۵۰، امام احمد رضا اور انکے مخالفین ص ۱۳۲

تکفیر کا رونا تو روتے ہیں توہین سے توبہ اور کفریات سے رجوع نہیں کرتے۔

توبہ سے انحراف عذرِ گناہ بدتر از گناہ

سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ نے اپنے عہد کے دشمنان شان رسالت اور علمبرداریں توہین و تنقیص کو بار بار رجسٹری خطوط کے ذریعہ ان کے اقوال کفریہ پر متعدد بار مطلع کیا توبہ اور رجوع کی ترغیب دلائی توبہ اور معافی کوئی امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے طلب نہیں کرنی تھی، توبہ اور معافی اللہ واحد قہار جل وعلا سے طلب کرنی تھی۔ بالفرض ان کے نزدیک ان کی گستاخیاں توہین و تنقیص نہیں تھیں پھر بھی اُمت کے وسیع تر مفاد و اتحاد کے لیے توبہ کر لیتے تو کیا مضائقہ تھا؟ مگر انہوں نے عزت نفس کا مسئلہ بنالیا۔ توبہ مقدر میں نہ تھی رجوع الی الحق کی دولت عظمیٰ سے محروم رہے اور اپنی توہین آمیز کفریہ عبارات کو عین ایمان اور نور اسلام سمجھنے لگے اور مختلف النوع لغو تاویلات کرنے لگے۔ ضد اور عناد نے اندھا کر دیا۔ ان تاویلات سے مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی والا منظر سامنے آیا۔

پانچ سات مولویوں کی قربانی کوئی بڑی بات نہیں

آج بھی الحمد دیوبندی مکتب فکر کے علماء سنجیدگی اور متانت اور حقیقت پسند اور وسیع النظری سے کام لیں اور انتشار کے خاتمہ اور اُمت کے اتحاد قومی یکجہتی کے لیے گنتی کے صرف پانچ سات مولویوں کی قربانی دے دیں۔ اور جن حضرات پر اُن کی کفریہ گستاخانہ عبارات کے باعث حسام الحرمین شریفین اور الصوارم الہندیہ میں فتویٰ کفر وارتداد لگا ہے اور عرب و عجم شرق و غرب پاک و ہند کے اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء نے اس کی تائید و تصدیق فرمائی ہے صرف اُن گنتی کے چند مولویوں سے قطع تعلق کرتے ہوئے

توہین کو توہین تسلیم کریں کفر کو کفر مان لیں اور سچے دل سے توبہ کرکے
ان کی وکالت اور دلالی چھوڑ دیں۔ جھوٹی تاویلات کا سلسلہ بند کر دیں
اور حسام الحرمین پر تصدیق کر دیں تو اُمید ہے اُمت کا وسیع تر اتحاد
یکجہتی قائم ہو سکتی ہے اور قوم کو خلفشار سے نجات مل سکتی ہے اور اُمید
ہے اس مستحسن طرز عمل سے اُن مرتکبین توہین کی ارواح کو بھی سکون
ہوگا کیونکہ آپ لوگ اُن کی بیان و تحریر کردہ جن جن گستاخیوں بے ادبیوں
کی وکالت اور تائید و حمایت میں دن رات ایک کر رہے ہیں اس عذاب
اور نحوست کا حصّہ اُن بانیان توہین و تنقیص کو بھی مل رہا ہوگا اور عذاب
میں مزید شدت ہو رہی ہوگی آپ نے کفر کی وکالت کا یہ مذموم کاروبار
چھوڑ دیا تو یقیناً ان کی رُوح کو تسکین ہوگی کیونکہ وہ تمہیں دین اسلام
کی عظمت شانِ رسالت کی رفعت کی بجائے اپنے جھوٹے تقدس کے
جس مکروہ دھندے پر تمہیں لگا کر گئے ہیں اور تم اُن کی گستاخانہ کفریہ
عبارات و عقائد کا دفاع جس مذموم و مکروہ انداز میں کر رہے ہو اور
عامۃ الناس کے لیے ضلالت و گمراہی کا باعث بن رہے ہو یہ اُن کے
تمہارے اکابرین کے لیے وبالِ جان بن رہا ہوگا اور ان کے عذاب
کی شدت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہوگا۔ اور اگر خدا کرے موجودہ دَور
کے حامیان توہین مرتکبین توہین سے منحرف ہو کر حسام الحرمین کی تائید و
تصدیق کرتے ہوئے راہِ مستقیم پر آجائیں تو اُمت کے لیے یہ دن انتہائی
فرحت و مسرت کا دن ہوگا اور پھر ہم سب مل کر منکرین حدیث۔
منکرین صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین منکرین ختم نبوت کا ایک
مضبوط قوت کی حیثیت سے مشترکہ مقابلہ کریں گے۔

مطالعہ بریلویت کٹ پیس کتاب	مطالعہ بریلویت کوئی باقاعدہ کتاب نہیں،

نہ اس کی کوئی ترتیب نہ کسی خاص عنوان پر لکھی گئی بلکہ خود ساختہ علامہ ڈاکٹر پروفیسر مانچسٹروی نے اپنی پروفیسری کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑنے کے لیے مختلف کتابوں، رسالوں، پمفلٹوں، کتابچوں، اشتہاروں، پوسٹروں جھوٹے سچے اونے پونے مصنفین کے مضامین سرقہ کرکے سارے کٹ پیس ٹکڑے "مطالعہ بریلویت" میں جمع کر دیئے ہیں اور مصنف بن بیٹھا ____۔

تردید شدہ مضامین کی بھرمار

مطالعہ بریلویت میں تردید شدہ مضامین اور حوالہ جات کی بھرمار ہے۔ جن الزامات وخرافات اور عقل شکن حوالوں کا ہم قہر خداوندی برہان صداقت۔ برق آسمانی اور اپنی دوسری کتابوں میں بار بار مبالغہ کی حد تک مکرر در مکرر جواب دے چکے ہیں انوکھی ڈھٹائی اور دیدہ دلیری سے ملاں مانچسٹروی نے پھر مطالعہ بریلویت میں نقل کر دیئے۔ مصنف کا یہ حق تھا جن حوالوں اور الزامات کے ہم نے جوابات دیئے ہیں، وضاحتیں کی ہیں اُن کا جواب دیتا یا ہمارے جواب و وضاحت میں کوئی کمزوری تھی تو بیان کرتا لیکن جواب کا جواب دینے کی بجائے اندھے کی لاٹھی گھما دی۔ وہی رٹے ہوئے اور از بر کئے ہوئے الزامات خرافات کو مطالعہ بریلویت میں نقل کر دیا جیسا کہ ہم نے وصایا شریف میں اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی وصیت "میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے" کے سلسلے میں کثیر حوالوں سے بار بار بصراحت مدلل محقق جوابات دیئے۔ اس پوری کتاب میں شاید ہی کوئی الزام ایسا ہو کہ جس کا دو چار بار بلکہ بار بار جواب نہ دے دیا گیا ہو۔ معلوم نہیں اس بے حیا مرتب یا مصنف کو مختلف النواع الزامات کے اعادہ سے کیا سکون حاصل ہوتا اور اس کے غلیظ نفس اور خبیث رُوح کو کیوں تسکین پہنچی ہے

بار بار وہی حوالے نقل کرنے کا یہ مرض اسے کیوں لاحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اُس کے پیارے حبیب و محبوب نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم سے اور سیدنا اعلیٰحضرت کے قلم کی جھنک کے صدقے اور امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان سیدی علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہٗ العزیز کی دعاؤں کی برکت سے ہم آئندہ صفحات میں مؤلف مطالعہ بریلویت کے ہر فریب و فراڈ کا دامن دلائل و براہین و حوالہ جات سے چاک کریں گے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کریں گے۔

پڑا افلاک کا کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

ایسی ایسی الزام تراشیاں کر رہے ہیں جو اکابر دیوبند کے وہم و تصور میں بھی نہ تھیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

- کبھی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا ماننے کا الزام اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر لگا رہے ہیں۔
- کبھی بریلویوں پر اعلیٰحضرت کو خدا ماننے کا الزام لگا رہے ہیں۔
- کہیں اعلیٰحضرت پر گستاخیٔ رسول کا الزام لگا رہے ہیں۔
- کہیں اعلیٰحضرت پر یہ الزام عائد کر رہے ہیں کہ وہ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ العزیز کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت اور برتری کے قائل تھے۔
- کہیں توہین انبیاء، کہیں توہین صحابہ، کہیں توہین اولیاء کے بے تحاشہ الزامات لگا کر اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ سے سیاہ تر کر رہے ہیں۔ یہ سب دل کی بھڑاس ہے کوئی دیوبندی سُود ما ثابت نہیں کر سکتا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مولوی

اشرفعلی تھانوی۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مولوی انورشاہ کاشمیری جیسے مسلمہ اکابر دیوبند اور اعلیحضرت امام اہلسنت کے معاصرین نے ایسے ناپاک الزام لگائے ہوں بلکہ مسلمہ و ممتاز اکابر دیوبند نے امام اہلسنت سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو مومن مسلمان صاحب ایمان داسلام مانا عاشق رسول جانا اور آپ کی اقتداء میں جواز نماز کا فتویٰ دیا۔ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی حسرت کا برملا اظہار کیا۔ اصاغر دیوبند کے مذکورہ بالا قسم لایعنی و بیہودہ اتہامات اگر فی الواقع سچے ہوتے تو یہ الزام اکابر دیوبند پر ہی پڑے گا کہ معاذ اللہ ایسے عقائد کے حامل کو انہوں نے مومن مسلمان کیوں مانا۔ ان کی اقتداء میں جواز نماز کا فتویٰ کیوں دیا۔ اصاغر دیوبند کے بے تحاشہ الزامات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کے زعم باطل میں سیدنا اعلیحضرت کی کتابوں کو یہ اصاغر سمجھ سکتے ہیں اتنا ان کے اکابر نے نہ سمجھا ورنہ وہ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے ایسے صریح غلط عقائد دیکھ کر کیوں خاموش رہے اور آج کل یہ لونڈے چھوکرے ڈاکٹر پروفیسر اور خود ساختہ علامہ اور جاہل مناظرین علم و عمر و تجربہ کے اعتبار سے چھوٹے چھوٹے مولوی جن کے منہ سے ماں کے دودھ کی بو بھی نہیں گئی۔ جن کو اعلیحضرت قدس سرہٗ کی کتب کے ماخوذ کا تو کیا پتہ چلے گا امام اہلسنت کی تصانیف کا نام بھی صحیح پڑھنا نہیں آتا جن کا علمی و تحقیقی حدود اربعہ یہ ہے کہ ہیر پھیر کر وہی مکھیاں مار رہے ہیں جو ان سے پہلے کا نام نہاد مصنف مار جاتا ہے۔ بغیر دیکھے دلیری سے اعلیحضرت کی کتاب کا حوالہ نقل کر دیں گے اور بحوالہ اپنے ہی کسی مصنف کی کتاب کا لکھ دیں گے اور جب اصل تصانیف اعلیحضرت سے مطابقت کی جاتی ہے بات ہی کچھ اور نکلتی ہے اس قسم کی جعلسازی اور روسیاہی ان

کے مقدر میں لکھی ہے۔ قارئین کرام اور انصاف پسند ناظرین کرام یقین فرمائیں کہ جب ہم ان مرفوع القلم مصنفین کی کتب میں نقل کردہ حوالوں کو سیدنا سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی تصانیف جلیلہ سے ملاتے اور مطابقت کرتے ہیں تو ان کے دجل کا راز افشا ہونے پر اعلیحضرت کی حقانیت وصداقت پر ہمارا ایمان اور پختہ ہو جاتا۔ بے پر کی اڑانا رائی کا پہاڑ بنانا ان کا خاص وصف ہے۔ ؎

رائی کو اس کا راوی کہ ہیں
کیا بے پر کی اڑاتے یہ ہیں

میرا دین ومذہب

ان کو بہت بڑی طرح لڑ گیا ہے عنوان خواہ کچھ بھی ہو چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا دیوبندی وہابی مصنف اسی خبط میں مبتلا ہے کہ امام احمد رضا خاں نے میرا دین ومذہب کہہ دیا۔ دیکھو وصایا شریف پڑھو آخری وصیت میرا دین ومذہب اس پر مضبوطی سے قائم رہنا۔۔۔۔ الخ بس جی اعلیحضرت بریلوی کا دین ومذہب تو ان کا خود ساختہ گڑھا ہوا دین ومذہب ہے نیا دین ہے وغیرہ ذالک من الخرافات۔ حالانکہ اعلیحضرت قدس سرہٗ نے صاف فرمایا ہے میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے فیصلہ ہو گیا اعلیحضرت امام اہلسنّت کی کتب کو دیکھو انشاء اللہ العزیز قرآن واحادیث اقوال ائمہ و فقہاء تصریحات محدثین ومفسرین کے سوا کچھ نہ ملے گا ہر دعویٰ پر تفاسیر واحادیث واقوال ائمہ ملیں گے اگر اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا خود ساختہ گھڑا ہوا دین ومذہب ہوتا قرآن واحادیث

لے نرد کرنے والا ؎

کی نصوص سے معارض و مختلف ہوتا تو اُن کے معاصر اکابر دیو بند اُن کو مسلمان کیوں مانتے اُن کی اقتدا میں جوازِ نماز کے فتاویٰ و احکام کیوں جاری کرتے؟ ـــــ مطالعہ بریلویت کا بد باطن مصنف ایک طرف صفحہ ۱۹ پر اعلحضرت علیہ الرحمۃ کے بیرادین و مذہب کہنے پر واویلا مچاتا ہوا غلط تاثر دیتا ہے کہ اس مذہب کو بریلوی مذہب کہتے ہیں ...... باقی اُمت سے علیحدہ کانٹوں کی ایک باڑ پر لا کھڑا کیا ......
صفحہ ۱۹ پر یہ غلط تاثر دینے کے باوجود کہ بریلوی مذہب باقی اُمت سے علیحدہ ہے یہی مصنف اپنے مُنہ پر اپنا تھپڑ مارتے ہوئے اپنے ہی قلم سے اقرار کرتا ہے کہ : ـــــ

"مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جب علماء دیو بند کو کافر کہا تو علماء دیو بند نے خاں صاحب کو جواباً کافر نہ کہا جب ان سے کہا گیا آپ انہیں (امام احمد رضا کو) کافر کیوں نہیں کہتے تو انہوں نے کہا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے الزامات میں ہم پر جھوٹ باندھا ہے جھوٹ اور بہتان باندھنا گناہ اور فسق تو ہے لیکن کفر ہرگز نہیں۔ ہم اس مفتری کو کافر نہیں کہتے"۔ [1]

بات ختم ہوئی ان دو تین سطروں سے پوری کتاب مطالعہ بریلویت کا جواب ہو گیا۔ مطالعہ بریلویت کے مصنف نے اپنی چار طویل ترین جلدوں میں جو شدید ترین نوعیت کے بد ترین الزامات و اتہامات لگائے ہیں اکابر دیو بند کے نزدیک ان کی کوئی حقیقت و حیثیت نہیں مطالعہ بریلویت میں مذکور اگر یہ سارے تو کیا ایک دو الزام بھی فی الواقع اور صحیح ہوتے تو اکابر دیو بند ان کو ضرور کافر کہتے ـــ اکابر دیو بند کے نزدیک اعلحضرت امام

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۲۷۷-۲۷۸ ؎

احمد رضا علیہ الرحمۃ کا دین و مذہب خود ساختہ گھڑا ہوا ہوتا اور باقی اُمت سے علیحدہ خلافِ اسلام و خلاف کتاب و سنّت ہوتا تو اکابر دیو بندان کو ضرور ضرور کافر کہتے مگر اکابر دیو بند نے تو صاف صاف صرف اتنا اعتراف کیا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں نے ہم پر جھوٹ اور بہتان باندھا ہے اور یہ فسق ہے کفر نہیں ہے۔ یہ ملّاں مانچسٹر وی کی تیرہ بختی اور شقاوت قلبی ہے کہ وہ اپنے اکابر کے برعکس اعلحضرت کے دین و مذہب کو دین اسلام سے علیحدہ قرار دے کر نیا دین و مذہب بتا رہا ہے اور اُن کے ذمّہ ایسے شرمناک اور شدید تنقیص و توہین آمیز عقائد لگا رہا ہے جو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ شرک و کفر و ارتداد پر مبنی ہی ہو سکتے ہیں ــــــ ۔

مولوی خالد محمود کے اپنے دین ایمان کا بھی جنازہ نکل گیا

خالد محمود نے وصایا شریف کی عبارت نقل کر کے یہ سمجھا کہ اعلحضرت کا دین و مذہب دین اسلام اور مذہب اہلسنّت سے مختلف و متضاد نیا اور خود ساختہ دین ہے یہی تاثر دیا اور اظہار کیا ہے ــــــ دین اسلام سے مختلف نیا دین بنانے والے کو وہ مسلمان بھی سمجھتا ہے کافر بھی نہیں کہتا اور نہ صرف یہ بلکہ قارئین کرام مطالعہ بریلویت جلد اوّل کو ایک سرسری نظر سے ملاحظہ کریں اور شرخیال دیکھیں۔ اعلحضرت امام اہلسنّت کے ذمہ جو عقائد و نظریات لگائے ہیں وہ یہ ہیں :ــــــ

(۱) خدا سے لڑائی لڑنا صہ ۵۲ (۲) خدا سے کشتی لڑنا صہ ۵۱

(۳) ولیوں کو نبیوں سے بڑھانا صہ ۴۹ (۴) ازواج مطہرات کی گستاخی کرنا صہ ۴۲

۵ قرآن کریم کی آیات غلط لکھنا صہ ۲۳۷

۶ ایک لفظ قرآنی کا انکار بھی کفر ہے صہ ۲۴۱

۷ صفحہ ۲۳۷ تا صفحہ ۲۴۲ سیدنا امام احمد رضا بریلوی اور مرزا مردود و مرتد کو قرآن مجید کے الفاظ و معانی میں تحریف کرنے والا قرار دیا ہے۔

۸ صفحہ ۲۴۴ پر قرآن پاک کے الفاظ و معانی میں تحریف کا الزام لگایا ہے۔

جب معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ایسے سنگین و شدید ترین الزامات خالد محمود کے نزدیک ثابت ہیں اور پھر بھی وہ ایسے خبیث الزامات و عقائد کے مرتکب کی تکفیر نہیں کرتا کافر قرار نہیں دیتا بلکہ اکابر دیوبند کی سند اور دلیل لاتا ہے کہ اکابر دیوبند نے اعلیٰحضرت کو کافر نہیں کہا دیکھو مطالعہ بریلویت صہ ۲۷۸۔ اب یا تو یہ مانو کہ ملاں مانچسٹروی نے سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے بے سروپا الزامات لگا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا ہے یا پھر یہ مانو کہ وہ انبیاء علیہم السلام سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کی گستاخی اور قرآن عظیم کی لفظی و معنوی تحریف کو کفر نہیں سمجھتا اس سے تو اس کے اپنے ایمان کا جنازہ نکل گیا کیونکہ اس کے نزدیک خدا سے لڑائی لڑنا ___ ولیوں کو نبیوں سے بڑھانا ___ ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کرنا ___ قرآن عظیم میں لفظی و معنوی تحریف کرنا کفر نہیں ہے تو پھر اس کا اپنا ایمان کہاں رہا۔ جب اس کے نزدیک یہ باتیں کفر و ارتداد نہیں ہیں تو پھر یہ نانوتوی گنگوہی۔ انبیٹھوی۔ تھانوی وغیرہ کی گستاخیوں کو کفر و ارتداد کیسے ماننے لگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے اپنے اقوال و طرز عمل سے ثابت

ہو گیا کہ ان کے ہاں اللہ تعالیٰ کی تنقیص انبیاء و مرسلین اور حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ـــ قرآن عظیم کی تحریف اور ازواج مطہرات کی گستاخی کفر و ارتداد و بے دینی نہیں ہے ان کے ہاں بے ادبی گستاخی اور تنقیص الوہیت اور توہین رسالت پر فتویٰ کفر کا کوئی تصور نہیں ہے۔ پھر یہ لوگ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان کی گستاخیوں کو کفر کس طرح مانیں گے ـــ؟ ان کا سارا زور اس بات پر صرف ہوتا ہے کہ کسی کو بھی کافر نہ کہو کافر کو بھی کافر نہ کہو۔ چاہے کوئی تنقیص الوہیت کا مرتکب ہو یا توہین رسالت کا ارتکاب کرے ان کے ہاں انبیاءؑ و مرسلین اور صلحاء امت اولیاء کاملین کی بے ادبی گستاخی کرنے لکھنے چھاپنے کی عام اجازت ہونی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اکثر کتب و رسائل اپنے مولویوں کی عظمت کے دفاع اور تحفظ میں ہوتے ہیں جبکہ علماء اہلسنت کی تصانیف میں شان الوہیت اور عظمت شان رسالت و مقام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تحفظ و دفاع پایا جاتا ہے۔

میرا دین و مذہب کہنے کی وضاحت

اگرچہ ہم اپنی متعدد تصانیف قہر خداوندی برق آسمانی۔ برہان صداقت وغیرہ میں اس موضوع پر کافی لکھ چکے ہیں اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ اکابر اہلسنت مناظرہ بریلی مناظرہ اودی ـــ مناظرہ ملتان وغیرہ وغیرہ میں اس بات کی کافی سے زیادہ وضاحت کر چکے ہیں لیکن ان کو ہر بار نئی گولی نہ دی جائے تو ان کے مستقل مرض میں افاقہ نہیں ہوتا لیجئے مزید وضاحت سنیئے :ـــ

اولاً : عبارت مذکورہ بالا میں سیدنا اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے دو چیزیں بیان فرمائی ہیں :ـــ

① اتباع شریعت اور ② دین و مذہب

احکام عملیہ کا نام شریعت ہے اور اعتقادیات کا نام دین ہے بدیہیات شرعیہ میں سے ہے کہ احکام شریعت بقدر وسعت ہیں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا مگر ضروریات دین پر ایمان ہر وقت ضروری ہے۔ اس میں حتی الامکان کی شرط نہیں ــــ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ ــــ اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے از راہ محبت دین اسلام کو اپنا دین فرمایا۔ جیسے کوئی کہے میرا رب، میرے رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی طرح اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کو اپنا دین فرمایا اور پھر یہ تصریح موجود ہے کہ جو میری کتب سے ظاہر ہے۔ اعلیٰحضرت کی کتب میں کیا ہے بفضلہ تعالیٰ قرآن واحادیث اقوال آئمہ وفقہاء ایک ایک مسئلہ پر صدہا نصوص مصنف دھاکہ اور اس کے اکابر ومشاہیر تاقیام قیامت اعلیٰحضرت کی کتب سے قرآن واحادیث کے خلاف کچھ نہ دکھا سکیں گے۔ اعلیٰحضرت نے بالخصوص اپنی کتب کی نشاندہی اس لیے فرمائی کہ اس دور میں مرزائی قادیانی، نیچری، رافضی، دیوبندی وہابی، چکڑالوی سب ہی قرآن وحدیث کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اور اپنی باطل مراد کے لیے غلط معنی پہنا کر گمراہ کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کی کتاب پر نہیں بلکہ میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا۔ اب اعلیٰحضرت کی کتب سے جو ظاہر ہے وہ ہر آنکھ والا دیکھ سکتا ہے۔ مگر نہ جانے مصنف مطالعہ بریلویت کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اپنے دین ومذہب سے اعلیٰحضرت کی مراد شریعت محمدی نہ تھی اپنا علیحدہ مذہب تھا یہ کچھ اعلیٰحضرت کی کتب سے تو ظاہر نہیں اور قلبی کیفیات پر مطلع ہونا اور دل میں چھپی ہوئی غیب کی بات جاننا بالذات اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے لیکن مصنف نے اپنے اکابر کے مذکورہ عقیدہ کے خلاف اپنے علم غیب کا دعویٰ کس طرح کر دیا۔

یا محض ابلیسی وسوسہ ہے ___؟

بہر حال یہ مصنّف مطالعہ بریلویت کا جاہلانہ اعتراض اور دھوکہ ہے ہم اس سے پوچھتے ہیں اسلام آپ کا دین ہے یا نہیں ___؟ اگر آپ کہیں ہاں تو آپ اپنے فتویٰ سے کافر ہو گئے۔ کیونکہ دین کو اپنی طرف اضافت کرنے کے معنیٰ آپ کے نزدیک یہ ہیں آپ کا گھڑا ہوا اور ایجاد کردہ دین اس طرح اسلام کو آپ اپنا دین بتا کر کافر ہو گئے اور اگر آپ کہیں اسلام ہمارا دین نہیں تو آپ ہمارے فتویٰ سے بحکم شریعت کافر ہو گئے۔ ؎

دو گونہ عذاب است جان مجنوں را
بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

ثانیاً: احادیث صحیحہ میں ہے کہ مُردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو منکر نکیر آکر سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے۔ مَا دِیْنُكَ تیرا دین کیا ہے۔ آپ کے قول پر یہ مطلب ہوا کہ نکیرین علیہم السلام مُردے سے اسلام کے علاوہ خود اس کا گھڑا ہوا دین پوچھتے ہیں یوں نہیں کہتے کہ عَلیٰ اَیِّ دِیْنٍ کُنْتَ تو کس دین پر تھا بلکہ یہی کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ مسٹر ما نچسٹروی کو چاہیے کہ وہ کہہ دے میرا کوئی دین نہیں میں تو بے دین ہوں۔ لَا دِیْنَ لِیْ۔ مسلمان مُردہ یہ نہیں کہتا کہ اَنَا عَلیٰ دِیْنِ الْاِسْلَامِ یعنی میں اسلام پر ہوں۔ بلکہ وہ کہتا ہے۔ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے۔

ثالثاً: سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس وصیت کے بارہ میں مولوی ضیاء احمد دیوبندی وہابی اپنی کتاب التحقیق الحبیب فی بیان انواع التثویب کے صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں۔ "اور وصیت کنندہ اور اس کی وصیت عین شریعت ہو گی"

پھر اسی صفحہ ۲۴ پر ہے "بلتیع وصیت مذکورہ عنداللہ معاب و مثاب ہے۔" اس جواب پر آپ کے دیوبندی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مدرس مولوی عبداللطیف صاحب کی تصدیق بھی موجود ہے۔
بتائیے مولوی ضیاء احمد دیوبندی اور مولوی عبداللطیف سہارنپوری اعلیحضرت کے شریک جرم ہوئے یا نہیں۔ انہوں نے معاذاللہ گھڑے ہوئے یا ایجاد کردہ دین کی تائید کی یا نہیں ۔۔۔؟

مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور مولوی اشرفعلی تھانوی کی تائید

ہم مطالعہ بریلویت کے مرتب اور ان کے چھوٹے بڑے چنیں چناں مصنفین کو ان کے گھر پہنچا کے دم لیں گے میرا دین کہنا ان کے نزدیک وبال جان ہے لیکن علماء دیوبند کے عظیم ممدوح مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور مصنف کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی اس کی تائید کر رہے ہیں۔
ملاحظہ ہو:۔۔۔۔

"ایک مولوی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں (تھانوی صاحب نے) فرمایا آپ تو اسی پر تعجب کر رہے ہیں میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے خود اس سے زیادہ عجیب ایک حکایت سنی ہے جس میں توجیہ کی بھی ضرورت ہے اور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل ہوتا اور بہت ممکن تھا کہ میں سن کر رد کر دیتا وہ یہ کہ ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر آکر سوال کیا۔ من ربک۔ ما دینک۔ من ھذا الرجل (تیرا رب کون ہے؟ ۔۔۔ تیرا دین کیا ہے؟ ۔۔۔ اور یہ صاحب کون ہیں؟) وہ (ہر) جواب میں کہتا مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظم

رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں جو ان کا خدا وہ میرا خدا جو ان (غوث اعظم علیہ الرحمہ) کا دین وہ میرا دین اسی پر اس دھوبی کی نجات ہو گئی "[1]

حوالہ مذکورہ ملاں مانچسٹروی کا سہرے گیا اور مولانا گنج مرادآبادی و تھانوی نے تسلیم کر لیا کہ یہ کہنا درست ہے کہ جو غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دین وہ میرا دین ـــ بس اسی طرح یہ کہنا بھی درست ہوا کہ جو سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کا دین وایمان وہ ہمارا دین وایمان کیونکہ حضور اعلیحضرت کا دین دین اسلام ہی ہے کھینچا تانی سے اس مفہوم کو مسخ نہیں کیا جا سکتا اور سنیئے :ـــــ

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی

یہ دربھنگی چاندپوری سابق ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند ان کا رئیس المناظرین تھا۔ جیسے رئیس لوگ امیر کبیر دولت کے نشہ میں کچھ کا کچھ بک دیتے ہیں ان کا رئیس المناظرین بھی اپنی رئیسی کے نشہ میں اسی وضع کا رئیس المناظرین تھا اُن کو اس فرقہ کے لوگ ابن شیر خدا بھی کہتے ہیں۔ اُن کے پاس تھانوی حکیم الامت کی خلافت کی ڈگری بھی تھی! اکابر دیوبند کے پھٹے چیتھڑوں کی پیوندکاری یہی کرتا رہا ہے۔ کفریہ عبارات کے جواب میں اس کی ساری عمر یوں نہیں یوں۔ یوں نہیں یوں کرتے گزر گئی اس لیے رئیس المناظرین کا تاج فرق اخبث پر رکھ دیا گیا۔ سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت تھانوی اینڈ گنگوہی کو چیلنج دیں یہ صاحب خم ٹھونک کر کہیں میں لڑوں گا اور جب اس کا غذی شیر کے مقابلہ میں خلیفہ اعلیحضرت ملک العلماء حضرت مولانا محمد ظفرالدین احمد فاضل بہاری علیہ الرحمۃ الباری

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۹۱ زیر ملفوظ ۱۳۳ ۞

آئیں تو یہ کاغذی شیر راہ فرار پر قرار پکڑیں بہر حال میرا دین۔ تیرا دین میں یہ رئیس المناظرین بھی ہمارے ہمنوا ہیں وہ ملک العلماء حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین علیہ الرحمۃ فاضل بہاری کو نقل آخری لاجواب تحریر کے زیر عنوان لکھتے ہیں :۔

"ہر شخص اپنا دین اپنے ساتھ رکھتا ہے۔" [1]

اب خالد محمود نامسعود کو چاہیے کہ وہ تھانوی۔ دربھنگی سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی پر بھی یہ فتویٰ لگائے انہوں نے گھڑے ہوئے بنا دٹی خود ساختہ دین کو اپنا دین کہا ہے ۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پہ یہ ادا نہ دے

اب کل کو اسی وصایا شریف کی اس عبارت کو آپ نے اگر کسی دوسری جگہ نقل کیا تو آپ سے بڑا بے شرم اور ہٹ دھرم کوئی نہیں ہوگا اگر دم خم ہو تو ہمارے ان دلائل شواہد کا توڑ کیا جائے ورنہ بے مقصد بک بک سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ختم اور ایصال ثواب

"مطالعہ بریلویت" کے صفحہ ۱۰ تا ۳۷ پر ختم فاتحہ ایصال ثواب کے موضوع پر بڑے مسخرانہ انداز میں تبصرہ کیا گیا اور وہی پنجابی مثل اور محاورہ کیمطابق "ٹرے پھرے کھوتی بوہڑ تھلے" یعنی گدھی چل پھر کر پھر بڑ کے درخت کے نیچے آکھڑی ہوتی ہے یہی حال مسٹر ڈاکٹر کا ہے ادھر ادھر جھک مار کر پھر وصایا شریف اعلیحضرت سے کھانوں کی فہرست پیش کر کے اپنی للچاتی ہوئی زبان باہر نکال لی۔ حالانکہ ہمارا دیوبندیوں وہابیوں سے

---

[1] اسکات المعتدی صفحہ ۷۸ ۔

بنیادی اور اصولی اختلاف ختم فاتحہ حلوؤں اور چھواروں کھانوں کی لذتوں وغیرہ پر نہیں بلکہ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ فتویٰ گنگوہی جیسی ناپاک کتب کی گستاخانہ اور کفریہ عبارات پر ہے۔ تو اس بھلے مانس نے بلکہ بن مانس نے اپنے اکابر کی گستاخانہ کفریہ عبارات پر تو کلام نہیں کیا بلکہ اپنی کتاب کی بنیاد ختم فاتحہ اور ایصال ثواب جیسے فروعی مسئلہ پر رکھی ــــ ہولی دیوالی کی کھیلوں پوریوں کچوریوں سودی روپیہ کی سبیل کے پانی اور زاغ معروفہ کی یخنی کے سوا ان کے مقدر میں تو کچھ لکھا نہیں۔ للچائی ہوئی نظروں ٹپکتی ہوئی رالوں سے پھر لوپ زبان لٹکا کر وصایا شریف اعلحضرت میں یہ دیکھنا شروع کر دیا۔

"اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف ــــ مرغ کی بریانی ــــ مرغ پلاؤ خواہ بکری کا ہو ــــ شامی کباب ــــ پراٹھے اور بالائی ــــ فرنی ــــ اردکی پھریری دال مع ادرک و لوازم ــــ گوشت بھری کچوریاں ــــ سیب کا پانی ــــ انار کا پانی ــــ سوڈے کی بوتل[1]"

ان لوگوں کو خواب و خیال میں بھی یہ نعمتیں نظر نہیں آئیں ان کا حد و اربعہ زاغ معروفہ کالے دیسی کوّے یا ہولی دیوالی کی کھیلوں پوریوں کچوریوں تک ہے اور وہ کسی نے صحیح کہا ہے۔ بندر کیا جانے ادرک کا مزہ ــــ چٹ پٹے کھانوں کو دل چاہا تو وصایا شریف کھول کر بیٹھ گئے اور للچائی نظروں سے ٹپکتی زبان نکال کر پڑھنے لگے۔ دودھ کا برف ــــ مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ۔ شامی کباب... وغیرہ وغیرہ شاید انہیں اس لیے درد ہوا کہ اعلحضرت امام اہلسنت نے اپنی اس

---

[1] وصایا شریف صفحہ ۹ ؎

مبارک وصیت میں زاغ معروفہ کی بریانی ــــ زاغ معروفہ کا پلاؤ
زاغ معروفہ کے شامی کباب نہیں بیان فرمائے۔ کچھ پتہ نہیں چلتا
کہ اس وصایا پر اعتراض کی علت وحکمت کیا ہے ؟ ــــ بہرحال
یہ فہرست اس بے چارے عقل مارے مسٹر خالد محمود نے پہلی مرتبہ نہیں
لکھی۔ مطالعہ بریلویت میں تو کھلم کھلا اپنے نام سے لکھ دی ہے ورنہ
اپنے کتابچہ ڈھاکہ میں چھپے رستم کے طور پر لکھی تھی اور ہم نے بفضلہ
تعالیٰ اپنی کتاب قہر خداوندی بر ڈھاکہ دیوبندی میں صفحہ ۵۷ تا
صفحہ ۶۵ اس کا مدلل ومحقق جواب دیا تھا۔ اس کند ذہن مصنف
میں دیانت کی رتی ہوتی تو ہمارے جواب کا جواب دیتا اور اب پھر بے شرمی
سے وہی عبارت جو ڈھاکہ میں لکھ کر مار کھائی تھی ہٹ دھرمی
سے مطالعہ بریلویت میں لکھ ماری اور مصنف بن گیا کیا کہنے ہیں اس
اثر خامہ کے ــــ اور نہ صرف یہ بدنصیب "اثر خامہ" اس کمپنی کے
دوسرے مرفوع القلم اندھا دھند مصنفین بھی مزے لے لے کر اپنی
اپنی کتابوں، کتابچوں، پمفلٹوں، پوسٹروں اور رسالوں میں ان
چٹ پٹے اور مرغن کھانوں کے ناموں سے ہی لطف اندوز ہوتے
رہتے ہیں ــــ ع

ترا آستاں جو نہ مل سکا تری رہگذر پہ جبیں سہی

اصل کھانے تو میسر نہیں ان کھانوں کے نام کا ہی وظیفہ کرتے جاؤ۔

یہ وصیت نامہ کیا ہزار دفعہ بیان کروگے ؟

ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں ایک چیز کے بار بار اعادہ وگردان سے کیا حاصل فاتحہ کے جس
وصیت نامہ کو مطالعہ بریلویت کا مرتب اب نقل کر رہا ہے اس کے
بار بار جواب دیئے جا چکے ہیں خود فقیر راقم الحروف اپنی متعدد تصانیف

ہیں اور دیگر اکابر و مشاہیر علماء اہلسنت۔ مناظرین اہلسنت۔
مصنفین اہلسنت بار بار جواب دے چکے ہیں۔ مخالفین اہلسنت۔
منکرینِ فاتحہ، معاندینِ اعلحضرت امام اہلسنت کو یہ حق تو پہنچتا ہے کہ
وہ ایک دو بار اس بات پر اعتراض کریں جو اُن کی خود دماغی کے
معیار پر پوری نہ اُترتی ہو لیکن ازروئے انصاف یہ حق نہیں پہنچتا کہ
ہم جن باتوں کے متعدد بار جوابات دے چکے ہیں آپ ہر نئی آنے
والی کتاب میں وہی گلے سڑے پرانے اعتراض کرتے جائیں۔ البتہ
مخالفین کو یہ حق ہے کہ ہم نے جو جوابات دیئے ہیں جو جو وضاحتیں کی
ہیں اُن جوابات اور وضاحتوں پر اعتراض کر سکتے ہیں ان کی کمزوری
بیان کی جا سکتی ہے جو اُن کے زعم میں ہو۔ لیکن وہی اعتراضات نقل
کئے جانا بے شرمی اور ہٹ دھرمی ہے۔

فاتحہ سے متعلق سیدنا اعلحضرت امام اہلسنت کا یہ وصیت نامہ
جو مطالعہ بریلویت میں آج نقل کیا جا رہا ہے یہ مصنف نے کون انوکھا
بڑا تیر مارا ہے۔ یہ بہت پرانی بات ہے اور متعدد دیوبندی مناظر
و مصنف اس کی رٹ لگا چکے ہیں۔ مناظرہ بریلی کی دیوبندی روئیداد
صفحہ ۱۶۹ پر منظور مفرور دیوبندی مناظر نے لکھا ـــــ مناظرہ بریلی
کی مُفصل روئیداد میں امام اہلسنت سیدنا حضرت قبلہ محدث اعظم
پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہٗ نے ص۱۷۱ پر اس کا جواب دیا۔
مناظرہ ادری میں مولوی منظور سنبھلی نے اسی وصیت نامہ پر اعتراض
کیا اور پھر مظہر اعلحضرت شیر بیشہ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے روئیداد
مناظرہ ادری میں اس کا جواب دیا ـــــ یہاں پاکستان میں "مُجہل مسلہ
حضرات بریلویہ ص۳۲" میں اسی وصیت نامہ پر اعتراض ہوا تو اس
کے جواب میں مولانا محمد عبدالکریم ابدالوی نے کتاب "دیوبندیوں کے

جھوٹ اور خیانتیں" ص ۸۸ پر اس کی وضاحت کی۔ پھر عبدالرؤف نام نہاد فاروقی نے "اپنے آئینہ میں" ص۲۷ پر اسی وصیت نامہ کو نقل کیا۔ پھر "پاگلوں کی کہانی" ص۱۳۷ پر کراچی کے کسی مولوی جاہل نام نہاد فاضل نے یہی جھک ماری اور مولانا مولوی سعید احمد جس نے حال ہی میں بحمدہٖ تعالیٰ دیوبندیت چھوڑ کر سُنّی بریلوی مسلک اختیار کیا "رضا خانی مذہب" ص۱۹۴ پر اسی الزام کا اعادہ کیا۔ اور مولوی ضیاء القاسمی بقول شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان سنتو قوال نے "دربارِ رسالت میں رضا خانی مولویوں کی گستاخیاں" میں یہی حوالہ نقل کیا۔ تنبیہ الجہال میں فقیر راقم الحروف نے اس کا رد کیا۔ مطالعہ بریلویت کے مرتب نے دس بارہ سال قبل دھماکہ میں یہی حوالہ نقل کیا تھا اور قہرِ خداوندی میں اس کا جواب دیا گیا تھا — کراچی سے عالمی تبلیغی تحریک وہابیت کے ڈھنڈورچی نے "گمراہ کن عقائد" ص۳۱ پر یہی کچھ لکھا اور فاتحہ کی اس وصیت پر مذاق اڑایا سب کا بار بار جواب دیا گیا ہے کوئی نئی بات نہیں — اب ملّاں مانچسٹروی نے مطالعہ بریلویت کے ص۱۰۲ پر پھر وہی بار بار کا وضاحت شدہ حوالہ نقل کر دیا ہے حالانکہ فقیر راقم الحروف نے قہرِ خداوندی بر دھماکہ دیوبندی صفحہ ۷۵ تا صفحہ ۷۶ پر اس قسم کی مانچسٹروی لن ترانیوں اور خرد ماغیوں کا پوری طرح پوسٹ مارٹم کیا تھا — اور قہرِ خداوندی ص۷۵ کی موٹی سُرخی بھی یہی تھی "مسئلہ ایصالِ ثواب" — اب اس بار بار لکھنے اور رٹ لگانے سے ہم کیا سمجھیں؟ — یہی سمجھیں انہیں۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ کے بغض و عناد کا دائمی مرض ہے اور جب دورہ پڑتا ہے تو انہیں یہی حوالے یاد آجاتے ہیں یا مانچسٹروی جی اتنا بے خبر و لاعلم ہے کہ اسے وصایا شریف اعلیٰحضرت کی یہ وصیت

اس وقت یاد آئی جب پندرہ بیس بلکہ اس سے زائد وہابی اہل قلم اس کو بار بار لکھ کر مار کھا چکے ہیں یا یہ سمجھیں کہ انہیں کسی کے جواب اور وضاحت سے کوئی غرض نہیں انہیں تو شیطان نے اس کام پر لگا دیا ہے کہ کسی دوسرے کی سُنے بغیر اپنی ہی کہے جاؤ ایک ایک الزام کا وظیفہ کرو ایک سو ایک دانے کی تسبیح پڑھو ۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ اس مصنّف عنید نے آنکھیں بند کر کے مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۲۰ پر پھر وہی دھاکہ والا عنوان قائم کر دیا "ختم اور ایصالِ ثواب" اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے وہی عنوانات ہیں جو دھاکہ میں تھے کہ :-

١. اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو ــــــــــــــ
٢. نیا کفن بھجوانے کی تدبیر ــــــــــــــ
٣. قبر میں ذائقے پہنچتے ہیں ــــــــــــــ
٤. قبر میں لذّت طلبی کی انتہا ــــــــــــــ
٥. وفات کے وقت کھانوں کی فہرست ــــــــ
٦. سرکارِ بغداد و سرکارِ سرہند کی نصیحت ۔
٧. ختم میں ستر ہزار چھوہارے ــــــــــــــ

الغرض صفحہ ۲۰ تا صفحہ ۳۰ وہی عنوانات ہیں جو دھاکہ میں تھے اسی طرح مزاحیانہ انداز میں تمسخر اڑایا ہے ۔ البتہ صفحہ ۲۶ پر عنوانات "شوق ختم میں پیغمبر پر افترا ۔ میت کے کھانے کی شرعی حیثیت ۔ شب برات میں حلوہ ۔ کھانا سامنے رکھنا ۔ چند عنوانات نئے ہیں ہم ان کی بھی خبر لیں گے لیجئے جوابات ملاحظہ ہوں ، ــــــــ

مصنّف لکھتا ہے مرحومین کو ثواب پہنچانے کا عقیدہ برحق ہے زندوں کے نیک اعمال کا ثواب حسب نیت مرحومین کو پہنچتا ہے لیکن یہ بات اپنی جگہ واضح ہے کہ ثواب پہنچتا ہے اصلی چیزیں نہیں پہنچتی ہیں نہ

ان کی خوشبو اور لذت پہنچتی ہے۔ ان چیزوں کو ان کی اصلی شکل میں اگلے جہان بھیجنا کسی طرح ممکن نہیں ایصالِ ثواب برحق ہے"[1]......

اوّل تو یہ بتایا جائے کہ یہ کہا کس نے ہے کہ اصل چیزیں اگلے جہان پہنچتی ہیں۔ ذرا سی بات کا افسانہ بنانے کا کیا فائدہ ــــ؟ سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے بھی یہ نہیں فرمایا جو مصنّف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۲۰ پر سرخی جمائی ہے کہ اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو۔ بتایا جائے ثابت کیا جائے کہ وصایا شریف میں یہ الفاظ کہاں ہیں ــ؟ کہ اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو؟ ــــ حیا ہو تو بتاؤ ــــ مصنّف کا یہ کہنا کہ:

"ثواب پہنچتا ہے اصلی چیزیں نہیں پہنچتیں" بس ہمارا اور ہمارے اکابر کرام کا یہی عقیدہ ہے کہ ان چیزوں کا ثواب پہنچتا ہے غنیمت ہے مصنّف نے یہ تو تسلیم کیا کہ ثواب پہنچتا ہے ــــ امام اہلسنت اعلیحضرت قدس سرہٗ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ اصل چیزیں بھیج دیا کرو۔ وصایا شریف میں ایسا کوئی لفظ کوئی حرف نہیں ہے بلکہ وصایا شریف میں یوں ہے کہ:۔

"ان اشیاء سے کچھ بھیج دیا کریں"۔ اشیاء سے ہے اشیاء ہیں سے نہیں ہے اور کہاں بھیج دیا کریں فاتحہ کے لیے ایصال ثواب کے لیے غرباء فقراء کے لیے ــــ

دروغ گورا حافظہ نباشد

مطالعہ بریلویت کا مرتب صفحہ بیس ۲۰ پر تو اعلیحضرت مجدد دین و ملت قدس سرہٗ کے ذمہ یہ لگاتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو" اور صفحہ پینتیس ۳۵ پر اپنی تکذیب خود کرتا ہوا خود اپنے منہ پر تھوکتا ہے کہ:ــــ

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۰ ؎

"مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا ویسے ہی منع ہے جیسے چراغ رکھنا ... قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں"[1]

بات صاف ہو گئی جو اعلحضرت علیہ الرحمہ قبر پہ کھانا رکھوانا پسند نہیں کرتے وہ قبر کھود کر اندر رکھنا کس طرح پسند کریں گے ـــــ؟

وصیت کے ابتدائی اور آخری حصہ کو یہ یہودیوں کا تربیت یافتہ مصنف اپنی بے ایمانی سے تلف نہ کرتا تو اس کا جواب ہمیں دینے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس وصیت پر مصنف نے عامیانہ انداز میں جو حاشیہ آرائی فرمائی ہے شیطان بھی توبہ کر گیا ہو گا۔

بھلا اس وصیت پر بد زبانی کا کیا موقع تھا۔ کفن ساتھ بھیجدیا گیا تو اعتراض کی گنجائش نکال لی مگر اعلحضرت نے یہاں تو یہ فرمایا تھا کہ فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں۔

اعلحضرت کو آخری وقت میں اپنا نہیں فقراء کا خیال تھا، غرباء کا خیال تھا۔ باقی رہا گیارہ نمبر پر فقراء کو دینے اور بارہ نمبر پر ان چیزوں کو بھیجنے کا مغالطہ تو یہ مصنف کی اپنی عادت و طبیعت کی مجبوری کے باعث ہے۔ بارہ نمبر میں بھی اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ یہاں بھی فاتحہ کا لفظ نمایاں طور پر موجود ہے جو اندھے پن کے باعث نظر نہیں آرہا یعنی فاتحہ کے لیے بھیج دیا کریں نہ کہ خود میری قبر میں اور ابتداء میں بھی یہی مذکور ہے۔ فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیں مصنف کا مدعا تو جب ثابت ہوتا کہ اعلحضرت یہ فرماتے فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیں میرے لیے مزار میں بھیج دیا کریں۔ مگر اسے اول و آخر کچھ نظر نہیں آتا۔ گنگوہی کو کچھ نظر آیا ہو تو اسے نظر آئے۔

---

[1] مطالعہ بریلویت ص ۳۵ بحوالہ احکام شریعت جلد اول ص ۲۷

مصنف نے اپنی غلیظ روح کو تسکین پہنچانے کے لیے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو سوڈے کی بوتل فاتحہ میں شامل کرنے پر لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی سوڈے کی بوتل بہت پسند تھی گویا اس مردود کو سوڈے کی بوتلیں پیش کرنے کے لیے حاضر رہتا تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ قادیانی مردود کو تو پانی بھی پسند تھا۔ کیا قاسم نانوتوی اور رشید گنگوہی نے پانی پینا چھوڑ دیا تھا ـــــ؟ ورنہ گنگوہی اور نانوتوی پانی پی کر قادیانی کے ہم پسند ہوئے۔

اعلیٰحضرت کی عظمت وشان اور فقراء پروری کے قربان جائیے آخری وقت بھی غرباء کا خیال، بہترین کھانوں کی فقراء کے لیے وصیت اور بانیٔ مدرسہ دیو بند مولوی قاسم نانوتوی مرتے وقت محمود الحسن سے کہہ رہے تھے کہیں سے ککڑی لاؤ۔ مولوی محمود الحسن کہتے ہیں میں تمام کھیتوں میں پھرا مگر صرف ایک چھوٹی سی ککڑی ملی[1] وہ بھی چوری کی جو مولوی محمود الحسن بلا اجازت وبغیر قیمت ادا کئے کھیتوں میں سے توڑ کر لائے۔ آخری وقت میں چوری کا مال کھا کر مرے ۹۰ سال کا عرصہ ہوگیا دیوبندی فرقہ والوں نے آج تک پتہ نہیں دیا کہ ککڑی کی قیمت ادا کر دی گئی کہ یا نہیں۔

اور صدر مدرسہ دیو بند مولوی حسین احمد مدنی نے مرتے وقت کہا مجھے لاہور سے مرد ے منگوادو[2] دیکھا مصنف صاحب آپ نے اپنے اکابر کا حال نہ خدا و رسول یاد نہ کلمہ و استغفار آخری وقت میں ککڑیاں اور مرد ے کھانے کی فکر ہے۔

دیوبندی ملاؤں کی دو رنگی پالیسی کا یہ حال ہے۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کے کھانوں کی نصیحت پر اعتراض کر ڈالا، لیکن نانوتوی صاحب کی آخری وقت ککڑی کی خواہش اور مدنی کے مرد ے منگوانے

---

[1] ارواح ثلاثہ صہ ۲۰۱ [2] الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر؛

پر کوئی مردوڑ نہیں اُٹھا۔

یاد رہے کہ مصنّف نے یہ جملہ خرافات اپنے ہی قلم سے ص۳۵ پر اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ سے احکامِ شریعت جلد اوّل ص۲۷ کا حوالہ نقل کرنے کے بعد بکی ہیں: "فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا تو ویسے ہی منع ہے جیسے چراغ اس پر رکھ کر جلانا۔ اور اگر قبر سے جُدا رکھیں تو حرج نہیں ہے۔"

جب مصنّف کے علم و یقین میں یہ سب کچھ تھا تو پھر آخر اس قدر مسخرے پن کا رنگ بھرنے کا کیا موقع تھا۔۔۔ چٹ پٹ کھانے نہ اعلیٰحضرت اپنے لیے منگوا رہے ہیں نہ اُن کو لازمی قرار دیکر اہلِ خانوادہ کو مجبور و پابند کیا جس پر بطیبِ خاطر کا لفظ واضح ثبوت ہے اور پھر اس کھانے کھلانے کا فائدہ جو کچھ ہے وہ فقراء کے لیے ہے۔

نیا کفن بھجوانے کی تدبیر

رہا نیا کفن بھجوانے کا واقعہ تو یہ کوئی مستقل مسئلہ نہیں اور نہ ہی کوئی ہر سال ہر ماہ نیا کفن بھجواتا ہے نہ بھجوایا جا سکتا ہے۔ ملفوظاتِ اعلیٰحضرت سے یہ نقل کرنا کہ "ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب ہے مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا۔ صبح کو صاحبزادے نے اُٹھ کر اس شخص کا دریافت کیا معلوم ہوا وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔ تیسرے روز خبر ملی کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ لڑکے نے فوراً نیا عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا کہ یہ میری ماں کو پہنچا دینا۔ رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔"

یہ واقعہ بیان کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ ہر شخص اس طرح

کفن اور کھانے پینے کی دیگر اشیاء نئے مرنے والوں کے ساتھ بھیجتا رہے۔ نہ اعلیحضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا نہ کسی اور سُنّی بریلوی عالم سے یہ ثابت ہے۔ اس واقعہ پر چند ایک طریقوں سے غور لازم ہے۔ اوّل یہ خواب کا واقعہ پھر اعلیحضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا وہ صالحہ تھیں ولیہ تھیں۔ ہم اہلسنّت کا عقیدہ ہے شہداء اولیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ رزق دیئے جاتے ہیں۔ اس واقعہ میں ان صالحہ ولیہ بزرگ خاتون کی کرامت پوشیدہ ہے۔ مُصنّف بھول گیا اس کو واقعہ کے اس جگہ پر بھی اعتراض کرنا چاہیے تھا کہ یہ غلط ہے وہ تندرست آدمی کیسے مرگیا۔ کون کب مرے گا یہ غیب کی بات ہے اللہ ہی جانے ولی ولیہ کو کیا خبر۔

بہر حال ہم اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عزّوجل کی عطا سے انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام قدست اسرارہم کو اُن کی شان کے لائق علم غیب حاصل ہے۔ ان کی یہ کرامت کہ صالحہ خاتون نے بتادیا کہ فلاں شخص آنے والا ہے۔ جب وہ اپنی کرامت سے یہ معلوم کرسکتی ہیں کہ فلاں مرنے والا ہے اور آنے والا ہے تو کرامت کے طور پر ان کے پاس کفن پہنچ جانا کیا بعید ہے۔ ہر شخص صاحب کرامت نہیں ہوتا۔ نہ ہر شخص کو کفن بھیجا جاتا نہ کھانا بھیجا جاتا ہے۔ البتہ شہداء کی یہ شان ہے کہ اللہ عزّوجل خود فرماتے ہیں کہ ان کو رزق بھی دیا جاتا ہے ہر کسی کے لیے یہ حکم نہیں۔ اعلیحضرت بریلوی قدس سرہٗ نے کرامت کے طور پر اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

افسوس اگر مُصنّف چند ایک سطر آگے اور پڑھ لیتا تو اعتراض کر کے مسخرے پن کا مظاہرہ کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ امام اہلسنّت اعلیحضرت رضی اللہ عنہ نے ایک سطر آگے حضرت رہبان بن صیفی صحابی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا واقعہ لکھا ہے۔ ان کے کفن میں ایک تہبند زائد چلا گیا شب کو اپنے صاحبزادے کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا یہ تہبند لے لو اور الگنی پر ڈال دیا صبح کو اُن کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔

یہ صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم کرامت ہے کہ تہبند واپس آگیا۔ وہ صالحہ ولیہ کی کرامت ہے کہ فلاں آنے والا ہے اس کے ساتھ کفن بھیج دینا۔ مگر جو کرامات کا دشمن ہے وہ ضرور پھبتیاں کسے گا اور اعتراض کرے گا۔ کاش کہ مصنف مطالعہ بریلویت صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ کو بھی بیان کر دیتا تو جواب خود بخود ہو جاتا۔ مگر اس نے خیانت کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ اپنے دادا دادی پھر اُن سے آگے جو اجداد گزر چکے ہیں ان کو کفن بھیجتے رہو۔ من گھڑت مصنف نے اپنی علمی بے بضاعتی کے باعث کفن بھیجنے پر اعتراض کر دیا۔ امام اجل علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی "بشرا الکئب بلقاء الحبیب ص۶۷" میں کفن بھیجنے کا بالکل اسی قسم کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔ ــــــ

ابن ابی الدنیا نے "کتاب المقامات" میں مراسلاً ایسی سند کیساتھ جس میں کوئی حرج نہیں ہے، راشد ابن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہو گئی۔ خواب میں بہت سی عورتوں کو دیکھا لیکن ان میں اپنی بیوی کو نہ دیکھا تو اس نے اُن سے اُس کے بارے میں دریافت کیا، اُنہوں نے کہا چونکہ تم نے اُن کو کم کفن دیا ہے اس لیے وہ ہمارے ساتھ نکلنے میں شرم محسوس کرتی ہے۔ پھر وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو کوئی ثقہ شخص دنیا سے رخصت ہونے والا ہے؟ تو ایک انصاری ملا جو قریب الموت تھا۔ اُس نے اُس سے اس کا تذکرہ کیا تو اس انصاری

نے کہا کہ اگر کوئی مُردہ کو پہنچا سکتا ہے تو میں پہنچا دوں گا۔ اُس کے بعد اس انصاری کا انتقال ہو گیا۔ پھر دو کپڑے زعفران میں رنگے ہوئے لایا اور اُن دونوں کپڑوں کو انصاری کے کفن میں رکھ دیا۔ اس کے بعد جب رات آئی تو اس نے عورتوں کو دیکھا اور ان کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی اور اس پر وہی زرد رنگ کے کپڑے تھے۔

اب مُصنّف کو چاہیے کہ علامہ جلال الدین سیوطی نہ صرف آپ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنہوں نے ارشاد فرمایا کہ کوئی ثقہ شخص دُنیا سے رُخصت ہونے والا ہے۔ پر اسی طرح زبان طعن دراز و تمسخر کا ذکر کر کے جہنم کا صحیح حقدار ہو جائے۔ جس طرح اعلیحضرت علیہ الرحمۃ پر اس قسم کا واقعہ بیان کرنے پر خرافات کا مظاہرہ کیا تھا۔

علاوہ ازیں سعید بن منصور علیہ بنت ابان (بن صیفی غفاری صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے ہمیں وصیت کی تھی کہ قمیص میں مجھے کفن نہ دینا۔ فرماتی ہیں کہ (اُن کی وصیت کے برعکس قمیص کا کفن دے دیا تو) اُن کے دفن کر دینے کے دوسرے دن صبح کو اچانک ہم نے دیکھا کہ جس قمیص میں انہیں کفن دیا گیا تھا وہ کھونٹی پر لٹکی ہوئی ہے[1]۔

دیو بندی اعلیحضرت کی کس کس بات کو غلط ثابت کریں گے۔ اعلیحضرت کی دشمنی میں سارا ہی اسلام چھوڑنا پڑے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیحضرت کی کوئی بات بلا دلیل و ثبوت نہیں ہوتی۔

ان مختصر معروضات کے بعد اب ہم مُصنّف مطالعہ بریلویت کے حکیم الامّت کے گھر سے ایسی معتبر ترین شہادت پیش کرتے ہیں جس سے

---

[1] بشری الکئیب صفحہ ۶۵

ایوانِ دیوبندیت و وہابیت میں گہرے شگاف پڑ جائیں گے۔
مصنف کو ایک صالح خاتون کے کپڑا دکفن، منگوانے پر تو تعجب ہوا اور اس نے جذبۂ عناد سے مغلوب ہو کر اُس کو اہلسنت کا مستقل عقیدہ قرار دے دیا۔ اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو صالح کو کپڑا بھیجنے کا لکھا تھا۔ لیکن حکیم الامت تھانوی صاحب تو فرما رہے ہیں کہ قبر سے کپڑا واپس آ بھی سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:
"ابو عبداللہ محمد بن ظفر کشمیری بڑے شیخ عارف مربی صاحب کرامات و علامات تھے آپ کی ایک عجیب کرامت یہ نقل کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی بیوی بہت نیک تھیں۔ آپ نے اُن کے علاوہ اور کوئی نکاح نہیں کیا تھا۔ دونوں میں آپس میں محبت تھی۔ شیخ کی وفات پہلے ہو گئی۔ آپ کی وفات کے بعد معزز لوگوں میں سے متعدد پیامات بھیجے مگر انہوں نے وفا عہد کے لیے نکاح کو ناپسند نہ کیا۔ اتفاق سے شیخ مبارزین خانم نے جو شیخ کے مرید تھے ان کے گھر والوں کو پیام دیا۔ ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ شیخ کے بعد بھی یہ بزرگ مشہور تھے قبول کر لیا ...... شیخ مرحوم کا ایک کپڑا تھا جس کو وہ پہنا کرتے تھے اور دفن کے وقت ان کی وصیت کے مطابق وہ اُن کے ہمراہ دفن کیا گیا تھا۔ خواب میں دشیخ ابو عبداللہ محمد بن ظفر کشمیری) کو دیکھا۔ فرماتے ہیں، اے فلاں کیا معاہدہ والے کے ساتھ ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ میں نے اُن سے معذرت کی کہ ان لوگوں نے مجھے مجبور کیا۔ اس پر فرمایا کہ اچھا تمہارا قصور نہیں ہے بس تم اس کے متعلق ان سے کہدینا۔ انہوں نے اپنا یہ کپڑا بطور علامت کے تمہارے لیے بھیجا ہے تاکہ تم مجھ کو اس پر مجبور نہ کرو۔ ان لوگوں نے وہ کپڑا شیخ مبارزین خانم کو دکھایا اور سب حال سُنایا۔ شیخ مبارزین

نے اسے دیکھا تو ان پر ایک حال طاری ہوا اور ان کو طلاق دے دی"[1]

اب مصنف اپنے حکیم الامت تھانوی جی صاحب سے کہے کہ حضرت آپ نے کیا بجلی گرائی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شیخ ابو عبداللہ شیری جیسا بزرگ اور عارف کامل سنت و شریعت کے خلاف اپنی بیوی کو دوسرا نکاح نہ کرنے کے لیے کس طرح پابند کر سکتا ہے۔ پھر یہ کہ ہم تو فاضل بریلوی پر صالحہ کو کپڑا (کفن) بھیجنے پر معترض تھے۔ آپ نے قبر سے کپڑا منگوا کر فاضل بریلوی سے بھی آگے بڑھ کر اور خود اپنے ہی دست کرم سے دیوبندیت کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

سرکارِ بغداد اور سرکارِ ہند

مصنف نے صفحہ ۲۷ پر سرکار بغداد حضرت پیران پیر کی نصیحت اور سرکار ہند حضرت مجدد الف ثانی کی نصیحت کے عنوان سے فتح الربانی مجلس ۸ صفحہ ۱۲۸ اور مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۳ ۵ کے حوالہ سے دونوں بزرگوں کی دو نصیحتیں نقل کی ہیں یہی دونوں حوالے اس نے ڈھاکہ نامی کتابچہ میں بھی نقل کیے تھے اور ہم نے قہر خداوندی ص ۶۵ پر اس کا جواب بھی عرض کر دیا تھا، لیکن اب پھر دورہ پڑا تو یہ دونوں حوالے پھر نقل کر دیئے۔

مصنف نے نامعلوم اپنی کس باطل خواہش کی تکمیل کے لیے سرکار بغداد غوث اعظم حضور شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ و سرکار سرہند مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام گرامی کے ساتھ اپنے پسندیدہ دو حوالے بھی نقل کیے ہیں۔ اوّل تو اُن کے شرک و بدعت افروز مذہب میں سرکار بغداد اور سرکار سرہند لکھنا شرک خالص

---

[1] جمال الاولیاء صفحہ ۱۸۶-۱۸۷؁

ہونا چاہیے۔ دوم یہ کہ مصنف مذکور کے ان ہر دو پسندیدہ حوالوں پر اول تا آخر نظر ڈال کر دیکھیں اس میں کوئی ایک لفظ بھی مسلک اہلسنت و شریعت کے خلاف اور دیوبندیت کی تائید میں نہیں۔ شرک و بدعت سے روکنا اور اتباع سنت و فتاوٰی و مضامین تلقین کرنا ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں۔ خود سیدنا اعلحضرت رضی اللہ عنہ کے صدہا فتاوٰی و مضامین شرک و بدعت کے رد میں حتی کہ جو عبارت کھانوں کی فہرست کے طور پر مصنف نے نقل کی ہے اس میں بھی یہ بادا صحیح ہے کہ :—

"غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔"

اس سے دو سطر اوپر ہے۔ "کفن پر کوئی دوشالہ قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو۔ کوئی بات خلاف سنت نہ ہو" ص۹ اور ص۱۱ پر ہے "غسل وغیرہ مطابق سنت ہو۔"

الغرض خود امام اہلسنت سیدنا اعلحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے ہر گام و ہر مقام پر سنت کو مدنظر رکھا سرکار بغداد اور سرکار سرہند نے بھی اپنے اقوال میں سنت پر عمل کی تلقین کے ساتھ شرک و بدعت کے من مانے فتاوٰی نہیں دیئے۔ ہر چیز و ہر بات کو دیوبندیوں کی طرح شرک و بدعت قرار نہیں دیا۔ مصنف کو معلوم ہونا چاہیے کہ سرکار بغداد و سرکار سرہند کے یہ ارشادات بھی ہیں ؎

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی	ووقتی قبل قلبی قد صفالی
نظرت الی بلاد اللہ جمعاً	کخردلۃ الی حکم اتصالی

بتایئے حضور غوث اعظم قدس سرہٗ کے یہ اشعار مبارکہ دیوبندی دھرم میں خالص شرک و بدعت ہیں یا نہیں —؟ اور سرکار سرہند حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :—

"خواجہ محمد اشرف در زش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بحدے استیلا یافتہ است کہ در صلوٰۃ آں را مسجود خود می دانند و می بینند و اگر فرضاً نفی کنند منتفی نمی گردد و محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب است از ہزاراں یکے را مگر بدہند صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبۃ است یحتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را از جذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ مسجود الیہ است نہ مسجود لہ چرا محاریب و مساجد را نفی نہ کنند ظہور ایں قسم دولت سعادت منداں را متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعہ بے دولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ را شیخ خود منحرف سازند و معاملۂ خود را برہم زنند۔" [1]

مرید نے لکھا کہ تصور شیخ اس قدر غالب ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا ہے صورت شیخ ہی کو سجدہ نظر آتا ہے جناب شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ دولت سعادتمندوں کو ملتی ہے طالبانِ حق کو اس دولت کی تمنا ہوتی ہے۔

بتائیے حضرت مجدد الف ثانی سرکار سرہند کی یہ عبارت آپ کے دھرم میں شرک خالص ہے یا نہیں ——؟ مکتوبات شیخ مجدد دیوبندیوں کے نزدیک شرک و بدعات کا مجموعہ ہے یا نہیں —— ؟ کہیں مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے تو جناب سرکار بغداد حضور غوث اعظم و سرکار سرہند مجدد الف ثانی (قدست اسرارہم) کا نام گرامی نہیں لیا جا رہا ورنہ ان بزرگان دین کے ارشادات کا تو ایک

---

[1] مکتوبات مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ص ۳۶ جلد دوم مکتوب سیم ۳۰ مطبوعہ لکھنؤ۔

ایک لفظ وہابیت کے لیے نشتر ہے۔ سرکار بغداد و سرکار سرہند کے مسلک وتحقیق کے خلاف خود ان سرکاروں کا نام لینا کتنا بڑا افتراء ہے۔

ع برین عقل و دانش بباید گریست

اور پھر مصنف نے اکابر وہابیہ کی شرک سازی مشرک گری کا خون کرتے ہوئے صاف صاف لکھا ہے سرکار بغداد سرکار سرہند۔ سرکار کا لغوی معنیٰ ہے دربار شاہی[۱]۔ جب سرکار بغداد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور سرکار سرہند حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا دربار دربار شاہی ہوا اور جن کا دربار ہے وہ شہنشاہ ہوئے بادشاہ ہوئے لیکن قتیل دہلوی کی تقویت الایمان بولتی ہے ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔'' بتایا جائے جو شہنشاہ ہو جن کا دربار دربار شاہی ہو ان کے قبضے اور اختیار میں کچھ نہیں ہوتا وہ کسی چیز کے مختار نہیں ہوتے ــــ؟ مصنف مطالعہ بریلویت اسماعیلی شرک کی زد میں ہیں۔ ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ٹھٹھہ و تمسخر مداریوں کا انداز

وقفہ وقفہ سے ایصال ثواب اور فاتحہ خوانی کے مسئلہ کو بڑے ٹھٹھہ و تمسخر کے ساتھ مداریوں کے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مصنف کو چاہیے تھی کہ وہ محض ہوائیاں اڑانے کی بجائے قرآن و احادیث اور اقوال ائمہ سے یہ ثابت کرتا کہ کھانا سامنے رکھ کر قرآن عظیم کی تلاوت کرکے مرحوم مومنین صالحین کو ثواب پہنچانا اور حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ثواب نذر کرنا شرعاً حرام و ممنوع ہے مگر قرآن و

۱؎ فیروز اللغات صفحہ ۳۸۹؛

احادیث اور اقوال ائمہ سے تو اس کو حرمت و ممانعت کی کوئی دلیل ملی نہیں رنگ برنگی لن ترانیوں سے فاتحہ کا بازاری انداز میں مذاق اُڑا رہا ہے۔ یہی حال ان کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی کا تھا چھوٹے فرضی افسانے سُنا سُنا کر بڑے مذاحیہ انداز میں ختم فاتحہ ایصال ثواب کا رد و انکار کیا کرتا تھا۔

تھانوی حکیم الامّت کا افسانوی انداز

جس طرح مُصنّف مطالعہ بریلویت کا افسانوی انداز ہے اور وہ دلائل و شواہد کی بجائے محض لطیفہ بازی اور تمسخر سے اختلافی مسائل میں علماء اہلسنّت کا رد کرتا اور جواب دیتا ہے بعینہٖ یہی انداز ان کے تھانوی حکیم الامّت کا تھا ملاحظہ ہو تھانوی صاحب ختم فاتحہ پر کرجتے برستے کہتے ہیں:۔

"ایک گاؤں میں ایک مسجد تھی اس میں ایک مُلّاں رہتا تھا ایک بڑھیا فاتحہ کا کھانا مُلّا کے لیے لائی اتفاق سے اس وقت مُلّا مسجد میں تھا نہیں ایک مسافر مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا اُس عورت نے اول مُلّا کو آواز دی جب وہ نہ بولا یہ خیال کیا کہ مقصود تو ثواب ہے لاؤ اسی مسافر کو دے دو چنانچہ وہ چیز کھانے کی مسافر کو دے کر چل دی یہ مسجد کے دروازے سے نکلی ہی تھی کہ مُلّا آ گیا اس عورت سے دریافت کیا کہاں آئی تھی کہا کہ فلاں چیز کھانے کی لائی تھی مگر تم نہ تھے اس لیے مسافر کو دے کر چلی آئی۔ یہ سُنکر مُلّا کے آگ لگ گئی اور خیال کیا کہ یہ تو بُری راہ نکلی اب ہماری تخفیص مٹ جاوے گی مسجد میں پہنچا اور ایک لٹھ ہاتھ میں لے کر تمام مسجد کے صحن میں دیوانوں کی طرح مارتا پھرنے لگا اور آخر میں خود دھڑام سے گر گیا۔ گاؤں والے جمع ہو گئے سوال کرنے پر کہا کہ بس اب

ہرگز نہیں اور کہیں جا رہوں گا لوگوں نے وجہ پوچھی کہا کہ بات یہ ہے کہ میں تو یہاں کے مُردوں کو پہچانتا ہوں مسافر (جو مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا) پہچانتا نہیں جب مُردے جمع ہوئے تو اس مسافر نے تقسیم میں بڑی گڑبڑ کی اس کو تو ناواقف سمجھ کر کچھ بولے نہیں جب میں آیا تو میرے سر ہو گئے مجھ کو لپٹ گئے۔ میں نے کتنا ہی ہٹایا اللہ بچایا کہ جب مجھے دی ہی نہیں تو میں تم کو کہاں سے دوں مگر مُردوں نے ایک نہ سُنی آخر سب نے مل کر مجھ کو گرا دیا۔ اب اگر ہمیشہ ایسا ہی ہوا میں تو مر جاؤں گا اس لیے جاتا ہوں۔ دوسری جگہ گاؤں والے بے چاروں نے متفق ہو کر کہا بس جی مُلا ہی کو دیا کریں گے"[1]

فاتحہ سے نفرت دلانے کی ایک اور من گھڑت حکایت

ختم فاتحہ کے حرام

و بدعت ہونے پر ان تھانویوں۔ نانوتویوں اور مانچسٹر دیوں کو کوئی دلیل ملتی نہیں محض قصہ کہانی اور ڈھکوسلا بازی کے زور پر مسخرانہ انداز میں ختم فاتحہ کا رد کیا چاہتے ہیں تھانوی کے پہلے گپ کے بعد اب دوسرا گپ ملاحظہ ہو۔ یہ لوگ ختم فاتحہ سے عوام کو کیسی کیسی بناوٹی دمن گھڑت حکایات سے متنفر کرنے کے فارمولے ایجاد کرتے رہتے ہیں تھانوی صاحب کہتے ہیں :۔

"ایک عورت نے کھیر پکائی (جیسے تھانوی صاحب چولہے کے پاس بیٹھے لکڑیاں سرکا رہے تھے) اتا رکر (کھیر) رکابی میں رکھی کتا آیا منہ ڈال گیا عورت نے اپنے بچے سے کہا جا یہ مسجد کے مُلا کو دے آ۔ وہ لیکر گیا۔ مُلا کو نا معلوم کے روز بعد کھیر ملی تھی بچے

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۳ صفحہ ۸۷ ؎

کے ہاتھ سے لیتے ہی ایک طرف سے کھانا شروع کر دی بچے نے
کہا مُلا جی ادھر سے نہ کھا ئیو ادھر کتے نے منہ ڈال دیا تھا مُلا جی
نے یہ سُنکر ہاتھ سے رکابی پھینک کر ماری وہ رکابی ٹوٹ گئی۔
بچہ رونے لگا مُلا جی نے دریافت کیا تو کیوں روتا ہے کہا کہ تم نے رکابی
پھوڑ دی مجھ کو میری ماں مارے گی یہ تو میرے بھیا کے پاخانہ اٹھانے
کی رکابی تھی [۱]"

تھانوی صاحب کا جیتا جاگتا جھوٹ

ختم فاتحہ کی دشمنی میں یہ لوگ ماچسٹر دی جیسے مسٹر نہیں بلکہ ان کے خود ساختہ حکیم الاُمت اور انگریزی کٹھ پتلی
مجدد ملت تک محض جھوٹی افسانہ نگاری کرنے سے بھی نہیں چوکتے:
پہلی من گھڑت جھوٹی کہانی کے متعلق اگر تھانوی صاحب سچے متبع
سنت تھے تو بتاتے فلاں ضلع کے فلاں گاؤں کا یہ واقعہ ہے وہاں
فلاں نام کے مُلا رہتے تھے مگر انہوں نے گونگی قلم چلائی کچھ نہ بتایا
سچا واقعہ ہوتا تو بتاتے ـــــ رہا دوسری حکایت کا معاملہ تو اس کا
سو فیصد جھوٹا ہونا اس روایت ہی سے ثابت ہے۔ تھانوی صاحب
لکھتے ہیں عورت نے کھیر پکائی رکابی (پلیٹ) میں اتاری کُتے نے
مُنہ دے دیا۔ تو مُلا کو بھیج دی۔ عورت نے رکابی میں کھیر تو اپنے
لیے اپنے گھر والوں کے لیے اتاری تھی ابھی مُلا کو بھیجنے کا ارادہ نہ تھا
بعد میں جب تھانوی جی کے جھوٹ کے بقول کھیر کی رکابی میں کُتے
نے مُنہ ڈال دیا تب مُلا کو بھجوائی۔ پہلے مُلا کو بھجوانے کے ارادہ
سے کھیر پلیٹ میں نہ اُتاری تھی تو پھر تھانوی صاحب کا اس بچے

---

[۱] الافاضات الیومیہ جلد ۳ ص ؟

سے یہ کہلوانا بلکہ بچے کی جگہ خود یہ گڑھ لگانا کہ مُلّا نے جب وہ پلیٹ پھینک کر توڑ دی تو بچہ رونے لگا کہ یہ پلیٹ تو میرے بھیا کا پاخانہ اٹھانے کی رکابی تھی۔ تھانوی صاحب کا چمکتا ہوا اور مُنہ بولتا ہوا جھوٹ وافترا ہے۔ اس واقعہ کے متعلق بھی یہ واضح نہیں کیا کہ یہ واقعہ کس گاؤں شہر و محلہ کا ہے اور کس مُلّا کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ۔۔۔۔ ؟ کیا تھانوی صاحب ہر جگہ حاضر و ناظر تھے کہ مختلف گاؤں اور دیہاتوں میں ہونے والے اس قسم کے واقعات ان کے مشاہدہ میں رہتے تھے ۔۔۔۔ ؟

اے دیوبندیو! ایسے جھوٹے حکیم الامّت پر چار حرف بھیجکر اس کی ذہنی غلامی سے الگ ہو جاؤ۔

گنگوہی کی افسانہ نگاری تھانوی سے جھوٹ میں سبقت

اب اور سُنیئے اول الذکر واقعہ کے متعلق دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں یہ واقعہ ان کے ساتھ پیش آیا وہ چشم دید گواہ کے طور پر کہتے ہیں کہ :۔

"کسی مسجد میں مُلّا رہتا تھا محلہ بھر کی روٹیاں اس کے پاس جمع ہوتی تھیں۔ اس نے ذہنوں میں ڈالنا شروع کیا کہ میں کھانے پر پڑھ کر مُردوں کو ثواب پہنچاتا ہوں محلہ والے ان پڑھ اور جاہل یوں سمجھے تھے کہ ثواب پہنچانے کی تو کوئی ترکیب ہوگی جو ہر کسی کو نہیں آتی۔ ایک دن کوئی بڑھیا روٹی لے کر آئی تو مُلّا جی موجود نہ تھے ۔۔۔ بیچارہ ایک مسافر بیٹھا ایک رہا تھا اس کو ترس آیا اور اس کو روٹی دے دی کہ لو میاں جی یہ میری بیٹی کو ثواب پہنچے گا مسافر نے لیکر کھانی شروع کر دی۔ اتنے میں مُلّا جی آگئے دیکھا ساتھی بیٹھا اس کا

حق نکل رہا تھا۔ تن بدن میں غصہ کی آگ لگ گئی پھر درویش پریشان درویش کچھ بولے نہیں حجرہ میں گئے اور موٹا سا ڈنڈا نکال کر لائے مسجد میں آکر دیوانہ وار دیواروں کو چھیٹنا شروع کیا اُدھر آئے دھم اِدھر بھاگے دھم۔ مخبوط الحواس بنے ہوئے سر کے بال بکھرے بیٹھی کے لیے بیسیوں چکر لگا دیئے اور ساتھ ہی بکواس بھی کہ نہیں جائے گی کھڑی رہ تو لے چکھ مزا۔ غرض محلہ والوں نے جو شور سُنا تو بھاگے ہوئے آئے کہ مُلاّ جی کو کیا جنون ہو گیا۔ لوگ ہیں کہ مُلاّ جی کو کوَلی بھرتے ہیں اور ملاّں جی ہیں کہ آپے سے باہر اُن کے ہاتھوں سے نکل نکل کر اسی سونٹہ بازی اور بکواس میں سرگرم ہیں آخر جب تھک گئے تو لگے پسینہ پونچھنے محلہ والوں نے جو ہوش میں آیا دیکھا تو پوچھا ملاّں جی کیا ہو گیا تھا ـــــ؟ کہنے لگے ہو کیا گیا تھا تم جاہلوں نے آج مجھے مروا کے چھوڑا ہوتا کوئی کمبخت فاتحہ کی روٹیاں لائی اور اجنبی اناڑی آدمی کو دے گئی جسے نہ محلہ کے مُردوں کی خبر نہ اتر یہاں رہے تو مُردوں کی شناخت بھی ہو نا واقف آدمی پہنچائے تو ثواب) کیونکر پہنچائے آخر ساری روحیں جمع ہو گئیں اور لگی باہم لڑنے وہ کہے دیہ کھانا) میرا ہے وہ کہے میرا ہے وہ کہے میرا ہے جس بے چاری کو (روٹی وغیرہ) پہنچانی تھیں اس کے ہاتھ سے چھین لیویں جب (دیں) ڈنڈا لے کر نکلا تو مارنے بھگانے اور بڑھیا کی لونڈیا (لڑکی) کا پیچھا چھڑانے میں خون پسینہ ایک ہو گیا۔ خدا خدا کرکے فتح پائی۔ اگر ایک دفعہ اور ایسا ہوا تو میں تو مر مٹا۔ محلہ والوں پر اس ڈھونگ کا اتنا اثر ہوا کہ کچھ ٹھیک نہیں سب کو یقین ہو گیا کہ میاں ہمیشہ کا رہتا ملاں سب کی روحوں سے واقف ہے یہ جس کو پہنچائے اسی کو پہنچے ہے اجنبی آدمی کو کھانا دینا تو ضائع ہی کرنا ہے جب اُسے مُردہ ہی معلوم نہیں پہنچائے گا کیا[1] ـــــ؟

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

لیجئے صاحب وہ تھے حکیم الامت دیوبندیہ اور یہ ہیں قطب عالم دیوبندیہ۔ جھوٹ بولنے اور قصہ کہانی بنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں بات کا بتنگڑ بنا رہے ہیں۔ جھوٹ کو سچ کر کے دکھا رہے ہیں اور جھوٹ کے فن میں پوری فنکاری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ —— قارئین کرام! اور انصاف پسند ناظرین عظام غور فرما دیں پہلے تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب نے ایک جھوٹی کہانی بنا کر اور پھر اس کے ضمن میں کتنے جھوٹ بولے ہیں اور پورے وثوق و اعتماد سے سفید جھوٹ کو حقیقت کا رنگ اور واقعیت کا روپ دیا جا رہا ہے ایک واقعہ میں درجنوں جھوٹ شامل ہیں۔ تھانوی گنگوہی جنگلی کوہی ہیں اگر علم و استعداد تھی تو وہ قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ سے ختم فاتحہ کا بدعت و حرام ہونا بحوالہ کتب معتبرہ ثابت کرتے —— کیوں نہ ہو کہ دیوبندی دھرم کی بنیاد ہی قصہ کہانی اور سفید جھوٹ پر ہے اور اس پر سینکڑوں شواہد پیش کیے جا سکتے ہیں —— یہی حال مطالعہ بریلویت کے مجنون مرتب کا ہے کسی دلیل شرعی سے ختم فاتحہ کو بدعت و حرام کہنے کی بجائے لطیفہ بازی سے دل بہلا رہا ہے رنگ برنگی سرخیاں اور عنوان جما کر فاتحہ کا رد کر رہا ہے کبھی لکھتا ہے اصل چیزیں ہی بھیج دیا کریں —— یا کفن بھجوانے کی تدبیر —— قبر میں ذائقے پہنچتے ہیں —— قبر میں لذت طلبی کی انتہا —— وفات کے وقت کھانوں کی فہرست —— فہرست وصیت میں حلوہ ذکر نہ کرنے کی وجہ —— اہل میت کے کھانے کی شرعی حیثیت —— ختم میں ستر ہزار چھوہارے ——

(حاشیہ صفحہ سابقہ) تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۷۱ - ۲۰۷ مصنفہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی۔ بیان مولوی رشید احمد گنگوہی۔

سوم کے چنے بتاشے ـــــ شب برات کا حلوہ ـــــ حلوے کے پسند کرنے کی وجہ ـــــ غذا مرغن اور غیر مرغن میں فرق ـــــ ختم کے بریلوی آداب ـــــ کھانا سامنے رکھنا۔ کھانا آگے رکھنے کو ضروری سمجھنا ـــــ ختم کے کھانے پر اغنیا کا جمع ہونا ـــــ کھانا قبروں پر لے جانا ـــــ ایصال ثواب کے لیے دنوں کا تعین ـــــ اولیاء کرام کے لیے خاص کھانے وغیرہ

ایسا لگتا ہے یہ شخص ذہنی مریض اور خبطی ہے سُنیت بریلویت دشمنی میں اس کا دل سُلگتا رہتا ہے یا دماغ میں کیڑا کلبلاتا رہتا ہے تجھے اتنے اُلٹے سیدھے چکر چلانے کی کیا ضرورت ہے۔ ختم فاتحہ کے خلاف تیرے پاس اگر کوئی دلیل شرعی ہے تو وہ پیش کر اور اپنی جان چھڑا ورنہ قصّہ کہانیوں کو اپنے جھوٹے مذہب کی حقانیت کی بودی دلیل نہ بنا۔

مقصد مغالطہ دینا ہے

جیسا کہ ہم اوپر بالتفصیل عرض کر چکے ہیں ان کا مقصد محض مغالطہ دینا ہے اس لیے دن کو رات ہی کہیں گے چاہے جوڑ توڑ کرنا پڑے چاہے خلط مبحث سے کام لینا پڑے۔ یہی غلط تاثر اعلٰحضرت امام اہلسنّت کی فاتحہ سے متعلق وصیت سے دیا اور اس کو کفن بھیجنے والی روایت سے خلط ملط کر دیا اور مفہوم بگاڑ کر رکھ دیا حالانکہ سیدنا اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ کے کلام میں قبر میں کھانا بھجوانے کی کوئی تصریح و ہدایت نہیں نہ کھانا قبر میں منگوانے کی بلکہ علی الاعلان واضح فرما رہے ہیں۔

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں"[1] فقرا کو دیا گیا تو قبر میں کہاں منگوایا اور فاتحہ کے لیے قبر میں کفن بھیجنے کا معاملہ اس سے برعکس ہے وہ نہ سب کے لیے عام نہ ہر کوئی بھیجتا ہے نہ

---

[1] وصایا شریف صفحہ ۱۱

وہ کھانے پینے کی چیزوں میں سے کوئی چیز ہے ایک صالحہ قدیہ کی اپنی طلبی پر بشارت و کرامت کے طور پر یہ واقعہ نقل کیا گیا تھا ــــ قبر میں بطور کرامت کفن منگوانا اگرچہ تعجب انگیز ہے لیکن قبر سے کپڑا واپس آنا بہت ہی زیادہ تعجب و حیرت کا موجب ہے مگر بطور کرامت ہی ایسا ممکن ہے حافظ الحدیث علامہ امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بشری الکئیب بلقاء الحبیب میں لکھا ہے یہ حوالہ ہم قہر خداوندی میں بھی دے چکے ہیں پھر دوبارہ سہ بارہ ملاحظہ ہو۔

قبر میں کفن کا پہنچنا

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی وضاحت کی ہے کہ بطور کرامت قبر میں کفن کا پہنچنا عین ممکن ہے مگر یہ بات عام نہیں کہ ہر کس و ناکس زید و بکر قبروں میں کفن بھیجتا رہے۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت رضی اللہ عنہ نے بھی یہ نہیں لکھا کہ ہر مرنے والے کے بعد اس کے بعد مرنے والوں کے ہاتھ دوسرا نیا کفن بھیج دیا کرو بلکہ جو کچھ فرمایا وہ بطور کرامت ہے مگر مصنّف نامعلوم کرامتوں کا منکر معتزلی ہے۔ امام اہلسنّت اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا نقل کردہ بیان فرمودہ بلا دلیل و ثبوت نہیں ہوتا مصنّف جیسے مرفوع القلم اور مبلغ علم کے حامل شخص کو ماخذ نہ ملے تو اس کی اپنی علمی بے مائیگی ہے حافظ الحدیث امام سیوطی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: ــــ

"ابن ابی الدنیا کتاب المنامات میں مرسلاً ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ راشد ابن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہوگئی۔ خواب میں بہت سی عورتوں کو دیکھا لیکن اپنی بیوی کو اُن میں نہ دیکھا تو اُس نے اُن سے اس (بیوی) کے بارے میں دریافت کیا اُنہوں نے کہا چونکہ تم نے اُن کو کم کفن دیا ہے اس لیے وہ ہمارے ساتھ نکلنے میں شرم محسوس کرتی ہے پھر وہ شخص

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا آپ نے فرمایا دیکھو کوئی شخص دُنیا سے رخصت ہونے والا ہے۔؟ تو ایک انصاری ملا جو قریب الموت تھا اُس نے اس سے اس کا تذکرہ کیا تو اس انصاری نے کہا اگر کوئی مُردوں کو پہنچا سکتا ہے تو میں پہنچا دوں گا اس کے بعد اُس انصاری کا انتقال ہو گیا پھر وہ دو کپڑے زعفران میں رنگے ہوئے لایا ان دونوں کپڑوں کو انصاری کے کفن میں رکھ دیا اس کے بعد جب رات آئی تو اُس نے عورتوں کو دیکھا اور ان کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی اور اس پر وہی زرد رنگ کے کپڑے تھے[1]"

مصنّف اگر نورِ بصیرت سے محروم نہ ہوتا تو وہ کم از کم اسی کو دیکھتا کہ شہداء کے لیے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن عظیم میں کیا فرمایا ہے بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون یعنی بلکہ وہ (شہداء) زندہ ہیں اور اپنے رَبّ کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں — آیہ مبارکہ سے ثابت ہے شہداء کو قبروں میں رزق دیئے جاتے ہیں تو کج فہم مُصنّف یہی کہے گا یہ تو اعلیحضرت بریلوی کی وصیت کے مطابق ہو رہا ہے قبروں میں کھانے پہنچائے جا رہے ہیں —؟

دماغی توازن بگڑنے کی انتہا

مُصنّف اپنے پاگل پن پر جتنا ماتم کرے کم ہے۔ اس کی ہر بات اُلٹی اور فہم و فراست کے دیوالیہ پن کی عکاسی کرتی ہے۔ اُس کے دماغی توازن بگڑنے کی انتہا ملاحظہ ہو اس نے احکام شریعت میں کہیں یہ دیکھ لیا "مسلمانوں کو دُنیا سے جانے کے بعد جو ثواب

---

[1] ترجمہ بشری الکئیب بلقاء الحبیب صفحہ ۶۷؎

قرآن مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہنچاتے ہیں عرف عام میں اسے فاتحہ کہتے ہیں کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اولیاء کرام جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔" [۱] اس پر اس کی رگ تحریف پھڑکی نذر و نیاز کے عدم جواز پر تو دلائل قائم ذکر سکا اور کچھ نہیں تو اپنی عادت و طبیعت سے مجبوری کے باعث اس عبارت میں سے بیچ کے الفاظ کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اپنے مقصد کے خلاف سمجھتے ہوئے کاٹ کر اس پر ذلیل تبصرہ کر ڈالا۔

"مولانا احمد رضا خاں نے یہاں اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ذکر کیا ہے۔ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے" ——؟ اگر اس میں بے حیائی اور بے شرمی کی بات نہ ہوتی تو وہ اعلحضرت قدس سرہ کے ان الفاظ سے سمجھ سکتا تھا کہ اولیاء کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔ کیا اعلحضرت معاذ اللہ اولیاء اللہ کو کفار سمجھتے ہوئے ان کی فاتحہ کو نذر و نیاز کہنے کا حکم دے رہے ہیں۔ اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے عام مسلمانوں کے مقابلہ میں اولیاء کرام مقبولانِ بارگاہ الٰہی کا ذکر کیا ہے مگر مصنف کا اندھاپن ہے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں اولیاء اللہ کو معاذ اللہ کفار سمجھ رہا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اس کو درد اس بات کا ہے کہ اعلحضرت نے اولیاء کرام کی عام مسلمانوں سے بڑھ کر تعظیم کیوں فرمائی اور اُن کی فاتحہ کو تعظیماً نذر و نیاز کیوں کہا۔ یہ ان کے مذہب کے مخالف ہے۔ یہ سب کو ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ اپنی مثل جانتے ہیں۔ انہیں یہ کس طرح گوارا ہو کہ اولیاء اللہ کا عام مسلمانوں سے ذرا تعظیم و عزت سے ذکر کیا جائے۔ لہٰذا اس بدبخت نے الٹا یہ تاثر دیا کہ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے [۲] ؟ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

مصنف یہی کچھ دھما کہ میں بھی لکھ چکا تھا۔

شعر
نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

ختم میں ستّر ہزار چھوہارے

یہ عنوان جما کر مصنف نے عرفان شریعت کا ایک حوالہ نقل کیا اور پھر حسب عادت اس پر بھی ہوائیاں اڑائیں اور مسخرے پن کا مظاہرہ کیا۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے اگر سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہوتا کہ شرعاً ستّر ہزار چھوہارے اس سے کم وبیش نہ ہوں تو واقعی قابلِ اعتراض بات تھی لیکن اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ تو عرفان شریعت میں برملا فرما رہے ہیں کہ کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں۔ اتنے ہوں ستّر ہزار پورا ہو جائے۔ (عرفان شریعت صفحہ ۶) جب کوئی شرعاً وزن مقرر نہیں تو پھر کوئی شخص ستّر ہزار چھوہارے تو کیا ستّر لاکھ سونے کی ڈلیوں کو خیرات کرے تو کس طرح اعتراض کیا جا سکتا ہے اور اس کی ممانعت کونسی دلیل شرعی سے ہے۔ یہ آدمی کی اپنی گنجائش پر منحصر ہے۔

عرفان شریعت ہمارے پاس بریلی شریف کا مطبوعہ ہے اس میں کسی جگہ کہیں بھی چھوہاروں کا نام ونشان نہیں اور نہ ہی آج تک کسی جگہ چھوہاروں پر سوئم کا فاتحہ ہوا۔ غالباً اس عرفانِ شریعت میں جو مصنف نے دیکھی کاتب سہوِ کتابت کے باعث چنوں کی بجائے چھوہارے لکھ گیا۔ چھوہاروں پر سوئم کے فاتحہ سے خود ہمیں بھی تعجب ہوا، مگر بریلی کے مطبوعہ عرفان شریعت میں

---

۵ احکام شریعت صفحہ ۱۲۱ ۶ مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۸

ایسا نہ نکلا تو ہم نے سُنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد کے شائع کردہ عرفان شریعت سے مطابقت کی تو وہاں صفحہ ۶ پر اگرچہ چھوہاروں کا ذکر ہے لیکن اس کی فہرستِ مضامین میں ص۹۵ پر میت کے سوئم کے چنوں کا وزن کس قدر ہونا چاہیے؟" یہی ہے۔ لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ یہ کتابت کی غلطی سے چنوں کا چھوہاروں لکھا گیا ورنہ ایسی کوئی مثال ہی نہیں کہ سوئم کا فاتحہ چھوہاروں پر ہوا ہو۔ اور چھوہارے بھی ہوتے تو کون سی قیامت آنے لگی تھی۔ حسب استطاعت اس سے بھی بڑھ کر کر سکتے ہیں مگر جیسا کہ اعلیٰحضرت نے خود فرمایا کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں۔ بتلیئے اس سے شریعت میں کیا مداخلت ہوتی ہے۔ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے جو ستر ہزار عدد کا فرمایا تو یہ اس لیے ہے کہ ستر ہزار چنوں پر کلمہ شریف پڑھا جاتے۔ اس کلمہ شریف کا ثواب فوت ہونے والے کی رُوح کو بخشا جائے اس کی غرض و غایت صرف اتنی ہے خواہ کسی چیز پر بھی ستر ہزار کلمہ شریف پڑھا جائے اور ایصالِ ثواب کیا جائے۔ جب مُصنّف خود ایصالِ ثواب کا قائل ہے جیسا کہ ص۲۰ پر تحریر ہے تو پھر یہاں کلمہ کے ایصالِ ثواب پر بدزبانی کرنے کا کونسا موقع تھا؟

اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے تو ستر ہزار لکھا تھا لیکن بانی مدرسہ دیوبند مولوی خورشید حسین عرف قاسم نانوتوی صاحب اپنی تحذیر الناس کے ص۵۶ پر لکھتے ہیں:-

"حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہوگیا۔ آپ نے سبب پُوچھا۔ بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی مگر

بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر پوچھا، اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔"

مصنف اب اپنے بانی دارالعلوم دیوبند سے دریافت کرے کہ حضرت آپ نے ہمیں کیوں اُلٹی چھری سے ذبح کر دیا۔ ہم تو اعلیحضرت فاضل بریلوی کے ستر ہزار کلمہ پڑھوانے پر معترض تھے۔ آپ نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار کلمہ پڑھنے اور بخشنے پر دوزخ سے رہائی اور جنت میں داخلہ کی بشارت دے دی۔ اور نہ صرف یہ بلکہ بانی مدرسہ دیوبند نے یہ بھی مان لیا کہ حضرت جنید تو حضرت جنید ان کے مریدوں کی اتنی طاقت ہے کہ وہ جنت اور دوزخ پر نظر رکھتے ہیں اور ان کو علم ہوتا ہے کہ کون جنت میں ہے اور کون دوزخ میں ہے اور کس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا گیا ہے۔

یاد رہے یہ وہی جنید ہیں جو مصنف کے لیے موت بن گئے ہیں۔ مصنف اپنے مخصوص انداز میں قاسم نانوتوی کی روح سے ذرا سوال کرے کہ حضرت آپ کیا فرما رہے ہیں کہ مرید کی ماں دوزخ میں چلی گئی پھر ایک لاکھ یا پچھتر ہزار کلمہ شریف کے ایصالِ ثواب کے بعد وہ جنت میں داخل ہو گئی۔ کیا قیامت قائم ہو گئی۔ میزان سے فراغت ہو گئی۔ ہم تو آج تک اپنے قطبِ عالم مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے براہینِ قاطعہ کے فرمان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں مانتے اور آپ ہیں کہ حضرت جنید کے مرید کو جنت و دوزخ کا علم مان رہے ہیں یہ کیا ہے — ؟ کہاں کی توحید ہے — ؟

مصنف میں اگر ذرا بھر بھی دیانت ہے تو وہ خود بتائے کہ مذہبی خودکشی کی ایسی بدترین مثال دُنیا کے کسی مذہب میں بھی دیکھی گئی۔ چنیوں یا چھوہاروں یا کسی چیز کے ستر ہزار عدد کا مقصد ستر ہزار کلمہ شریف پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرانا ہے اور اس پر دوزخ سے رہائی اور جنت کی

بشارت کی سند۔ تحذیر الناس صہ۵٦ پر مرقوم ہے۔

مانچسٹروی اعصاب پرختم فاتحہ سوار ہے

مُلّاں مانچسٹروی کے ذہن وفکر پرختم فاتحہ سوار ہے اور اس کے اثرات کا جنون کی حد تک غلبہ ہے جیسے کوئی دیوانہ کوچہ وبازار و ویرانوں میں بھٹکتا پھرتا ہے اسی طرح مصنف مطالعہ بریلویت عنوان خواہ کچھ بھی ہو بہر نو گھوم پھر کے ختم فاتحہ کا ذکر لا کھڑا کرتا ہے اور رالیں ٹپکانا شروع کر دیتا ہے۔ اعلیحضرت عظیم البرکت قدس سرہ کی وصیت کا بار بار ذکر کیا ہے صفحہ ۲٦ کا ایک عنوان شوق ختم میں پیغمبر پر افتراء صہ۲۳ پر ایک عنوان جمایا ختم کے بریلوی آداب۔ اسی صفحہ پر لکھا۔ کھانا سامنے رکھنا ـــــ صفحہ ۴۰ کا ایک عنوان لکھا۔ کھانا آگے رکھنے کو ضروری سمجھا۔ یہ سب ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں۔ بات ایک ہی ہے مصنف کو چاہیے تھا کہ اس کے پاس ختم فاتحہ کے حرام و بدعت و ناجائز ہونے پر جتنے دلائل وحوالہ جات تھے وہ نقل کرتا اور ہم سے ختم فاتحہ کا ثبوت طلب کرتا۔ لیکن چونکہ عوام کو بھول بھلیوں میں ڈالنا ہی ان کا کام ہے اپنی طبیعت، عادت، فطرت سے ہر طرح سے مجبور ہیں اور پھر ہر عنوان تازہ کے ساتھ باتیں ہی باتیں ہیں کوئی دلیل و ثبوت نہیں ہے۔ اصل مسئلہ سامنے کھانا رکھ کر ختم فاتحہ پڑھنے کا ہے اصل درد یہیں لاحق ہوتا ہے جو ان کے لیے یقیناً "جان لیوا" ہے۔ انہیں حلوہ میں خاص طور پر جانکنی کا منظر دکھائی دیتا ہے۔ اسی لیے اس بدباطن کمینہ خصلت و بے بصیرت مصنف نے شوق ختم میں پیغمبر پر افتراء کے زیر عنوان کسی ظہیر الحسن صاحب کی کتاب "جو ہر تصوف" سے مُلا علی قاری کی بحوالہ فتاویٰ جزری یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوذر غفاری نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونٹنی کا دودھ۔ جو کی روٹی اور کھجوریں پیش کیں اور آپ نے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ

اور تین بار سورہ اخلاص اور درود شریف پڑھ کر دستِ مبارک دُعا کے لیے اُٹھائے اور اس کا ثواب اپنے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو بخشا۔ —— بس اس بات پر آسمان سر پر اُٹھا لیا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء ہوگیا۔ مُصنّف مطالعہ بریلویت کو فتاویٰ جزری کو دیکھ کر تردید یا توثیق کرنی چاہیے تھی محض اندازاً نہیں کہ ہم یہاں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے —— اندھا آدمی کہہ بھی کیا سکتا ہے اور جو کچھ کہے گا آنکھیں بند اور مُنہ پھاڑ کر کہے گا جیسا کہ اس اندھے مصنّف نے ختم فاتحہ کے موضوع پر کافی سے زیادہ بے مقصد بک بک کی ہے مُصنّف کو چاہیے تھا کہ وہ تحقیق کر کے یہ لکھتا کہ ہم نے علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ جزری سے حوالہ کی مطابقت کی مگر اوّل تا آخر یہ روایت اور یہ حوالہ کہیں نہ ملا۔ لیکن مُصنّف نے محض اندازاً ہی لعنت اور عذابِ جہنم کی ڈگری جاری کر دی۔

ہم مُصنّف اور اس کے اکابر و اصاغر کی معلومات میں اضافہ کے لیے واضح کیے دیتے ہیں کہ یہ روایت مسلّم امام و محدّث و فقیہ علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے کتاب فتاویٰ اوزجندی میں بھی نقل کی ہے حالانکہ عدم مطالعہ و عدم تحقیق کی بنا پر یا ختم دشمنی کے باعث بعض معاندین مُصنّفین وہابیہ دیوبندیہ نے نہ صرف اس روایت بلکہ فتاویٰ اوزجندی کے وجود ہی کا انکار کر ڈالا ہے جو ان کی بے خبری و لاعلمی پر دال ہے حالانکہ کتاب اوزجندی علامہ امام علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی مشہور و معروف کتاب ہے چنانچہ صاحب فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۳۲ پر رقمطراز ہیں: ——

وکذالک لا تقبل ھٰذہ الدعویٰ ولا الشھادۃ فی فتاویٰ السرخسی وعن الاوزجندی ان المدعی

اذا بین المصر والمجلة والموضع والحدود تصح الدعوی واما الوادعی علیه ان الشاهدانه غلط فی الحدود او فی بعضها لا یسمع دعواه وان اقام علیه البینة کذا فی فتاوی السرخسی والاوزجندی۔

علاوہ ازیں ہدیۃ الحرمین الباب الثالث عشر صہ ۶۹ پر فتاوی الاوزجندی علامہ علی قاری کا تذکرہ موجود ہے اور صہ ۶۸ پر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ختم سوم و ہم چہلم کا ذکر موجود ہے اکابر ائمہ و فقہاء کی تصانیف میں اوزجندی کا تذکرہ ملتا ہے اس روایت کی شہادت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ محدث جلیل ابوسعید سلمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح برزخ صہ ۱۰۱ و ۳۳۹ میں بایں طور حدیث بیان کرتے ہیں ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روبرو کھانا رکھ کر فاتحہ دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یا اللہ اس کا ثواب مُردوں کو پہنچا دے چنانچہ صاحب شرح برزخ حدیث اوزجندی مُلا علی قاری علیہ الرحمہ سے بایں الفاظ نقل فرماتے ہیں:۔

فی فتاوی الاوزجندی وکان یوم الثالث من وفات ابراهیم ابن محمد صلی الله علیه وسلم جاء ابوذر عند النبی بتمرة یابستة ولبن فیه خبز من شعیر فوضعها عند النبی فقرء رسول الله صلی الله علیه وسلم الفاتحة وسورة اخلاص ثلث مرة الی ان قال دفع یدیه الدعاء ومسح بوجهه فامر رسول الله صلی الله علیه وسلم اباذر ان یقسمها بین الناس وایضاً فیه قال النبی صلی الله علیه وسلم وهبت ثواب هٰذه لابنی ابراهیم الحدیث.

یعنی حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے انتقال کا تیسرا دن تھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پاس خشک خرما ایک پیالہ میں دودھ اور جو کی روٹی لے کر آئے اور آپ کے سامنے رکھ دیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص (قل ھو اللہ) پڑھا اس کے بعد دونوں ہاتھ مبارک دعا کے لیے اٹھائے اور چہرہ مبارک پر پھیرے۔ فاتحہ کے وقت آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کا ثواب میں نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو بخش دیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس فاتحہ کی چیز کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔" ملخصاً (الاوزجندی)

یاد رہے کہ کتاب "شرح برزخ" یہ حدیث کی وہ کتاب ہے جس کو غیر مقلدین وہابیہ کے پیشوا صدیق حسن خاں بھوپالی حدیث کی کتابوں سے معتبر لکھتے ہوئے یوں ارقام فرماتے ہیں:۔

"شرح برزخ از کتب حدیث است روایش باب بدا الموت است وجملہ ابواب ہشتاد ویک باب است ہمہ متعلق احوال موتی وبرزخ ودر دے بعد ذکر حدیث شرح میکند[1] الخ

اس حدیث کو بے دھڑک موضوع وبلاسند کہہ دینا بلکہ مطلقاً انکار کر دینا بلکہ مصنف مطالعہ بریلویت کا اس پر یہ چسپاں کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ فی النار اور اس پر مصنف مطالعہ بریلویت کا بے سوچے

---

[1] نقل از تحائف النبلاء صفحہ ۹۵ ؎

مجھے یہ کہنا کہ ہم یہاں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کس قدر دیدہ دلیری ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث کتاب ہدایۃ الحرمین صفحہ ۶۹ پر بھی موجود و مرقوم ہے لاعلم مصنف اپنی جہالت کا ماتم کرنے اور خود جہنم رسید ہونے کے لیے کمر بستہ ہے۔

ختم کے وقت کھانا آگے رکھنے اور کھانا سامنے رکھنے میں کیا فرق ہے اور اس پر کیا اعتراض ہے اور اعتراض کی بنیاد و دلیل کیا ہے۔ کھانا آگے ہی رکھا جاتا ہے آگے ہی رکھنے کی چیز ہے شاید اہل دیوبند کھانے پیچھے رکھتے ہوں اور پیچھے رکھ کر فاتحہ پڑھتے ہوں جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاوی رشیدیہ میں لکھا ہے۔

"اگر ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگیں تو قبر کی طرف پشت کر لینی چاہیے"[1]

عین ممکن ہے کہ مولوی گنگوہی جی کے اس فتویٰ کی روشنی میں کھانا پشت کے پیچھے رکھ کر فاتحہ پڑھتے اور دُعا مانگتے ہوں ویسے بھی عقل تسلیم کرتی ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر قرآن عظیم کی چند سورتیں پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کرنا کہ یا اللہ اس کھانا کا ثواب اور تلاوت قرآن عظیم کا ثواب فلاں بزرگ یا فلاں شخص کی رُوح کو پہنچے تو اس میں بدعت و حرمت کی کوئی بات نظر نہیں آتی یہ دونوں چیزیں علیحدہ علیحدہ وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک بھی جائز ہیں یعنی کھانا سامنے یا آگے رکھنا۔ کھانا سامنے رکھنے پر کوئی دلیل ممانعت کی نہیں۔ اسی طرح تلاوت کرنا بھی ان کے نزدیک جائز ہے ــــ اور تیسرا فعل دعا مانگنا بھی ان کے نزدیک جائز ہے۔ ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ جب یہ تینوں فعل علیحدہ علیحدہ جائز ہیں تو پھر یک

---

[1] فتاوی رشیدیہ صفحہ ۵۳۸ ؎

وقت یہ افعال اکٹھا ہونے کی صورت میں حرام و بدعت و ناجائز کیسے ہو گئے؟ اور اس کا کیا ثبوت ہے؟

یہ تو ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص گاجر کھانا اور گنا چوسنا تو جائز سمجھے مگر گاجر اور گنے کا جوس ناجائز قرار دے۔ یا جوس گاجر تو جائز سمجھے مگر اس میں نورس یا شربت رُوح افزاء یا کیوڑہ ڈال کر ملا کر اکٹھا کر کے پینے کو بدعت و حرام قرار دے۔ یا دودھ پینا تو جائز و حلال سمجھے لیکن دودھ میں سوڈا یو تیل شربت رُوح افزاء و نورس ڈال کر پینے کو ناجائز سمجھے تو ایسا شخص پرلے درجہ کا احمق اور اعلیٰ درجہ کا بیوقوف ہے اور اس کے دماغ میں دیوبند ہے جس چیز کے جملہ اجزا طیب و طاہر حلال ہوں ان کو اکٹھا کرنے سے بدعت و حرام کیسے اور کس دلیل شرعی سے ہو گئے؟

کتب احادیث و فقہ سے اگر ہم ختم فاتحہ کا جواز و ثبوت پیش کریں تو یہ اُلٹی سیدھی تاویلات کے چکر میں پڑے گا اسلیے ہم اکابر دیوبند کے مُسلّمات سے فاتحہ کا ثبوت پیش کرتے ہیں لہٰذا مُصنّف کو چاہیے ختم فاتحہ کے جواز کے باعث جو جو اعتراضات امام اہلسنّت پر کرتا ہے وہ اپنے امام ہائے فرقہ وہابیہ دیوبندیہ پر بھی کرے اور ان کو بھی امام اہلسنّت کا شریک جرم سمجھے ۔۔۔۔

اکابر دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

جناب حاجی امداد اللہ صاحب، مسلّم اکابر علماء دیوبند کے شیخ طریقت و پیرو مرشد ہیں اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ ان کے مرید ہیں ختم فاتحہ کا فیصلہ ان

ہی سے کراتے ہیں تاکہ انکار و فرار کی گنجائش نہ رہے اور ان کی اگلی پچھلی ہر گلی بند ہو جائے اور یوں نہیں یوں ایسے نہیں ایسے کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں :-

" فرمایا کہ حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیا تبرکاً ہوتی تھی جب ختم ہو تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کیے گئے طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور ایک کتاب پڑھی جاتی ہے جس کو حضور کمال توجہ سے سُن رہے ہیں۔ دریافت فرمایا کہ یہ کونسی کتاب ہے کہا گیا احیاء العلوم حجۃ الاسلام امام غزالی کی ہے یہ لقب عطیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے[1]"

حوالہ مذکورہ بالا سے حاجی امداد اللہ صاحب کا اپنا طرز عمل معلوم ہوا کہ وہ فتویٰ دینے یا مسئلہ بتانے کی حد تک ہی ختم فاتحہ کے قائل نہ تھے بلکہ عملاً ختم و فاتحہ کراتے تھے اور یہ کہ وہ بزرگان دین کی فاتحہ کو ادباً نذر و نیاز کہتے تھے۔ یاد رہے کہ مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۸ کے مصنف کو اس بات پر دل کا دورہ پڑا تھا کہ مولانا احمد رضا خاں ایک جگہ لکھتے ہیں ۔۔۔۔ اولیاء کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں[2]۔

اب تو مصنف مطالعہ بریلویت کا ہارٹ فیل ہونا چاہیے کہ ان کے اکابروں کے اکابر نے حجۃ الاسلام امام غزالی مصنف احیاء العلوم کی ختم فاتحہ کو تعظیماً نذر و نیاز کہہ دیا۔ اب خرد ماغ

---

[1] شمائم امدادیہ صفحہ ۷۰ [2] احکام شریعت صفحہ ۱۲۱

مصنف حاجی امداد اللہ سے اسی طرح دریافت کرے جس طرح امام اہلسنت اعلیحضرت قدس سرہٗ سے کہتا تھا کہ ایصالِ ثواب کو نذر و نیاز کہنے کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔ یہ سوال جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی قبر سے کرے کہ حضرت آپ نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تائید کرتے ہوئے ان ہی کی طرح ختم فاتحہ کو نذر و نیاز کیوں کہا اور نذر و نیاز کہنے کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔ تو حاجی امداد اللہ صاحب بتا دیں گے اے میرے جھوٹے مرید و جھوٹے عقیدت مند جھوٹے وکیل!

"طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔"[1]

اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں قدیم زمانہ سے جاری ختم فاتحہ کے مبارک عمل کا۔ اس زمانے میں انکار کرنے والے لوگ بدعتی ہیں۔ حاجی صاحب نے فیصلہ ہی تو فرما دیا کہ بدعتی کون ہیں! بدعتی وہ ہیں جو اس زمانہ میں ختم فاتحہ کا انکار کرنا اس زمانہ کا انکار بدعت ہے۔ اور سنو حاجی امداد اللہ صاحب کیا کہتے ہیں:-

"جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعدہٗ ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر (شربت پر) نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔"[2]

فیصلہ ہفت مسئلہ کا فیصلہ

فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی امداد اللہ صاحب کا مشہور و معروف کتابچہ ہے جو مدت مدید سے دیوبندیوں کے گلے میں پھندا

---

[1] شمائم امدادیہ صـ ۷ [2] ایضاً صـ ۶۸

بن کر پڑا ہوا ہے۔ عام طور پر تو مرید اپنے پیروں بزرگوں کو مانا کرتے ہیں لیکن آج کے دیو بندی مرید اپنے پیر کو اپنے نقش قدم پر چلانا چاہتے ہیں۔ اس موضوع پر ممکن ہوا تو آگے گفتگو کریں گے۔

اس وقت حاجی امداد اللہ صاحب کا فیصلہ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں :۔

"نفس ایصالِ ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص و تعین کو موقوف علیہ کا ثواب سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اگر یہ اعتقاد (فرض و واجب سمجھنے کا) نہیں بلکہ کوئی اور مصلحت باعث تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کا فقہاء و محققین نے جائز رکھا ہے جو تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔"

پھر فرماتے ہیں :۔

"جیسے کہ نماز میں نیت کہ ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و زبان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا مستحسن ہے اگر یہاں (فاتحہ میں) بھی زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو۔ کھانا روبرو (سامنے) لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا تو جمع بین العبادتین ہے۔"

پھر فرماتے ہیں :۔

"اور گیارھویں حضرت غوث پاک کی۔ دسواں۔ بیسواں۔ چہلم۔ ششماہی۔ سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبد الحق اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر اور حلوہ شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب

کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔[1]"

الحمدللہ! اکابر دیوبند کے پیرو مرشد نے بہترین فیصلہ فرما دیا اور گیارھویں شریف وحلوا شب برآت کا نام لے کر مانچسٹریوں پر اتمام حجت کر دی اب منکرین ان مسائل میں معاندانہ طرز عمل اور خبث باطنی کا مظاہرہ کریں تو وہ درحقیقت اپنے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کا منہ چڑاتے ہیں۔ ہمیں خطرہ ہے کہ مانچسٹروی کی کچھ غیر مقلدانہ اور باغیانہ ذہنیت ہے وہ حاجی امداد اللہ صاحب کو بھی کہہ دے گا کہ:—

"اسلام میں اس کی ابتداء کب سے ہوئی؟"

بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی

نانوتوی صاحب بھی چند گستاخانہ عبارات میں اڑ جانے کے باوجود جزوی وفروعی مسائل میں نرم گوشہ رکھتے تھے گنگوہی اور انبیٹھوی کی طرح ضدی اور ہٹیلے نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بانی مذہب دیوبند ہونے کے باوجود مسلک اہلسنت کی متعدد مسائل میں بھرپور موافقت کی ہے اور حلوائے مسقط پر تو وہ ختم فاتحہ دے کر کھا ہی گئے۔ اگر وہ ہندوستان میں ہوتے تو شاید ان کے فرقہ والے ان کو ہرگز ہرگز ایسا نہ کرنے دیتے اور تقویۃ الایمانی تحریکات کا ہائیڈروجن بم اور فتاوی رشیدیہ کی خودساختہ بدعات کی بارودی سرنگیں لے کر ان کے اعصاب پر سوار رہتے۔ مگر حق غالب آ کر رہتا ہے وہ حلوہ سے عقیدت ومحبت پر مجبور ہو ہی گئے چنانچہ حلوے سے موافقت اور ختم فاتحہ عقیدت کے اس راز کو مولوی

---

[1] فیصلہ ہفت مسئلہ ص۷ از حاجی امداد اللہ صاحب۔

مناظر احسن گیلانی مصنف سوانح قاسمی نے بڑی وسیع النظری سے افشا کر ہی دیا لکھتے ہیں :۔۔۔۔

"جاتی دفعہ کراچی سے جہاز بادبانی میں سوار ہوئے تھے رمضان کا چاند دیکھ کر مولوی (نانوتوی صاحب) نے قرآن شریف یاد کیا تھا اول وہاں سنایا اور جہاز میں کیا سیر تھا بعد عید مکہ پہنچ کر حلوائے مسقط خرید فرما کر شیرینی ختم دوستوں کو تقسیم فرمائی"۔ [1]

مولوی مانچسٹروی صاحب حلوے اور ختم کی دشمنی کو دل سے کھرچ کر پھینک دو حق غالب آکر رہتا ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی

دیوبندی مذہب میں رشید احمد گنگوہی صاحب قطب عالم غوث الاعظم شیخ المشائخ جنید وشبلی وصدیق۔ فاروق او ربانی اسلام کے ثانی کے منصب پر فائز ہیں۔ دیکھو تذکرۃ الرشید ومرثیہ گنگوہی ظاہر ہے کہ یہ صاحب آج کل کے ادنے پونے دیوبندی مناظرین ومصنفین کی طرح کے نامعقول آدمی نہیں ہوں گے ان کا طرز عمل اگرچہ ان کے فتویٰ کے برعکس ہو دیو بندی قوم میں معتبر ومستند مانا جائے گا۔۔۔۔ شادی ہونے سے پہلے یہ صاحب بھی بڑی دھوم دھام سے کھانے پر فاتحہ کرتے تھے اس راز کو بھی بڑی سنجیدگی کے ساتھ تذکرۃ الرشید کے مؤلف مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے افشا کر دیا ہے۔ لکھا ہے :۔۔۔۔

"ایک بار (مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب) نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال

---

[1] سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۳۰۸ مطبوعہ دیوبند یوپی ؛

ثواب کو کھانا پکوایا تھا اس روز حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ میں ان کے پاس بیٹھا ہوں یہ دیکھ کر آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا اس وقت سے مجھے حنفی مذہب کے ساتھ محبت ہوگئی۔ شیخ کے ایصالِ ثواب کے موقع پر حضرت عبد اللہ بن مسعود کی زیارت کا تناسب حضرت سے کسی نے دریافت نہیں کیا ورنہ کیا عجب تھا کہ کوئی جدید فائدہ حاصل ہوتا۔“[1]

ہاں جی! مانچسٹروی جی سمجھے کچھ آپ — ؟ ذرا دل گردہ مضبوط کرکے کہو نا کہ گورنمنٹ انگلشیہ برانڈ قطب عالم گنگوہی صاحب کے نزدیک تنہا قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب تو پہنچتا ہی نہیں تھا لہٰذا کھانے کی ڈش پر تلاوتِ قرآن کا ثواب سوار کرکے پہنچایا گیا —— مانچسٹروی کی جدب زبانی اور زیادہ گوئی اسی نوع کی ہوتی ہے —

بہر حال یہاں کھانے پر ختم اور ایصالِ ثواب کی برکت سے گنگوہی صاحب کو یہ کتنا بڑا فائدہ ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت ہوگئی اور یہ کہ انہیں حنفی مذہب کے ساتھ محبت ہوگئی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ انہوں نے حنفی مذہب کو محبت محبت کے دعوئے کے ساتھ ٹال دیا فقہ حنفی پر عمل ضروری نہ سمجھا یہی وجہ ہے کہ موصوف کا فتاویٰ رشیدیہ جابجا فقہ حنفی کا منہ چڑاتا ہوا ملیگا۔

اکابر دیوبند کی کھانوں سے رغبت و محبت

قارئین کرام! یقین کریں یقین نہ ہو تو تجربہ کریں۔ دن رات فتوے ٹھونکنے کے باوجود اگر ان دیوبندی مولویوں کو پکا پکایا مل جائے تو چاہے شب برات کا حلوہ ہو یا گیارھویں شریف کی کھیر یا داتا دربار و آستانہ خواجہ غریب نواز کی مٹھائی یہ نہیں چھوڑتے۔ چھوڑنے پر دل آمادہ ہی نہیں بالخصوص

[1] تذکرۃ الرشید حصہ ۲ صٓ ۳۱۷ ؎

پاکستان کے دیوبندیوں وہابیوں کا کتابی مذہب کچھ اور ہے اور علمی زندگی کچھ اور حدیہ کہ صد سالہ جشن دیوبند کے موقع پر سنجے گاندھی فرزند اندرا گاندھی کی طرف سے پچاس ہزار کھانے کے پلاسٹک کے لفافے جو ہندو کانگریس کی وفاداری اور گاندھی جی کی کفش برداری کے صلہ میں دیئے گئے تھے ڈھیر گئے کیوں نہ ہو۔

گاہ گنگا گاہ جمنا پر وضو کرنے لگے
کانگریس کا ساز بندے ماترم کی تال میں

اللہ اللہ ــــ ایک شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قادری بریلوی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف تھے کہ اندرا گاندھی اپنے دَورِ وزارتِ عظمیٰ میں دو بار درشن مانگنے یاترہ پر خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف آئیں مگر جانشین وشہزادہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے ملنا گوارہ نہ کیا۔ درشن کا ارمان دل کا دل ہی میں رہ گیا اور ایک یہ کہ اشارہ ابرو پر جاں نثار کرتے ہیں۔

بات کھانوں کی ہو رہی تھی۔ بھلا جو لوگ بگلے کے پھوسے۔ کوّے۔ ہولی دیوالی کی کھیلیں اور پوریاں اور سنجے گاندھی کے پچاس ہزار لفافے کھانوں کے نہ چھوڑتے ہوں وہ اور کیا چھوڑیں گے ــــ؟

مانچسٹر وی روتا ہے دہائی دیتا ہے کہ حق نفس اور حظ نفس میں بڑا فرق ہے ہم یہاں صرف کھانے پینے کی تردید نہیں کرتے ہے یہ زندگی کا حق جو اسے ملنا چاہیے۔ مقصد یہ کہ اتنا ہی کھاؤ کہ زندگی بچ جائے۔ کھانوں سے نفرت۔ کدورت۔ بغاوت کا نرالا انداز اگر دیکھنا ہو تو مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۰ تا ۳۰ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ جیسے یہ لوگ تو معصوم ملائکہ سے ہیں کچھ کھاتے ہی نہیں حمد الہی پر گزارہ کرتے ہیں لیکن ان کے اکابر ایسے نہیں کھانے کا نام شکر اور شکل دیکھ کر ہی دل دے بیٹھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

کھانے کی بے تابانہ خواہشیں

سب سے پہلے بانی مدرسہ دیوبند دیوبندیت کے امام اوّل مولوی قاسم نانوتوی کی سنیئے، حلوہ سے دیوبندی فرقہ بہت الرجک ہے مگر اس وقت تک کہ حلوہ علماء اہلسنّت کے دسترخوان کی زینت ہو مگر حلوہ کے بغیر یہ خود بھی نہیں رہ سکتے "پاکستان ہندوستان میں ختم حلوہ بدعت وحرام کہنے والے فرقہ کے سرکردہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے سوانح نگار مولوی مناظر احسن گیلانی نے چاند چڑھا دیا، میں چھوڑ دیا لکھتے ہیں:-

"رمضان کا چاند دیکھ کر مولوی صاحب نے قرآن شریف یاد کیا تھا اوّل وطن سنایا اور حجاز میں کیا سیر تھا بعد عید مکہ پہنچکر حلوائے مسقط خرید فرما کر شرینی ختم دوستوں کو تقسیم فرمائی"[1]

● کھانے پینے کے معاملہ میں یہ مولوی قاسم صاحب کچھ زیادہ ہی وسیع النظر واقع ہوتے ہیں۔ حلال تو حلال ناجائز آمدنی والوں کا حرام مال بھی ہڑپ کر جاتے ہیں۔ خود بدولت کے سوانح نگار اس راز کو ذرا چاندی کے ورقوں میں لپیٹ کر افشا کرتے ہیں لکھتے ہیں:-

"نانوتوی صاحب، بعض اوقات ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں ہونے پر آپ کو مجبور ہونا پڑتا تھا شریک بھی ہوتے اور دعوت کرنے والوں کی تسلی کے لیے کچھ تناول بھی فرمالیتے تھے لیکن خان صاحب (امیر شاہ) کی شہادت ہے کہ قے کر تے تھے۔"[2]

حلال کمائی کی "فاتحہ کے طیب وطاہر کھانے کی دعوت تو ان منکرین فاتحہ کی کرتا کون تھا اس لیے قلبی اندرونی خواہشوں کی تکمیل کے لیے

---

[1] سوانح قاسمی جلد اوّل ص ۳۵ [2] ایضاً ص ۳۶۵

ناجائز اور مشتبہ آمدنی والوں کی دعوت قبول کر کے کھا پی جاتے تھے اور صفائی پیش کرنے اور قسمیں کھانے کے لیے مولوی امیر شاہ خان رکھا ہوا تھا تو وہ حلفیہ کہہ دیا کرتا تھا کہ حضرت نانوتوی حرام مال کی دعوت کھا کر قے کر دیا کرتے تھے بھلا کب کسی نے ایسے منصب رفیع کا حامل قاسم العلوم اور حجۃ الاسلام دیکھا ہے کہ جو محض لوگوں کی خوشنودی کے لیے ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوت بھی کھا جاتے۔

● موصوف کو کھانے پینے کا خیال مرتے دم تک دامن گیر رہا چنانچہ ارواح ثلاثہ کے مرتبین نے اس راز پر سے بھی بڑی فراخدلی اور خندہ پیشانی سے پردہ اٹھا دیا مولوی قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند مرتے وقت مولوی محمود الحسن سے کہہ رہے تھے:۔ "کہیں سے ککڑی لاؤ۔ مولوی محمود الحسن کہتے ہیں میں تمام کھیتوں میں پھرا مگر صرف ایک چھوٹی سی ککڑی ملی [1]۔"

اور مولوی قاسم صاحب یہ ککڑی کھا کر مر ے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مولوی محمود الحسن اور اس کے بعد حسین احمد ٹانڈوی قاری طیب وغیرہ نے آج تک اس ککڑی کی قیمت ادا کی یا نہیں کیونکہ کھیتوں میں سے ککڑی توڑ کر لانے والے مولوی محمود الحسن نے ککڑی کی قیمت کی ادائیگی کا مطلقاً ذکر نہیں کیا۔ بہرحال اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ علماء اہلسنت پر کھانے پینے کا الزام لگانے والے یہ خانہ ساز متقی جب کھانے پر آتے ہیں تو حلال و حرام اور ناجائز و مشتبہ کچھ نہیں دیکھتے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب دیوبندی دہابی فرقہ کے امام دوم ہیں ہم یہ

---

[1] ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۷۱ ؎

جرأت خواب میں بھی نہیں کر سکتے کہ ان کی ذات پر اپنے گھر سے کوئی من گھڑت الزام لگائیں۔ اس لیے ہم منصف مزاج قارئین کرام کو دعوتِ فکر دیتے ہوئے استدعا کریں گے کہ وہ مکتبہ عاشقیہ والمطبعۃ الخیریہ (مصر) قیصر گنج روڈ میرٹھ کا تذکرۃ الرشید لے کر بیٹھ جائیں اور پڑھتے پڑھتے اور تذکرۃ الرشید کے عجائبات ملاحظہ کرتے کرتے حصہ دوم صفحہ ۱۰ پر پہنچ جائیں یہاں میٹھے کے دشمن فرقہ امام دوم میٹھے میں غرق نظر آئیں گے وہ میٹھا جو ان کے لیے وبالِ جان تھا عین ایمان بن گیا۔ لکھا ہے :۔۔۔۔۔

"حلاوت ایمان کا ایک ثمرہ یہ بھی تھا کہ آپ کو میٹھے سے زیادہ رغبت تھی۔ عام آدمی دودھ یا چائے میں جتنا میٹھا کافی سمجھتے ہیں آپ (گنگوہی جی) اس کو پھیکا فرماتے یا کم میٹھا ظاہر کیا کرتے تھے۔ پھلوں میں قلمی آم اور الہ آبادی (مریزی) امرود بھی آپ کو مرغوب تھے ۔۔۔۔ شیریں لوکاٹ اور ملائم آڑو بھی آپ رغبت سے کھاتے تھے[1]۔"

● انہی گنگوہی صاحب کا اپنے فرقہ کے لیے زہر سے بدتر سمجھے جانے والے حلوہ سے بھی خصوصی لگاؤ اور یہ حلوے کا عشق اُن پر بڑھاپے میں دانت ٹوٹ جانے تک غالب رہا سنیے کلام شاعر بزبان شاعر :۔

"ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجئے۔ فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے نرم نرم حلوہ کھانے کو ملتا ہے[2]۔"

● بدقسمتی سے ختم فاتحہ کا کھانا تو ان کے نزدیک بظاہر وبالِ جان

---

[1] تذکرۃ الرشید ص۱۰ دوسرا حصہ [2] الافاضات الیومیہ جلد ۲ ص۲۳ ۰

سے کیوں نہ ہو کھانے پر قرآن عظیم جو پڑھا جاتا ہے مگر اپنی حضرت گنگوہی جی کی سنیئے مسخرہ پن کے انداز میں نہیں فتویٰ شرعی کے روپ میں کیا گل کھلاتے ہیں سائل سوال کرتا ہے۔

"ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری (حلوہ) یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں ـــــ ؟ جواب درست ہے فقط[1]۔

● بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے رفقاء اور دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کے اساتذہ میں ایک بھاری بھرکم نام مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا بھی ہے۔ کھانے پینے کی دوڑ میں یہ صاحب سب سے آگے نکل گئے مولوی قاسم نانوتوی صاحب لکڑی کھا کر کام چلا لیتے تھے یا ناجائز آمدنی والوں کا مال کھا جاتے تھے اور گنگوہی صاحب زیادہ میٹھا کھانے اور آم آڑو لوکاٹ کے شائق تھے اور مفت کے حلوے پر جان چھڑکتے تھے اس حلوے کے خبط میں دانت ہنوانا بھی گوارا نہ کیا لیکن مولوی محمد یعقوب نانوتوی مفت کے اس کھانے پینے کی دوڑ میں اس طرح سبقت لے گئے اور اپنے جملہ معاصرین کو پیچھے چھوڑ گئے۔ انھوں نے رنڈیوں کنجریوں کے حرام مال کی حرام مٹھائی بھی نہ چھوڑی۔ حوالہ ضیاء القاسمی۔ یوسف رحمانی جیسے کسی ڈھوم دھاری کا نہیں ہے بلکہ ارواح ثلاثہ میں ان کے اکابر کا اجماعی متفقہ حوالہ ہے لکھا ہے: ـــــ

"ایک رنڈی (کنجری بازاری عورت) اپنی چھوکری (نوجوان

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۳!

لڑکی، کو سیانی بھی اپنے ہمراہ لائی۔ مولانا محمد یعقوب (صدر مدرس مدرسہ دیو بند) نے پوچھا کیا ہے؟ اس (رنڈی کنجری) نے عرض کیا میری یہ لڑکی ہے اس کو مرض ہے اور میری اس پہ کمائی ہے آپ دُعا یا تعویذ کر دیجئے۔ مولانا محمد یعقوب نے نامعلوم دُعا کی یا تعویذ دیا اس چھوکری کو آرام آگیا وہ مٹھائی لائی مولانا نے فرمایا رکھ دو[1]

بتائیے ایسے مال کب کسی سُنّی بریلوی نے کھائے؟

● اب ذرا دیو بندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب کی بھی سُن لیجئے اِن کے یہ بزرگ بھی حلوے کے شیدائی تھے مگر مہمانوں سے نظر بچا کر کھاتے تھے خود بدولت فرماتے ہیں:۔۔۔

"میرے یہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو میں سادہ اور معمولی کھانا مہمان کے ساتھ کھاتا ہوں اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ"[2]

ممکن ہے کہ کوئی کہہ دے کہ جناب تھانوی جی تو اپنا گھر کا حلوہ کھاتے تھے تو ہم عرض کریں گے کہ امام اہلسنّت سیدنا سرکار اعلحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ نے بھی تو وصایا شریف اپنے گھر کھانوں پہ فاتحہ دلانے اور غرباء فقراء کو کھلانے کی وصیت فرمائی ہے۔ مگر تھانوی صاحب کا گھر کا اپنی کمائی کا کھانا کیسے ہو گیا؟ وہ تو صاف صاف لکھتے ہیں:۔۔۔

"اللہ واسطے کا کھاتے کھاتے ساری عمر گذر گئی"[3]

● پھر فرماتے ہیں:۔۔۔ "میری (تھانوی صاحب کی) ساری

---

[1] ارواح ثلاثہ ص ۳۳۹ [2] الافاضات الیومیہ جلد ۷ صفحہ ۱ے
[3] الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۳۷

عمر مُفت خوری ومُفت کے مال کھانے میں کٹی ہے۔ پہلے تو باپ کی کمائی کھائی۔ بیچ میں بہت تھوڑے دنوں تنخواہ سے گذارا ہوا پھر اس کے بعد سے پھر وہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے یعنی مدت سے نذرانوں پر گزر ہے نہ کچھ کرنا پڑتا ہے نہ کمانا۔"[۱]

● اس کے بعد پھر اقبالی جرم کے طور پر کہتے ہیں :——

"میری گزر آپ ہی لوگوں کے عطایا پر ہے۔"[۲]

ممکن ہے تھانوی صاحب کے مفت حلوہ خوری کے کردار سے کوئی کانگریسی ٹانڈوی مولوی حسین احمد صاحب کا پرستار کہہ دے کہ تھانوی کا جھانڈ تھا ہمارے لیے حجت نہیں ہے تو مولوی حسین احمد صاحب کی بھی سُن لیجیے۔ ملک الموت سرہانے پہنچ چکے ہیں چشم زدن میں راہی ملک عدم ہونے والے ہیں جس مملکت خداداد پاکستان کے قیام کی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مخالفت کی اُسی پاکستان کے سردے مرتے مرتے یاد آ رہے ہیں فرماتے ہیں :——

"مرتے وقت کہا مجھے لاہور سے سردے منگوا دو۔"[۳]

سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کو بوقت وصال بھی غربا، و فقراء کا خیال ہے اور یہ خود ساختہ شیخ الاسلام ٹانڈوی مرتے مرتے بھی اپنے پیٹ میں سردوں کا کوٹہ جمع کرنا چاہتے ہیں تاکہ قبر میں گرمی کی شدت سے بچاؤ ہو سکے۔

مفت کے مال خواہ حلوہ ہی کی انواع سے ہو اُسے کھانے پینے ہضم اور ہضم کر جانے میں یہ نسل بہت شاق ہے۔ علماء اہلسنت

---

[۱] الافاضات الیومیہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۶ [۲] ایضاً جلد ۷ صفحہ ۳۳۵
[۳] شیخ الاسلام نمبر الجمعیۃ دہلی ۔

ان کی طرح محض ٹھگی مال نہیں کھاتے۔ اور فرق صرف اتنا ہے کہ علماء اہلسنت کھانے پر قرآن عظیم پڑھ کر کھاتے ہیں اور یہ لوگ غالباً قرآن پڑھنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

حاجی امداد اللہ کی شہادت

چونکہ اصل زیر بحث مسئلہ ختم فاتحہ ایصالِ ثواب ہے۔ ختم فاتحہ کا کھانا صرف بیانات اور فتاوی کی حد تک ان کے لیے باعث اضطراب ہے۔ بغیر ختم کے کھانا کھلانا ہو تو مدرسہ دیوبند کے جشن صد سالہ پر سابق بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی کے فرزند دلبند سنجے گاندھی کے بھیجے ہوئے کھانے کے پچاس ہزار پیکٹ اندرا تبرک سمجھ کر ہضم کر جاتے ہیں بلکہ آج کے دور میں محض پیٹ پوجا کے شوق میں یا اہلسنت کی ضد میں یا قربانی کی کھالوں اور زکوٰۃ کی بندش کے خوف (ڈھل مل یقین نہیں) سے بہت سے متقلب دیوبندی مولوی بھی ختم فاتحہ کا کھانا بھی بطیب خاطر کھاتے نظر آتے ہیں۔ روزمرہ کے مشاہدات اور عامہ اخبارات کے تراشے اس پر گواہ ہیں بلکہ اب تو بعض دیوبندی وہابی مولوی کے مرنے پر بھی تیجا کا ختم قل خوانی کے نام سے کیا جاتا ہے جیسے یہ فرقہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے چڑتا ہے اور بارہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو یا عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہینہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جلسے اور کانفرنسیں کرتے ہیں۔ بہر حال جہاں تک ختم فاتحہ کے دلائل کا تعلق ہے ہم مکرر در مکرر عرض کر چکے ہیں اور بکثرت حوالہ جات اکابر دیوبند کی کتب سے ناقابلِ تردید پیش کر چکے ہیں۔ چلو اتمام حجت کے لیے یہ مسئلہ اکابر دیوبند کے مسلم پیر و مرشد و شیخ طریقت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے حل کراتے

ہیں۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں اور دو ٹوک فیصلہ دیتے ہیں:
"جمعرات کے دن کتاب احیاء (العلوم) تبرکاً ہوتی تھی جب ختم ہوئی تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کیے گئے۔ طریق نذر نیاز (ختم فاتحہ) قدیم زمانہ سے جاری ہے۔ اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور ایک کتاب پڑھی جاتی ہے جس کو حضور کمال توجہ سے سُن رہے ہیں۔ دریافت فرمایا کون سی کتاب ہے کہا گیا احیاء العلوم حجۃ الاسلام امام غزالی کی ہے"۔ [1]

● اس سے تھوڑا قبل صفحہ ۶۸ پر فرماتے ہیں: ——
جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعدہٗ ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور (ختم کا) شربت بٹنا شروع ہوا —— آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز اور شرک ہے اور دوسرا خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے ہی انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کوئی شخص

---

[1] شمائم امدادیہ صفحہ ۷۰-۷۱۔

تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔"[1]

اب دیوبندی حضرات اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کے واضح احکامات اور طرزِ عمل سے منحرف ہوں اور روگردانی کریں تو یہ ان کی بدقسمتی ہے۔ اس کے بعد ہم ختمِ فاتحہ کے جنون و عناد کی حد تک مخالف دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کا شدھی ہونے سے پہلے کا طرزِ عمل بھی نقل کرتے ہیں اور کھانے پر ایصالِ ثواب سے جو فیوض و برکات اُن کو اُنکے اپنے بقول حاصل ہوئے وہ اُنہی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

● "ایک بار مولوی رشید احمد گنگوہی نے) ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں نے (سلسلہ چشتیہ صابریہ کے عظیم بزرگ) حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کو کھانا پکوایا تھا (اس کی برکت سے) اُس روز حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ میں (گنگوہی صاحب) ان کے پاس بیٹھا ہوں یہ دیکھ کر آنکھ کھل گئی۔ —— اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا، اس وقت سے مجھے حنفی مذہب سے ساتھ محبت ہو گئی۔ شیخ (عبد القدوس علیہ الرحمۃ) کے ایصالِ ثواب کے موقع پر حضرت عبد اللہ بن مسعود کی زیارت کا تناسب حضرت (گنگوہی) سے کسی نے دریافت نہیں کیا ورنہ کیا عجب تھا کہ (ختمِ فاتحہ) ایصالِ ثواب کی برکتوں کا کوئی جدید فائدہ حاصل ہوتا۔ (تذکرۃ الرشید کے مصنف مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں) اپنے ناقص خیال میں یوں آتا ہے کہ شاید حضرت شیخ کا حنفی المذہب ہونا اور روحانیت شیخ کے توسل سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

---

[1] شمائم امدادیہ صفحہ ۶۸

یک رسائی جن کا قول مذہب حنفی میں اکثر ماخوذ و معمول ہے
اس رویائے صالحہ کا مطلب ہوا۔[1]

اس کا ماحصل یہ ہوا کہ ختم فاتحہ نیاز کا کھانا پکوانا ایصال ثواب
کرنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا قدیمی عمل و معمول تھا ختم
فاتحہ ایصال ثواب بر طعام کی یہ برکتیں ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ختم فاتحہ تو ہو حضرت شیخ
عبدالقدوس صاحب کی اور زیارت ہو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایصال ثواب اور ختم و فاتحہ کے معمولی
سے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خوش ہوئے
اور زیارت سے مشرف کیا یہ کہ یہ شرف توسل شیخ حضرت عبدالقدوس
علیہ الرحمۃ سے ہوا۔ —— آج کے دور میں مثل ملاں مانچسٹروی
علمائے وہابیہ دیوبندیہ جو ختم فاتحہ ایصال ثواب وغیرہ سے منحرف ہو
گئے وہ حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ رہنمائے اعظم احناف اہلسنت وجماعت کے
فیض و برکات سے بھی محروم ہیں۔ ممکن ہے پروفیسر مانچسٹروی حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کریں کہ حضرت آپ
حضرت عبدالقدوس کے ایصال ثواب کے لیے کھانا پکوانے کے عمل سے
خوش ہوگئے احادیث میں اس کا ثبوت کہاں ہے؟

سرکار بغداد پیران پیر کی نصیحت

اس عنوان سے مسٹر مانچسٹروی نے سیدنا
غوث اعظم قدس سرہٗ کی ایک نصیحت "الفتح الربانی" کے حوالہ سے نقل

[1] تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۳۱۷۔

کی ہے۔ یہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بین کرامت ہے کہ حضور غوث پاک کے تصرفات کا منکر آپ کو سرکار بغداد لکھ رہا ہے۔ دیوبندی مذہب میں حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ کو سرکار بغداد لکھنا کہاں تک جائز ہے اس کا فیصلہ دیوبندی فتاوی اور مفتیان دیوبند پر چھوڑتے ہیں کہ اُن کی شرک و بدعت اینڈ کمپنی لمیٹڈ کے خانہ ساز فتاوی کی رُو سے حضور سیدنا سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سرکار بغداد لکھ کر مسٹر مانچسٹروی رجسٹرڈ مشرک و بدعتی ہو گئے یا نہیں؛

سرکار کا تو حکم چلتا ہے۔ غوث اعظم کو سرکار مانا تو یہ بھی ماننا ہو گا کہ حضور غوث پاک کا تصرف آج بھی جاری و ساری ہے سرکار کو نفع و نقصان کا مالک ماننا پڑے گا۔ جو معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل جائے وہ سرکار نہیں ہو سکتی۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو سرکار مانا تو زندہ ولی بھی ماننا پڑے گا۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کا خلاصہ یہ ہے؛

"نفس کو لذت پہنچانے میں ہلاکت ہے"۔

اہل فقر درویشوں کو ہمیشہ توکل کی نصیحت کرتے ہیں مسٹر مانچسٹروی کہنا یہ چاہتے ہیں کہ سرکار بغداد پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے تو نفس کو مارا ہے۔ سادہ کھاتے پیتے تھے۔ یہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت وصایا شریف میں مرغن کھانوں کی طویل فہرست فاتحہ میں شامل کرنے کیلئے کیوں پیش کر رہے ہیں۔ گویا اس کے نزدیک لذیذ کھانے سنت و شریعت اور طریقہ غوث اعظم کی خلاف ورزی ہے۔

عمدہ، لذیذ اور مرغن کھانے نہ شرعاً منع نہ الفتح الربانی میں سیدنا سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کے قول سے ان کی حرمت و ممانعت

ثابت ہوتی ہے۔

ملاں مانچسٹروی تو یہ کہتا ہے کہ نفس کو لذت پہنچانے میں ہلاکت ہے۔ عمدہ لذیذ مرغن کھانے بزرگوں کا طریقہ نہیں بلکہ خود سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا اپنا واقعہ مستند کتب معتبرہ میں یوں منقول ہے:
شیخ محمد بن قائد الاوانی اور شیخ ابو عبداللہ علیہما الرحمۃ سے مروی ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو تعلیم و تربیت کے لیے آپ کی خدمت میں چھوڑ کر گئی اور کچھ عرصہ کے بعد وہ عورت دوبارہ پھر حاضر خدمت ہوئی تو اپنے بچے کو بہت کمزور پایا رنگ بھوک سے زرد تھا روکھی سوکھی روٹی کھا رہا تھا اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھنا ہوا مرغ کھا رہے تھے ایک برتن میں مرغ کی ہڈیاں رکھی ہوئی تھیں۔ یہ دیکھ کر اس عورت نے عرض کیا حضور والا انت تاکل الدجاج وولدی یاکل خبز الشعیر آپ مرغی کھاتے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی۔ فوضع الشیخ یدہ علی تلك العظام۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ مرغ کی ہڈیوں پر رکھ دیا اور فرمایا: قومی باذن اللہ الذی یحیی العظام وھی رمیم۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے اُٹھ کھڑی ہو۔ مرغی زندہ ہو گئی آپ نے اس عورت سے ارشاد فرمایا جب تمہارا لڑکا اس مقام پر پہنچے گا تو وہ بھی جو چاہے گا کھائے گا۔[1]

اس واقعہ کو دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے جمال الاولیاء، اور الافاضات الیومیہ جلد ۱ ص ۲۲۳ پر بیان کیا ہے۔

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ ۶۵ قلائد الجواھر صفحہ ۳۷ فتاوی حدیثیہ للعلامۃ ابن حجر مکی

بتایا جائے بھونا ہوا مرغ اچھا کھانا ہے یا سادہ کھانا ہے۔ معاذ اللہ کیا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھُنا ہوا مرغ کھا کر نفس کو تسکین پہنچا کر معاذ اللہ نفس کو لذت پہنچا کر ہلاک کر رہے تھے؟ کچھ تو شرم کرو غالباً اسی لیے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے لذتوں اور شہوتوں اور سرور سے بچنے کے لیے مرغ اور مرغن کھانوں کو چھوڑ کر زاغ معروفہ کالا دیسی کوا پسند کیا ہوگا۔ [1]

حاجی امداد اللہ صاحب کی شہادت

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسا کھانا کھاتے تھے چلئے ہم حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے معلوم کرتے ہیں۔ ما نچسٹر دی جی شاید ان کی شرم وحیا کریں ان کی مان لیں کیونکہ یہ بزرگ اکابر علماء دیوبند کے پیر ومرشد ہیں، فرماتے ہیں:۔

"شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لباس عمدہ پہنتے تھے اور کھانا لذیذ کھاتے تھے یہ سب عکس تھا، اخروی تھا۔" [2]

تھانوی کی شہادت

چلئے چلتے ہم دیوبندی وہابی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی شہادت بھی پیش کرتے ہیں کہ اتمام حجت ہو جائے ملفوظ ۲۵۱۔ "ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اچھی عمدہ اور مقوی غذائیں کھانا چاہیے اور خوب کام کرنا چاہیے ہمارے حاجی (امداد اللہ) صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل اللہ اگر عمدہ غذا کھاتے ہیں تو ان کو اس میں نعماء جنت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔" [3]

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ [2] شمائم امدادیہ حصہ دوم صفحہ ۷۰۔

[3] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۱۹۹؛

تعجب ہے کہ ملّاں مانچسٹروی جی نے اکابر دیوبند کے برعکس عمدہ ولذیذ مقوی و مرغن کھانے کھانے کو بھی سُنّی بریلوی ۔ دیوبندی طرفی مکاتیب فکر کا اختلافی مسئلہ بنا دیا۔

جب شیطان کا خصوصی فیض مانچسٹروی کے رگ وپے میں سرایت کرتا ہے تو وہ بار بار سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی یہ نصیحت ضرور نقل کرتا ہے :۔

"میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"

حالانکہ ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ متعدد تصانیف میں بار بار اس کا جواب دیا ہے اس جواب پر تو اس نامراد کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور بار بار اسی کا اعادہ کر کے دیوانگی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

سرکارِ سرہند حضرت مجدّد الف ثانی کی نصیحت

مانچسٹروی صاحب نے صفحہ ۲۷ پر ایک عنوان یہ بھی قائم کیا ہے اور یہاں بھی سرکار سرہند لکھ کر اپنے مذہب کا خون کیا ہے ۔ دوم یہ کہ سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد اردو میں نہیں ہو سکتا عربی یا فارسی کی اصل عبارت کے ساتھ ترجمہ پیش کرنا چاہیے تھا اور یہ بھی بتایا جائے کہ مسٹر مانچسٹروی جی نے یہ کن الفاظ کا ترجمہ کیا ہے کہ ؛ "سنت کے علاوہ کسی چیز میں اپنے پیروں کی پیروی نہ کریں" یہاں مصنف مطالعہ بریلویت کٹر غیر مقلد نظر آ رہا ہے۔ گویا کہ اس دیوبندی دلال کے نزدیک پیرانِ طریقت کے اقوال وعمل سنت کے خلاف ہوتے ہیں۔

اوّل تو ہم یہ واضح کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ دیوبندی حضرات محض فریب دینے کے لیے حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا نام لیا کرتے ہیں ـــــــ ورنہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور دیوبندی وہابی عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور کوئی قدر مشترک نہیں لیجئے ثبوت حاضر ہے اور نقد حاضر ہے ؛ ـــــــ

دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کہتے ہیں اور سیدنا شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے اپنا اختلاف یوں ظاہر کرتے ہیں بلکہ مولوی اسماعیل قتیل کو حضرت مجدد پر ترجیح دیتے ہیں دیکھئے ؛ ـــــــ

"ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ تصور شیخ کا مسئلہ کبھی جی کو نہیں لگا اس سے طبیعت اُلجھتی ہے بلکہ چڑتی ہے میں حرمت کا فتویٰ تو نہیں دیتا یہ تو مولانا (اسماعیل) شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کا منصب تھا مگر میں ایسا حلال سمجھتا ہوں جیسے اوجھڑی کو حلال سمجھتا ہوں مگر کھا نہیں سکتا پس اسی درجہ میں سمجھتا ہوں تصور شیخ کو گو حضرت مجدد صاحب نے اس کے نافع اور محمود ہونے پر بڑا زور دیا ہے ۔"[1]

یہ ہے ان لوگوں کا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرکار سرہند قدس سرہٗ پر اعتماد کہ حضرت شیخ مجدد سرہندی علیہ الرحمۃ جس چیز کو زور دے کر نافع و محمود بتاتے ہیں دیوبندی حکیم الامت اس کو زور دے کر دھتاتے ہیں اوجھڑی کی طرح بتاتے ہیں اور پھر اسی مذکورہ بالا تحریر میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے اپنی اندرونی کدورت وعداوت کا برملا یوں اظہار کیا کہ اپنے امام اوّل بابائے وہابیت مولوی اسماعیل قتیل کو تو باقاعدہ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے لیکن حضرت مجدد الف ثانی کو رحمۃ اللہ علیہ پورا لکھنے کی توفیق نہ ہوئی ۔ مجدد الف ثانی

---

[1] الافاضات الیومیہ حصہ ۴ ص ۹۴ ؎

علیہ الرحمۃ جیسی عظیم و جلیل مسلّمہ شخصیت سے تو ان کو اختلاف ہے لیکن بانئ وہابیت قتیل بالاکوٹ سے قطعاً اختلاف نہیں اور جبین عقیدت جھک جاتی ہے ملاحظہ ہو۔ دیوبندیوں وہابیوں کے بانئ اسلام ثانی مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب مولوی اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان کے متعلق سوالات کے جواب میں لکھتے ہیں :۔

"تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اُس کو رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے [1]"

گویا کہ دیوبندیوں کے دل کو امام ربانی مجدد الف ثانی سرکار سرہند قدس سرہٗ کی بات نہیں لگتی۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اقوال سے ان کا دل اُچٹتا ہے طبیعت اُلجھتی ہے مگر قتیل دہلوی شہید لیلیٰ نجد بانئ وہابیت مولوی اسماعیل کی کتاب میں ان کے اقوال پر عمل کرنا عین اسلام ہے۔ انصاف پسند قارئین کو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہو گا کہ دیوبندیوں کا ہمارے بزرگوں کا نام لینا محض دھوکہ دینا ہے۔

طرفہ تماشہ : مسٹر پروفیسر پی ایچ ڈی ڈگری حاصل کرنے کے باوجود جاہل ہی رہا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جو ارشاد اس نے نقل کیا ہے اُس کے آخری الفاظ یہ ہیں جو اس نے بطور ماحصل نقل کیے ہیں :۔

"اس وقت کے صوفی اگر انصاف پر آئیں اور اسلام کی کمزوری اور جھوٹ کا پھیلاؤ دیکھیں تو سنت کے علاوہ کسی چیز میں اپنے پیروں

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۵۱ ؛

کی پیروی نہ کریں۔"[1]

گویا کہ پیروں (مشائخ طریقت) کا طرز عمل سنّت کے منافی ہے اور بزعم خود مانچسٹر وی سنّت کا بہت بڑا محافظ و شیدائی ہے اور یہ معلوم ہی نہیں کہ یہ اپنے دَور کے یعنی آج کل کے پیروں کی بات کر رہا ہے یا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے عہد مبارک کے صوفیاء عظام اور پیران طریقت کی بات ہو رہی ہے۔ —— بہر حال موضوع زیر بحث فاتحہ ایصال ثواب وغیرہ سے ہٹ کر اگرچہ یہ حوالہ محض اس نے گنج بخشی —— کے لیے بے موقع نقل کر ڈالا اور اس سے اس مقصد کا وحید صرف یہ ہے کہ اولیاء اللہ پیران طریقت کی پیروی نہ کی جائے مگر اس باب میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور اُن کے استاذ گرامی مولوی محمد یعقوب صاحب دیوبندی کا فیصلہ سن لیں۔ مولوی تھانوی صاحب رقمطراز ہیں کہ: ——

"میں نے طالب علمی کے زمانہ میں کسی کتاب میں دیکھا تھا کہ ایک پیر نے ایک مرید سے پوچھا کہ تم خدا کو جانتے ہو۔ مرید نے کہا میں خدا کو کیا جانوں میں تو تم کو جانوں مجھ کو (تھانوی کو) اس پر بڑا غصہ آیا کہ بڑا ہی جاہل اور ایمان سے دُور تھا میں نے یہ قصہ (اپنے استاذ) مولانا محمد یعقوب صاحب سے عرض کیا کہ حضرت ایسے ایسے بھی جاہل ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا تم خدا کو جانتے ہو؟ تب میری آنکھیں کھلیں فرمایا میاں کسی اللہ والے ہی کو پہچان لے یہ ہی بڑی نعمت ہے۔"[2]

تھانوی صاحب کی تو اس واقعہ سے آنکھیں کھل گئی تھیں، مگر ہمیں یقین ہے کہ مانچسٹر وی پی ایچ ڈی کی آنکھیں گنگوہی صاحب

---

[1] مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۲۳ [2] الافاضات الیومیہ حصہ ۲ ص ۲۹۱

کی طرح بند ہو جائیں گی۔ حضرت مجدد صاحب کے قول سے ملاں مانچسٹروی جی یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ سنت کے علاوہ پیروں کی بات نہ مانی جائے، لیکن تھانوی صاحب کے استادگرامی مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی ایسے شخص کے اس قول کی تائید و حمایت کر رہے ہیں جو کہہ رہا تھا کہ:۔

"میں خدا کو کیا جانوں اسے پیر صاحب میں تو تم کو جانوں"

یہ ہے وہ کہ پڑھا کہ مولوی تھانوی صاحب کی تو آنکھیں کھل گئی تھیں مگر مانچسٹروی ملاں کی عقل کے طوطے اڑ جائیں گے۔ ملاں مانچسٹروی کے دماغ میں لاوا ایک رہا ہے کہ مشائخ طریقت پیرانِ عظام کے اقوال من گھڑت اور سنت و شریعت کے منافی ہوتے ہیں لہٰذا وہ حضور سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی۔ سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری۔ سید سلطان ہند خواجہ اجمیری قدست اسرارہم جیسے مسلمہ اکابر اولیاء اللہ سے نفرت دلانے کے لیے یہ پاپڑ بیل رہا ہے کہ پیروں کی پیروی نہ کریں۔ مگر اس کا کیا کیجئے سنیے اور سر دھنیے۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے سوانح نگار تذکرۃ الرشید کے مرتب مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی خود گنگوہی جی کا قول نہیں بلکہ فرمان شاہی نقل کرتے ہیں:۔

"آپ (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی) نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے "سُن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔" [1]

---

[1] تذکرۃ الرشید دوسرا حصہ صفحہ ۱۷

صرف یہ ایک مولوی عاشق الٰہی میرٹھی ہی نہیں بلکہ ؎

جو تیرے کوچہ میں ہے اے جان کفن بردوش ہے

شیخ الہند دیوبندی مولوی محمود الحسن دیوبندی مرثیہ گنگوہی میں لکھتے ہیں:

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جاہ ہوگیا گمراہ ؎

وہ اب ہدایت تھے کہیں کیا نفس قرآنی

وضاحت کی ضرورت نہیں اشعار عام فہم ہیں۔ آگے لکھتے ہیں کہ جس طرف گنگوہی صاحب مائل ہو جاتے حق بھی اُدھر ہی دائر ہو جاتا۔ گویا حق و ہدایت مولوی گنگوہی صاحب کے اشارہ ابرو کے منتظر ہوتے لکھتے ہیں: ؎

جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا

مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی [1]

پروفیسر مانچسٹروی اس وادی میں مدت مدید سے دھکے کھا رہے ہیں بریلویت پر لکھنے کا جنون اور خبط اُن پر رات کی نیند حرام کیے ہوئے ہے انہیں کچھ معلوم نہیں دُنیا میں کیا ہو رہا ہے ان کے اکابر کی کتب میں کیا بھرا پڑا ہے: ؎

نجد کا کوڑا نجد کا گند ✕ دیوبند دیوبند

اپنے اکابر کے اقوال بالا ذہن نشین کر کے اب مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوب شریف سے مطابقت کر کے خود بتلائیے کہ بدعت کے اندھیروں میں کون گم ہے اور سُنت کا نور کون بڑھا رہا ہے۔؟

سرکار سرہند قدس سرہٗ کے قطعاً بے محل و بے موقع ارشاد نقل کرنے کے بعد دیوانگی کے عالم میں صفحہ ۲۸ پر پھر دوبارہ سہ بارہ ایصال ثواب

---

[1] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۹، ۸ ۔

کو موضوع سخن بناتا ہے ممکن ہے کوئی اور ڈھکوسلا یاد آگیا ہو گا فکری اضطراب ہر سطر اور نفس مضمون سے پھوٹا پڑتا ہے۔ ع

بے قراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

عنوان ہے قرآن مجید پڑھنے کا ثواب

عنوان تشنہ ہے تنگی اس کے جلو میں ہے۔ مولانا احمد رضا خاں یہ کہتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں وہ کہتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں یوں کہتے ہیں۔ جی ہاں! کیا تمہاری طرح بلا دلیل و ثبوت کہتے ہیں۔ —— گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی، محمود الحسن، انور کاشمیری وغیرہم نے اُن کا زمانہ پایا اور دم نہ مار سکے اور آج ملاں مانچسٹر دی کے مُنہ سے ماں کے دودھ کی بُو نہیں گئی یہ بے چارہ کہتا ہے مولانا احمد رضا خاں یوں کہتے ہیں، مولانا احمد رضا خاں یہ کہتے ہیں۔ ذرا دم خم ہے تو نصوص قرآن و حدیث سے مولانا احمد رضا خاں کے اقوال و ارشادات کا رد کرو۔ عبارتوں میں کتر بیونت الفاظ اور مفہوم میں ہیرا پھیری سے کام نہیں چلے گا۔ ھَاتُوا بُرْھَانَکُم اِن کُنتُم صٰدِقِین ——

دروغ گو را حافظہ نباشد

یہ صحیح ہے کہ جھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں ہوتا اس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ یہ ختم فاتحہ کی بحث میں ایسا اُلجھا ہے کہ ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے اس کو خبر ہی نہیں کہ اس کا قلم کیا گھسیٹ رہا ہے۔ مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۲ جلد اوّل پر لکھتا ہے:——

"ان (سنیوں بریلویوں) کے عقیدہ میں نیکیوں کا ثواب نہیں پہنچتا —— لذتیں اور ذائقے پہنچتے ہیں"

اور اسی جلد اوّل کے صفحہ ۲۸ پر بدحواسی کے عالم میں لکھتا ہے:——

"اس مسئلہ میں سُنّی بریلوی اور دیوبندی وہابی دونوں متفق ہیں کہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب حسبِ نیت ضرور پہنچتا ہے"

خرد دماغی : اب خامہ مطالعہ بریلویت کی مزید خرد دماغی ملاحظہ ہو۔ سیدنا امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی اس عبارت :-

"مسلمانوں کو دُنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے کے ساتھ پہنچاتے ہیں اسے فاتحہ کہتے ہیں۔ اولیاء کرام کو جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں"

اس بارے میں لکھتا نہیں بلکہ بکتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے یہاں اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر کیا ہے کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے ـــــــ ؟

یہ ہے اس بدبخت کی وسیع النظری اسی زعم جہالت وحماقت میں یہ تاریخی فکری اور تحقیقی جائزہ پیش کر رہا ہے۔ سچ ہے۔ ؏

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے

اس شخص کو اتنا معلوم نہیں کہ اولیاء اللہ، اللہ کے دوست کے محبوب ہوتے ہیں یہ مسلمانوں کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔ اس نامراد کی یہ بکواس بھی کسی علم وتحقیق کا حصہ ہے کہ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے۔ مولانا احمد رضا خاں نے اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر ہے۔ یہ بے چارہ یہی کچھ سمجھ سکتا تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ختم فاتحہ کے خلاف کتاب وسنت سے دلائل وشواہد پیش کرتا مگر یہ بے چارہ علمی بے بضاعتی کے باعث پانی کی لسی بنا رہا ہے۔ درحقیقت اس بدحواس کو اولیاء اللہ کی نذر و نیاز ذہن گوارا نہیں ـــــــ

انہونی منسوب کرنا انہونی منسوب کرنا مصنف مطالعہ بریلویت کا خاص فن ہے اور بے حیائی سے اس کا

مسلسل مظاہرہ کیے جا رہا ہے صفحہ ۲۹ کی ایک سرخی ہے "اہل میت کے کھانے کی شرعی حیثیت" جل بھن کر لکھتا ہے :۔

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے اپنے عزیزوں کو وصیت کی کہ فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔"

سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کی عبارت مبارکہ سے یہ الفاظ کانٹ چھانٹ کر نقل کر کے اپنی موٹی عقل اور الٹی کھوپڑی سے یہ تاثر دینا چاہا کہ فاتحہ ہفتہ میں دو تین دفعہ تو ہر دوسرے دن کرنی ہوگی۔ اعزہ کی خانصاحب کی وفات کا آخر تین دن تو سوگ رہا ہوگا اور ان دنوں میں بھی ان کو کھانوں کی تیاری کرنی پڑی ہوگی۔

اس کو کہتے ہیں بارہ گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ اس بے چارے جہالت کے مارے نے یہ سمجھ لیا کہ حضور اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی وصیت کے فوراً بعد فاتحہ کے کھانے پکانے شروع کر دیئے گئے ہوں گے حالانکہ سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز نے اہل میت کے گھر دعوت وضیافت کی ممانعت پر مستقل کتاب جلی الصوت ۱۳۱۰ھ تاریخی نام سے ارقام فرمائی جس میں مسند امام احمد۔ سنن ابن ماجہ۔ فتاوی خلاصہ۔ فتاوی سراجیہ۔ فتاوی ظہیریہ۔ فتاوی تاتارخانیہ۔ فتاوی ہندیہ۔ فتاوی قاضی خاں۔ شرح ہدایہ وغیرہم ۲۵ کتب کے اہم وجلیل حوالوں سے اہل میت کے گھر اس دعوت کو ناجائز و بدعت شنیعہ قبیحہ قرار دیا۔ مصنف نے جو حوالہ پیش کیا وہ بھی سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف جلی الصوت کا حوالہ ہے جو سنن ابن ماجہ سے نقل کیا ہے کہ :۔

كنا نرى الاجتماع الى اهل الميت وصنعة الطعام من النياحة (سنن ابن ماجه رواه احمد ص۱۱۶) یعنی ہم (صحابہ کرام) اہل میت کے ہاں جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کو جاہلیت کے

دَور کا ماتم سمجھتے ہیں۔

حضرات صحابہ کرام تو اہل میت کے ہاں دعوت اور کھانوں کو دَور جاہلیت کا ماتم فرما رہے ہیں لیکن دیو بندی وہابی فرقہ میں ماتم دینے معمول ہے اور یہ ماتم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرنے پر کیا گیا۔ مولوی محمود الحسن شیخ الہند دیو بند خود لکھتے ہیں ؎

فرق درجات کا قصہ تو جُدا ہے لیکن
عام تھا عالم اجسام میں اس کا ماتم [1]

عالم تخیلات یا عالم ارواح یا عالم برزخ کی بات نہیں بلکہ عام تھا عالم اجسام میں ان کا ماتم شیعہ رافضی آگ پر ماتم کرتے ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کی موت پر دیو بند میں آگ پر بھی ماتم ہوا اور آگ پر یہ ماتم اس وقت کے مہتمم مدرسہ دیو بند مولوی محمد رفیع صاحب اور صدر مدرس مدرسہ دیو بند مولوی محمد یعقوب نانوتوی نے کیا سنیئے۔ ؎

لوٹتے آگ پہ تھے حضرت یعقوب و رفیع
خون آنکھوں سے بہاتے تھے رشید عالم [2]

بہر حال اہل میت کے ہاں کھانا پکانا دعوتیں اڑانا سیدنا اعلحضرت امام اہلسنت یا دیگر علماء میں سے کسی نے بھی جائز نہیں بتائیں۔ اور مخالفت پر خود سرکار اعلحضرت کی متعدد کتب و فتاویٰ موجود ہیں لہٰذا اس ضمن میں بلا ضرورت کج بحثی کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا گیا۔ اسی ضمن میں "ختم میں ستر ہزار چھوہارے" کا جواب ہم قبل از دھاکہ کے رد میں اپنی جامع و ضخیم کتاب قہر خداوندی میں صلہ پر مفصل دے چکے ہیں جس کا جواب مصنف دھاکہ اور راشد خامہ مطالعہ بریلویت سے

---

[1] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۱۹ [2] ایضاً۔

جوازنہ ہو سکے گا انشاء اللہ سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ نے عرفان شریعت میں صاف صاف فرمایا ہے :۔۔۔۔۔

"کوئی وزن شرعًا مقرر نہیں ہے۔"

اس کے بعد فرمایا ستر ہزار عدد ہوں کیونکہ خود مولوی محمد قاسم نانوتوی بھی تحذیرالناس صہ ۳۰ میں لکھتے ہیں :۔۔۔۔۔

"حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا بروئے مکاشفہ اُس نے کہا اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا تو یوں سمجھ کر کہ بعضے روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اس کی اطلاع نہ دی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ مرید ہجوان ہشاش بشاش ہے آپ نے پھر پوچھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔"

سیدنا اعلحضرت علیہ الرحمۃ کا مقصد بھی ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھوانا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا ہے۔ بتایا جائے ستر ہزار یا پچھتر ہزار یا ایک لاکھ مرتبہ کلمہ شریف چھوہاروں پر تو کیا سونے کی ڈلیوں پر پڑھ کر بخش جائے ثواب پہنچایا جائے تو اس میں اثر خامہ مطالعہ بریلویت کو کیا کھاتا ہے؟ کیا وہ یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کی بخشش و نجات نہ ہو سب اس کے ساتھ جہنم میں رہیں اور پھر ستر پچھتر ہزار کلمہ شریف پڑھنے کی نصوص قرآن و حدیث میں کہاں ممانعت ہے۔۔۔۔؟ آخر اُلٹی سمت میں مصنف مطالعہ بریلویت کو دماغ لڑانے کی کیا ضرورت ہے اور یہ کیوں بکتا ہے کہ اتنے چھوہاروں کی دستیابی کیسے ہوگی۔۔۔۔ پھر اتنے چھوہارے رکھے کہاں جائیں گے اور کہاں سمائیں گے۔۔۔۔ اصل چھوہارے جن قبر میں بھیجے ہیں یا ثواب بھیجنا ہے۔۔۔۔ انہیں دفن کرنے میں کیا دقت

نہ ہوگی کہاں رکھا جائے گا کیسے تقسیم کیا جائے گا ۔۔۔ ؟
آخر ملاں مانچسٹر ڈی کو کیوں درد لاحق ہے اور کیوں چھواروں کا غم کھائے جا رہا ہے ۔۔۔ کیا مانچسٹر ڈی کو یہ ڈر ہے کہ اُسے خچر یہ ہڑے میں جوت کر ستر ہزار چھواروں کا دس من ۲۷ سیر ۸ چھٹانک وزن اس پر لادا جائے گا اور اس کی گردن پر رکھ کر مجلس فاتحہ خوانی یا قبرستان پہنچایا جائے گا یا باربرداری کے لیے گدھا گاڑی میں جوتنے کے لیے ڈاکٹر پروفیسر خالد محمود پی ایچ ڈی کی خدمات حاصل کی جائیں گی اور اتنے وزن سے پروفیسر ڈاکٹر مانچسٹر ڈی جی کی پید نکل جائے گی اور اگر خادم صاحب سے یہ اتنا بوجھ نہ کھنچا تو پھر اس پر ڈنڈے اور کوڑے بھی برسیں گے آخر ملاں مانچسٹر ڈی جی کو غم ہے تو کس بات کا ہے ۔۔۔ ؟ آخر کچھ
نیند رات بھر کیوں نہیں آتی

سُنّی بریلوی کھانے

پروفیسر مانچسٹر ڈی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری مداری یا بازیگری کے فن میں حاصل کی ہوگی۔ مسخرہ پن تمسخر کا اس جنونی ذہن اور افکار پر غلبہ ہے ختم فاتحہ ایصال ثواب نذر و نیاز کا مذاق اڑاتے ہوئے صفحہ ۳۰ تا صفحہ ۳۲ پر حسب ذیل سرخیاں جمائی ہیں اور خاص مراثیانہ انداز میں یہ عنوان قائم کیے ہیں :۔۔۔

ختم میں ستر ہزار چھوارے ۔۔۔ سوم کے چنے بتاشے ۔۔۔ شب برات میں حلوہ ۔۔۔ حلوے کے پسند کرنے کی وجہ ۔۔۔ غذا مرغن اور غیر مرغن میں فرق ۔۔۔ ختم کے بریلوی آداب ۔۔۔ کھانا سامنے رکھنا ۔۔۔ کھانا آگے رکھنا کو ضروری سمجھنا ۔۔۔ ختم کے کھانے پر اغنیا کا جمع ہونا ۔۔۔ کھانا قبروں پر لے جانا ۔۔۔ ایصال ثواب کے لیے دنوں کا تعین۔
مذکورہ بالا عنوانات کے تحت مصنف نے کوئی معقول مواد مسلم

ب سے پیش نہیں کیا محض زبانی جمع خرچ سے کام لیا ہے۔ اسی طرح
ا پر سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت کی وصیت کے ضمن میں بھی کھانوں
کر کیا گیا حالانکہ یہ سب کی سب حلال طیب و طاہر اشیاء ہیں جو امام
اہلسنت سرکار اعلیحضرت قدس سرہٗ نے اپنے اعزہ اپنے اہل خانہ کے
لکائیں کہ ان پر فاتحہ پڑھ کر غرباء و فقراء کو دیں ـــ یہ ہیں سُنّی
بریلوی کھانے اب ایک نظر دیوبندی وہابی کھانے بھی ملاحظہ ہوں: ـــ

دیوبندی وہابی کھانے

(۱) زاغ معروفہ یعنی مشہور کالا دیسی کوا کھانا ثواب [1]

(۲) ہندو تہوار ہولی یا دیوالی کی کھیلیں یا پوری کچوری یا اور کچھ کھانا درست ہے [2]

(۳) گائے کی اوجھڑی اور بکرے کے کپورے کھانا درست ہے [3]

(۴) ہندوؤں کی سود کی رقم سے لگائی پیاؤ سے پانی پینے میں مضائقہ نہیں۔ [4]

(۵) تیز میٹھے کی چاو (۶) قلمی آم۔

(۷) الہ آبادی دمریزی امرود۔

(۸) شیریں لوکاٹ (۹) ملائم آڑو۔ [5]

(۱۰) ککڑی [6] (۱۱) لاہور کے سردے۔ [6]

(۱۲) مدرسہ دیوبند کے جشن صد سالہ کے موقع پر سنجے گاندھی کی طرف سے فراہم کیے گئے کھانے کے پچاس ہزار پیکٹ وغیرہ

---

۱ فتاویٰ رشیدیہ ص۵۹۶ ۲ ایضاً ص۵۷۳ ۳ فتاویٰ رشیدیہ مجھے انا چھاپا۔
۴ فتاویٰ رشیدیہ ص۵۷۳ ۵ تذکرۃ الرشید حصہ ۲ ص۱۷۔
۶ ارواح ثلاثہ ص۲۷۱ ۷ الجمعیۃ دہلی شیخ الاسلام نمبر

انصاف پسند قارئین کرام! سُنّی بریلوی کھانے بھی ملاحظہ فرمالیں اور محدود چند چیلوں کے سوا دیوبندی وہابی کا تنگ سی کھانے بھی ملاحظہ فرمالیں۔ پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔ مگر حیرت ہے کہ مبشر یا پکھنڈوی نے اپنے اکابر کے ان کھانوں کا تو استہزاء نہیں اڑایا۔ اور ہم نے بحوالہ کتب اکابر دیوبند سے پچھلے صفحات مختلف النوع کھانوں پر اور مُفت کے مال پر ٹوٹ پڑنے کی شہادتیں اور شواہد پیش کیے وہ اکابر دیوبند کی من پسند تخصیصات کی عکاسی کرتے ہیں۔ ختم فاتحہ سے متعلق ٹھٹھہ و تمسخر اڑانے کے بعد تھک ہار کر خود اقرار کرتا ہے اور لکھتا ہے مولانا احمد رضا خاں اقرار کرتے ہیں "شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو یا تیسرے دن باقی یہ تعین عرفی ہیں جب چاہیں کریں انہی دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت ہے"۔ [1]

جب اس عنید شدید کو خود مسلّم ہے کہ سیّدنا اعلیحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ یہ فرما رہے ہیں تو خاص اس موضوع ختم فاتحہ پر یہ ۲۰، ۲۵ صفحات اپنے نامہ اعمال کی طرح کیوں سیاہ کیے ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اس کے اس اقرار سے اس کے اپنے کیے کرائے پر پانی پھر گیا اور اس نے اپنے منہ پر خود تھوک لیا۔

نوٹ: اس عبارت منقولہ بالا کو جب ہم نے فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ سے ملایا تو مصنّف مطالعہ بریلویت کی یہ معمولی سی خیانت پائی کہ تعیینیں عرفی کی بجائے تعیین عرفی کر دیا گیا تھا۔

علامہ بیرونی اور ہندوؤں کا حوالہ

مُصنّف مطالعہ بریلویت نے

[1] فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ ؎

[سلط]ان محمود غزنوی کے زمانے میں ہندوستان آنے والے کسی علامہ [اندرو]نی کا حوالہ بھی دیا ہے۔ یہ علامہ بیرونی اس علامہ اندرونی کے کیا لگتے [تھے۔] محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے تھے یہ کس دور میں [سلط]ان محمود غزنوی کے ساتھ آئے تھے ___؟ ان علامہ بیرونی کی تفسیر [حد]یث وفقہ اور کتب احادیث پر حواشی کے باب میں کیا خدمات ہیں ___؟ [سلط]ان صاحب کا انڈیا نزول فرمانے کا مقصد کیا تھا ___؟ کیا وہ اُردو [داں] تھے انہوں نے کتاب الہند اُردو میں تحریر فرمائی یا فارسی میں ___؟ [اگر ا]ردو میں ہے تو کیا ثبوت ہے کہ وہ اُردو میں تصنیف و تالیف کا ملکہ [رکھ]تے تھے ___ اگر فارسی یا عربی میں ہے تو مترجم کون ہے۔ یہ سب [پوشی]دہ راز ہیں عبارت میں الفاظ بھی معلوم نہیں کون سے علامہ بیرونی کے ہیں [اور کو]ن تصرف علامہ اندرونی کا ہے ___ والبتہ علامہ بیرونی کے ساتھ [سل]طان محمود غزنوی کا نام مصنف نے بڑے طمطراق سے رُعب جمانے [کے] لیے تحریر کیا ہے جیسے علامہ بیرونی کو سلطان محمود غزنوی نے خصوصی [طور] پر ختم فاتحہ کا سپیشلسٹ سمجھتے ہوئے ایصال ثواب کا شعبہ علامہ [بیر]ونی کے سپرد کیا ہو ___۔

[کھ]ودا پہاڑ نکلا چوہا

علامہ بیرونی نے لکھا کیا ہے یا اُن سے یہ الفاظ منسوب ہیں ؛ ___

"ہندوؤں کے ہاں مختلف میتوں کے بڑے ختم کے دن مختلف [ہیں]۔ برہمن کے لیے گیارھواں دن ___ کھتری کے لیے تیرھواں دن ___ [ویش] کے لیے جو کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں پندرھواں دن اور شودر [اور دوسر]ی اقوام کے لیے تیسواں یا اکتیسواں دن مقرر ہے۔ ان کے ہاں ختم [کو] سرادھ کہتے ہیں۔ سرادھ کا کھانا تیار ہو جائے تو اس پر پنڈت کو بلوا [کر] کچھ وید پڑھواتے ہیں۔" (کتاب الہند صفحہ ۲۸۰)

بتایا جاتا ہے مسلمانوں کی ختم فاتحہ ایصال ثواب میں اور ہندوؤں کے اس ختم میں (اگر فی الواقع ہو بھی سہی) کیا قدر مشترک ہے ؟ بقول علامہ بیرونی یا بربنائے خیانت علامہ اندرونی مانچسٹروی اگر ہندو ختم کرتے بھی ہیں تو ان کے ختم کا نام سرادھ ہے۔ ہم مسلمان ختم فاتحہ اور ایصال ثواب کہتے ہیں۔ ہندو محولہ بالا عبارت کے مطابق ذات برادری اور پیشہ کی سطح پر دن مقرر کرتے ہیں بلکہ ہمارے ہاں کوئی دن شرعاً مقرر نہیں ہمارا تعین عرفی ہے ۔۔۔ ہندو پنڈت وید پڑھتا ہے ہم قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے ہیں تو دونوں میں یکسانیت اور مماثلت و مطابقت کہاں ہوتی ۔۔۔ ؟ ممکن ہے علامہ اندرونی کل کلاں کو علامہ بیرونی سے یہ کہلوا دیں کہ اجی یہ مسجدوں کی رسم ہندوؤں سے آئی۔ پہلے ہندو عبادت پوجا کے لیے مندر بناتے تھے مسلمان مسجدیں بنانے لگے ۔۔۔ ہندوؤں کے مندر کا ایک گنبد ہوتا تھا مسلمان دو بنار بناتے ہیں ۔۔۔ ہندوؤں کے مندر میں پنڈت ہوتے تھے مسلمانوں کی مسجد میں حافظ و مولوی ہوتے ہیں ۔۔۔ ہندوؤں کے مندر میں وید ہوتی تھی اور مسلمانوں کی مسجد میں قرآن مجید ہوتے ہیں ۔۔۔ مندروں میں بھی منہ ہاتھ پاؤں دھونے کے لیے ٹوٹیوں کا انتظام ہے مسلمانوں کی مسجدوں میں بھی وضو کے لیے پانی کا انتظام ہے لہٰذا مسجدوں کی رسم معاذ اللہ ہندوؤں سے مسلمانوں میں آئی ہے۔ یہ ہندوؤں کی نقالی اور ہندوؤں کی تقلید ہے لہٰذا مسجدیں بنانے کا سلسلہ بند کرو اور ہندوؤں کی پیروی سے بچو۔ ۔۔۔ تو ایسے بے بصیرت کج فہم آدمی کو ہر ذی شعور پرلے درجے کا پاگل ہی قرار دے گا۔ ۔۔۔ اسی طرح علامہ بیرونی ہو یا جاہل اندرونی اس قسم کی لایعنی مثال پیش کرنے پر بے ھو قرار پائے گا۔ اور ان کی اس بات میں کچھ وزن بھی نہیں مانا

جائے گا ـــــ مسلمانوں کا اپنا طرزِ عمل ہے ہندوؤں کا اپنا طریقہ ہے الغرض مماثلت بھی ہو تو کیا ہندو مسلمان ایک شکل و صورت کے نہیں ہوتے۔ ہندوؤں کا بھی سر ہوتا ہے اور مسلمانوں کا بھی ـــــ ہندوؤں کے بھی آنکھ ناک کان ہوتے ہیں مسلمانوں کے بھی ـــــ ہندوؤں کا بھی پیٹ منہ ہوتا ہے مسلمانوں کا بھی ـــــ ہندوؤں کے بھی ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں مسلمانوں کے بھی ـــــ بتایا جائے کہ مسلمان ان تمام چیزوں سے فارغ ہو جائیں ـــــ ؟ ہاتھ پاؤں آنکھ ناک کان سب کچھ کٹوا دیں ـــــ ؟

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

قبروں پر کھانا لے جانا

بزعم خود مُصنّف نے کہیں سے نقل مار کر ردالمحتار جلد اول صـ ۸۴۲

اور علامہ نووی کی شرح منہاج سے بھی دو عبارتیں صـ ۳۵ پر نقل کی ہیں دونوں عبارات میں کھانا قبروں پر لیجانے کی ممانعت مذکور ہے یہی کچھ امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احکامِ شریعت ـــــ فتاویٰ رضویہ اور مختلف رسائل و تصانیف میں بار بار ارقام فرمایا ہے۔ سرکار اعلیحضرت احکام شریعت میں جلد ا صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں: ـــــ

"فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا دیسا ہی منع ہے جیسے چراغ رکھ کر جلانا اور اگر قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں"

اس صریح وضاحت کے باوجود نفس مضمون کے اعتبار سے ردالمختار اور شرح منہاج کے جزئیات نقل کرنا محض اپنی کتاب کی ضخامت بڑھانے کے لیے ہی ہو سکتے ہیں اور پھر ردالمختار کی عبارت کے ترجمہ میں قرآن

خوانی ــــ دعوت قراء وصلحا کو ختم قرآن کے لیے جمع کرنا ــــ یہ الفاظ ردالمختار کی عبارت کے کس لفظ کا ترجمہ ہیں ــــ؟ ردالمختار کی عبارت اس وہابی افکار کو ٹھونسنا کہاں کی دیانت ہے۔ جب قبروں پر کھانا رکھنے یا لے جانے کے ہم اہلسنت قائل ہی نہیں اور امام اہلسنت قدس سرہٗ بھی اس کی ممانعت پر تصدیق فرما رہے ہیں تو پھر اس موضوع پر زور آزمائی کی ضرورت ہی کیا ہے؟

انتہائی تعصب کی حد یہ کہ مصنف نے ص۳۷ پر مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر سوم ص۷۱ سے ایک قطعی غیر متعلق عبارت جو عورتوں کے نفلی روزوں کے افطار میں بعض کھانوں اور طریقوں سے متعلق ہے ختم فاتحہ کے رد میں نقل کر ڈالی اور سادہ لوح عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی۔ اس عبارت کا ماحصل تو یہ ہے: جو عورتیں اپنے پیروں کے ایصال ثواب کے لیے روزے رکھتی ہیں۔ دنوں کا تعین، افطار کے لیے کھانوں کی تخصیص، شنیع طریقوں کا تعین آخر کیوں کرتی ہیں۔ اور بس اس حوالہ کا ختم فاتحہ سے کیا تعلق ہے قطعاً بے محل و بے موقع حوالہ و عبارات نقل کر کے مصنف اپنی علمی بے بضاعتی کا خود پردہ چاک کر رہا ہے ــــ

ضروری وضاحت

جو مسئلہ ختم فاتحہ ایصال ثواب وغیرہ میں سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ دیگر علماء اہلسنت کی کافی سے زیادہ کتب و رسائل میں ہے جن کا جواب آج تک مخالفین کی طرف سے نہ آیا نہ آسکتا ہے مثلاً سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا رسالہ مبارکہ الحجۃ الفائحہ اور اتیان الارواح ــــ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف کشف الحجاب عن مسائل ایصال الثواب ــــ حضرت

علامہ مفتی الحاج احمد یار خاں نعیمی بدایونی علیہ الرحمۃ کی جاء الحق حصّہ اوّل میں ختم فاتحہ کا مستقل ایک باب ___ حضرت مولانا عبد السمیع صاحب علیہ الرحمۃ کی انوار ساطعہ ___ حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی مدظلہ العالی کی جامع تصنیف اثبات ایصال ثواب ___ حضرت مولانا مفتی محمد حسین رضوی شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر کا رسالہ فاتحہ خوانی کا طریقہ ___ مولانا مفتی نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے جامع الفتاویٰ میں فاتحہ خوانی کا ایک مستقل باب اور دیگر رسائل موجود ہیں اس لیے ہم نے زیادہ دلائل و حوالہ جات نقل نہیں کیے ضرورت بھی نہیں اختصار مانع ہے ہم نے صرف مخالفین کے محض اعتراضات کے جوابات پر اکتفا کیا ہے، حالانکہ ان سارے اعتراضات کی زد میں خود اکابر دیوبند بھی آتے ہیں حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا حوالہ اوپر گذرا اور وہابیت کے پیشوائے اعظم فرقہ دیوبندیت مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹ کا ناقابل تردید ایسا ہی حوالہ نقد حاضر ہے۔ لکھتے ہیں :

مولوی اسماعیل قتیل سے ختم فاتحہ کا ثبوت

"نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل است" [1]

یعنی کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مردوں کو طعام اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں کیونکہ یہ بات بہتر و افضل ہے (صراط مستقیم)

اس سلسلہ میں اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ اور امداد المشتاق سے بھی فاتحہ خوانی کے مسئلہ میں ہماری پُرزور و پُرجوش تائید ملتی ہے۔ مصنف مطالعہ بریلویت نے اپنے خصوصی انداز تحکم

---

[1] صراط مستقیم صفحہ ۷۸ ؛

میں مختلف بزرگوں کی مختلف تاریخوں میں فاتحہ خوانی کا بڑا مذاق اڑایا ہے۔ صفحہ ۷۳ پر اپنی عامیانہ لفاظی کا تماشہ دکھاتے ہوئے لکھتا ہے یہ عقیدہ کہ حضرت پیران پیر گیارھویں کے ختم میں کھیر ہی پسند کرتے ہیں ——— حضرت بُو علی قلندر کے ختم میں سرمنی چاہیے ——— شیخ سدو کے لیے گلگلے چاہئیں۔ حضرت امام جعفر کے لیے کونڈوں میں حلوہ اور پوریاں ہوں ——— شاہ مدار کو مالیدہ بھیجنا چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ ———۔

اگرچہ اس قسم کی فرمائشی فاتحہ کا اکابر اہلسنت یا مذکورہ بالا مشائخ طریقت سے قطعاً کوئی ثبوت نہیں جس چیز پر بھی استطاعت ہو فاتحہ دلائی جا سکتی ہے یہ سب ایجاد بندہ "ماچسٹر" ہے ———۔

حاجی امداد اللہ کا فیصلہ کن فیصلہ

اکابر دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہم کے مسلم پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے شہرۂ آفاق "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں فیصلہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں : ———

"نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کا فقہاء محققین نے جائز رکھا ہے جو تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے" (پھر فرماتے ہیں) "جیسے کہ نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب زبان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اگر یہاں بھی زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار

طلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دُعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دُعا کی بھی اُمید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا تو جمع بین العبادتین ہے پھر فرماتے ہیں، اور گیارھویں حضرت غوث پاک کی دسواں بیسواں چہلم ششماہی، سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر، حلوہ شب برأت و دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا عمل

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر علماء دیو بند غیر متزلزل ایمان و عقیدہ رکھتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کے جدودکرام میں سے ہیں ان سے بھی فیصلہ کراتے چلتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں خود اُن کے ملن تیجہ یعنی ختم سویم ہونا ثابت ہے لکھا ہے:۔

"روز سویم ہجوم مردم آں قدر بود کہ بیرون از حساب است ہشتاد و یک کلام اللہ بشمار آید و زیادہ ہم شدہ باشد کلمہ را حونیست واللہ اعلم[۲]"

یعنی تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے۔ اکیاسی ختم قرآن مجید شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوئے ہوں گے۔ کلمہ طیبہ کا تو اندازہ نہیں ۔۔۔۔۔"

○ اور اس سے متصل اسی ملفوظات میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

۱؎ فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۷ ۔ ۲؎ ملفوظات صفحہ ۸۰ ۔

"باز از ابتدائے کرامت شب براءت فرمود کہ در شب پانزدہم شعبان بعد
عشاء قریب سنہ وصال بخانہ آمدہ بود کہ باگاہ جبرئیل آمد گفت آں روز
شب مبارک و تقسیم براءت یک سالہ ست برخیز و برائے مُردگان مدفونان
جنت بقیع در آنجا رفتہ دعا کن چنانچہ آنحضرت ہمچنیں کردند برائے آں رسم
فاتحہ دریں شب ست خواہ نان و حلوہ خواہ ہرچہ خواہد مگر در ہند حلوا می باشد
ودر بخارا و سمرقند قتلما وغیرہ می کنند"

یعنی رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنہ وصال کے قریب
شب براءت کو عشاء کی نماز کے بعد دولت سرائے اقدس میں تشریف لائے
اچانک جبرئیل حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ مبارک رات ہے آج سال
بھر کے حصے تقسیم ہوں گے جنت البقیع تشریف لے جاکر وہاں کے مُردوں
کے لیے دُعا کیجئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اسی وجہ سے اس
شب میں فاتحہ کا دستور ہے خواہ حلوہ روٹی ہو خواہ اور کچھ مگر ہندوستان میں حلوہ
ہوتا ہے اور بخارا و سمرقند میں قتلما وغیرہ کرتے ہیں"

شاہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ثابت ہوا
کہ یہ سب حدیث شریف کے مطابق ہے۔

مسٹر پروفیسر بانچھڑوی کو چاہیے یا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا تصریح کے مطابق حلوہ قتلما وغیرہ کو
ہر فاتحہ شب براءت کو حدیث شریف کے مطابق تسلیم کرے یا پھر دیگر بزرگوں
کی طرح حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے برملا اظہار لاتعلقی کا اعلان
کرے۔ ــــ ہمیں خطرہ ہے کہ اپنی تیزی طبع کے باعث کہیں یہ نہ کہہ دے
جیسا صفحہ ۲۶ پر بھی کہہ چکا ہے۔ شوق ختم میں پیغمبر پہ افتراء کہیں یہاں
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی شان میں یہ بکواس نہ کرے۔

شوق حلوہ و شوق قتلما میں پیغمبر علیہ السلام پر افتراء اور یہ حدیث

بھی اس کو از بر ہے من کذب متعمداً فلیتبوا مقعدہ فی النار
(مشکوٰۃ صفحہ ۳۲) کہیں اس حدیث کے مصداق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
کو قرار نہ دے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ
باندھے اُسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

فتاویٰ عزیزیہ کے معرکۃ الآراء حوالے

مُصنّف اپنے مسلمہ اکابر کی کتابوں

کو تو ایک نظر دیکھتا نہیں علماء اہلسنت خصوصاً سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ
کی کتب میں کیڑے نکالنے کے خبط میں مبتلا ہے۔ آیئے ہم مصنف کے سامنے
فتاویٰ عزیزیہ کے ناقابل تاویل و تردید حوالے رکھتے ہیں جو یقیناً اس کے
قلب و جگر کو پاش پاش کر جائیں گے ملاحظہ ہو:

○ "طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند برآں قل و فاتحہ و
درود خواندن متبرک می شود خوردن بسیار خوب است" [۱]

یعنی جس کھانے پر حضرات حسنین کی نیاز کریں اس پر قل اور درود
پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

○ اسی طرح اسی فتاویٰ عزیزیہ میں ایک اور جگہ لکھا ہے:۔

"اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح
ایشاں پختہ بخوراند جائز است مضائقہ نیست [۲]۔ یعنی اگر دودھ مالیدہ
کسی کی فاتحہ کے لیے ایصال ثواب کی نیت سے پکا کر کھلا دے تو جائز
ہے کوئی مضائقہ نہیں"۔

ہم بالخصوص اُن بزرگوں کے اقوال و ارشادات نقل کر رہے
ہیں جن پر ختم فاتحہ کے منکروں کو بہت زیادہ اعتماد اور غیر متزلزل

---

[۱] فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۷۵ [۲] ایضاً ص ۱۳۱

یقین ہے اور اپنی اسناد حدیث بھی انہی بزرگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ حضرات ہیں بھی سُنّی بریلوی۔ دیوبندی وہابی اختلافی دور سے پہلے کے اگر مصنّف مطالعہ بریلویت نے اگر ختم فاتحہ کے خلاف قرآن وحدیث سے حرمت وممانعت کی دلیل پیش کی ہوتی تو ہم بھی جواباً قرآن واحادیث کتب تفاسیر وحواشی سے مستفاد اثبات کرتے مگر ہم دعویٰ سے ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ کسی دیوبندی وہابی امام کبیر سے لے کر امام صغیر تک کو قرآن وحدیث سے نفی کی دلیل نہیں ملے گی۔ محض کسی کا اپنی ذاتی وانفرادی تحقیق سے کچھ کہہ دینا حرمت فاتحہ کی دلیل نہیں بن جائے گا۔ ایسے لوگ جو محض اپنے وہم وقیاس جنون وخبط سے مستحب ومباح چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث پر افترا کرتے ہیں۔ مصنّف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۳۰۸ پر نئے خطبہ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی سے ایک عنوان قائم کیا ہے قبور ومزارات ـــــ۔

قبور ومزارات : اس عنوان کے ذیل میں حسب عنوان چاہیے تو یہ تھا کہ قبور ومزارات کے موضوع پر گفتگو کرتا مگر سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی معلوم ومعروف حدیث نقل کر ڈالی کہ اے علی! تین موقعوں پر تاخیر نہ کی جائے۔ ـــــ

(۱) نماز کا جب وقت آجائے۔ ـــــــــــ

(۲) جنازہ جب حاضر ہو جائے۔ ـــــــــــ

(۳) اور لڑکی کے لیے جب تجھے کفو مل جائے ـــــ

بتایا جائے کہ اس حدیث پاک کا اس عنوان قبور اور مزارات سے کیا تعلق ہے ـــــ؟ بے موقع اور غیر متعلق جگہ حدیث شریف نقل کرنے کا مقصد صرف یہ ہو سکتا ہے کہ لوگ دیکھیں کہ مانچسٹروی کی کتاب حدیثوں سے بھری پڑی ہے۔ اسی صفحہ ۳۰۸ پر دوسرا عنوان موضوع سخن ومسئلہ

زیرِ بحث سے ہٹ کر آذان قبر کے متعلق ہے اور لکھا ہے۔
مولانا احمد رضا خاں کی وصیت: حامد رضا خاں سات مرتبہ آذان دیں تلقین کرنے والے قبر کے مواجہہ میں تین بار تلقین کر، ڈیڑھ گھنٹہ تک قبر پر مواجہہ میں درود شریف بآوازِ بلند پڑھا جائے اور ممکن ہو سکے تو تین شبانہ روز تک بآوازِ بلند قرآن شریف اور درود شریف پڑھوائے جائیں تاکہ اس نئے مکان میں دل لگ جائے۔[1]
حوالہ تو لکھ دیا اور بیشک صحیح نقل کیا لیکن موضوع سخن تو "قبور و مزارات" ہیں — پہلے تو ان لوگوں کو آذان کے بعد صلوٰۃ و سلام سے تکلیف ہوتی تھی اور اب اس حوالہ کے نقل کرنے کا مقصد صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب ان کو آذان، درود شریف اور تلاوت قرآن عظیم سے بھی دورہ پڑتا ہے اور عارضہ بڑھ جاتا ہے۔ اگر آذان قبر ناجائز تھی تو اس پر بطور دلیل کوئی حدیث شریف بیان کی ہوتی۔ آخر حوالہ کے نقل کرنے کا کوئی مقصد بھی تو ہو —؟ ع

کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا؟

جہاں تک آذان قبر کا تعلق ہے اس باب میں بھی بکثرت دلائل و شواہد موجود ہیں — امام ترمذی محمد بن علی نوادر الاصول میں امام اجل سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں: —

ان المیت اذا سئل من ربک ترائی له الشیطن فلیشیر الی نفسه انی انا ربک فلهذا ورد سوال التثبیت له حین یسئل۔

یعنی جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے

---

[1] المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر صفحہ ۳۶۳

شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا کہ میں تیرا رب ہوں اس لیے حکم ہوا کہ میت کے ثابت قدم رہنے کی دعا کریں ———.

صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ آذان شیطان کو دفع کرتی ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ——— حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا اذن المؤذن ادبر الشیطن ولہ حصاص یعنی جب مؤذن آذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں بھاگتا ہے.

صحیح مسلم کی حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اور واضح ہے کہ جب آذان ہوتی ہے شیطان چھتیس ۳۶ میل بھاگ جاتا ہے. ——— شیطان مصنف مانچسٹروی شیطان کی موجودگی ضروری سمجھتا ہے. مگر اس موضوع پر المیزان کا حوالہ تو نقل کر دیا غالباً بے بسی کے عالم میں کچھ حاشیہ آرائی نہ کر سکا جیسے بدحواسی طاری ہو کچھ گنجائش نہیں پائی ورنہ ضرور ہاتھ پاؤں مارتا. عنوان کلام کے برعکس صفحہ ۳۹ پر ایک سرخی یہ ہے، قبر میں سوال وجواب.

قبر میں سوال وجواب

لکھتا ہے:- "احادیث سے ثابت ہے کہ قبر میں ہر شخص سے یہ تین سوال کیے جاتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور یہ بھی سہی ہے کہ اس وقت وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے یا آپ کی صورت مبارک دکھائی جاتی ہے. یہاں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں لیکن بریلوی مذہب میں ہے کہ وہاں مرنے والے کے پیر کی آمد ہوتی ہے."

قارئین کرام! ذرا غور کریں مصنف اندرونی اور ذہنی وفکری

بدمذہبی کی وجہ سے کس مرے ہوئے دل سے معاندانہ ناگوار انداز میں کہہ رہا ہے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی ہوتا ہے (مصنف کا دل جل رہا ہے کڑوی گولی نگلتے ہوئے کہنا پڑ رہا ہے) یا آپ کی صورت مبارک دکھائی جاتی ہے (دل دھڑک رہا ہے) یہاں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں ـــ جی ہاں آپ کے ہاں حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت شان تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی واقعی دیوبندی مذہب میں گنجائش نہیں ہے کیونکہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کا سودا انہیں وارا نہیں کھاتا باقی رہا پیر کی آمد کا عقیدہ تو اس کے خلاف آپ نے کوئی جاندار دلیل قائم نہیں کی۔

قبر میں پیر کی آمد کا عقیدہ

مصنف نے فیوضات فریدیہ کے حوالہ سے قبر میں پیر کی آمد کا عقیدہ بھی تحریر کیا ہے :ـــ

اوّل ـ تو جاننا چاہیے کہ یہ فیوضات فریدیہ والے بزرگ کون ہیں ـــ ؟ جناب یہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ بات ان بزرگ صاحب حال نے لکھی ہے ان کا یہ عقیدہ غلط اور قرآن واحادیث اور مسلمہ اسلامی اصولوں کے منافی تھا تو حال ہی میں ادارہ اشاعت المعارف فیصل آباد کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب "انکشافِ حق" کے صفحہ ۸ سے ۱۵ تک "علماء دیوبند کے بارے میں اولیاء اہلسنت کی رائے" کے زیر عنوان مختلف علماء و مشائخ کے بیانات نقل کرتا کرتا ص۱۵ پر مشہور دیوبندی دلال مولوی ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی لکھتا ہے :

"حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ" !

اگر فی الواقعہ قبر میں پیر کی آمد کا عقیدہ کفر و ارتداد یا ضلالت پر مبنی تھا تو ان کو اولیاء کرام اہلسنت کی فہرست میں کیوں شامل کیا اُن کو حضرت

اور خواجہ اور رحمۃ اللہ علیہ کیوں لکھا ۔۔۔۔؟ ان کی نسبت سے ان کے شہر چاچڑاں کو چاچڑاں شریف کیوں تحریر کیا ۔۔۔۔؟

اس سے قبل بھی "علماء دیوبند کے بارے میں اولیاء اہلسنت کی رائے کا یہ مضمون ماہنامہ الرشید ساہیوال ۔۔۔ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۔۔۔ مولوی فردوس قصوری اور سرفراز گکھڑوی اپنی کتابوں میں حضرت خواجہ غلام فرید کو اولیاء اہلسنت میں شامل کر کے رحمۃ اللہ علیہ لکھ چکے ہیں ۔۔۔ اور عصر کے جھگڑے دیوبندی نام نہاد مناظر مولوی یوسف رحمانی دیوبندی وہابی نے لکھا ہے :۔۔۔۔

"کوٹ مٹھن کے برگزیدہ انسان اور اپنے مسلمہ شدہ ولی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ"[1]

ایک اور جگہ لکھتا ہے :۔۔۔۔

"خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف شدہ سلسلہ شریف"[2]

اگر خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی یہ بات غلط تھی تو انہیں ولی اللہ برگزیدہ انسان اور رحمۃ اللہ علیہ کیوں لکھا جا رہا ہے ۔۔۔۔؟

اب تحقیقی جواب کی طرف آئیے۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں :۔۔۔۔

ان ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدیھم ویلاحظون احدھم عند طلوع روحہ وعند سؤال منکر ونکیر لہ وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنھم فی موقف من المواقف۔ یعنی بے شک سب پیشوا اولیاء

---

[1] سیف رحمانی ص۲۵ [2] ایضاً ص۲۹

علما اپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیرو کی رُوح نکلتی ہے جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں جب اس کا حشر ہوتا ہے جب اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے جب اس سے سوال کیا جاتا ہے جب اس کے عمل تلتے ہیں جب وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔"

نیز میزان الشریعۃ الکبریٰ میں یہی حضرت امام سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :-

جمیع الائمۃ المجتہدین یشفعون فی اتباعھم ویلاحظونھم فی شدائدھم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیامۃ حتی یجاوزوا الصراط[1] یعنی تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں دنیا و قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں جب تک صراط پار نہ ہو جائیں۔

ممکن ہے مسٹر خالد محمود مانچسٹر دی جہالت کی انگڑائی لیتے ہوئے کہہ دے یہ امام شعرانی کون ہے تو جہالت مآب کے لیے عرض کر دوں کہ یہ وہ سیدی عبدالوہاب امام شعرانی ہیں جو حضرت سیدی احمد کبیر بدوی قدس سرہٗ العزیز کی نگاہ فیض و کرم کے پروردہ و خصوصی فیض یافتہ مرید و خلیفہ ہیں جن کو دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے بھی جمال الاولیاء صفحہ ۵۷ اور ص۱۶۵ پر امام شعرانی کہہ کر ذکر کیا ہے۔ —— تمہیں کیا معلوم امام شعرانی کون ہیں کیا ہیں! انجیکھویو!

---

[1] کتاب المیزان صفحہ ۵۰ ؛

در بھنگیوں کے چکر سے آگے نہیں بڑھ سکے۔۔۔۔ اب ارشاد فرمایئے
ان علامہ سیدی امام شعرانی قدس سرہ النورانی پر کیا فتویٰ لگاتے ہو
اکابر اولیاء کرام کی کتابوں سے بے خبر ہو اور بریلویوں کے پیچھے آستینیں
چڑھا کر دوڑ پڑتے ہو اور دین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی چاکری کا حق
یوں ادا کر رہے ہو کہ جس چیز کو چاہا محض اپنے گمان فاسد سے شرک
وبدعت وحرام قرار دے دیا جو شریعت مطہرہ پر کھلا افترا ہے۔

قبر میں سوال وجواب کے ضمن میں جناب مصنف نے صفحہ ۳۹ پر تو
دکھ سکھ پاکر یہ تسلیم کر لیا تھا کہ:۔۔۔

"اس وقت وہاں (یعنی قبر میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
ہوتا ہے یا آپ کی صورت دکھائی جاتی ہے۔"

مگر اسی صفحہ پر صرف سات سطر بعد لکھتا ہے اور خبث باطنی
کا مظاہرہ یوں کرتا ہے:۔۔۔

"حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں آنا کوئی قطعی بات
نہیں۔۔۔۔"

چلو چھٹی ہوئی مصنف نے بڑی شقاوت قلبی سے اپنے ہی کیے کرائے
پر پانی پھیر دیا۔۔۔ بتایا جائے یہ حدیث شریف کا صریح انکار ہے یا نہیں
بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف صـ۱۳۴ پر ہے مَا هٰذَا الرَّجُلُ
الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ تم ان کے بارے میں جو تم میں مبعوث کیے گئے
کیا کہتے ہو تو مسلمان حضور جان نور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا
بندہ بے دام عرض کرے گا ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [۱]
اس موقع پر مصنف مطالعہ بریلویت نے دیوبندیت کی ڈوبتی کشتی

---

[۱] مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۴

کو تنکے کا سہارا دینے کے لیے امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات حصہ چہارم سے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں:
"نا معلوم سرکار خود تشریف لے جاتے ہیں یا روضہ مقدسہ کا پردہ اٹھا دیا جاتا ہے شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی"
اعلیحضرت قدس سرہٗ کے ان الفاظ پر مصنف معاند کی جان میں جان آگئی روح اچھل گئی اور لگا ڈینگیں مارنے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں آنا کوئی قطعی بات نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے او بے وقوف تو نے اعلیحضرت کے اس ایک جملہ پر خوشی کے شادیانے بجانے شروع کر دیئے کہ:—
"مولانا احمد رضا خان کے عقیدے میں حضور ہر جگہ حاضر و ناظر نہ تھے"
بھلا ذرا بتاؤ تو سہی کہ یہ الفاظ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی کس عبارت میں ہیں اور کس جملہ کے کن الفاظ کا مفہوم یہ ہے—؟
حضور اعلیحضرت قدس سرہٗ کے اِن الفاظ سے تو ہر جہت میں عظمت شان رسالت کا پتہ چلتا ہے خواہ حضور علیہ السلام کی جلوہ گری اور تشریف آوری کا عقیدہ رکھیں یا یہ عقیدہ رکھیں کہ روضہ مقدسہ کا پردہ اُٹھا دیا جاتا ہے اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار و تجلیات کا ظہور اور اس کا مشاہدہ و نظارہ بندہ مومن کو اپنی قبور میں ہوتا ہے جیسے حضور اقدس سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر سے جلوہ فرما ہوئے۔ حضرت سیدہ آمنہ خاتون فرماتی ہیں آپ کی پیشانی سے ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ شام کے محل نظر آگئے۔— تو اُس نورِ عظیم و نورِ مبین کا ظہور مسلمانوں کی قبور میں کیوں نہیں ہو سکتا اور اس نور کی روشنی میں بندۂ مومن کو اپنی قبر میں سکون کیوں نہیں ہو سکتا۔ اس نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار قطعی یقیناً ممکن ہے— اور یہ بھی یاد رہے جو اب ہماری آنکھوں پہ ہے

جیسے فرشتے نوری ہیں کراماً کاتبین نوری فرشتے ہمیں نظر نہیں آتے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نورِ مجسم ہیں ـــ ہمیں نظر نہ آئیں تو ہماری آنکھوں پر حجاب اس کا سبب ہو سکتا ہے اور جب ملائکہ منکر و نکیر یہ حجاب دُور کرتے ہیں اور قبر میں بندۂ مومن سے یہ سوال ہوتا ہے مَا ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِی بُعِثَ فِیکُم۔ ما ھذا الرجل سے معلوم ہوا وہاں (قبر میں) حضور علیہ السلام کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ تیسرے سوال کا مطلب اور مفہوم ہی یہ ہے کہ یہ شخص جو تم میں مبعوث ہوا کون ہے ـــ بندہ مومن قبر میں (خواہ کسی طرح بھی ہو) دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اسی لیے اس سوال کا جواب دیکھ کر دیتا ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں: ـــ ھُوَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1] یعنی یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ـــ بات ختم ہوئی مدعا ثابت ہوا۔ ـــ اعلیحضرت امام اہلسنّت نے بھی اس واقعہ کی ہر دو صورتوں میں سے کسی صورت کا انکار نہیں فرمایا اور یہی فرمایا ـــ یا تو سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضہ مقدسہ کا پردہ اٹھا دیا جاتا ہے۔ اور آپ کا جمال پُر انوار ہر قبر میں نظر آتا ہے۔ چونکہ مصنّف کا تعلق اس فرقہ سے ہے جو خیانت کو اپنا موروثی حق سمجھتا ہے۔ ـــ لہٰذا مصنّف مطالعہ بریلویت نے بھی اعلیحضرت قدس سرہٗ کی اس مختصر عبارت میں یہ خیانت کی کہ اعلیحضرت نے تو یہ لکھا تھا "سرکار خود تشریف لاتے ہیں"۔ لیکن اس نے مطالعہ بریلویت ص ۳۹ پر یوں کر دیا "سرکار خود تشریف لیجاتے ہیں"!

منکر نکیر کو جواب پر خر دماغی

چونکہ مصنّف کو بات کا بتنگڑ بنانے کا مرض ہے اس لیے ص ۴۰

---

[1] مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۴

ایک مرخی یہ جائی منکر و نکیر کو جواب۔ ہمیں معلوم ہے مصنف مطالعہ بریلویت نے کہاں کہاں سے نقالی اُڑائی اس کا طول دعرض ہمیں اچھی طرح معلوم ہے ہم بھی ۱۹۵۲ء سے یہی کام کر رہے ہیں۔ کس نے کہاں سے سرقہ کیا ہے تو ہم بتلائے دیتے ہیں کہ مصنف نے مذکورہ بالا سرخی کے ذیل میں جو یہ لکھا ہے کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ منکر و نکیر فرشتے جب سوال کریں گے کہ تو کس کی جماعت میں تھا تو وہ فرشتوں کو جواب دیں گے۔ ؎

نکیرین آکے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا

اس شعر کے بعد لکھتا ہے کہ اس وقت جواب یہ چاہیے تھا کہ میں محمد رسول اللہ کی اُمت میں سے ہوں آپ میرے نبی تھے۔

یہ ہے ان نام نہاد اُمتیوں کی فطرت کہ محمد رسول اللہ ہیں نہ اول کلمہ تعظیم نہ آخر میں درود شریف اور لکھتا ہے آپ میرے نبی تھے۔ (گویا اب نہیں ہیں) کیونکہ تھانیوں نے ایک نیا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول بھی تو ایجاد کیا ہوا ہے۔

بہر حال مداح اعلیحضرت کا جو مذکورہ بالا حوالہ دیا گیا ہے اول تو زیر بحث شعر ممتاز خلفاء و تلامذہ یا شہزادگان اعلیحضرت یا کسی معتمد عالم اہلسنت کا نہیں ہے جیسا کہ مرثیہ گنگوہی ممتاز و ذمہ دار دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن کا ہے۔ دوسری بات قابل غور اور خصوصی توجہ طلب یہ ہے کہ مداح اعلیحضرت نے یہ نہیں کہا کہ میں مَنْ رَبُّكَ یا مَا دِينُكَ یا مَا هٰذَا الرجل کے جواب میں، ؏

لہ رسالہ الامداد تھانہ بھون صفر ۱۳۳۶ھ ؛

ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا

بلکہ مداح اعلحضرت والے ایک احتمالی کیفیت میں کہہ رہے ہیں '' یہ نہیں کہہ رہے کہ میں رضی اللہ کی جگہ رضی احمد رضا کہوں گا یا دینِ اسلام کی بجائے دینِ الامام احمد رضا کہوں گا۔ آئیے ہم تمہاری اس خرد ماغی کا علاج تمہارے حکیم الامت تھانوی جی سے کراتے ہیں

تھانوی صاحب کی فیصلہ کن تائید

لیجئے اپنی مغربیت زدہ مانچسٹری عقل کا علاج اپنے حکیم الامت کے تھانوی مطب میں کروائیے کیونکہ آپ کے ہاں تھانوی احکامات کی جتنی قدر و قیمت ہے اتنی وحی آسمانی اور الہامات روحانی کی نہیں ہے۔ تھانوی حکیم الامت رقمطراز ہیں :۔

''ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آ کر سوال کیا مَنْ رَّبُّكَ مَا دِينُكَ، مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ؟ وہ دھوبی جواب میں کہتا مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی جواب تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں جو ان کا خدا وہ میرا خدا جو ان کا دین وہ میرا دین۔ اسی پر اس دھوبی کی نجات ہو گئی'' [1]

کیا اب مسٹر مانچسٹری جی یہاں بھی عقل کے گھوڑے دوڑائے گا کہ حضور غوث اعظم قدس سرہٗ کے دھوبی کا انتقال تو آج سے آٹھ نو سو سال پہلے ہوا ہو گا۔ تھانوی صاحب کیا ان کے ساتھ قبر میں گئے تھے ___؟ کیا تھانوی صاحب نے بچشم خود منکر ونکیر سے دھوبی کی گفتگو کو ٹیپ کیا تھا ___؟ کیا تھانوی صاحب سریانی زبان کو سمجھتے

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد دوم صفحہ ۹۱ ؎

ہیں ؟ ـــــ کیا اس دھوبی کی اولاد نے تھانوی صاحب کو یہ واقعہ سنایا تھا ؟ ـــــ کیا دھوبی کی اولاد نے قبر میں سوال و جواب کے وقت کوئی برقی آلہ نصب کر دیا تھا ؟ ـــــ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی وغیرہ کتب احادیث میں تو اس واقعہ کا کوئی ذکر تک بھی نہیں کیا تھانوی صاحب کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوا تھا ؟ ـــــ اُمید ہے مانچسٹروی اپنی عقل نکتہ چیں کو مزید حرکت میں لائے گا. تھانوی صاحب نے تو صرف اتنا پتہ دیا ہے کہ "میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ ...... یہ حکایت سُنی ...... اور کوئی بیان کرتا تو شائد یقین ہونا بھی مشکل تھا اور بہت ممکن تھا کہ میں سُن کر رد کر دیتا"۔[1]

چلو تھانوی صاحب نے سُن کر اس حکایت کو رد نہیں کیا تو مانچسٹروی صاحب ضرور ضرور ضرور رد کر دیں گے کہ یہ تھانوی جی بھی عجیب حکیم الامت ہیں پیری مریدی کا بزنس چلانے کے لیے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے رفیق جانی مولانا شاہ علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے قدموں میں جا بیٹھے پیر وہی تو گنج مراد آبادی ہیں جو صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت، حضرت علامہ ابو المحامد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی قطب مدینہ شیخ مولانا ضیاء الدین مدنی قدست اسرارہم کے استاذ محترم مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی کے پیر و مرشد ہیں. زبان حال سے کہو :-

ع اجاڑا اجاڑا جنہیں بڑا کمال کیا

دھماکے پہ دھماکہ، تماشے پر تماشہ | کہتے ہیں :-

ع ـــــ

شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۹۱ ۔

یہی حال دیوبندیت وہابیت کا ہے۔ دیوبندیت کے معماروں نے شاخ نازک پر دیوبندیت کا آشیانہ بنایا تھا یعنی ایک طرف مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی مصنف تقویۃ الایمان کے شرک و بدعت کے بحر بیکراں میں غوطے کھا رہے ہیں، دوسری طرف حاجی امداد اللہ چشتی صابری مہاجر مکی کے بریلویت کے ہم آہنگ دامن (میلاد و فاتحہ، عرس و چہلم، قیام و سلام) عافیت میں پناہ لے رہے ہیں۔ دو کشتیوں میں سوار ہونے والا یا قدم رکھنے والا بالآخر ڈوب مرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیوبندیت کو کبھی کہیں قرار نہیں۔ —— آیئے شیخ الہند دیوبند مولوی محمود الحسن کی سنتے ہیں وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں کیا گل کھلاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ:——

"بھئی دیکھو تمہارا ایمان وعقیدہ تو صرف یہی ہے کہ قبر میں اپنے پیروں بزرگوں کی امداد واعانت کے قائل ہو ہم تو جب قبروں سے اٹھیں گے اور باہر نکلیں گے تو اپنے پیروں یعنی دیوبندی وہابی مولویوں کو مدد کے لیے پکارتے ہوتے قبروں سے اُٹھیں گے اور اپنے مولویوں کو پکارنے کی سعادت حاصل کرنے پر فرشتے ہمارے ہونٹ چومیں گے ہمارے لبوں کو بوسہ دیں گے لہٰذا کوئی اونے پونے ملاں نہیں اسیر مالٹا ریشمی رومال لے کر پکارتے ہیں ؎

قبر سے اُٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم!!
بوسہ دیں لب کو میرے مالک و رضواں دونوں [1]

حدیث موقف معضل مطول احمد و بخاری و مسلم و ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بخاری و مسلم و ابن ماجہ نے حضرت انس اور ترمذی نے و ابن خزیمہ نے حضرت ابو سعید خدری اور احمد و بزار ابن حبان

---

[1] قصیدہ مدحیہ گنگوہی صفحہ ۴

و بو یعلی نے سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر رضی اللہ عنہ اور احمد بو یعلی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوعاً سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد اللہ بن مبارک وابن ابی شیبہ وابن ابی عاصم وطبرانی نے بسند صحیح سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی ـــ مختلف راویوں سے مختلف الفاظ جبار کریں منقول ہے۔ اس طویل حدیث شریف کی تلخیص شرف نظر کرتا ہوں :-

روز قیامت اللہ تعالیٰ اوّلین و آخرین کو ایک وسیع و عریض میدان میں جمع فرمائے گا وہ دن طویل ہو گا۔ شدت کی گرمی و تپش ہو گی قد آدم پسینہ زمین جذب ہو گا۔ انسان پسینے میں غوطے کھا رہا ہو گا۔ شدت کی پیاس ہو گی۔ کوئی پرسان حال نہ ہو گا لوگ آپس میں کہیں گے تم دیکھتے نہیں تم کس آفت و عذاب میں ہو کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب تعالیٰ کے حضور شفاعت کرے ہمیں اس سے نجات ملے۔ پھر سب سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ اے آدم آپ ابو البشر ہیں۔ آدمیت آپ سے شروع ہوئی۔ ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا۔ اپنی جنت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رکھا۔ سب چیزوں کے نام سکھائے۔ آپ کو اپنا صفی کیا۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس آفت میں ہیں کس مصیبت میں ہیں سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے ..... اذھبوا الیٰ غیری۔ یعنی کسی اور کے پاس جاؤ ...... پھر لوگ پدر ثانی حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور یہی التجا کریں گے نوح علیہ السلام بھی فرمائیں گے ..... اذھبوا الیٰ غیری کسی اور کے پاس جاؤ ..... پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے یہی استدعا ہو گی وہ بھی یہی فرمائیں گے ...... اذھبوا الیٰ غیری کسی اور کے پاس جاؤ ..... مختلف انبیاء کرام علیہم السلام سے ہوتے ہوئے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام ہوتے ہوئے اور اپنی التجاؤں پر اذھبوا

الی غیری کسی اور کے پاس جاؤ، سُنتے ہوئے سب لوگ مایوس و پریشان شفیع اُمّت نبی رحمت محبوب کبریا سرورِ انبیاء شفیع روزِ جزا سیّدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ علیہ التحیۃ الثناء کے حضور حاضر ہوں گے اور اس مشکل مرحلہ سے نجات کی التجا اور شفاعت کی درخواست کریں گے حضور شفیع المذنبین اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے ..... انا لہا انا لہا۔ حضورِ اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ربّ کریم جل جلالہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ فرمائیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ربّ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا، یا محمد ارفع رأسک وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع۔ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات سُنی جائے گی اور مانگو تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے۔

مقصد اور ماحصل گفتگو یہ ہے کہ ایسے نازک مرحلہ پر جب انبیاء و رسل علیہم السلام بھی نفسی نفسی فرما رہے ہوں گے اور اذھبوا الی غیری اذھبوا الی غیری کہہ رہے ہوں گے وہاں دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن اپنی دیوبندی قوم کو یہ سبق سکھا رہے ہیں۔ ؎

قبر سے اُٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم
بوسہ دیں لب کو میرے مالک و رضواں دونوں [۱]

یعنی قیامت کے دن میں اپنی قبر سے مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کو پکارتا ہوا اٹھوں تو جنت کے دو عظیم فرشتے حضرت مالک اور حضرت رضوان میرے لبوں (ہونٹوں) کو بوسہ دیں گے حالانکہ عرصہ قیامت میں حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام بھی اذھبوا

---

[۱] قصیدہ مدحیہ گنگوہی صفحہ ۷۔

الی الغیری فرما رہے ہوں اور یہ لوگ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی کو پکار رہے ہوں گے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ دیو بندیوں کے شیخ الہند محمود الحسن گنگوہی اور نانوتوی صاحبان کو انبیاءؑ و مرسلین کے برابر سمجھتے ہیں یا حضرات انبیاء و مرسلین نے جب اذھبوا الی الغیری فرما دیا ہوگا یہ لوگ حضور سیدنا شافع محشر مالک کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر التجا کرنا شرک وکفر سمجھتے ہوں گے اس لیے مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی صاحبان کو پکارنے کی مشق کر رہے اور قبل از وقت ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ اور پکارنے کی وجہ ایک یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مرثیہ گنگوہی کے سرورق کی پیشانی اور صفحہ اول پر ماوائے جہاں بھی لکھا ہے۔ ماوا کا لغوی معنی ہے جائے پناہ۔ دیکھو فیروز اللغات ص ۵۸۹ تو ماوائے جہاں کا معنی ہوا جہان بھر کے لوگوں کی جائے پناہ۔ ـــــ اب معلوم ہوا کہ یہ لوگ کیوں قبروں سے اٹھ کر رشید و قاسم کو پکارنے کی مشق کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اپنے رشید و قاسم ماوائے جہاں سمجھتے ہیں اور یہ کہ جب ان کا اپنا ماوائے جہاں فارغ بیٹھا ہے تو پھر یہ بریلویوں کے بانی اسلام اور بریلویوں کے ماوائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو قبروں سے اٹھ کر کیوں پکاریں۔

اور ایک نظریہ ان کا یہ بھی ہے جو مولوی محمد قاسم نانوتوی کے سوانح نگار مولوی مناظر احسن گیلانی نے بڑی سج دھج کے ساتھ سوانح قاسمی جلد ۲ میں صفحہ ۱۲۹ پر عالم رویا کی حکایت بیان کرتے ہوئے فخریہ لکھا ہے:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولانا (قاسم نانوتوی) کے جسم مبارک میں سمانا (ضم ہونا) شروع ہوا یہاں تک کہ ہر عضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مولانا (نانوتوی) میں سما گیا۔"[۱]

---

[۱] الاسر مبارک صفحہ ۱۸ ؏

تو انہوں نے قبر سے اُٹھ کر پکارنے کا پلان غالباً اس لیے بنایا ہو گا اب جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مبارک مولوی قاسم نانوتوی میں سما گیا ہے یا ضم ہو گیا ہے تو پھر بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کو ہی کیوں نہ قبروں سے اُٹھ کر پکارا جائے اور پھر یہ حسرتیں دِل میں کروٹیں لے رہی ہوں گی کہ اگر ہم قبروں سے رشید و قاسم کو پکارتے اُٹھیں گے تو جنت کے فرشتے حضرت مالک و حضرت رضوانِ جنت بھی ہمارے لبوں کے بوسے لیں گے تو اس خیالِ خام کے اعتبار سے جنت بھی دیو بند لمیٹڈ کمپنی بن جائے گی۔ بہر حال مُصنّف کو اب مداحِ اعلحضرت ص۲۵ کا مفہوم اچھی طرح سمجھ میں آ گیا ہو گا جسے یہ ناقابلِ تسخیر سمجھ کر دیو بندی بھارتی کتاب مقامع الحدید سے اندھا دھند نقل کر کے مصنّف بن بیٹھے تھے ۔۔۔

مزاروں پر چڑھاوا

کے زیرِ عنوان مصنّف نے صفحہ ۳۰ پر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے منسوب فتاویٰ عزیزی جلد اوّل سے ایک عبارت نقل کی ہے اور لکھا ہے شاہ عبد العزیز فتاویٰ عالمگیری اور دیگر کتب فقہ حنفی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ۔۔۔

”اکثر عوام جو اولیاء اللہ کی نذر مانتے ہیں بالاجماع باطل اور حرام ہے۔“

یہ عبارت اُردو میں ہے۔ فتاویٰ عزیزی یا فتاویٰ عالمگیری اصل اُردو میں نہیں ہیں اُن کے اپنے الفاظ اصل فتاویٰ عزیزی و اصل فتاویٰ عالمگیری سے نقل کرتا تو دیکھ لیتے۔ خدا جانے مُصنّف نے کس نتھو فتھو کی کتاب سے یہ اُردو الفاظ نقل کر ڈالے۔

مزاروں پر بکرے

مزاروں پر چڑھاوے کی طرح صفحہ ۳۱ پر ایک عنوان ہے مزاروں پر بکرے اور ص ۳۱ پر ہی ایک عبارت مصنّف مطالعہ بریلویت نے دُرِّ مختار جلد دوم سے

نقل کی ہے اور ترجمہ لکھا ہے۔ جان لو کہ اکثر عوام جو مردوں کی نذر مانتے ہیں اور روپے۔ چراغ۔ تیل اس طرح کی چیزیں اولیاء کرام کے مزارات پر اُن کا قرب حاصل کرنے کے لیے لے جاتی ہیں۔ یہ عمل بالاجماع باطل ہے۔۔۔۔

اس کے متعدد جوابات ہیں۔ — اولیاء اللہ محبوبانِ خدا کی جو نذر مانی جاتی ہے یہ نذرِ شرعی نہیں نذرِ لغوی ہے۔ جیسے اپنے پیر استاد کو نذرانہ دیتے ہیں۔ تحفۃً مٹھائی۔ پھل فروٹ یا ہدیۃً روپیہ پیسہ پیش کرتے ہیں یہ نذرِ لغوی ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب مناقب عمر میں ہے کہ بعض بیبیوں نے نذر مانی کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگِ اُحد سے بخیریت واپس تشریف لائے تو ہم آپ کے سامنے دف بجائیں گی — یہ نذر بھی عرفی تھی نذرِ شرعی نہ تھی۔ جیسے کعبہ شریف ہمارا قبلہ ہے اور شرعی معنیٰ کے اعتبار سے کسی شخص حتیٰ کہ پیر استاد کو قبلہ وکعبہ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن عرفی معنیٰ یا لغوی معنی کے اعتبار سے ہم اہلسنت تو کیا خود دیوبندی وہابی بھی اپنے مولویوں کو قبلہ وکعبہ مانتے ہیں۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کو قبلہ وکعبہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی [1]

دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب نے یہاں اپنے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کو عرفی یا لغوی معنیٰ کے اعتبار سے قبلہ وکعبہ کہا۔ یہ شرعی معنیٰ کے اعتبار سے ہے کہ شرعاً کسی کو قبلہ وکعبہ نہیں کہہ سکتے کہ کعبہ ہمارا قبلہ ہے۔ ہم کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں

[1] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۸ ؛

اب اگر نیت یہ ہو کہ جن بزرگوں کو ہم قبلہ وکعبہ کہہ رہے ہیں وہ شرعی معنیٰ کے اعتبار سے ہے اور ہم ان کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو مکروہ تحریمی تو کیا حرام ہے۔ اب جبکہ یہ نیت نہیں ہم کسی بزرگ کو شرعی معنیٰ کے اعتبار سے قبلہ وکعبہ نہیں کہہ رہے اور اُن کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھنے کا ارادہ نہیں رکھتے تو لغوی معنیٰ کے اعتبار سے قبلہ وکعبہ کہنا اہلسنت کے نزدیک درست ہے۔ — فیروز اللغات میں بھی قبلہ و کعبہ کے معنیٰ ہیں کلمہ تعظیم[1] اور قبلہ کا معنیٰ ہے سامنے کی چیز۔ جناب حضور وغیرہ[2]۔ تو لغوی معنیٰ کے اعتبار سے قبلہ وکعبہ کہنا درست ہوا۔ — تفسیر رُوح المعانی میں علامہ محمود آلوسی وَلِکُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا کی تفسیر میں لکھتے ہیں: —

ہر قوم بلکہ ہر چیز کا علیحدہ قبلہ ہے جدھر اُس کی توجہ ہے۔ فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور — دُعا کا قبلہ آسمان — ارواح کا قبلہ سدرۃ المنتہیٰ اور حضور کا قبلہ جسم کعبہ معظمہ اور قبلہ رُوح اللہ تعالیٰ جل وعلا — اور خود رب تعالیٰ کا قبلہ اس کے پیارے حبیب ومحبوب محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ الثناء کہ ہر وقت رب تبارک وتعالیٰ کی اُن پر نظر کرم ہے۔ مثنوی شریف میں ہے۔

قبلۂ شاہان بود تاج وکمر
قبلۂ ارباب دُنیا سیم وزر
قبلہ صورت پرستان آب وگل
قبلہ معنیٰ شناسان جان ودل
قبلۂ عاشق وصال بے زوال
قبلۂ عارف جمال ذو الجلال[3]

---

[1] فیروز اللغات صفحہ ۴۷۶ [2] ایضاً [3] مثنوی شریف

تو یہ سب کچھ عرفی یا لغوی معنیٰ کے اعتبار سے ہے یا اسی طرح نذر شرعی اللہ عز و جل کے لیے خاص ہے اور نذر عرفی یا نذر لغوی اولیاء کرام محبوبانِ خدا کے لیے معمول و مستعمل ہے ۔۔۔۔۔۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی تائید

لکھتے ہیں :۔ "جو اموات اولیاء اللہ کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنیٰ ہیں کہ اس (نذر) کا ثواب اُن (بزرگ) کی رُوح کو پہنچے تو صدقہ ہے۔ درست ہے۔ جو نذر بمعنیٰ تقرب ان کے نام پر ہے تو حرام ہے۔" [1]

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اب جھنجھلاہٹ کے انداز میں مصنف مانچسٹروی یہ نہ کہہ دے اجی گنگوہی صاحب کو فتاویٰ عزیزی فتاویٰ عالمگیری اور در مختار کا کیا پتہ اُن کو تو زاغ معروفہ اور بجے سے کے کپورے روسٹ کرانے تناول فرمانے سے ہی فرصت نہ تھی اور رکھا کھا کے نظر ذائل ہو گئی تھی۔ کسی نے در مختار بحاشیہ شامی پڑھ کر بھی نہ سُنایا ہوگا۔ ۔۔۔۔ بہر حال دیوبندی قطب عالم گنگوہی نے یہ تسلیم کیا ہے اگر اولیاء اللہ کی نذر کا مقصد ایصال ثواب ہے تو یہ صدقہ ہے درست ہے اور نذر بمعنیٰ تقرب ہے تو حرام ہے۔ ۔۔۔ تو اب مانچسٹروی جی اپنی پیش کردہ عبارت میں منداع الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل کے الفاظ خود دیکھ لے۔ تو اس عبارت کو ۔۔۔۔

"جان لو کہ اکثر عوام جو مرحومین کی نذر مانتے ہیں اور روپے پیسے چراغ اور تیل اور اس طرح کی چیزیں قبروں پر جلانے کے لیے اُن کا

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل کتاب الحظر والاباحت صفحہ ۵۴ ؛

قرب حاصل کرنے کے لیے لے جاتے ہیں بالاجماع باطل ہے"

کا ماحصل یہ ہوا کہ روپے پیسے یا تیل چراغ وغیرہ قسم کی چیزیں قبور پر قرب حاصل کرنے اور جلانے کے لیے لے جانا باطل ہے اس عبارت سے ختم فاتحہ کی نفی نہیں ہوتی۔ — بعض مزاروں پر آج بھی دیکھا جاتا ہے عین قبروں کے اوپر بلا ضرورت چراغ جلائے جاتے ہیں تیل ڈالا جاتا ہے۔ جہلا روپے پیسے قبروں پر ڈال دیتے ہیں اور پھر عام لوگ یہ اُمید کرتے ہیں کہ اس طرح اولیاء کرام کا تقرب حاصل ہو گا۔ یہ باطل ہے۔ باقی رہا مزاروں پر بکرے کا عنوان تو عرض ہے کہ یہ عنوان مداری مصنف نے جہلا کو ہنسانے کے لیے تحریر کیا ہے۔

عنوان اگرچہ مزاروں پر بکرے ہیں مگر اس کے ذیل میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جو عبارات مکتوبات شریف دفتر سوم اور تفسیر عزیزی سے نقل کی گئی ہیں اُن میں بکرے کا نام تک نہیں ہے — چونکہ تحریف کا چسکا پڑا ہوا ہے لہٰذا ارادی یا غیر ارادی طور پر تحریف کا وبال ان کے حصّہ میں آہی جاتا ہے۔ البتہ جانور یا حیوانات کا ذکر ہے بکرے کا نہیں ہے۔ — ملّاں جی نے اس جانور کو بھی حرام ناپاک مردار قرار دیا ہے جس کو بوقت ذبح اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے۔ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے! اس کو شرک قرار دے کر حرام بتایا ہے کہ اس پر غیر خدا کا نام آ گیا حرام ہو گیا سب سے پہلے تو یہ بتایا جائے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے ہندوؤں کے تہوار مثلاً دیوالی ہولی وغیرہ جو ہندوؤں کے نمبر ۲ خدا سیتا کی سری لنکا سے واپسی کی خوشی میں سیتا سے منسوب کر کے منائی جاتی ہے۔ ہولی بھی ہندو اوتاروں سے منسوب تقریب ہے کی مٹھائی پوریاں کھیلیں یا اور کچھ کھانا لینا اور کھانا درست فرمایا ہے۔[1] حالانکہ یہ تو کھلم کھلا علی الاعلان

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۷۲؛

علی الاطلاق شرک ہے۔ ہندوؤں کے خداؤں کے نام سے منسوب ہے
کسی بھی مرحلہ پر کسی بھی عنوان سے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے یہ کھانا کیسے
کسی شریعت کے اعتبار سے درست ہوگیا ــــ؟

باقی کسی بھی جانور کی غیر خدا کی طرف مجازی نسبت لازمی ہوتی
ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے یہ بکرا محمد دین کا ہے۔ یہ بکری اللہ بخش کی ہے
بیلوں کی جوڑی عبدالکریم کی ہے یہ دُنبہ شیخ محمد خاں کا ہے۔ اب
ان جانوروں کی غیر خدا کی طرف مجازی نسبت تو ہوگئی اب اگر ان جانوروں
کو بوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام سے یعنی بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا
جائے تو حرام ہوں گے یا حلال ــــ؟ وہابیوں دیوبندیوں مانچسٹری مولویوں کے
اس جاہلانہ اصول سے آج دُنیا میں ذبح ہونے والے جانوروں پر ان
کے مالکوں کا نام ضرور آتا ہے تو کیا یہ سب جانور حرام ہوگئے ــــ؟ شاید
مولوی مانچسٹری وہ جانور ذبح کر کے کھاتے ہوں گے جن کا کوئی
مالک نہ ہو اور ایسے جانور زیادہ تر یہ ہیں، ــــ سُور۔ کُتا۔ بندر۔ کوا
وغیرہ ورنہ حلال جانوروں کا تو کوئی نہ کوئی مالک ضرور ہوتا ہے
ان پر اُن کے مالکوں کا نام ضرور آتا ہے۔ آج بھی اگر کوئی شخص دیوبندی
مولوی کی پالتو بکری یا گائے کھول کر لے جائے فوراً مقدمہ درج کرلے
گا کہ میری بکری میری گائے فلاں شخص لے گیا تو کیا سب غیر خدا کا نام
آنے کے باعث حرام ہوگئیں ــــ؟

آئیے اس مسئلہ کا فیصلہ اختلافی دَور سے پہلے کے مقتدر مستند مسلّمہ
بزرگوں، ممتاز علماء اور محققین سے کراتے ہیں۔

حضرت مُلّا جیون رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

فتاویٰ عالمگیری کے محرک سلطان

اسلام سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے اُستاذ محترم حضرت مُلّا احمد جیون صاحب

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نورالانوار و تفسیر احمدی زیر آیت وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے تحت فرماتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جانور کو غیراللہ کے نام پر ذبح کیا جائے مثلاً لات وعزیٰ وغیرہ لیکن اگر بسم اللہ، اللہ اکبر کہنے اور جانور کو لٹانے سے پہلے یا ذبح کے بعد غیراللہ کا نام لے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ "ہدایہ" میں مذکور ہے اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کے ایصال ثواب کے لیے جو گائے کی نذر مانی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں اہل اسلام کا دستور ہے تو یہ حلال وطیب ہے اس لیے کہ بوقت ذبح اس پر غیراللہ کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ پہلے اس نام کی نذر مانی گئی ہے۔

اس زنانٹے دار حوالہ کے بعد مصنف مانچسٹڑدی پر لازم ہے کہ فی الفور اپنے دیوبندی مدارس میں اور دارالافتاء میں نورالانوار۔ ہدایہ۔ تفسیرات احمدی کا داخلہ بند کرائے اور ان کتب کو دیوبندی مدارس کے نصاب سے نکال باہر کرائے ـــــــ۔

○ حضرت ملا احمد جیون کے صاحبزادے حضرت ملا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے عرس وگیارہویں کا نام لے کر یوں تصریح فرمائی اور منکرین کی گردن پر چھری چلائی ہے ـــــــ۔

"دیگر مشائخ کا عرس تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگان دین نے آپ کا عرس مبارک (گیارہویں شریف) ہر مہینہ میں مقرر فرمادیا۔"[۲]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہمارے موقف حق کی بدیں الفاظ تائید و توثیق فرمائی ہے اور اپنے فارسی ترجمہ قرآن مجید میں صاف

---

[۱] تفسیرات احمدیہ پارہ ۲ ص ۲۹ [۲] وجیز الصراط ص ۸۳؎

لکھا ہے "آنچہ نام غیر غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شد۔"

مولوی اشرف علی تھانوی کا دھماکہ

دیوبندی حکیم الامت تھانوی

جی بھی اس مسئلہ میں ہم سے متفق ہیں۔ ہمارے پاس ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ جنوری ۱۹۵۲ء کا شیخ برکت علی اینڈ سنز لاہور کا شائع کردہ مولوی اشرف علی صاحب کا "قرآن مجید مترجم" موجود ہے۔ زیر آیت مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ حاشیہ پر صاف لکھا ہے۔ "مسئلہ جو چیز غیر اللہ کے نام سے ذبح کی جائے وہ حرام ہے اگر کسی بزرگ کو ثواب پہنچانے کی نیت سے ذبح کیا جائے اور بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے تو وہ حلال ہے چنانچہ ضحاک اور مجاہد وقتادہ رحمہم اللہ نے وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کی یہی تفسیر کی ہے اور جمہور مفسرین اسی طرف گئے ہیں تفسیر احمدی میں اس مسئلہ کو اسی طرح واضح کیا ہے۔"[1]

لیجئے صاحب! تھانوی صاحب کے ترجمہ وحاشیہ سے ثابت ہوا کہ ضحاک اور حضرت مجاہد حضرت قتادہ اور تفسیر احمدی والے بھی اسی طرف گئے ہیں لہذا اب مانچسٹروی صاحب کو چاہیے کہ شرک کا تمغہ یعنی نشان محمد بن عبدالوہاب نجدی اپنے حکیم الامت کے گلے میں فوراً ڈال دے ۔۔۔۔

یہ حاشیہ وترجمہ ہمارے پاس محفوظ ہے کوئی بھی شخص فوٹو کاپی حاصل کرسکتا ہے۔ اصل دیکھ سکتا ہے۔

نہ ہم آئے نہ تم سمجھے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

---

[1] حاشیہ قرآن مجید مترجم ص۳۴ ؛

اور سنیے! وہی گھسا پٹا پرانا الزام جو اس پردہ نشین مصنف نے
نام نہاد دھماکہ میں کیا تھا وہی اب گھونگٹ کھول کر مطالعہ بریلویت میں
نقل کر دیا ہے اور ہم نے قہر خداوندی بر دھماکہ دیو بندی میں اس موضوع
پر بالخصوص مانچسٹر وی کو بندر بنا کر نچایا تھا بے شرمی سے وہ سب کچھ
بھول گیا۔ کیوں نہ ہو ہٹلر اور گوبلز کا قول ہے کہ ایک جھوٹ کو بار بار اتنا
دہراؤ کہ لوگ سچا ہونے کا یقین کرنے لگیں۔

مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس بے حیا مصنف
کی خبیث رُوح کو کسی طرح قرار نہیں۔ مصنف نے دھماکہ نامی کتابچہ میں بھی
ملفوظات اعلیٰحضرت امام اہلسنت کے حوالے سے سیدی احمد کبیر بدوی
قدس سرہٗ اور حضرت سیدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کے اس
واقعہ کا بڑے مراثیانہ انداز میں مذاق اڑایا تھا اور ہم نے قہر خداوندی
بر دھماکہ دیو بندی صـ۴۳ پر اس کا مدلل و مسکت جواب دیا تھا۔ اس کے
بعد بھی مختلف کتب و رسائل میں بہت چھوٹے موٹے دیو بندی اہل قلم
نے مزاروں پر لڑکیوں کے چڑھاوے کا ڈھنڈورا پیٹا اور سب کا مفصل
و جامع جواب دیا گیا لیکن تعجب ہے اس معاندانہ ذہنیت پر جب اتنے
مدلل و محقق جامع جواب کا تو کوئی جواب بن نہ پڑا بے شرمی سے
صـ۴۲ پر وہی اعتراض دوبارہ جڑ دیا۔ اس کے جواب کے لیے قارئین
کرام قہر خداوندی صـ۴۳ والا جواب ہی ملاحظہ کریں جو کہ مندرجہ ذیل
ہے اور مصنف مطالعہ بریلویت میں دم خم ہے تو جواب دے۔

مصنف نے صـ۴۳ پر سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ
پر ازواج مطہرات کی گستاخی کا الزام عائد کیا ہے مگر یہ اس کی بے حیائی
ہے کہ اپنے اکابر کو تو حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام بلکہ خود حضرت

حق سبحانہ وتعالیٰ کی گستاخی وبے ادبی اور تنقیص پر کچھ کہنے کی جرأت نہیں کرتا اور نہ اس گستاخی و تنقیص کو گستاخی و تنقیص سمجھتا ہے، لیکن اس کے برعکس عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کا ڈھنڈورہ پیٹ رہا ہے وہ کیا گستاخی ہے جو ازواج مطہرات کی شان میں کی گئی۔ کس نے کی سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ ملفوظات حصہ سوم ص۲۸ پر لکھتے ہیں:

"انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے، ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔ اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں"۔

اگر مصنف یہ پوری عبارت نقل کر دیتا تو اس کی بے ایمانی اسی کے محاکمہ کی زد میں آجاتی۔ اسے ازواج مطہرات کی گستاخی سے کوئی سروکار نہیں یہ ایک حقیقت ہے جب یہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی کو گستاخی نہیں سمجھتے تو ازواج مطہرات کی گستاخی کو گستاخی کیسے سمجھیں گے۔ بات دراصل یہ ہے کہ سیدنا اعلیحضرت قدس سرہ کے اس ایمان افروز ارشاد سے اس کا تقویۃ الایمانی دھرم خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اسمٰعیل دہلوی مر کے مٹی میں ملنے کے قائل ہیں اور اعلیحضرت کا ایمان افروز ارشاد حیات انبیاء علیہم السلام کی عکاسی کرتا ہے جو اس کے لیے تیرو نشتر کا حکم رکھتا ہے۔ اب اگر یہ علی الاعلان حیات انبیاء علیہم السلام

کا انکار کرتا تو برملا اس کی گستاخی و بے ایمانی کا اظہار ہو جاتا لہٰذا اس نے بڑی عیاری سے ازواج مطہرات کی گستاخی کا بہانہ بنا کر حیات انبیاء علیہم السلام کا انکار کیا ہے۔ حقیقتاً یہی اس کا دلی مدعا ہے اور اگر یہ نہیں تو پھر یہ خود ہی بتائے کہ جب اعلیٰحضرت کے اس ارشاد کی پوری عبارت میں نہ تو انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی و دنیاوی پر اعتراض کیا نہ احکام دنیوی پر اعتراض کیا نہ ترکہ نہ بٹنے پر اعتراض کیا نہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے نکاح حرام ہونے پر اعتراض کیا نہ عدت نہ ہونے پر اعتراض کیا نہ قبور میں کھانے، پینے اور نماز پڑھنے پر اعتراض کیا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دنیاوی حسی کا قائل ہے تو پھر شب باشی سے اس پر کون سی قیامت ٹوٹ پڑی اور کون سے ضابطہ شرعی سے اس نے اس کو ازواج مطہرات کی گستاخی پر محمول کر لیا۔ جب یہ قبور میں کھانے پینے، نماز پڑھنے تک کو خاموشی سے قبول کر رہا ہے۔ حیات حقیقی حسی دنیاوی تک کے الفاظ پر معترض نہیں تو پھر شب باشی پر ہی گستاخی کی راہ کیسے نکال لی ــــــ؟ جب انبیاء علیہم السلام کو حیات حقیقی، دنیاوی حاصل ہے تو پھر شب باشی سے گستاخی کس طرح ہو گئی اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ ایک آن کے وعدہ الٰہیہ سے قبل جب انبیاء علیہم السلام ہماری ظاہری آنکھوں کے سامنے تھے تو معاذ اللہ شب باشی سے اس وقت بھی ازواج مطہرات کی گستاخی ہوتی رہی۔ یا تو مصنف دھماکہ ایک آن کے وعدہ سے قبل بھی شب باشی کا انکار کرے اور اگر نہیں تو پھر یہ اپنے ہی بقول شب باشی کا الزام عائد کر کے خود بھی ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا یا نہیں ــــــ؟ اور اگر یہ حیات انبیاء علیہم السلام کا قائل ہے تو پھر شب باشی سے گستاخی کیسے ہو گئی ــــــ؟ اور اگر خدانخواستہ یہ اس کے نزدیک گستاخی ہی ہے تو پھر شب باشی سے انبیاء علیہم السلام

کی بھی توہین ہوئی تو مصنف دھاکہ نے اپنے ضابطے کے اعتبار سے توہینِ انبیاء علیہم السلام سے تو چشم پوشی کی اور درگزر سے کام لیا لیکن ازواج مطہرات کی گستاخی کو محسوس کیا۔ جو شخص ان ازواج مطہرات کے مقدس سرتاجوں کی توہین کی پرواہ نہ کرے وہ ان کی ازواج کی عزت و آبرو کے معاملہ میں کہاں تک مخلص ہو سکتا ہے ــــ ؟ اس کا فیصلہ قارئین اور ہر حقیقت پسند ذی فہم و شعور انسان پر چھوڑا جاتا ہے اور پھر مصنف کو اتنی شرم نہیں کہ اعلیحضرت قدس سرہٗ نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرمائی اور صاف لکھا کہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی (صاحب شرح مواہب لدنیہ) فرماتے ہیں: ــــ "ویضاجع ازواجہ ویستمتع بھن اکمل من الدنیا ....[1] لہٰذا اعلیحضرت تو صرف ناقل ہیں۔ اگر کوئی اعتراض تھا تو علامہ امام زرقانی پر ہونا چاہیے تھا نہ کہ اعلیحضرت پر لیکن مصنف نے نہ اعلیٰ حضرت کے پیش کردہ حوالہ کو جھٹلایا نہ اس کا انکار کیا نہ علامہ زرقانی سے اس نظریہ کو غلط ثابت کیا اور اندھا دھند اعلیحضرت کے خلاف اپنی خرافاتی توپ کا دہانہ کھول دیا۔ اگر شب باشی کی صورت بھی ہو تو اس میں وجہ اعتراض کیا ہے ــــ ؟ جب انبیاء علیہم السلام بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں اور پھر شب باشی کا لفظ بھی عام ہے اور اس کا معنیٰ فیروز اللغات صفحہ ۷۴۳ پر رات رہنے کو لکھا ہے۔ شب باش رات رہنے والا ہے ــــ شب باشی باہمی ملاپ ہی کو متلزم نہیں ہے اور اگر یہی صورت مراد لی جائے تو کیا جنت میں ایسا نہیں ہوگا ــــ ؟ اور کیا قبور انبیاء روضۃ من ریاض الجنۃ نہیں ہیں ــــ ؟ اب آیئے دیوبندی حکیم الامت جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی سنیئے۔ وہ فرماتے ہیں: "محمد الخضری مجذوب .... آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں

---

[1] شرح زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۶۹۔

سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے۔ اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوگئے تھے۔" (جمال الاولیاء، ص۱۸۸)

اب مصنف اپنی اُلٹی کھوپڑی سے کیا یہی تصور کرے گا کہ جن بزرگوں کو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ابدال اور صاحب کرامت مان چکے ہیں وہ کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باشی رہا یہی میل ملاپ فرماتے تھے۔ اب وہ خود ہی بتائے کہ شب باشی کا جو مطلب اس کے نزدیک ہے وہ ایک ایک شب میں کئی کئی جگہ ایک وقت میں متعدد خواتین سے کس طرح ممکن ہے ___؟ انبیاء علیہم السلام کو حیات حقیقی دُنیاوی حاصل ہے یہ عقیدہ فقط سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی نہیں ہے علامہ اجل حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی اس مسئلہ پر انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء تحریر فرمایا اور اس کے مستند ہونے کے لیے علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا نام گرامی ہی کافی ہے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ دیوبندیوں کے رئیس المحدثین مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب براہین قاطعہ میں اپنی اور اپنے اکابر کی گستاخی پر پردہ ڈالتے ہوئے حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دُنیاوی کا اعتراف اور علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ______

"ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے۔ یہ حیات برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔"

چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباء الاذکیاء بحیات الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور شہید کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دُنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں

نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے[1]''۔

کاش مصنف آنکھوں پر پٹی باندھ کر دیو بندیت کی اندھی وکالت کرنے سے پیشتر اپنے بانی مدرسہ دیو بند مولوی قاسم نانوتوی کی آب حیات ایک نظر دیکھ لیتا تو آج یہ ذلت و ندامت نہ ہوتی۔ آب حیات میں بانی "دارالعلوم" دیو بند نے حیات دنیاوی پر دلائل جمع کیے ہیں اور انبیا علیہم السلام کی حیات دُنیاوی کا اعتراف کیا ہے اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ جب یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کو حیات دنیوی حقیقی حاصل ہے تو پھر سیدی علامہ زرقانی امام محمد بن عبدالباقی نے کیا جرم کیا جو یہ لکھ دیا کہ انبیاء علیہم السّلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ شب باشی فرماتے ہیں اور پھر اس کا الزام سیدی اعلیحضرت الامام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر کیسا؟ کیا مُصنّف کی شرم اور دیانت ختم ہو گئی تھی۔

مُصنّف کا اکابر دیوبند سے تصادم

مصنف بڑی بے حیائی سے الملفوظ کی مذکورہ عبارت کو ص۳۶ پر بھی زیر بحث لایا ہے اور اس جگہ اس کا اکابر دیو بند سے خونریز تصادم ہو گیا ہے۔ ملاحظہ ہو کہ جناب مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی المہند صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں: ـــــ

''ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے ۔۔۔۔ یہ حیات برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو پس ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دُنیوی ہے''

---

[1] رسالہ المہند از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب ص۱۶

اس کتاب پر دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب مدرس اوّل مدرسہ دیوبند۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی صدر جمعیت العلماء ہند دہلی۔ مصنف تذکرۃ الرشید، مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی مدرسہ دیوبند، مولوی میر احمد حسن صاحب امروہی۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب سابق نائب مہتمم مدرسہ دیوبند مولوی محمد احمد صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند جیسے چوٹی کے اکابر و مشاہیر علماء دیوبند کی تصادیق موجود اور دستخط ثبت ہیں اور اس کے علاوہ صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب " مدنی " کانگریسی اپنے شہاب ثاقب ص۴۵ پر نجدیوں کے عقائد کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وہ نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے، جب تک وہ دنیا میں تھے۔ بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں بعد وفات انکو حیات ہے۔ تو وہی حیات اُن کو برزخ ہے..... حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہٗ العزیز نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب تحریر فرمائی جو کہ مشہور بین العالم ہے اس میں کس زور و شور سے حیات نبوی کا اثبات کیا ہے...... مولانا (رشید) گنگوہی قدس اللہ سرہٗ ہدایۃ الشیعہ اور رسالہ حج وغیرہ میں بھی اس کی تصریح و تائید فرما رہے ہیں۔"

صدر دیوبند نے بھی حیات برزخ پر تنقید کر کے انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دُنیاوی کا برملا اعتراف کیا ہے اور اپنی تائید میں بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب اور دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو اپنی تائید میں لاتے ہیں۔

اب قارئین کرام غور فرمائیں کہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب

نانوتوی۔ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی۔ دیوبندی رئیس المحدثین مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی محمد احمد صاحب۔ نائب مہتمم مدرسہ دیوبند مولوی حبیب الرحمٰن صاحب۔ مصنف تذکرۃ الرشید مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی۔ مولوی میر احمد حسن صاحب امروہی۔ مفتی مدرسہ دیوبند مولوی عزیز الرحمٰن صاحب۔ صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب وغیرہ چوٹی کے اکابر دیوبند ایک طرف اور ڈھاکہ کا بے بصیرت اندھا مصنف ایک طرف ان سب سے منہ موڑ کر اور ان سب کے مسلک انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دنیوی کو چھوڑ کر مذہب اسلام کا ٹھیکیدار بن کر علی الاعلان کہتا ہے۔ "مذہب اسلام حضور اپنے روضہ مبارک میں زندہ اور عالم برزخ کے مطابق وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں"۔ (ڈھاکہ صفحہ ۶۳)

ثابت ہوا کہ یہ تمام اکابر دیوبند کے مقابلہ میں حیات برزخی کا قائل ہے جبکہ وہ سب حیات دنیاوی کا اعتراف و اقرار کر رہے ہیں اور کہتے رہے ہوتے دل اور مری ہوتی زبان سے کہتا ہے کہ عالم برزخ کے مناسب وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔

حالانکہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں، "علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور شہید کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے"۔ [۱]

---

[۱] المہند صفحہ ۱۶؛

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب مذکورہ بالا اکابر دیوبند کی تصدیق و تائید کے ساتھ کہتے ہیں۔ انبیاء کی حیات دُنیا جیسی ہے۔ قبر میں نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے لیکن مصنّف کی اپنی انفرادی و ذاتی تحقیق اکابر دیوبند کے مقابلہ میں یہ ہے کہ "عالم برزخ کے مناسب وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ باہمی تصادم اور مذہبی خودکشی کی ایسی بدترین مثال دیوبندی فرقہ کے سوا کسی اور مذہب میں نہیں ملتی ؎

کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائے گا
دین نجدی پائمال شُنیاں ہو جائے گا

جب یہ جملہ اکابر دیوبند بظاہر حیات دنیوی کے قائل ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام کا قبور میں دنیاوی حالات سے ہمکنار ہونا کون سی دلیل شرعی سے ناجائز و حرام ہو سکتا ہے ——؟ اور شب باشی کو کس طرح ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی قرار دیا جا سکتا ہے ——؟

اور پھر مصنّف کا مبلغ علم ملاحظہ ہو بے چارگی و مایوسی کے عالم میں اسی عبارت پر بحث کے دوران دماغی توازن کھو کر لکھتا ہے۔

"محمد بن عبدالباقی نے یہ لغویات کہاں کہی ہے۔ ہو سکتا ہے اس بے چارے پر جھوٹ ہی باندھا گیا ہو[1]۔"

اب ہو سکتا ہے کے سوا مصنّف کا کیا سہارا ہے ——؟ بے چارہ محمد بن عبدالباقی زرقانی نہیں بے چارہ مصنّف ہے جس کو نہ اپنے اکابر کے عقیدہ و مسلک کی تحقیق نہ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کے عقیدہ و مسلک کی تحقیق —— مقام غور و فکر ہے جس شخص کو اپنے ہی اکابر کے مذہب و مسلک اور عقیدہ کی خبر نہ ہو وہ کس طرح اور کیں

---

[1] دھماکہ صفحہ ۳۶ ؎

…سے فاضل بریلوی جیسے علمائے عرب و عجم کے ممدوح کے مسلک و
عقیدہ پر تنقید کر سکتا ہے۔ جس شخص کو تحقیق مذاہب اور کتب عقائد سے
کوئی واسطہ ہی نہ ہو وہ کس منہ سے یہ کہہ سکتا ہے کہ "بہر حال جس نے
بھی یہ بات کہی بڑی لغو بات کہی ہے۔" اپنی استعداد و قابلیت کا تو یہ حال
ہے کہ یہ علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کی کسی کتاب کا نام تک نہیں
جانتا اور ہر جگہ اس کی بے چارگی آڑے آتی ہے۔

شب باشی کے نام سے تو اس پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا ہے لیکن اس کو
کیا کہے گا کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:۔ ——

"محمد بن حسن بڑے عارفین میں سے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے
کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے ایک
روٹی عطا فرمائی جس میں سے کچھ تو انہوں نے حضور کے سامنے کھالی
اور کچھ اپنے برابر رکھ لی۔ جب بیدار ہوئے تو (روٹی) برابر میں موجود پائی۔"[1]

اب مصنف بتائے انبیاء علیہم السلام بحیات حقیقی زندہ نہیں اور ان
کی حیات دنیوی نہیں تو پھر یہ خواب میں دی گئی روٹی فی الواقع کس طرح
برابر میں موجود پائی گئی۔ کیا مصنف اپنے ستر ہزار چھواروں والے انداز
میں یہاں بھی اپنے حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی سے ویسا ہی
سوال کرے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس قبر میں روٹی کہاں
سے آئی۔ معاذ اللہ کیا حضور نے خود پکائی۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
اپنے ایک ایک امتی کو ایک ایک روٹی بھی دیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی امت لگ بھگ ایک ارب ہے۔ اتنی روٹیاں کہاں سے آئیں گی کون
پکائے گا کس طرح تقسیم ہوں گی۔ اگر ایک روٹی دو چھٹانک کی بھی ہو تو ایک

---

[1] جمال الاولیاء صفحہ ۱۶۹

اور روٹیوں کا کتنا وزن بن جائے گا۔ ــــ تھانوی صاحب کے قلم سے
اس ایک بزرگ کی ایک کرامت کے باعث تمام بریلوی مسلک کو اپنانا
پڑے گا۔ حضور علیہ السلام خواب میں روٹی عطا فرما دیں اور باقی برابر میں
موجود پائی جائے تو آپ کی حیات حقیقی دنیاوی ثابت ہوگی۔ روٹی تقسیم فرما
دیں تو قاسم نعمت ہوئے ہر نعمت کہ حضور کے دست کرم سے ملتی ہے یہ ماننا
پڑے گا کہ خواب میں جس طرح ایک اُمتی کو شرف زیارت بخشا اسی طرح
ہر اُمتی کو شرف ملاقات بخش سکتے ہیں۔ یہ مان لیا تو اقرار کرنا پڑے گا کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہر اُمتی سے واقف ہیں۔ علم غیب کا اقرار کرنا پڑے
گا ہر اُمتی کو ہر جگہ روٹی عنایت فرمائی گئی تو آپ کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔
ارے حکیم الامت یہ آپ نے کیا لکھا اس طرح تو رہے سہے (دیوبندی) جو
پہلے ہی اقلیت میں ہیں دیوبندیت چھوڑ جائیں گے۔
مُصنّف کو غور کرنا چاہیے جس طرح ازواج مطہرات کا پیش کیا جانا دنیاوی
معاملہ ہے اسی طرح روٹی خواب میں عنایت فرمانا اور بیداری کے بعد برابر
موجود پانا نہ صرف دنیاوی معاملہ بلکہ آپ کی حقیقی دنیاوی حیات پر دلالت
کرتا ہے۔ شب باشی ناممکن ہے تو روٹیوں کی تقسیم کس طرح ممکن ہو گئی۔
"مزاروں کے ساتھ جھگڑے" یہ عنوان بھی اسی حماقت کا حصہ ہے
جس کا جواب مفصل قہر خداوندی میں موجود ہے بار بار اعادے سے کیا حاصل؟
اس کا جواب آنے پر پھر اس جواب کا جواب دیا جائے گا۔ ویسے مطالعہ بریلویت
کے صفحہ ۳۴ کے حاشیہ سے پتہ چلتا ہے کہ قہر خداوندی بردھا کہ دیوبندی
کوئی شخص دیکھ پڑھ چکا ہے مگر جواب کی جرأت نہیں ہمارے جواب کے ایک
جز پر جانکنی کے سے عالم میں صرف اتنا کہا ہے "مرحوم کی ملک میں کسی چیز کا دینا
عجیب فقہی مسئلہ ہے۔ لین دین، بیع و شراء اور قرض وہبہ کے احکام دُنیا سے
متعلق ہیں مرحومین برزخ میں پہنچ چکے اُن کی تملیک کرانا ایک نیا مسئلہ

" صفحہ ۳۰۴ حاشیہ :—

بس بھانڈا پھوٹ گیا

اس ایک سطر سے مصنف مطالعہ بریلویت کی علمی بے مائیگی کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ کہتا ہے "یہ عجیب فقہی مسئلہ ہے" جی ہاں ابھی تو بہت باتیں تمہیں عجیب معلوم ہوں گی۔ — پھر کہتا ہے "تملیک کرانا ایک نیا مسئلہ ہے" — جی ہاں اَن پڑھ لوگ ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔ اب اس کے جواب میں صرف اتنا عرض کریں گے کہ مصنف کو حواس باختگی کے عالم میں کچھ پتہ نہیں چل رہا جن کو وہ کنیز باندی شرعی ہبہ کی وہ مرد اور وہ باندی دونوں زندہ ہیں۔ مزار کی نذر کرنے والے بھی زندہ ہیں جب نذر کی اُس وقت وہ نذر کرنے والے زندہ تھے اس دُنیا میں تھے جس کنیز کو ہبہ کیا وہ بھی زندہ تھی جس شخص سیدی عبدالوہاب شعرانی کو وہ کنیز ہبہ کی وہ بھی زندہ تھے اس دُنیا میں تھے مگر مصنف مطالعہ بریلویت اپنے اندھے پن سے بدحواسی کے عالم میں لکھ رہا ہے کہ :—

"مرحوم کی ملک میں کسی چیز کا دینا عجیب فقہی مسئلہ ...... قرض و ہبہ کے احکام اسی دنیا سے متعلق ہیں مرحومین جو سب برزخ میں پہنچ چکے ان کو تملیک کرانا نیا مسئلہ ہے۔"

مصنف مجہول نے سب کو مرحومین قرار دے کر سب کو برزخ میں پہنچا کر اپنے زعم جہالت و حماقت میں مسئلہ کو نیا مسئلہ قرار دے دیا چلو چھٹی ہوئی۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

چادروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا رنڈیوں کی مٹھائی کا نذرانہ

اکابر اولیاء کرام قدست اسرارہم پر طعن و تشنیع کرنے والے دیوبندی مولویوں کی اپنی اخلاقی حالت کیا ہے اور یہ لوگ نوجوان رنڈیوں خوبصورت طائفہ لڑکیوں کو تحویذ

دینے چڑھاوا لینے کے بہانے کسی طرح اپنے چباروں پر چڑھاوے سمیت چڑھا لیتے ہیں۔ یہ واقعہ خبر متواترہ ہے سوانح قاسمی۔ تذکرۃ الرشید۔ ارواح ثلاثہ وغیرہ بہت سی معتبر دیوبندی کتب میں لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

"میرٹھ میں حضرت والا کا قیام تھا سارے شہر کے مرجع اور منظور نظر بنے ہوئے تھے امیر شاہ خان کا بیان ہے کہ ایک مکان تھا جس کے بالاخانہ پر (مولوی اشرف علی تھانوی کے اُستاد) حضرت مولانا محمد یعقوب ٹھہرے ہوئے تھے اور نچلی منزل میں حضرت والا (قاسم نانوتوی) کی فرودگاہ تھی اسی مکان میں خان صاحب کی روایت ہے کہ ایک رنڈی (بازاری عورت کنجری) اپنی چھوکری (نوجوان لڑکی) کو جو سیانی (بالغ) تھی اپنے ہمراہ لائی اور مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میری چھوکری ہے مدت سے بیمار چلی جارہی ہے میری اوقات بسر (گھر کا گزارہ) اسی پر ہے آپ اسے تعویذ دے دیجئے یا دعا کر دیجئے۔"

پھر آگے کیا ہوا —— ؟ چاہیے تو یہی تھا اور شاید لوگوں کو یہی سننے کی توقع بھی ہو گی کہ جھڑک کر وہ نکال دی گئی ہو گی — کم ازکم اپنی علمی پوزیشن کی حفاظت ہی کے لیے یہی موقع اسی کا تھا کہ دھتکار کر باہر نکل جانے کا حکم اُس کو دیا جاتا مگر امیر شاہ خاں مرحوم کی یہ اطلاع ہے کہ بجائے کچھ کہنے سننے کے :——

"شاید ظرافتہً یہ کیا کہ بالاخانہ (چبارہ) جس پر مولانا محمد یعقوب ٹھہرے ہوئے تھے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اوپر ایک بزرگ ہیں تم اُن کے پاس جاؤ۔ حسب الحکم وہ زینوں پر چڑھتے ہوئے اچانک مولانا محمد یعقوب صاحب کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی اور اپنا معروضہ پیش کیا، .....آپ یا دعا یا تعویذ کر دیجئے۔ مولانا محمد یعقوب نے نہ معلوم دعا کی یا تعویذ کیا، ......اس کی چھوکری (لڑکی) کو آرام ہو گیا تو وہ (رنڈی کنجری)

مٹھائی لائی اور سیدھی اُوپر چبارہ میں) مولانا کے پاس پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضرت آپ کی دُعا سے میری لڑکی کو صحت ہو گئی ہے۔ یہ مٹھائی شکریہ میں لائی ہوں۔ مولانا نے فرمایا رکھ دو۔"[1]

لیجئے صاحب! بلی تھیلے سے باہر آگئی سیدی احمد کبیر بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر تو کنیز ہبہ کی گئی تھی چڑھاوا نہ چڑھایا گیا تھا، مگر مصنف نے اپنی شوخی طبع کے باعث اس کو چڑھاوا قرار دے دیا عبارت کے مفہوم کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا حالانکہ وہاں مزار اقدس پر لڑکیوں کے چڑھاوا کا ذکر تک نہیں ہے اور یہ واقعہ سیدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ الربانی کی اپنی کتاب سے ماخوذ و منقول ہے اور دیوبندی حکیم الامت تھانوی سیدی عبدالوہاب شعرانی کو معتبر و مستند مانتا ہے امام شعرانی لکھتا ہے۔" (جمال الاولیاء ص ۵۷ و صفحہ ۱۶۸)

البتہ ہمارے نقل کردہ ارواح ثلاثہ اور سوانح قاسمی کے حوالہ میں فی الواقع چڑھاوا کی صورت ہے۔ مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا ایک مبنی بر کذب و افتراء عنوان ہے لیکن چباروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا مبنی بر حقیقت ہے بلکہ چباروں پر رنڈیوں کنجریوں کا چڑھاوا ثابت ہوا۔ مولوی یعقوب نانوتوی کو وہ رنڈی بتا رہی ہے کہ میرا گزر اوقات اسی سیانی چھوکری پر ہے مولوی صاحب زنان کو گناہ سے توبہ کی تلقین کرتے ہیں نہ پردہ کرنے کا حکم دیتے ہیں بلکہ اُن رنڈیوں کی حرام پیشہ کی مٹھائی حرام سمجھتے ہوئے اور قبول فرماتے ہوئے "رکھ دو" کا حکم صادر فرماتے ہیں۔

حرام کھانا مساکین کا حق، حرام مال لینا دیوبندی علماء کا حق

---

[1] مخلف سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۷۹ و ارواح ثلاثہ صفحہ ۳۲۲ - ۳۲۳ زیر حکایت نمبر ۳۶۶ و تذکرۃ الرشید ؛

اس کے بعد مولوی محمد یعقوب نانوتوی رنڈی کی حرام کمائی کی وہ حرام مٹھائی وصول کرکے چبارہ سے نیچے آتے ہیں اور اپنا بھرم رکھنے اور لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے اپنے اس غلط طرز عمل کی یوں پیوندکاری کرتے ہیں: ——

"فرمایا کہ حرام کمائی کی ہے اس کا کھانا حرام ہے مساکین کا حق ہے اغنیا کا حق نہیں...... (ہمارے حضرت نے فرمایا دیکھئے شریعت و طریقت دونوں جمع کردی ——)"

یہ ہے ان دیوبندی مُلّوں کا دین و ایمان بازاری رنڈی پیشہ ور کنجری جس نے خود صراحتہً "اپنے پیشہ" حرام کا ذکر بھی کردیا تھا کی حرام کمائی مٹھائی کا نذرانہ قبول کرلیا اور لوگوں کی شرما شرمی اس کو مساکین کا حق قرار دے دیا یہ کون سی شریعت ہے کون سی فقہ ہے کوئی سی طریقت ہے جس میں رنڈی کنجری کے مال کو مساکین کا حق قرار دیا گیا ہے —— ؟ دیوبندی مولویوں سے زیادہ اور ان سے بڑھ کر کون مسکین ہو سکتا ہے۔ انگریزوں کا مال انہوں نے کھینچا، ہندوؤں کا مال کانگریس کے ذریعہ انہوں نے چٹ کیا —— سعودیوں نجدیوں کے مال سے یہ پروان چڑھ رہے ہیں۔ —— دیکھو سوانح قاسمی، تذکرۃ الرشید، مولانا محمد احسن نانوتوی مکالمۃ الصدرین۔ الافاضات الیومیہ اور پھر فخریہ کہا جا رہا ہے کہ اپنے اس طرز عمل سے مولوی محمد یعقوب نانوتوی نے شریعت و طریقت دونوں جمع کردی۔ دیوبندیوں کی کیا شریعت کیا طریقت۔ ...... کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

کہاں کا حلال اور کہاں کا حرام
جو رنڈی کھلائے وہ چٹ کیجئے (بتصرف)

عورتوں کا مزارات پر جانا

کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے
اب تک تو مصنف اپنی شقاوت

قلم سے "مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا؟" "مزاروں کے ساتھ جنس؟" وغیرہ
قسم کے عنوان قائم کر کے علماء اہلسنّت کے ذمّہ وہ سب کچھ لگا رہا تھا جن
سے اُن کا دُور کا بھی تعلق نہیں ہے مگر بالآخر حق رنگ لایا اور خائن مصنّف
کو تسلیم کرنا پڑا ملفوظات اعلحضرت جلد ۲ ص۱۰ کے حوالے سے لکھتا ہے اور خود
تسلیم کرتا ہے کہ ملفوظات میں ہے :۔۔۔۔

عرض : حضور! اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں
کا جانا جائز ہے یا نہیں ۔۔۔ ؟

ارشاد : غنیہ میں ہے یہ نہ پوچھ کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے
یا نہیں ۔۔۔ ؟ بلکہ یہ پوچھ کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی
طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی طرف سے جس وقت گھر سے ارادہ کرتی
ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت
کرتے رہتے ہیں سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں"۔

یہ لکھ کر بھولے پن سے پوچھ رہا ہے کہ ان دونوں میں تطبیق کی
کوشش کیجئے یعنی کہنا یہ چاہتا ہے کہ پہلے تو اعلحضرت فاضل بریلوی نے
سیدی احمد کبیر بدوی کے مزار پر کنیز آنے کا واقعہ لکھا ہے اور اب
اس دوسرے واقعہ میں لعنت فرما رہے ہیں۔ یہ عام فہم بات اس
بد بصیرت کی سمجھ میں نہیں آئی اور لوگوں سے تطبیق کرنے کی فرمائش ہو
رہی ہے۔ جب مصنّف کے ذہنی عدم توازن کی یہ حالت تھی تو پھر کسی ڈاکٹر
نے بتا یا تھا کہ تم جلد مطالعہ بریلویت لکھو ورنہ تمہاری بواسیر ختم نہ ہوگی۔
مصنّف کو جان لینا چاہیئے کہ پہلے واقعہ میں کنیز اور تاجر سیّدنا اعلحضرت
فاضل بریلوی یا کسی دوسرے عالم یا ائمہ اہلسنّت کے فتویٰ سے مزار حضرت
سیدی احمد کبیر قدس سرہٗ پر نہ گئی تھی وہاں ان کا اُس زمانہ میں جانا ذاتی فعل
تھا اعلحضرت نے وہ بات محض واقعہ کے طور پر بیان کی آج کے دور میں

بھی عورتیں مزاروں پر چلی جاتی ہیں تو کیا مزار گرا دیئے جائیں گے۔ مسجدوں
میں عورتیں مسئلہ شرعی کے برعکس چلی جاتی ہیں کیا مسجدیں گرا دی جائیں
دینی مدرسوں میں چلی جاتی ہیں دینی مدرسوں کو گرا دیا جائے۔ کیا ان سب
جگہوں میں عورتیں علماء سے مسئلہ شرعی معلوم کر کے جاتی ہیں و——— آج
کے دور میں اگر کوئی دیوبندی مولوی محض واقعہ کے طور پر یہ تحریر کر دے کہ
فلاں شہر میں ہزاروں عورتیں سینما گھر کے سامنے ٹکٹ خرید کر فلم دیکھنے جا رہی
تھیں۔ مصنف مطالعہ بریلویت تو اپنے اندھے پن کی بنا پر یہی کہے گا کہ اس میں تطبیق
پیدا کرو۔ ——— یہ مولوی لوگ عورتوں کو فلموں میں جانے سے منع کرتے ہیں
اور خود لکھ بھی رہے ہیں فلاں سینما میں عورتیں فلم کا ٹکٹ خرید رہی تھیں
بہرحال مصنف کے سر میں اگر دماغ اور دماغ میں عقل ہے تو سمجھ
لے کہ مسئلہ شرعی وہی ہے جو سیدنا امام اہلسنت احمد رضا علیہ الرحمۃ نے
اجمیر شریف جانے سے متعلق استفسار کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ باقی باتوں
کی لستی بنانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے ہم بھی مصنف سے پوچھ سکتے
ہیں کہ وہ مانچسٹر جیسے مادر پدر آزاد ننگے ماحول میں برہنہ و نیم برہنہ عورتوں
کے ماحول میں کیسے رہتا رہا ہے اور وہاں کے اس ماحول سے اسے کیا
دلچسپی ہے کیا انگریز سرکار اسے پاکستان کے مسلمانوں میں خلفشار پھیلانے
کے لیے استعمال کر رہی ہے۔ وہاں عورتوں کے ننگے کھلے ماحول میں رہتے
رہے ہو اور یہاں پاکستان میں آ کر عورتوں کو پردہ کی تلقین کرتے ہو
اس تضاد عمل میں تطبیق پیدا کیجئے۔ [1]

---

[1] یاد رہے کہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مانچسٹر سے کچھ خصوصی وجوہ کی بنا پر نکالے گئے یا یوں
کہیے کہ انہوں نے وہاں گنگوہی والے کام کرنے شروع کر دیئے تھے (گنگوہی والے کام کی تفصیل
کے لیے ارواح ثلاثہ از اشرف علی تھانوی کا مطالعہ کریں جس میں (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

مزاروں پر چوریاں

یہ واقعہ دہلی کے خواجہ حسن نظامی نے اپنا بیان کیا ہے کہ بچپن میں وہ خود جس قسم کی چوریاں کرتے تھے۔ یاد رہے کہ خواجہ حسن نظامی دہلوی دیوبندی قطب عالم گنگوہی کے شاگرد تھے۔ بلکہ جب حسن نظامی کو مصنف چور سمجھتا ہے تو پھر خواجہ حسن نظامی کی قصیدہ خوانی میں یہ لکھ کر کہ :—

"خواجہ حسن نظامی صاحب اردو کے بڑے نامور ادیب گزرے ہیں آپ کے ادبی شاہ پارے ادبی رسائل کی جان ہوتے تھے۔"[۲]

مصنف اپنے منہ پر خود تھوک رہا ہے۔ یہ چوریاں کرنے والے خواجہ حسن نظامی مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد رشید تھے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فیصلہ ہفت مسئلہ انہوں ہی نے گنگوہی کے حکم سے ہزاروں کی تعداد میں جلایا تھا اور پھر خود مصنف اسی نظامی کی مذکورہ بالا قصیدہ خوانی کر رہا ہے اور الزام اہلسنت اور خانقاہوں کو دیا جا رہا ہے ؎

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اس واقعہ کے بیان کا مقصد کیا ہے —؟ کیا چوریاں بھی سُنّی بریلوی علماء کے کھاتے میں ڈالنے کا ارادہ ہے —؟ سیدی احمد کبیر بدوی قدس سرہٗ کے مزار پاک کے واقعہ کی آڑ میں صفحہ ۵۳ پر مصنف کی یہ افسانہ نگاری کہ :

"اس سے پتہ چلا کہ آج کل عرسوں وغیرہ میں کیا ہوتا ہے۔ یہی طوفان بے تمیزی ہے جو کارکنوں کو آخر حجروں میں لے جاتا ہے اور وہ بہانے بناتے ہیں کہ ہمیں قبر سے اس کام کے کرنے کی اجازت ملی تھی۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) گنگوہی، نانوتوی پرنٹ ہیں کا ذکر موجود ہے۔ (ادارہ)

(حاشیہ صفحہ موجودہ) [۱] دیکھو اخبار جنگ کراچی ۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء کی کتاب الیال باب صفحہ آخر۔ [۲] مطالعہ بریلویت صفحہ ۴۵

بے شرم مصنف کو شرم وحیا اور غیرت سے کچھ حصہ نہیں ملا ایک
مفروضے کو ایسے بیان کرتا ہے جیسے مشاہدہ ہے اس کا تجربہ مجرب ہے۔ کیا
مصنف حلفاً بتا سکتا ہے کہ اس کے اپنے ساتھ یا اُس کے اہل وعیال
میں سے کس کس کے ساتھ حجروں میں لے جا کر قبروں سے اجازت کا بہانہ
بنا کر ایسا طوفان بے تمیزی لوگ برپا کر چکے ہیں یہ خود مصنف پر تو ہمیں
یقین نہیں کیونکہ اس صدی کا سب سے بڑا کذاب اور مفتری ہے کیا وہ
اپنے اور اپنے اہل وعیال کے طبی معائنہ کا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پیش کر
سکتا ہے —— ؟ بسا اوقات خبیث النفس اور مردود الفطرت لوگ
مسجدوں میں برائیاں نہیں کر گزرتے کیا اس عذر سے مسجدیں گرا دی
جائیں گی؟ —— حیرت ہے کہ ہر دلیل شیطانی الہام کی حامل ہوتی ہے

حقیر طنز: قرآن وحدیث کے دلائل سے نہ مصنف کو سروکار
نہ اس کے اکابر کو سروکار محض طنز ومزاح کے
انداز میں اہلسنت کے معمولات کا رد ان کا طرہ امتیاز ہے آج کل اعراس
مبارکہ میں بعض جگہ جو خلاف شرع حرکات جہلا اپنے انداز فکر کے مطابق
کر گزرتے ہیں۔ یہ بدبخت اُن کو اہلسنت کے کھاتہ میں ڈال کر کہتا ہے،
وہاں یہ ہوتا وہاں وہ ہوتا ہے اور یہ کہ کیا یہ عرس پھر بھی طیب ہے[۱]
بُرائی تو ہر جگہ بُرائی ہے۔ اُسے مولوی منصور علی خاں مرادآبادی تلمیذ
ارشد مولوی محمد قاسم نانوتوی پر کسی لڑکے کا عشق غالب ہونے کے
انداز میں کہتے ہیں۔ خواہ مولوی نانوتوی صاحب جلال الدین صاحبزادہ مولوی
محمد یعقوب سے اس کا کمر بند کھول کر کہے بیٹے[۲] یا مولوی نانوتوی یا مولوی
گنگوہی صاحبان دونوں بوڑھے بڑھاپے میں ایک چارپائی پر لیٹ کر

۱؎ ارواح ثلاثہ ص ۲۹۲ ۲؎ سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۶۶ ۔

جیسے کوئی عاشق کسی کے سینے پر ہاتھ رکھتا ہے۔ سینہ پر ہاتھ رکھ کر رنگ رلیاں منانے کا حقیقی و مصنوعی مظاہرہ شروع کر دیں اور مولانا کہیں میاں کیا کر رہے ہو لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا لوگ کہیں گے تو کہنے دو۔[1]" حتیٰ کہ کسی صورت میں کہیں بھی کوئی برائی ہو اس کو اچھا قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر عرس میں کہیں ایسا واقعہ پروفیسر خود دیکھ آیا ہے تو بسا اوقات اخبارات میں بعض مدرسوں مسجدوں میں بہت غلط اور ناروا کاموں کی خبریں چھپتی ہیں ان مقدس و متبرک مقامات پر برائیوں کی روک تھام کرنی چاہیے۔ نہ خانقاہیں مسمار کی جا سکتی ہیں نہ مسجدوں اور مدرسوں کو تالے مارے جا سکتے ہیں۔

مصنف اپنی اس حقیر طرز سے چاہتا ہے کہ بزرگان دین کے عرس بند ہو جائیں۔ اس لیے مصنف تو عرسوں میں اچھے بڑے کاموں کی وجہ سے عرس بند کرانا چاہتا ہے مگر ان کا گنگوہی گرو گھنٹال عرس کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتا ہے۔ پڑھیئے!

"جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟"

گنگوہی صاحب نے آنکھیں میچ کر فوراً فتویٰ دے دیا۔

جواب: "کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ہے۔"[2]

چلو چھٹی ہوئی — عرس میں فلاں برائی ہوئی یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے بہانے کیوں بناتے ہو؟ تمہارا دین و ایمان تو یہ ہے کہ جس عرس میں یا جس میلاد میں صرف قرآن پڑھا جاتا ہو وہ بھی درست نہیں — ہاں

---

[1] ارواح ثلاثہ صفحہ ۳۰۹ [2] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۲۹

عرس کی جگہ یوم شیخ الہند، یوم امیر شریعت، یوم شبیر عثمانی وغیرہ نام رکھ لیا جائے یا میلاد النبی کانفرنس کی بجائے سیرۃ النبی کانفرنس نام رکھ لیا جائے تو خود تمہارا اپنا حرام کیا ہوا حلال ہو جاتا ہے۔

معلوم نہیں مصنف مطالعہ بریلویت دماغی توازن کھو بیٹھا ہے یا مت ماری گئی ہے صفحہ ۲۰۶ پر تیسری و چوتھی سطر کو ہی دیکھ لیجئے بالکل غیر مربوط و بے تکی عبارت ہے کہ :—

"اسلام کی شان اعجاز دیکھئے کہ اولیاء کرام کے مزارات پر ہر طرح کی رسوم و بدعات کے باوجود کل انبیاء و اولیاء کے سرتاج حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ انور ان تمام خرافات سے محفوظ ہے۔"

بتائیے اسلام کی شان اعجاز یہ کس انداز میں دکھانا چاہتا ہے —؟ کیا اسلام کی شان اعجاز اس میں ہے کہ اولیاء کرام قدست اسرارہم کے مزارات عالیہ پر رسوم و بدعات ہوں اور حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ انور تمام خرافات سے پاک ہو —؟ اس کا مطلب اس کے نزدیک محض یہ ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اولیاء کرام حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی متبع نہ تھے ان کو سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی تعلق نہ تھا اس لیے یہ بدعات و خرافات سے محفوظ نہ رہ سکے یا پھر در پردہ سعودیوں کی قصیدہ خوانی اور نجدیوں کی حمد و ثنا مقصود ہے کہ انبیاء و اولیاء کے سرتاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ انور اس لیے محفوظ ہے کہ وہاں سعودیوں نجدیوں کی حکومت و انتظام ہے۔ — یہ شخص اسلام کی شان اعجاز نہیں بلکہ سعودیوں کی شان اعجاز جتلانا چاہتا ہے ورنہ یہ لکھتا کہ حضور نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم زندہ و جاوید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعجاز دیکھئے کہ آپ کا روضہ تمام خرافات سے پاک ہے۔ مگر ایک خرافات تو وہاں نجدی نحوست کے سبب جاری ہے کہ روضۂ انور کے نام نہاد پہرہ دار

دیدیے کر ریال قبول کر کے روضۂ انور کی جالیوں کو چومنے دیتے ہیں ورنہ ڈنڈے لاٹھیاں برساتے ہیں۔ مولوی مانچسٹروی نے اپنے اکابر کے برعکس روضۂ انور لکھا ہے ذرا یہ تو بتائیے کہ روضۂ انور کا ان دیوبندی دھرم میں کیا جواز ہے ؟ اور پھر نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تو نور نہ ہوں مگر ان کا مزار اقدس روضۂ انور ۔۔۔ کچھ لکھنے سے قبل کم از کم فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ غلام خانیہ کو ہی دیکھ لیا کرو۔۔۔ اسی عبارت میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمۃ للعالمین بھی لکھا ہے حالانکہ ان کے امام دوم مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ہے:۔۔۔

"لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے[1] ۔۔۔ چنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب کے انتقال پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بار بار فرماتے تھے ہائے رحمۃ للعالمین ہائے رحمۃ للعالمین[2]"

بہر حال مصنف اپنے نابالغ قلم سے جو کچھ لکھتا ہے اس میں خود بُری طرح اُلجھ جاتا ہے ۔۔۔

روضۂ انور پر حاضری روضۂ مبارکہ کے اعمال

لگتا ہے کہ مصنف کو مسلک اعلیٰحضرت و تحقیقات امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے واقفیت نہیں ص ۲۰۶ پر یہ دو عنوان قائم کیے اور پہلے عنوان روضۂ انور پر حاضری کے ذیل میں لکھتا ہے کہ مولانا احمد رضا لکھتے ہیں:۔۔۔

"زیارت روضۂ انور کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے نہ چومے نہ اس سے چپٹے نہ طواف کرے نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں۔"

مصنف مطالعہ بریلویت کو چونکہ تحریف و خیانت میں ملکہ تام حاصل ہے

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۹۹ [2] اشرف السوانح جلد ۳ ص ۱۵۵

اس لیے گڑبڑ ضرور کرتا ہے یہ عبارت اس طرح ہے :۔

"زیارت روضۂ انور سیّد اطہر صلی اللہ علیہ وسلم (رزقنا اللہ العود الیھا بقولہ) کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے نہ چومے نہ اس سے چمٹے نہ طواف کرے نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں[1]۔

مصنف تھوڑی بہت تحریف کر کے پھر پلٹی کھاتا ہے اور لکھتا ہے افسوس کہ اس تصریح کے باوجود مولانا احمد رضا خان روضہ مبارکہ کے اندرونی احوال کا تقدس قائم نہ رکھ سکے اور پھر روضہ مبارک کے احوال کے زیر عنوان لکھتا ہے کہ :۔

"بریلویوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں :"

اور بڑے صالحانہ انداز میں زور دے کر استغفر اللہ بھی لکھ دیا۔۔۔ اور پھر لکھتا ہے :۔

"افسوس کہ مولانا احمد رضا خان نے گستاخانہ تعبیر میں کچھ جھجک محسوس نہ کی۔۔۔۔"

اس کے بعد صفحہ ۳۰ کا وہی پرانا عنوان جو اس جگہ باز مصنف نے ڈھاکہ میں قائم کیا تھا زیر عنوان ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی" اس کے ذیل میں ہے" انبیاء علیہم السلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں[2]۔

مزید لکھتا ہے : یہ عقیدہ محمد بن عبد الباقی زرقانی کے ذمہ لگانا خان صاحب کا جھوٹ ہے۔

اس کا مدلل و مفصل و مسکت جواب، تو قارئین کرام ڈھاکہ کے جواب

---

[1] حرمت سجدہ تعظیم صفحہ ۵۲ [2] ملفوظات حصہ سوم صہ ۲۵ ؛

میں ہماری جامع کتاب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کے صفحہ ۷۶ پر ملاحظہ فرما دیں جس کا جواب بخد سے دیوبند تک کی بخدی دیوبندی قوم سے نہ بن سکا ان کو سانپ سونگھ گیا پندرہ سال سے لب باندھے دم سادھے بیٹھے ہیں، جواب سے عاجز و قاصر ہیں۔ اس وقت ہم قارئین کرام کو یہ دکھانا چاہیں گے کہ بات تو روضہ انور سید اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو رہی تھی لیکن یہ خائن مصنف کھینچا تانی سے تضاد ثابت کرنے اور مقابلۃً "گستاخی ثابت کرنے کے لیے ملفوظات اعلیٰحضرت سے یہ لایا کہ" انبیاء علیہم السلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ شب باشی فرماتے ہیں۔ ہم نے اس الزام پر قہر خداوندی۔ برہان صداقت بر بخدی بطالت۔ برق آسمانی، آئینہ بخد و دیوبند میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ قارئین وہاں ملاحظہ کریں اور اس کی بد دیانتی کا اندازہ لگائیں۔ اس وقت اس موضوع پر اس کی تازہ لن ترانیوں کا جواب ملاحظہ ہو:۔۔۔۔۔

ہم نے پہلے بھی بار بار بتایا ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے حیات انبیاء علیہم السلام کے موضوع پر دلائل دیتے ہوئے یہ بات سیدی علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی (صاحب شرح مواہب لدنیہ) کے حوالہ سے لکھی ہے بلکہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے کمال ادب و احترام کے ساتھ شب باشی کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ فیروز اللغات ص۸۱۰ پر شب باش کا معنیٰ رات رہنے والا لکھا ہے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے محض شب باشی کا لفظ استعمال فرمایا اور مصنف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۳۰۶ پر غلط رنگ دینے اور گستاخی کا مفہوم لانے کے لیے یہ لکھا:۔۔۔۔۔

"انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں۔"

بات کا بتنگڑ بنا کر گستاخ تو یہ خود ہوا جو غلط انداز میں اس واقعہ کو

بار بار بیان کرتا ہے کمال بے حیائی و بے شرمی سے ہمارے جواب کا جواب تو دیتا نہیں اور اپنی ہٹ دھرمی سے اعتراض کا بار بار اعادہ کئے جا رہا ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں : ــــــ

"محمد الحضرمی مجذوب...... آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ و نماز جمعہ بیک وقت پڑھائے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے ــــ"

بتایا جائے یہاں بھی شب باش ہونے کا مطلب عورتوں سے مشغول ہونا ہے ــــ ؟ وہ مجذوب ابدال بزرگ بیک وقت متعدد شہروں میں ایک ہی شب میں متعدد عورتوں سے کس طرح مشغول ہوتے تھے ؟

حالات کا ذکر یقیناً "گستاخی ہے تو وہ مبہوت ہو گئے" (ص ۴۹)

کیا ٹھکانہ ہے اس مبہوت کرنے والی شکل کا جو اپنے آقا انگریز سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرے ــــ نام نہاد علامہ و ڈاکٹر اور پروفیسر ہو کر بھی شب باشی کا معنیٰ و مفہوم نہ سمجھے وہ کسی کو کیا مبہوت کر سکتا ہے ــــ ؟

ع یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

شب باشی کے الفاظ کا کونسی کتب لغت میں بیوی سے مشغول ہونے کا معنیٰ و مفہوم لکھا ہے۔ جیسا کہ اس نے لکھا ہے کہ شب باشی کے الفاظ کا بیوی سے مشغول ہونا معنیٰ کرکے گستاخ یہ مصنف خود ہے۔ کیا مصنف اپنی ماں بہن بیٹی کے لیے بھی یہ الفاظ استعمال

ابھی بھی کوئی ایسی ...

ئے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ ئے

حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :۔

"رو یضاجع ازواجہا ویستمتع لہن اکمل من الدنیا"[1]

کتابیں خود نہیں پڑھتا سینہ زوری سے بے دریغ انکار کر دیتا ہے

گستاخی بھی قرار دے دیتا ہے ــــ۔

اقرار و اعتراف مصنف نے صد ۴۷ پر سطر نمبر ۴، ۵ میں لکھا ہے :ــــ

"بریلوی علمائے مولانا احمد رضا خاں کی صفائی پیش کرتے ہوئے یہ بات کہی ہے کہ خاوند بیوی اگر آپس میں مشغول ہوں تو اس میں کیا گستاخی ہوگئی، لیکن جب انہیں بتایا گیا کہ بیٹے کے لیے ماں کے ان

---

[1] جمال الاولیاء تھانوی صد ۱۸۰؛ شرح زرقانی جلد ۶ صد ۱۶۹ ؎

کرے گا ــــ؟

؏ شرم ان کو مگر نہیں آتی

مصنف اگر اندھا نہیں ہے تو شرح زرقانی جلد ۶ کی مذکورہ بالا عبارت دیکھے اور صرف شب باشی کے الفاظ پر دلائل لائے ــ سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے اکابر دیوبند کو گستاخ قرار دیا تو حسام الحرمین میں دلائل اور شواہد کے انبار لگا دیئے۔ یہ مانچسٹر دی کٹھ پتلی زبانی کلامی باتوں سے دل بہلا رہی ہے۔ بہرحال اب اسے اگر کوئی اعتراض ہے تو صرف اس بات پر ہے کہ بیٹا ماں کے لیے شب باشی جیسے الفاظ استعمال نہ کرے۔ شب باشی کی واقعیت جو اس کے ذہن میں ہے یا جو علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی یا سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے ذہن میں تھی ان سب پر اسے اعتراض نہیں۔ اس نے خود اقرار و اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے :ــــ

"بریلوی علماء نے مولانا احمد رضا خاں کی صفائی پیش کرتے ہوئے

یہ بات کہی ہے کہ خاوند بیوی اگر مشغول ہوں تو اس میں کیا گستاخی ہو گئی مگر لیکن جب انہیں بتایا گیا کہ بیٹے کے لیے ماں کے ان حالات کا ذکر یقیناً گستاخی ہے ،، لہ

اس سے ثابت ہوا کہ اصل واقعہ کی تو یہ مصنف بھی صدق دل سے تصدیق کرتا ہے اقرار و اعتراف کرتا ہے مگر گستاخی اگر کوئی ہے تو ماں کے لیے بیٹے کے ایسے الفاظ استعمال کرنے میں ہے۔ تو اب اس کے نزدیک گستاخی صرف اس واقعہ کا ذکر کرنا ہے۔ لہذا یہ سارا تانا بانا خود اس کے اپنے گلے میں پڑ گیا کیونکہ شب باشی کے الفاظ میں کوئی گستاخی نہیں جیسا کہ حوالہ اوپر گزرا اور مشغول ہونے کے لفظ اس مصنف کے اپنے ہیں تو اس گستاخی اور خیانت، الفاظ میں ہیرا پھیری سے خود توبہ اور رجوع کرے۔

پیران عظام کی ذہنی غلامی

اس عنوان کے تحت بھی حسب معمول رونا ہی رویا ہے نہ کوئی حوالہ نہ کوئی دلیل پیران عظام کی ذہنی غلامی کا الزام ہم اہلسنت کو دینے والے خود اپنی پیر پرستی کو دیکھیں یہ موضوع بڑا مہنگا پڑے گا اور لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ دیوبندی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نسل پیر پرست نہیں ہے۔ ہم اس موضوع پر عنقریب مفصل گفتگو بحوالہ کتب دیوبند کریں گے۔ مذکورہ بالا عنوان کے تحت مصنف نے بھی کوئی اور دلیل نہیں دی جواب کس بات کا دیا جائے۔

جاہل پیروں سے مرعوب کرنے کی تدبیر کا عنوان بھی عنوان ہی عنوان ہے اس سلسلہ میں کوئی حوالہ و دلیل نہیں ہے اہلسنت پر محض

لہ مطالعہ بریلویت صفحہ ۷ ۴ ؂

ی کلامی یہ الزام لگایا ہے کہ ہم جاہل پیروں کو خدائی طاقتوں کا مظہر مانتے ہیں۔ مگر اس قسم کی الزام تراشی اس کا قلبی مرض ہے اپنے دعویٰ کوئی دلیل و حوالہ نہ لاسکا۔

بے شرع عورت پیروں کا دبدبہ

البتہ اس عنوان کے تحت ایک واقعہ حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ نعیمیہ حصہ دوم کے حوالہ سے لکھا ہے اصل واقعہ اس جھوٹے کے جھوٹ کا منہ بولتا ثبوت ہے مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔

ایک بزرگ کسی کنوئیں پر پہنچے سخت پیاسے تھے دیکھا کنوئیں پر ایک عورت کھڑی ہوئی ڈول پر ڈول نکال رہی ہے اور بہا رہی ہے آپ نے کہا مائی میں سخت پیاسا ہوں مجھے دو گھونٹ پانی پلادے۔ وہ بولی ٹھہر جاؤ آپ بہت دیر کھڑے رہے مگر اس نے پانی نہ پلایا۔ آپ نے فرمایا تو بڑی بیوقوف ہے کہ بے کار پانی بہا رہی ہے اور مجھ پیاسے کو نہیں پلاتی۔ وہ بولی کہ دہلی میں آگ لگی ہوتی ہے میں یہاں سے بجھا رہی ہوں میں تجھ ایک کو پلاؤں یا وہاں ہزار جلتوں کو بجھاؤں آپ کو سخت تعجب ہوا۔"

یہ واقعہ ہے جو حضرت مفتی صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ نے مواعظ نعیمیہ میں بیان کیا۔ اب اس واقعہ پر مصنف مطالعہ بریلویت کی تڑک بھڑک اور رنگینی قلم ملاحظہ ہو:۔

"بریلوی علماء نے اپنے عوام کو صرف جاہل ملنگوں سے ہی مرعوب کرنے کی داستانیں نہیں گھڑیں کچھ عورت پیروں کو بھی اس مقام پر لے آئے۔ ایک عورت بغیر خاوند کے اور بغیر کسی محرم کے کسی کنوئیں پر پانی بھر رہی تھی اُسے یہ تو پتہ نہ تھا کہ بغیر خاوند یا محرم کے ایسے یہاں اس طرح بے حجاب نہیں ہونا چاہیے۔ بریلویوں کا عقیدہ ہے دیکھئے کہ وہ یہیں سے دہلی میں تصرف کرتی بتلائے

ہیں...... وہ بے شرع ملنگنی یہاں سے دہلی تصرف کررہی تھی"
بتایا جائے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی عبارت میں یہ کہاں ہے کہ ہمارا
کا یہ عقیدہ و ایمان ہے اور یہ مسئلہ ضروریات دین یا ارکان اسلام سے ہے
نے محض ایک واقعہ کے طور پر بیان کیا ہے اور کسی کو دعوت نہیں دی کہ تم
کے مرید ہو جاؤ ___ مگر خالد محمود مانچسٹروی کو مانچسٹر میں بیٹھے یہ کیسے معلوم
گیا کہ وہ ملنگنی تھی۔ وہ بے پردہ یا بے حجاب تھی ___ وہ جوان تھی ___
وہ بزرگ پانی پینے والا اس عورت کو مائی کہہ رہا ہے تو وہ یقیناً اس بزرگ
سے بڑی اور عمر رسیدہ ہو گی۔ ___ نہ مفتی صاحب نے لکھا نہ اس بزرگ نے
وہ مائی بے پردہ بے حجاب تھی۔ یہ شیطانی کشف دیوبندی طفل مکتب مانچسٹر
کے حصہ میں آیا ہے۔ علماء اہلسنت نے کب اور کہاں لکھا ہے کہ جاہل بے پردہ
ملنگنیوں کے مرید ہو جاؤ ___ یہ محض ایک واقعہ ہے۔ کسی مکتب فکر کا
و مسلک قرار دینا اندھاپن ہے۔ ___ مصنف اپنے زعم جہالت میں غالباً
چاہتا ہے کہ اس واقعہ کا ثبوت قرآن و حدیث سے دیا جائے۔ پیر و مرشد
ہونا علیحدہ بات ہے مگر کیا عورتیں ولیہ اور صالحہ نہیں ہو سکتیں اور بطور
کرامت ایسے واقعہ کا ولیہ عورت سے صدور ممکن نہیں ___؟

سوٹے لنگوٹے

مصنف نے غالباً اپنی کتاب کو شروع کرتے وقت یہ قسم کھائی تھی کہ وہ علماء اہلسنت کی ہر عبارت کا مفہوم ضرور مسخ کرے گا۔ حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مصنف کے بڑے بڑے پانی مانگ جاتے تھے۔ مفتی صاحب مرحوم نے بڑی سادگی سے یہ لکھا ہے۔ ___

"اولیاء اللہ کو حساب کا ڈر بھی نہ ہو گا کیونکہ اول تو سوٹے اور لنگوٹے کے سوا پاس ہی کیا تھا اور جو کچھ تھا بھی وہ محض اللہ کے لیے کھایا اس کے لیے سوتے حساب کیسا...... بروز قیامت انبیاء کرام اولیاء اللہ پر

فرمائیں گے۔۔۔۔ وہ اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کی فکر میں ہیں۔ اولیاء اللہ ان دونوں غموں سے دُور ہوں گے یہ مراد ہے یا یہ جزئون سے۔۔۔۔؟

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی اس عام فہم سیدھی سادھی عبارت کا مطلب اس نے یہ بیان کیا ہے کہ:۔۔۔۔

"مفتی صاحب نے ملنگوں کو نبیوں پر بڑھا دیا اور حیرت یہ کہ یہ بات عام انبیاء کرام تک ہی محدود نہیں خود سید کائنات کا ان اولیاء سے کس بے رحمی سے مقابلہ کیا ہے؟"[1]

ہم مجہولِ مطلق مانچھڑوی کذاب سے پوچھتے ہیں ملنگوں کو انبیاء کرام سے بڑھانا اور سید کائنات سے مقابلہ مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے مصنف کے دماغ میں کوئی شیطان تو نہیں ناچ رہا۔۔۔؟ اُلٹی بات سمجھ میں آتی ہے سیدھی بات سمجھ میں نہیں آتی جملہ کا ترجمہ جو مصنف نے بریکٹ کیا ہے اور رشک کا مفہوم انبیاء کرام سے بڑھانا اور سید الانبیاء علیہ السلام سے مقابلہ لغت کی کس کتاب میں لکھا ہے؟ کچھ تو شرم کرو۔ اگر مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ انبیاء علیہم السلام سے اولیاء کرام کو بڑھا دیتے اور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اولیاء کرام کا مقابلہ کراتے تو مانچھڑوی دجال مفتی صاحب کے مزار کو چوم لیتا کیونکہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ ہے:۔۔۔۔

"انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں اُمتی بسا اوقات بظاہر مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔"[2]

یہ ہے گستاخوں کے میر کارواں کی صریح گستاخی حضرت مفتی صاحب

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۳۹ [2] تحذیر الناس صفحہ ۵

بدایونی سے ایسی گستاخی ثابت کریں اور سنیے گستاخی یہ ہے جو مرثیہ گنگوہی
میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام سید الانبیاء محبوب کبریا
صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی اور برابر کا قرار دیتے ہوئے دیوبندی شیخ
الہند محمود الحسن مالٹوی لکھتا ہے : ع

اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی [1]

مولوی رشید احمد گنگوہی کو عیسیٰ علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام
قرار دیتے ہوئے محمود الحسن مالٹوی ریشمی رومال والے کہتے ہیں :-

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہِ لحد میں وائے قسمت ماہِ کنعانی [2]

یہ ہے سید الانبیاء علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے
مقابلہ اور برابری۔ یہ ہے گستاخی جس کو ہر ایمان دار ہزار دو دل
سمجھتا ہے اور علماء عرب و عجم ایسے عقائد باطلہ والوں پر ارتداد کا
فتویٰ مبارکہ جاری کر چکے ہیں۔

اور دھاندلی: مصنف کی مزید دھاندلی ملاحظہ ہو صفحہ
پر ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ دوم سے ایک واقعہ نقل کرتا ہے :-
"ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا
ایک روپیہ دے، وہ نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ
تیری ساری دوکان الٹ دوں گا۔ ...... اتفاقاً ایک صاحب دل
کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے انہوں نے دوکاندار سے فرمایا
جلد روپیہ اسے دے، ورنہ دوکان الٹ جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی حضرت
یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے ——؟ فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر

---

[1] مرثیہ گنگوہی ص۹ [2] ایضاً ص۷

اور کچھ سے بھی معلوم ہوا بالکل خالی ہے اس کے شیخ کو دیکھا اُسے بھی
خالی پایا شیخ کے شیخ کو دیکھا اُنہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر
کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دوکان اُلٹ دوں تو بات کیا
تھی شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا؟!

اعلیحضرت قدس سرہٗ نے یہاں قوی نسبت کی بات کی ہے کہ اللہ والوں
کے ساتھ جن کی نسبت قوی ہو وہ اپنے غلاموں کی اعانت فرماتے ہیں۔

اس سے اگلے صفحہ پر اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز نے حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ
بھی لکھا ہے جو اس نے نظرانداز کر دیا کہ چوری نہ پکڑی جائے۔

”ایک فقیر مفلس کے گھر میں کسی کی گائے رات کو گھس آئی وہ اپنی مفلسی
اور تنگ دستی دُور ہونے کی اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا رہتا تھا۔ جب رات کو گائے
گھر میں گھس آئی تو اُس نے سمجھا کہ میری دُعا قبول ہوئی ہے رزق حلال مجھے
غیب سے عطا ہوا گائے کو ذبح کر کے گوشت کھایا پکایا۔ صبح مالک کو خبر
ہوئی وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں نالشی ہوئے۔ سیدنا داؤد علیہ
السلام نے فرمایا تو مالدار آدمی ہے محتاج و مفلس نے ایک گائے کھالی تو کیا
ہوا۔ وہ شخص عرض کرنے لگا یا نبی اللہ میں حق چاہتا ہوں۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے
فرمایا حق چاہتا ہے تو گائے اُسی کی تھی۔ وہ اور برہم ہوا ___ سیدنا داؤد
علیہ السلام نے فرمایا نہ صرف گائے جتنا مال تیرے پاس ہے سب اسی کا ہے۔ وہ اور
زیادہ فریادی ہوا تو داؤد علیہ السلام نے فرمایا تو بھی اسی کا غلام اور اسی کی
ملک ہے۔ اس شخص کی بے تابی کی حد نہ تھی...... داؤد علیہ السلام نے
فرمایا تصدیق چاہتا ہے تو ابھی ہمارے ساتھ چل۔ جنگل میں چلے گئے ہجوم
ساتھ ہو لیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جنگل میں پہنچ کر ایک درخت کے
نیچے کی زمین کھودنے کا حکم دیا۔ زمین کھودنے سے انسان کا سر اور خنجر برآمد ہوا
خنجر پر مقتول کا نام کندہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے درخت کو حکم دیا شہادت

ادا کر تو نے کیا دیکھا ۔۔۔؟ پیر نے عرض کی یا نبی اللہ یہ اس فقیر کے باپ کا مر
ہے ۔ یہ گانے والا اس کا غلام تھا اس نے موقع پاکر میکے نیچے اپنے آقا کو اسی
خنجر سے ذبح کیا اور زمین میں معہ خنجر دفن کر دیا اور اس کے تمام اموال پر خود قابض
ہو گیا ۔ اس کا بیٹا بہت صغیر سن تھا اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو مسکین
مفلس بے زر مجبور پایا ۔ یہ بھی اس کو معلوم نہ ہو سکا اس کا باپ کون تھا اس
کا کیا کیا مال تھا ۔ حکم باحق ثابت ہوا ۔۔۔ غلام قاتل گردن مارا گیا اور وہ
تمام اموال وراثۃً فقیر کو ملے ۔"

اس واقعہ کے بعد سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں وہی یہاں
بھی ممکن ہے کہ دوکاندار اس فقیر کے وارث کا مدیون ہو اگرچہ فقیر بھی
اس سے واقف نہ ہو یا دوکاندار اُسے پہچانتا ہو یہ جبراً دلانا جبر نہیں ۔۔۔
حق بحق دار رسانیدن ۔۔۔ ۔

مصنف نے داؤد علیہ السلام کے اس واقعہ کو چھوڑ دیا جس کو بطور
دلیل بیان کیا گیا ہے یا یوں بھی ہو سکتا ہے کہ جس اہل دل نے فقیر ، فقیر کے پیر
پھر پیر کے پیر وغیرہ پر نظر ڈالی اُسے از روئے کشف معلوم ہو گیا ہو کہ یہ فقیر
مستحق ہے اور دوکاندار پر زکوٰۃ فرض صدقہ واجب ہے اور یہ مستحق فقیر کو نہیں
دے رہا صدقہ بلا کو ٹالتا ہے ۔ فقیر کی بددُعا سے آفت آ سکتی ہے ۔۔۔ یہ تو اہل نظر
اہل دل ہی جان سکتے ہیں مگر اعلیٰحضرت نے اجازت عامہ کا حکم جاری نہ فرمایا کہ
ہر بے شرع جاہل بدعمل بدکردار فقیروں کی دھونس میں آجایا کرو اُن کے مرید
ہو جایا کرو ان کو نذرانے دیتے رہو ۔ ورنہ یہ جاہل بدعمل بدکردار خلاف شرع
فقیر بھکاری منگتے تختہ اُلٹ دیں گے ۔ عام گداگروں فقیروں کے متعلق اعلیٰحضرت
علیہ الرحمۃ نے ایسا نہیں لکھا بلکہ صرف اُس ایک کے متعلق جس کے پیر کے پیر
اور شیخ کے شیخ کو اُس وقت کے اہلِ دل اہل معرفت نے از روئے کشف مشاہدہ
کر لیا تھا ۔ مصنف نے اپنی بے بصیرتی سے یہ حکم عام سمجھ لیا اپنی خر دماغی اور

الٹی کھوپڑی سے مصنف نے یہ جھک بھی ماری ہے مولانا احمد رضا خاں کی
اس عبارت سے یہ بھی پتہ چلا بریلویوں کے ہاں شیخ کی خلافت خالی لوگوں کو بھی
ملجاتی ہے جن کا باطن کچھ نہ ہو۔[1]

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے کلام میں خلافت کا کہاں ذکر ہے اس فقیر کا
مرید ہونا اور خلافت دیا جانا کس جملہ میں مذکور ہے ——؟ کہتے ہیں بھینگے کو ڈبل
نظر آتا ہے یعنی ایک کے دو دکھائی دیتے ہیں ورنہ اس کے شیخ کے شیخ کا خالی ہونا
تو دین و ایمان سے خالی نہ تھے۔ —— دیوبندی مکتب فکر میں تنقیص الوہیت
اور توہینِ شان رسالت کے مرتکبین اور باجماع علمائے عرب و عجم جن ملاؤں پر
کفر و ارتداد کا فتویٰ ہے انہیں تو یہ لوگ چشتی صابری امدادی خلافتیں دلواتے
پھرتے ہیں گویا ان کے نزدیک بظاہر ایک خالی شخص تو خلافت کا اہل
نہیں مگر کافر و مرتد بے ادب گستاخ خلیفہ مجاز ہو سکتے ہیں اور اُن سے
کرامات کا ظہور و صدور بھی ہو سکتا ہے۔

خدائی طاقت ماننے کا الزام

وہابیہ دیوبندیہ اقوالِ بزرگانِ دین اولیاء کاملین سے انحراف
کرتے ہوئے عموماً کہا کرتے ہیں پیروں فقیروں ولیوں کے قصوں کو چھوڑو قرآن
و حدیث سے دلیل لاؤ لیکن اپنی ڈوبتی ناؤ کو تنکے کا سہارا بھی تلاش کرتے ہیں اور
[illegible]ت چلتے ہیں۔ اپنی کتاب کے ص ۱۵ پر ؛ ——

”کامل پیروں کے ہاتھ میں بھی خدائی طاقت“

کا عنوان قائم کرتا ہے حالانکہ خدائی طاقت ماننا اور بات ہے عطائی طاقت
ماننا اور بات —— بزرگانِ دین، اولیاءؒ کاملین کو خدا تعالیٰ کی طاقت کے برابر
کوئی سُنی عالم بھی نہیں مانتا نہ اس نے کسی کتاب کا حوالہ دیا البتہ پیر سید مہر علی

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۵۰ ؛

شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات چشتیہ سے اس نے یہ فقرہ لکھا ہے:۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولوں کو اتنی طاقت بخشی ہے کہ جس امر کی طرف متوجہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ وہ کام کر دیتا ہے لیکن یہ ٹھیک نہیں کہ جس وقت چاہیں اور جو کچھ چاہیں ہو جائے کیونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے چچا ابوطالب کے واسطے یہی چاہتے تھے کہ وہ اسلام لا دیں اور ظہور میں ایسا نہ آیا۔۔۔۔۔"

اوّل تو یہ کہ پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ کی عبارت میں خیانت کی گئی جو اس کا آبائی وطیرہ اور اس قوم کا طرۂ امتیاز ہے۔

دوم یہ کہ پیر صاحب گولڑوی وہ ہیں کہ جنہوں نے وہابیت نجدیت بلکہ دیوبندیت کے امام دوم مولوی رشید احمد گنگوہی کا کھل کر رد و ابطال کیا دیکھو مہر منیر سوانح حیات سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ ص۱۳۲

سوم پیر صاحب گولڑوی وہ ہیں جنہوں نے کھلم کھلا اور علی الاعلان سُنّی بریلوی مسلک کی تائید و حمایت فرمائی ملاحظہ ہو "حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے امکان کذب باری تعالیٰ کو محال علم غیب عطائی اور سماع موتٰی کو برحق اور ندائے یا رسول اللہ زیارت قبور توسل و استمداد انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ایصال ثواب کو جائز قرار دیا۔" ؎

پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بھلا تیرے کیا لگتے ہیں اور تجھے ان سے کیا سروکار دھوکہ دینے کے لیے پیر صاحب گولڑوی کا نام نامی لیتے ہو کچھ شرم کرو۔ ہاں اگر واقعی تمہارے دل میں شہنشاہ گولڑہ کی محبت و عقیدت و احترام ہے اور تم ان کے اقوال و افعال و اعمال کو مستند مانتے ہو تو مذکورہ حوالہ کے مطابق اسماعیل دہلوی اور رشید گنگوہی کے امکان کذب باری تعالیٰ

؎ مہر منیر سوانحیات حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ص۱۳۲ ۔

کے عقیدہ سے دستبردار ہو جاؤ۔ رشید گنگوہی، اسماعیل دہلوی اور ان کے عقائد باطلہ سے دستبردار ہو جاؤ۔ علم غیب عطائی سماع موتی اور ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرو۔ توسل اور استمداد انبیاء و اولیاً اور ختم فاتحہ ایصال ثواب پر ایمان لاؤ۔ دیکھتے ہیں مانچسٹروی دجال پیر سید مہر علی شاہ صاحب کو کتنا مانتا ہے ——؟

خدا جیسی یا خدا جتنی طاقت اور قدرت تو انبیاً کرام علیہم السلام اور اولیاً عظام قدست اسرارہم میں کوئی مسلمان نہیں مانتا۔ لیکن محبوب خدا سرور انبیاً علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کو بے کس و بے بس مجبور و محتاج ماننا اور کس آیت یا کس حدیث کا ترجمہ ہے —؟ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اگر دجال کے بقول محبوب خدا سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو پھر سیدنا عمر فاروق اعظم کس کے چاہنے سے مسلمان ہوئے ——؟ کس کے چاہنے سے کعبہ قبلہ بنا —؟ کس کے چاہنے سے شب معراج پچاس نمازوں کی پانچ ہوئیں ——؟ باقی رہا ابو طالب کا معاملہ تو حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :——

وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح[1]—
یعنی میں نے اُسے (ابو طالب کو) سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو کھینچکر ٹخنوں تک کی آگ میں کر دیا۔

دوسری روایت صحیح میں فرمایا :——

ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار۔
یعنی اگر میں نہ ہوتا تو ابو طالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا۔

ایک اور حدیث صحیح میں فرمایا :——

---

[1] رواہ البخاری و مسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالےٰ عنہما ؛

اھون اھل النار عذابا ابو طالب یعنی دوزخیوں میں

سب سے ہلکا عذاب ابو طالب پر ہے۔

بتاؤ! یہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم و فیض سے ہوا یا نہیں ——؟ دیوبندیوں کے عقیدۂ باطلہ میں معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے تو کچھ نہیں ہوتا لیکن ان کے اپنے خود قطب عالم مولوی گنگوہی کی جلالت شان یہ ہے۔ اُن کا حکم قضائے مبرم کو کاٹ دینے والی تلوار تھا لکھتے ہیں ؎

نہ رُکا پر نہ رُکا پر نہ رکا پر نہ رکا ——

—— اس کا جو حکم تھا، تھا سیف قضائے مبرم[1]

قضائے مُبرم اُس خدائی حکم کو کہتے ہیں جو نہ ٹلنے والا حکم ہو مگر دیوبندیوں کا ایمان وعقیدہ ہے مولوی گنگوہی جی کا حکم قضائے مبرم[2] (نہ ٹلنے والے خدائی حکم) کو بھی ننگی تلوار بن کر کاٹ دیتا تھا۔

معاذ اللہ یہ خدائی طاقت سے بڑھ کر طاقت مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب میں، دیوبندیوں نے کیسے مان لی یہ کیا ایمان وعقیدہ ہے!

فوائد فریدیہ کے حوالے

مصنف صاحب نے فوائد فریدیہ کے ایک حوالہ سے مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۵ پر خدا کے ساتھ کُشتی کا عنوان جما کر لکھا ہے: "بریلوی عقیدہ ہے کہ بعض اولیا خدا سے بھی کُشتی لڑ لیتے ہیں گو پچھڑ جاتے ہیں" لکھتا ہے:

"حضرت مظہر کرمانشاہی نے فرمایا کہ فرد وہ ہے جو اللہ کی طرف بھی محتاج نہ ہو۔ ۔۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا کہ صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کُشتی کی اور ہمیں پچھاڑ دیا" (فوائد فریدیہ ص۷۸)

---

[1] مرثیہ گنگوہی ص۲۵ [2] دیکھو فیروز اللغات معنی قضائے مبرم صفحہ ۱۰۸۳

اس قسم کے حوالہ فوائد فریدیہ سے دیوبندی وہابی مُصنّفین بہت دیتے ہیں۔ اس کے متعدد جواب ہیں :۔۔۔

اوّل تو یہ کہ فوائد فریدیہ کتابچہ خواجہ غلام فرید صاحب کی طرف منسوب ہے۔ سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز یا آپ کے خلفاء و تلامذہ میں سے کسی کی کتاب نہیں ہے جو اس کو یوں کہہ کر موردِ الزام ٹھہرایا جائے۔ بریلوی عقیدہ ہے۔

دوم یہ کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب اعلٰحضرت سے پہلے ہوئے ہیں ان کا وصال ۱۳۱۷ھ میں ہوا۔ اعلٰحضرت امام بریلوی نے خواجہ صاحب کی کتابوں کے حوالے اپنی کتابوں میں نقل نہیں کیے۔ اعلٰحضرت کا وصال ۲۳ سال بعد ۱۳۴۰ھ میں ہوا۔ ان کی تو ملاقات بھی ثابت نہیں تو اعلٰحضرت سے پہلے کے بزرگوں کے حوالہ جات کو اعلٰحضرت کے کھاتہ میں کیونکر ڈالا جا سکتا ہے اور یوں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ بریلوی عقیدہ ہے۔

سوم یہ کہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ متفقہ بزرگ ہیں گو وہ اہلسنّت صوفی تھے مگر دیوبندی وہابی بھی آپ کو ولی کامل اور برگزیدہ شخصیت مانتے ہیں اور حضرت خواجہ غلام فرید کو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ملاحظہ ہو مشہور چکر باز و فریب کار دیوبندی مولوی خلیل احمد خان کی کتاب انکشافِ حق صفحہ ۵، اور اس کی تقدیم جو معلوم و معروف دیوبندی وہابی مولوی ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی نے لکھی بعنوان "علماءِ دیوبند کے بارے میں . . . . اولیاءِ اہلسنّت کی رائے صفحہ ۱۵ ۔۔۔

"حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ"۔

مشہور مفرور دیوبندی وہابی مناظر اور مرفوع القلم مصنّف مولوی یوسف رحمانی عرف مولوی گنگارام لکھتا ہے۔ "کوٹ مٹھن کے برگزیدہ الشان اور مسلّم شدہ ولی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ" (سیف حمانی ص۵۹)

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف شدہ سلسلۂ شریفہ "اسیف ...

اب ایک طرف تو یہ لوگ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ فوا...
فرید یہ کے حوالے سے جو عقائد لگا رہے ہیں وہ بظاہر ان کے نزدیک کفر و
ارتداد ہیں اور دوسری طرف یہ لوگ خواجہ غلام فرید صاحب کو مسلّم شدہ
ولی۔ برگزیدہ الشان۔ ولی کامل اور رحمۃ اللہ علیہ بھی مانتے ہیں تو ایسے عقائد
وافکار کا جواب خود تمہارے ذمہ ہوگیا۔

چہارم یہ کہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زبان وقلم سے تحریر
ہوئے الفاظ اُن کے اپنے نہیں ہیں انہوں نے اکابر ومسلم اولیاء کا ملین
سے وہ الفاظ نقل کیے ہیں مثلاً خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے یوں لکھا ہے:

- حضرت خواجہ اویس قرنی نے فرمایا ہے ؎ ———
- حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا ہے ؎ ———

... قرآن مجید میں اللہ جل مجدہٗ فرماتے ہیں: ———

وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔
یعنی اللہ کے لیے ہے مشرق اور مغرب جس کی طرف مُنہ کروگے
اسی طرف اللہ کی ذات موجود ہے"۔۔۔۔۔ ہم اس کی شہ رگ
سے بھی زیادہ قریب ہیں۔۔۔۔۔ جو لوگ آپ سے بیعت کررہے
ہیں تو وہ یعنی واقع میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کررہے ہیں۔۔
۔۔۔۔۔ خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ تمہارے
نفسوں میں ہے۔۔۔۔۔۔۔ نہیں مارا تونے جس وقت مارا تو
نے لیکن اللہ نے مارا۔۔۔۔۔۔۔ ہمیشہ میرا بندہ نفل پڑھتے پڑھتے
میرا قرب حاصل کرلیتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب
بنالیتا ہوں، جب میں اُسے محبوب بنالیتا ہوں میں اس

● حضرت بایزید نے فرمایا ص۳۷ ——

● حضرت ابوحفص حداد نے فرمایا ص۳۷ ——

● حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا ص۳۷ ——

● حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا ص۳۹ وغیرہ وغیرہ ——

● حضرت خواجہ صاحب کے وہ الفاظ اپنے نہیں ہیں تو ان پر بھی کیا فتویٰ لگ سکتا ہے اور لگ سکتا ہے تو ہمت کر کے دیکھیں دیوبندی وہابی مولوی فتویٰ لگا دیں۔

پنجم یہ کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ اس قسم کے اقوال و الفاظ نقل کرتے وقت فوائد فریدیہ ص۶۷ پر وحدت الوجود کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:——

"وہ جاننا چاہیے کہ جب ہر صورت میں وہی (اللہ تعالیٰ کی) ذات پاک جلوہ نما ہے جو ہر مرتبہ میں مختلف نام رکھتی ہے ..... پھر صفحہ ۶۸ پر لکھتے

کے کان بن جاتا ہوں وہ اس کے ساتھ سنتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں وہ اس سے دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ اس کے ساتھ پکڑتا ہے ... انسان میرا بھید ہے میں اس کا بھید ہوں .....!

ترجمانے آیات مبارکہ کے بعد ص۶۹ پر چند احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں اور پھر خواجہ صاحب نے فوائد فریدیہ کے ص۶۹ پر اقوال اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال وحدت الوجود کے مسئلہ پر نقل کیے اور پھر صفحہ ۷۰ پر تحریر فرمایا:——

"اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے:۔ میں نہ آسمان میں سما سکتا ہوں نہ زمین میں لیکن مومن بندے کے دل میں

سمجھا جاتا ہوں ـــــ وہ (بندہ مومن) ذکر و فکر میں اسطرح مستغرق ہو جاتا ہے ہر لحظہ سوائے اللہ کے نام کے اس کی زبان پر کچھ نہیں ہوتا اور سوائے صفاتِ حق جل شانہٗ کے فکر کے اور چیز اُس کے دل میں نہیں ہوتی .... بلکہ وہ (بندہ مومن) ہر چیز کو وہم و خیال سمجھتا ہے سوائے اللہ جل شانہٗ کی صفات کے پس اُسے ایک مقام حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ دوزخ اہل بہشت کی نسبت ناجاتہ ہے اور بہشت بھی اس مقام کی نسبت اسی طریقہ سے ہے اور یہ الوہیت کا مقام ہے کہ جتنے صاحبِ اسرار وہاں تک پہنچے ہیں انہوں نے ذوق اور مستی کا کلام فرمایا ہے صوفیائے کرام ان کو شطح کے نام سے تعبیر کرتے ہیں ـــــ[1]"

اس کے بعد مختلف اولیا کاملین اصفیا عارفین کے وہ اقوال نقل ہیں جو اُن سے عالم عشق و مستی اور بے خودی میں ہر چیز و مقام میں جلوہ جمال الٰہی کا مشاہدہ کرتے ہوتے سرزد ہوتے جن کو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں شطحیاتِ صوفیاء کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یعنی صوفیاء کی زبان سے جذب و مستی و بے خودی کے عالم میں نکلے ہوتے الفاظ یا مجذوب سے جذب کے عالم میں سرزد ہوتے اقوال و افعال۔ یہ وہ اقوال و افعال ہیں جن پر خود اکابر دیوبند بھی کوئی شرعی مواخذہ نہیں کرتے نہ اُن پر کوئی فتویٰ لگاتے ہیں بلکہ اپنی مختلف تصانیف میں ایسے بزرگوں مجذوبوں کا تذکرہ حسنِ عقیدت کے ساتھ فخریہ انداز میں کرتے ہیں اختصار مانع ہے۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں۔ ارواح ثلاثہ، امیر الروایات، روایات طیب۔ اشرف التنبیہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی امیر

---

[1] فوائد فریدیہ صفحہ ۱۷؛

...خان۔ قاری محمد طیب قاسمی۔ مولوی محمد نبیہ ٹانڈوی جیسے مسلم اکابر دیوبند کی مستند کتابیں ہیں۔ ___ ہمارے پاس انار کلی لاہور کے دیوبندی مکتبہ۔ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون۔ الاعزازیہ کتب خانہ دیوبند ...کے مختلف ایڈیشنوں کے نسخے موجود ہیں الاعزازیہ دیوبند کے چھاپہ کو ... صہ ۳۱۴ رام پور کے مجذوب بڈھیر شاہ کی حکایت لکھتے ہیں کہ: ___

"بالکل ننگے رہا کرتے تھے .... ایک تخت پر بیٹھے رہتے تھے اس تخت پر ایک مصلیٰ پڑا رہتا تھا۔ یہ کبھی ذکر کرتے تھے اور کبھی نماز پڑھتے تھے اور کبھی ویسے ہی بیٹھے رہتے تھے اور جب نماز پڑھتے تھے تو نہ اوقات کا لحاظ ہوتا نہ رکعات کا لحاظ بلکہ جب چاہا نماز شروع کر دی اور جب تک جی چاہا پڑھتے رہے ___ سنا گیا ہے یہ لوگوں کو مارتے بھی تھے جب کسی کو دیکھتے تو ہنس کر منہ چھپا لیتے تھے ___"

اس مجذوب کے متعلق لکھتے ہیں اس پر تعجب نہ کیا جائے۔ جذب میں یا جنون میں عقل نہ ہونا تو لازم ہے لیکن بعض اوقات حواس صحیح ہوتے ہیں اور وہ کسی امر کا ادراک کرتے ہیں کسی کا نہیں کرتے اور ایسا (مجذوب) شخص مکلف نہیں ہوتا اس لیے کہ مدار تکلیف کا عقل پر ہے نہ کہ حواس پر چنانچہ بہائم باوجود سلامت حواس کے اسی لیے مکلف نہیں کہ ان میں عقل نہیں ___[1]

اکابر دیوبند کے نزدیک ایسا شخص (یعنی مجذوب وغیرہ) مکلف شرعی احکام کا نہیں ہوتا ایسے ہی وہ حضرات جو فانی فی اللہ کے مقام پر ہیں اور جذب و مستی و بے خودی میں کچھ کہہ جاتے ہیں جیسے منصور نے انا الحق کہا یا حضرت بایزید بسطامی نے سبحانی ما اعظم شانی وغیرہ وغیرہ ان پر کسی نے

---

[1] ارواح ثلاثہ مخلصاً صہ ۳۱۴ ؎

فتویٰ شرعی نہ لگایا ایسے وہ حضرات جن کا ذکر خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ
علیہ نے فوائد فریدیہ میں کیا جنہوں نے اپنے آپ کو بے ہستی کر دیا
کو مٹا دیا جنہیں ہر چیز میں اللہ عزوجل کا جلوہ نظر آیا مگر ایسے الفاظ
ہر کس و ناکس کے قابل درگزر نہ ہوں گے ۔

دیوبندی مجذوب ربّ العلمین

مصنف مطالعہ بریلویت اس خبط میں ہے اور ہزار
ہزار سال پرانے بزرگوں کو بریلویت سے عبارت کر کے بریلویت کے کھاتے
میں ڈال کر بریلویت کے ذمہ لگاتا ہے کہ ان کے فلاں بزرگ نے یہ کہا ہے
وہ کہا یوں کہا ہے ۔ مگر ربّ العلمین سے بڑھ کر کوئی جملہ نہیں کہ بنص
قطعی الحمد للہ ربّ العلمین ـــــ اللہ ربّ العلمین
ـــــ انی انا اللہ ربّ العلمین ۔ یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
ربّ العلمین ہے مگر قارئین کرام حیران ہوں گے کہ شرک سے بچاؤ کے لیے
یہ خود ساختہ دفاعی بند باندھنے والے اپنی کتابوں میں اپنے مجذوبوں کو
ربّ العلمین تک کہہ گزرتے ہیں لکھا ہے ملاحظہ ہو :ـــــ

"رام پور میں ایک اور مجذوب رہتے تھے جو اپنے آپ کو ربّ العلمین
کہتے تھے ...... اثنائے تقریر فوں فوں شوں شوں بھی کرنے لگتے تھے ....
اور کہا کہ فلاں مرتبہ ربّ العلمین نے رب العلمین سے ملنا چاہا تو فلاں مانع
ہوا اور فلاں مرتبہ ربّ العلمین نے رب العلمین سے ملنا چاہا تو فلاں مانع
ہوا ...... ایک مرتبہ مجذوب نے اپنے خادم سے کہا کہ ربّ العلمین کو رب
العلمین سے ملنے کا آج پھر شوق غالب ہوا ہے اور اپنی گردن کاٹنا چاہتا
ہے اگر سر تن سے جدا ہو تو الگ کر دینا ۔" [1]

---

[1] ارواح ثلاثہ مخلصاً صفحہ ۳۱۹-۳۲۱ ؛

اب ہم مصنف مسلک بریلویت سے پوچھتے ہیں کہ وہ یہ خندۂ پیشانی بتائے کہ علماء دیوبند کا یہ رب العلمین مسلمان تھا یا کافر تھا ــــــ؟ اس کو مجذوب بزرگ سمجھنے والوں کے متعلق صاف صریح حکم شرعی کیا ہے ــــــ؟
آپ ان رب العلمین کہنے والے مجذوب اور ان کو بزرگ و مجذوب وغیر مکلف ماننے والے اکابر دیوبند کو جو خصوصی رعایت دیں گے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
آج تک کسی سنی بریلوی عالم نے یا امام اہلسنت اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے کسی مجذوب کو رب العلمین نہیں مانا رب العلمین کے برابر نہیں مانا اور رب العلمین کا نظریہ پیش نہیں کیا۔ رب العلمین کی صفات و ذات میں مشترک نہیں مانا۔ اللہ عزوجل کے عطا فرمودہ تصرف کی قدرت وکرامت پر شرک و کفر کا راگ الاپنے اور آسمان سر پر اٹھانے والے دیوبندی اپنے گھر کی خبر لیں ــــ سیدنا اعلحضرت امام اہلسنت نے سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مجذوب گجرات کاٹھیاواڑ کا واقعہ لکھ دیا کہ "میں نبی کی سہاگن ہوں میرا خاوند حی لایموت ہے" تو وہابیہ نے آسمان سر پر اٹھا لیا اور بازاری انداز میں تمسخر شروع کر دیا مگر اکابر دیوبندی کے اس مسلمہ رب العلمین سے متعلق ایک حرف شکایت زبان پر نہیں آیا یہاں جذبۂ توحید کہاں رفو چکر ہو گیا ــــ؟

دیوبندی رحمۃ العلمین

دنیا جانتی ہے کہ ہم اہلسنت حضور نبی اکرم رسول محترم سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے سوا خواب وخیال یا تصورات کی گہرائیوں میں بھی کسی کو رحمۃ العلمین ماننے کو تیار نہیں کیونکہ آیۃ مبارکہ:ـ
وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین صرف اور صرف اس ایک ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نازل ہوتی ہے لیکن حیرت ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں نے اپنے اندرونی بغض رسول کے باعث رحمۃ العلمین کی بے مثال صفت ہول کو بھی متنازعہ بنانے کی بھرپور کوشش کی اور مولوی قاسم نانوتوی صاحب

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب اور اشرف علی تھانوی صاحب کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو رحمۃ اللعلمین بنا کر پیش کر دیا واقعی مقابلہ اور ضد ایسی چیز ہوتی ہے! چونکہ بریلویوں سے مقابلہ تو ضرور کرنا تھا ورنہ دل کو قرار کیسے آتا۔ اب پتہ چلا کہ بشرٌ مثلکم کا جو وظیفہ ایک عرصہ سے جاری تھا اس کے پس منظر میں یہ کاریگری یا کارستانی کارفرما تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور رفعت شان کو گھٹا کر حضور پاک کی ایک عظیم و جلیل صفت پر ڈاکہ مارنا مقصود تھا سو حاجی امداد اللہ صاحب کو رحمۃ اللعلمین بنا کر یہاں بھی اپنے ایک معاندانہ فن کا مظاہرہ کیا اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے سوانح حیات اشرف السوانح جلد ۳ صفحہ ۱۵۵ پر بڑی شقاوت قلبی سے لکھا ہے:

"شیخ العرب والعجم اعلحضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب قدس سرہٗ العزیز کو بعد وفات ..... بار بار فرماتے تھے ہائے رحمۃ العلمین ہائے رحمۃ العلمین"

نیا رحمۃ اللعلمین پیدا کرنے کے لیے دیوبندیوں کے امام دوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے بہت زمین ہموار کرنا شروع کر دی تھی اور اپنا عندیہ دے دیا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ لوگ اپنا نیا رحمۃ اللعلمین بنا کر ہی دم لیں گے اس لیے فتاوی رشیدیہ میں دبے پاؤں یہ مہم جاری تھی اور برابر یہ شوشے چھوڑے جا رہے تھے کہ "لفظ رحمۃ اللعلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں ..... لہذا دوسرے پر اس لفظ کو بول دیوے تو جائز ہے"[1]

---

[1] فتاوی رشیدیہ صفحہ ۳۹۹

دیوبندی مذہب عجیب مذہب ہے کہ جس نے اپنا رب العلمین بھی علیحدہ رجسٹر کرالیا اور اپنا رحمۃ للعلمین بھی نیا ایجاد کر لیا۔

خدا سے لڑائی کا تصوّر

خدا جانے مصنف کی ولادت کوئی خلافِ وضع فطری طریقہ سے ہوئی تھی یا کیا حقیقت کا منہ چڑھاتے ہوئے ہر بات کا اُلٹا مفہوم لیتا ہے۔ مجدد دین و ملت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کا ایک شعر ہے ؎

خدا ئے سے لیں لڑائی وہ ہے معطی
نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث

اس شعر پر مخالفین کی خر دماغی کا جواب بھی قہر خداوندی بر دیوبندی وغیرہ بہت سی کتب میں دیا جا چکا ہے۔ اس رُوح پرور شعر کا مطلب فرزند دیوبندیوں بیان کرتا ہے سُنیے اور سر دُھنیے اور سخن فہمی کی داد دیجئے لکھتا ہے:۔

"معطی اور قاسم حدیث کے الفاظ ہیں موصل کا اضافہ مولانا احمد رضا خاں کی اپنی ایجاد ہے تاہم بندوں کے لیے یہ تجویز کہ وہ خدا سے لڑائی لیں بڑی سخت گستاخی ہے۔۔۔[1]"

اس کو کہتے ہیں مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ حالانکہ اس شعر کا سیدھا سادہ عام فہم یہ مختصر سا مفہوم ہے جو اپنے اندر معنوی گہرائی لیے ہوئے ہے۔ وہ آدمی خدا سے لڑائی لیتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قاسم ہونے یعنی تقسیم کرنے کا انکار کرتا یا غوث پاک سرکار بغداد کے موصل ہونے کا منکر ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قاسم اور غوث پاک علیہ الرحمہ کو موصل بنانے والا تو وہ اللہ علی کل شیءٍ قدیر ہے۔ وہ معطی عطا کرنے والا ہے۔

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۵۲ ؛

نبی کی تقسیم کا انکار کرنے والا منکر خدا سے لڑائی لے سے
الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

مرید کی تمام حرکات پر اطلاع

فرزند دیوبند نے لکھا ہے کہ مولانا غلام محمود پپلانی لکھتے ہیں :۔" ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو جو یوم الست بربکم سے لے کر جنت یا دوزخ میں پہنچنے تک ہیں۔ یعنی پیر مرید کے انقلابات نبی اور انقلابات صلبی ازل سے ابد تک جانتا ہو"

مصنف مطالعہ بریلویت اپنے ذوق شرارت سے مخمور ہو کر بدمستی کے عالم میں لکھتا ہے اولیاء اللہ مریدوں کی بیویوں کے پاس نہیں سوتے ..... وغیرہ مگر بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ پیر مریدوں کی پرائیویٹ PRIVATE زندگی کا بھی پورا نظارہ کرتے ہیں۔ خاوند اور بیوی خلوت میں ہوں تو فرشتے تو حیاء کے باعث ایک طرف ہو جاتے ہیں لیکن بریلوی پیر اس وقت بھی پاس رہتے ہیں اور مرید کی بیوی کے پاس سوتے ہیں۔ یہ بکواس اور خرافات بھی کسی علم و تحقیق کا حصہ ہیں مصنف اندھا ہو کر حقائق کے برعکس صراحۃً غلط مطلب اخذ کر رہا ہے۔ ـــــ حضرت علامہ غلام محمود پپلانوی بزرگ یا مانچسٹر وی محقق و مصنف نہ تھے بحر العلوم تھے دریائے سیاست کے سمندر تھے انہوں نے جو کچھ ارقام فرمایا اپنی طرف سے نہیں بلکہ حضرت علامہ شعرانی قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف "کبریت احمر" صفحہ ۱۲۵ سے نقل فرمایا :ـــــ

حضرت سیدی علی خواص کو میں نے سنا تھا انہوں نے فرمایا ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام

حرکات کو نہ جانتا ہو جو یَوْمَ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سے لے کر جنت یا دوزخ میں پہنچنے تک ہیں یعنی ہر مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات صلبی ازل سے ابد تک نہ جانتا ہو۔[1]"

خود دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے امام شعرانی لکھ کر انہیں مسلمہ امام مانا ہے۔ انہوں نے سیدی علی خواص سے سنا۔ ——— بتائیے مصنف کا یہ جاہلانہ اعتراض کس پر پڑا؟

معاندانہ دجل صفحہ ۵۲ مطالعہ بریلویت پر ایک عنوان ہے "مرید کے بیوی کے پاس سونا" اس سراسر مبنی بر افتراء و خلاف واقع عنوان کے ذیل میں سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے ملفوظات عالیہ کی یہ عبارت نقل کی ہے: ———

"سیدی احمد سلجماسی کے دو بیویاں تھیں سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوتے دوسری سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیے ——— عرض کیا وہ اس سوتی نہ تھی ——— سونے میں جان ڈال لی تھی ——— عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا ——— فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا؟ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا ——— فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہوتا ہر آن ساتھ رہتا ہے۔[2]"

مصنف مسلک اعلیحضرت کے عناد میں اندھا ہو چکا ہے سیدنا اعلیحضرت کی عبارتوں کو پڑھنے سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا اور بے تحاشہ اعتراضات کیے جا رہا ہے اس عبارت میں کتنی خباثتیں اور کتنی غلطیاں کی ہیں گنتے جائیے: ‑

① اُن بزرگ کا نام ہے سیدی احمد اس نے سید احمد کر دیا۔

② ہیں وہ سلجماسی اس نے سلجاتی کر دیا۔ اور ص۵۲ پر سید احمد

---

[1] کبریت احمر ص ۱۱۶۵ از علامہ امام شعرانی قدس سرہٗ [2] ملفوظات دوم ص۲۹

سلجماسی لکھا ہے اور صفحہ ۵۶ پر ہے احمد السلجماسی گو اب تک مصنف کو اس بزرگ کا نام و نسبت ہی معلوم نہیں ہو سکا۔

(۳) عبارت کا یہ جملہ "حضور وہ اس وقت سوتی تھی" مطلقاً چھوڑ دیا۔ شاید اپنے مقصد و مفاد کے خلاف سمجھا۔

(۴) واقعہ میں مذکور ہے پاس ہونا انہوں نے مرید کی بیوی کے پاس سونا کر دیا ———۔

(۵) عبارت کے اختتام پر اپنے خبیث ذہن کی تسکین کے لیے بریکٹ میں لکھ دیا (برابر فقادہ کرتا ہے)

جس نام نہاد مصنف کو یہ ہوش نہیں کہ اس بزرگ کا نام سیدی احمد سلجماسی ہے یا سید احمد سلجمانی ہے اسے بھی اعلیحضرت جیسی بحر العلوم شخصیت کے خلاف لکھنے کا خبط ہو رہا ہے۔ اس کا جواب بھی ہم اپنی متعدد تصانیف میں مفصل دے چکے ہیں۔ مصنف اپنے منہ پر علیحدہ اور بار بار تھکوانا چاہے تو ہم حاضر ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ یہ واقعہ سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے محض قصہ کہانی کے طور پر اپنی طرف سے نہیں لکھا سیدنا اعلیحضرت نے ملفوظات میں اولیاء کرام کے مکشوفات بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ نقل فرمایا اور علمی طور پر اس یتیم خانوادہ کی استعداد و قابلیت کا اندازہ لگانے کے لیے کتاب مصنف صفحہ وغیرہ کا حوالہ نہ دیا اور وہی ہوا دیوبندی ٹولہ کے نقال مصنفین تلملا اٹھے ہائے اعلیحضرت نے یہ کیا کہہ دیا وغیرہ وغیرہ اگر کچھ مطالعہ ہوتا تو یہ نہ ماتا۔ تمام چھوٹے موٹے اونے پونے دیوبندی وہابی مصنفین نوٹ کر لیں بار بار اپنا سر نہ پیٹیں اپنی عقل کا ماتم نہ کریں آنکھیں کھول کر پڑھ لیں کان کھول کر سن لیں۔ ایک طرف طمانچہ لگ جائے تو غنیمت سمجھیں مزید تھپڑ کی فرمائش کرتے ہوئے دوسرا گال آگے نہ بڑھائیں۔ پڑھو اور سنو۔

یہ واقعہ سیدنا امام اہلسنت کا اپنا من گھڑت نہیں یہ واقعہ "الابریز فی

...قب سیدی عبدالعزیز الدباغ" مولفہ ابن مبارک فاسی کی معتبر و مستند ...لیف کتاب ہے جو ۱۱۲۹ھ میں تالیف کی گئی تھی کہ دیوبندی حکیم الامت مولوی ...شرف علی تھانوی صاحب اس کتاب کے معتبر و مستند ہونے کے بارے میں ...لکھتے ہیں :—

"الابریز ...... وغیرہ یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جس کی نقل ...بھروسے کی نقل ہے پھر اُن کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے ...علماء ہیں کہ آفاق عالم میں اُن کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے[۱]"۔

معلوم ہوا کہ ملاں مانچسٹروی اعلحضرت قدس سرہٗ کے پردہ میں اکابر ...اولیاء اور بڑے بڑے علماء پر زبان طعن دراز کر رہا ہے۔ اور اپنے نامۂ اعمال ...کو بیاست آلود کر رہا ہے اگر یہ مردُود مُصنّف پھر خود دماغی کا مظاہرہ کرے ...اور کہے کہ بریلوی پیر میاں بیوی کی مجامعت کے وقت برابر نظارہ کرتے ...ہیں تو ہمیں جواب دے کہ قرآن عظیم میں واللہ یعلم ما فی الارحام کا کیا ...معنی ہے —؟

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

مصنّف نے مفتی محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی مرحوم کے حوالہ سے لکھا ...ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کی طبیعت چلبلی تھی۔ چلبلی کہنے سے دیوبندی دھرم ...کو کیا سہارا ملا —؟ چلبلی کا معنیٰ کافر و مرتد مشرک و بدعتی نہیں بلکہ نچلا نہ ...بیٹھنے والا ہے[۲] — اگرچہ یہ عامی سا لفظ ہے کچھ کچھ کرتے ہی رہنا اس کا ...مطلب بنتا ہے۔ اعلحضرت قدس سرہٗ نے خود ایک جگہ لکھا ہے

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
اُن کے رستے میں تو تھکا نہ کرے[۳]

---

[۱] جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۰-۳۱ [۲] فیروز اللغات صفحہ ۲۶۵ [۳] (بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

یعنی بڑھاپا کمزوری ہے یہ مانا لیکن یہ دل حضور جانِ نور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے عشق و محبت کی راہ میں تو نہیں تھکا کرتا۔
چلبلی طبیعت کا یہ مطلب ہوا اور دوسری جگہ حضور اعلیحضرت فرماتے ہیں

سنگِ درِ حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے ؎
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں لہ

حضور سیدنا اعلیحضرت قبلہ قدس سرہٗ کی تحقیقات عالیہ سے متعلق
فقیر کے استفسار پر حضرت علامہ مفتی اعظم دہلی مولانا شاہ محمد مظہر اللہ صاحب
مرحوم اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں :۔

"اعلیحضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقاتِ عالیہ میں کسی کا زہرہ
ہے کہ جرأت لب کشائی کر سکے؟"

اور یہی مفتی مظہر اللہ صاحب دہلوی اسی فتاویٰ مظہری کے ص۲۰۳
پہ فرماتے ہیں :۔

"یہ غلطی فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی
..... اُن کے بعض (دیوبندی وہابی) مخالفین کا یہ قول سننے میں آیا ہے کہ
وہ تو حضور کے عشق میں دیوانہ ہیں اُن سے کوئی کیا کہے۔ چنانچہ فاضل
موصوف خود فرماتے ہیں ؎

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہوشیار ہوں
پاؤں جب طوافِ حرم تھک گئے سر پھر گیا ۲ے

دجل پر دجل

چونکہ دجل و فریب مصنف کا امتیازی وصف ہے
لہٰذا صفحہ ۷۵ پر ایک سرخی یہ لگائی "بریلوی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۳ے حدائق بخشش اوّل۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) لہ حدائق بخشش اوّل ۲ے فتاویٰ مظہری ص۲۰۳، ۲۰۴

عورتیں پیروں کی باندیاں" اس کے ذیل میں لکھا ہے:۔۔۔

ایک سید صاحب ایک مغالطہ سے مولانا احمد رضا خاں کے زنانخانے میں چلے گئے تھے۔ جب سید صاحب نے معذرت کی تو مولانا احمد رضا خاں نے فرمایا کہ مریدوں کی سب عورتیں پیروں کی باندیاں ہیں؟

مصنف نے یہ واقعہ ماہنامہ المیزان بمبئی کے امام احمد رضا نمبر کے صفحہ ۳۰۷ سے نقل کیا ہے۔ یہ پورا واقعہ حیات اعلیٰحضرت مصنف ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین بہاری قدس سرہٗ میں اور دیگر کتب میں موجود ہے لیکن کسی کتاب میں بھی یہ نہیں کہ بریلوی عورتیں پیروں کی باندیاں ہیں اور نہ ہی کہیں پیری مریدی کا ذکر ہے، لیکن مصنف بے شرمی اور سینہ زوری سے بک رہا ہے بریلوی عورتیں پیروں کی باندیاں ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ کہ مریدوں کی سب عورتیں پیروں کی باندیاں ہیں صفحہ ۷۰۵ حالانکہ جو سید صاحب غلط فہمی سے اعلیٰحضرت کے دولت کدہ پر وہاں چلے آئے تھے جہاں حضور اعلیٰحضرت کی نشست گاہ ہوتی تھی بعد میں زنانخانہ بن گیا تو وہ سید بزرگ نادم تھے اعلیٰحضرت سے معذرت کرنے لگے۔ اعلیٰحضرت نے احترام سادات کے طور پر فرمایا ۔۔۔ معذرت کی کیا حاجت ہے یہ آپ کی باندیاں ہیں۔ باندی کا معنیٰ لونڈی یا لونڈیا ۔۔۔ خدمت کرنے والی ۔۔۔ چھوکری ۔۔۔ بیٹی ہے، دیکھو فیروز اللغات صفحہ ۵۷۹، لیکن مصنف مردود نے اپنے زعم جہالت و خباثت میں اس کو یوں لکھا کہ مریدوں کی بیویاں شرعاً باندیاں نہیں ہوتیں نہ ان سے باندی والے معاملات جائز ہیں ۔۔۔ اس کا ذہن کس طرف گیا بات کیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص کنجریوں کا دلال یا بھڑوا رہا ہے آگے چل کر یوں بکتا ہے کہ قوم کی وہ بیٹیاں جنہیں ان کی ماؤں نے آزاد جنا تھا۔ مولانا احمد رضا خاں کے اس فتوے نے انہیں یکسر باندیاں بنا دیا اور انہیں بریلوی پیروں کے لیے حلال کر دیا افسوس! صد افسوس! ۔۔۔

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا
غضب ہے سطر قرآں کو چھپا کر دیا تو نے

ہر عبارت کا بازاری مفہوم تراشنا بلا مقابلہ مصنّف کے جدی پشتی کنجر ہونے کی روشن دلیل ہے۔ دراصل مصنّف تھانوی حکیم الامت کا ماں کجروی مریض ہے۔ تھانوی کے عیاش ذہن کی عکاسی اس کی بازاری تحریر میں نمایاں ہے۔ تھانوی نے اپنے "ایک صالح ذاکر کے مکشوف کہ تھانوی کے گھر میں حضرت عائشہ آنے والی ہیں کی یہ تعبیر کی تھی کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی"۔ [1]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خواب یا مکشوف میں گھر آتی دیکھ کر بازاری ذہن کا غنڈہ حکیم الامت ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی ــــ ہاتھ آئے گی یہ فقرہ دیوبندی حکیم الامت کی ذہنی آوارگی کجروی اور عیاشی کی دلیل ہے اور اسی عیاش ذہن سے بازاری انداز میں مصنّف مطالعہ بریلویت سوچتا ہے اور حقیقت کے برعکس سراسر غلط مفہوم اخذ کر کے دُنیا و آخرت کی روسیاہی مول لیتا ہے۔

پیر کی بیعت کے لیے خاوند کی اجازت

اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف احکام شریعت سے مطالعہ بریلویت صفحہ ۵ پر نقل کرتا ہے:ــ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں جواب ہو سکتی ہے"۔

اس پر پورا ایک صفحہ اپنے اکابر کے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کر کے اپنی

---

[1] الامداد تھانہ بھون ماہ صفر ۱۳۳۵ھ؂

وسیا ہی ہیں اضافہ کیا ہے۔ دیکھو اس بازاری کی بجائے چاہیے تو یہ تھا کہ اقوال آئمہ سے اس کا بطلان ثابت کرتا قرآن وحدیث سے ممانعت کے دلائل پیش کرتا مگر اس کو تو بات کا بتنگڑ بنا کر مداریوں کی طرح تماشہ دکھانا ہے۔ کشف المحجوب کا حوالہ محفل سماع قوالی کی سحر آفرینی سے متعلق ہے عورتوں کو بغیر اجازت مرید نہ ہونے کے ثبوت میں حضور سیدنا گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا کا حوالہ ہی پیش کر دیتا زبانی کلامی تانے بانے سے کیا فائدہ۔ لہذا صفحہ ۹۵ پانی میں مدھانی کے سوا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

دیوبندی پیر کے منہ پر پیشاب
دیوبندی کنجری مریدنی کا اعلان حق

چونکہ مصنف کو مریدنیوں۔ باندیوں۔ کنیزوں۔ نوجوان لڑکیوں کے حوالوں سے زیادہ رغبت اور انسیت ہے کیونکہ مانچسٹر جیسے مادر پدر آزاد بازاری فرنگی ننگے ماحول میں زندگی برباد کرتا رہا ہے۔ اس لیے اس کی ضیافت طبع کے لیے دیوبندی کنجریوں رنڈیوں دیوبندی نام نہاد پیروں کی مریدنیوں کے کچھ کوائف پیش کرتے ہیں ۔

دوسروں کے عیب بیٹھ ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

سنیے تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۴۲ پر لکھا ہے :۔

"ایک بار ارشاد فرمایا کہ (دیوبندی مولانا) حافظ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت زیادہ رنڈیاں (کنجریاں) مرید تھیں ایک بار دیوبندی پیر اور مولانا سہارنپور میں کسی رنڈی (کنجری بازاری عورت) کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب (رنڈی کنجری) مریدنیاں اپنے (پیر) میاں صاحب کی زیارت کے لیے حاضر ہوئیں مگر

ایک رنڈی کنجری نہیں آئی (پیرِ دیو بند) میاں صاحب بولے فلاں کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا ہم نے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو چلیں اس نے کہا میں بہت گنہگار ہوں اور بہت رُوسیاہ ہوں (پیر دیو بند) میاں صاحب کو کیا مُنہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں (دیو بندی پیر سے نہ رہا گیا تڑپ اُٹھے) میاں صاحب نے کہا نہیں جی (کیا انداز دلبری ہے) تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اُسے لے کر آئیں۔ جب سامنے آئی تو میاں صاحب نے (آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سینہ پہ ہاتھ رکھ کر بے قراری و اضطراب کے عالم میں بچشم اشکبار) پوچھا بی تم کیوں نہیں آتی تھی ——؟ (تہہ تک پہنچنا چاہتے تھے) اُس نے کہا حضرت رُوسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں (پیر دیو بند) میاں صاحب بولے بی! تم کیوں شرماتی ہو (میری طرح بے شرم ہو جاؤ) کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (اللہ) ہے۔ رنڈی یہ سُن کر آگ بگولہ ہو گئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ، اگرچہ میں رُوسیاہ ہوں مگر ایسے پیر کے مُنہ پہ پیشاب بھی نہیں کرتی ——"

کیوں جناب! فرزندِ دیو بند! یہ کرتوت ہیں تمہارے عیاش دیو بندی پیروں کے اسی بل بوتے پہ امام المتقین سیدنا اعلحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ پہ زبانِ طعن و خرافات دراز کرتے ہو؟ ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے رازِ سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مُصنّف تقویٰ و طہارت اور پاکیزگیٔ افکار کے دعوؤں میں ثریا تک پہنچا ہوا ہے۔ مگر خانہ تلاشی میں یہ کیا برآمد ہو رہا ہے؟

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ ؎

اب ذرا دل تھام کر جواب دو کہ :۔۔۔۔

(۱) دیوبندی مُلّاؤں کو پیر بن کر رنڈیوں کنجریوں کے مکان میں ٹھہرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے۔۔۔۔؟

(۲) یہ رنڈیوں کے غول کے غول ڈار کی ڈار جو زیارت کے لیے آئی تھیں یہ خاوندوں کی اجازت لے کر آئی تھیں یا دیوبندی پیر ہی ان کا خاوند تھا۔۔۔؟

(۳) رنڈیوں، کنجریوں مریدنیوں کا یہ لشکر جرار جو اپنے دیوبندی نام نہاد پیر کی زیارت کو آیا تھا یہ سب رنڈیاں اپنے خاوندوں کی اجازت سے دیوبندی پیر کی مرید ہوتی تھیں یا اکابر دیوبند نے ان کے لیے خصوصی فقہی پرمٹ جاری کیا تھا۔۔۔؟

(۴) ذرا ہمت کر کے یہ بھی بتا دیں کہ دیوبندی پیر ایک ایک رنڈی کو کیسے پہچانتا تھا اُس کے پاس کون سا آلہ تھا۔ یا تُو میرے رُو برو ہے میں تیرے رُوبرو رہوں والا معاملہ تھا کیونکہ انسان اسی کو پہچان سکتا ہے جس کو بار بار دیکھ چُکا ہو۔

(۵) ایک ایک رنڈی کنجری پر نظر رکھنا اُن کو بے قراری سے یاد کرنا۔ تقاضوں سے بُلانا اکابر دیوبند کا کام ہے یا اکابر اہلسنّت کا۔۔۔۔؟

(۶) رنڈیوں، کنجریوں، بازاری عورتوں کو مریدنی بنا کر تقاضوں سے بُلانے اُن کی حوصلہ افزائی کرنے اور اپنی طرف رغبت دلانے کے لیے یہ حیا سوز اور شرمناک الفاظ استعمال کرنا کہ کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (واللہ) ہے تم شرماتی کیوں ہو وہاں بھی کراتی رہو اور یہاں بھی آتی رہو۔ شاید فرزند دیوبند خود کو غنڈہ گردی اور بازاری گفتگو کا چیمپئن سمجھتا ہے مگر یاد رکھے سہ

بے حیائی اور گندی گفتگو کا بھی جواب
خوب دے سکتا ہے لیکن با حیا ہے قادری

مصنف بار بار تڑپ رہا تھا، سسک رہا تھا، بلک رہا تھا۔ بار بار کنیزوں، مریدنیوں کا نام لے لے کر تسکین قلب کا سامان جمع کر رہا تھا، اپنے گریبان میں خود جھانک کر دیکھے اپنی اور اپنے بڑے بڈھوں کے ذہنی تقدس اور پاکبازی کے جعلی دعووں کو پیش نظر رکھیے کیونکہ ہم آپ کو اور آپ کے اکابر کو آپ سے زیادہ جانتے ہیں اور پورا ریکارڈ رکھتے ہیں ــــــــ۔

بڑے پاکباز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

مذکورہ بالا قسم کے واقعات کا ایک دفتر موجود ہے ہم تمہارے نہاں خانۂ خاص پر نظر رکھتے ہیں ہمیں اختصار مانع ہے اور ہمیں ابھی چار جلدوں پر لکھنا ہے ــــــــ۔

ملعون امرودی نے سمجھا صفحہ ۶۱ پر چیخ چیخ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہے۔ حدیث شریف میں ہے جو کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بغیر شروع کیا جائے شیطان اس میں شریک ہو جاتا ہے چونکہ شیطان سے امداد و اعانت حاصل کرنا تھی۔ جھوٹ پر جھوٹ بولنا تھا عبارات کا حلیہ بگاڑنا تھا عبارات کے مفہوم مسخ کرنے تھے۔ کثرت جھوٹ اور یہودیانہ تحریف کے جال بچھانے تھے اس لیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے سے گریز کیا تاکہ شیطان مردود کی نصرت و اعانت شامل حال رہے۔ لہٰذا اس ملعون و مردود کتاب کی تالیف میں شیطان ملعون و مردود نے دل کھول کر پروفیسر مانچسٹروی کا ساتھ دیا صفحہ ۶۱ پر بلا عنوان لکھتا ہے :—

"انیسویں صدی کے آخر میں برصغیر پاک و ہند میں ایک تحریک اٹھی اس تحریک سے اسلام کے قلعہ میں ایسا شگاف پڑا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان کے سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ تکفیر کی ایسی آندھی چلی کہ راہ دیکھنا مشکل ہو گیا۔ اہلسنت کے دو طبقوں میں نہ صرف کمی خلافات اٹھے بلکہ کفر و اسلام تک کے فاصلے قائم ہو گئے اور وہی کچھ ہوا جو برٹش انڈیا میں انگریز چاہتے تھے "پھوٹ ڈالو اور حکومت چلاؤ"۔"

صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے "تحریک تفریق اس تحریک کے بانی مولانا احمد رضا خاں متوفی ۱۹۲۱ء گزرے ہیں۔ آپ کی نصف صدی کی جدوجہد سے اہلسنت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے۔"

اب ہم ان زبانی کلامی باتوں بلکہ من گھڑت الزامات کا بحوالہ کتب جواب دیں تو صرف اس ایک مختصری عبارت پر ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے۔ ذہن میں حوالہ جات کا ایک سمندر گونج رہا ہے مگر چونکہ مصنف نے اپنی اس من پسند لفاظی پر کوئی حوالہ و دلیل پیش نہیں کی اس لیے ان الزامات کے بارہ میں صرف اتنا کہیں گے :—

ع

بندہ پرور یہ کہیں اپنی ہی تصویر نہ ہو

مختصر مگر مبنی بر حقائق جواب یہ ہے کہ مصنف نے ۱۹ ویں صدی لکھ کر انگریزی سن عیسوی سے اپنی گفتگو کا آغاز کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ انگریزی عیسوی اندازِ فکر کی اس کے ذہن پر گہری چھاپ ہے کیا مسلمانوں کا اپنا اسلامی سن ہجری نہیں ہے، مگر آپ کو مسلمانوں اور اسلامی سن ہجری سے کیا تعلق ——؟ باقی رہا یہ کہنا کہ تکفیر کی ایسی آندھی چلی مولانا احمد رضا خاں اس تحریک کے بانی تھے ان کی نصف صدی کی جدوجہد سے اہلسنت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے۔ تو ہم عرض کریں گے کہ یہ سراسر پُرفریب مغالطہ ہے، حقیقت کا منہ چڑانا ہے ۔۔۔ سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت امام اہلسنت الامام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہٗ الولی پر بلا وجہ مسلمانوں کی تکفیر کا الزام سراسر غلط خلاف واقع اور جھوٹ ہے۔ سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے ہر کسی مسلمان کو اور بلا وجہ خوامخواہ کافرو مرتد قرار نہیں دیا۔ حضور اعلیٰحضرت نے معدودے چند انہی عناصر کو براجماع اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء عرب و عجم کافر و مرتد قرار دیا۔ جو تنقیص الوہیت اور توہین سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتکب ہوئے ان کو بار بار سمجھایا بتایا خطوط اور رجسٹریاں ارسال کیں مختلف طریقوں سے ان کی گستاخیوں پہ بار بار مطلع کیا اور انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اُن کے لبوں پر مہر سکوت لگ گئی دم سادھے لب باندھے بیٹھے رہے۔ بالآخر محض شان الوہیت اور عظمت رسالت کے تحفظ و دفاع کے لیے اُن گستاخوں پہ ارتداد کا حکم شرعی لگایا اور فرمایا ؎

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

اور تم پہ میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حسام الحرمین شریفین موجود ہے ہر ذی فہم و شعور بچشم خود دیکھ سکتا ہے
ہلسنت سیدنا اعلیٰحضرت نے ساری دُنیا کو کافر و مرتد قرار نہیں دیا یہ جو کہ
فریب ہے۔ فراڈ ہے بلکہ دجال وقت مرزا غلام احمد قادیانی سمیت حرف
چند گستاخوں پر تکفیر کا حکم شرعی جاری فرمایا یا وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں
دیوں پر مطلع ہو کر ان کو کافر و مرتد نہ سمجھیں۔ یہ کہنا بھی کروڑوں
غلط ہے کہ تحریک تفریق یا تحریک تکفیر کے بانی سیدنا مجدد اعظم الامام
رضا فاضل بریلوی تھے۔ تفریق بین المسلمین کا بیج بونے والے محمد بن
الوہاب شیخ نجدی۔ شہید بلی نجد دہلوی قتیل بالاکوٹ تھے۔ اس بات
کے ناقابل تردید بکثرت شواہد ہیں سیدنا اعلیٰحضرت پر یہ ناپاک الزام کیسے
سکتا ہے۔ کیا کتاب التوحید اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے حکم سے لکھی گئی
تقویۃ الایمان دیکر وزہ اور صراط مستقیم امام اہلسنت فاضل بریلوی
کے حکم سے معرض وجود میں آئی تھیں — کیا تحذیر الناس کی تصنیف
کا مشورہ اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت نے دیا تھا — کیا براہین قاطعہ اور
حفظ الایمان اور فتاویٰ گنگوہی امام احمد رضا کے کہنے پر تالیف ہوئیں ؎

نہ تم توہین یوں کرتے نہ ہم تکفیر یوں کرتے
نہ ہوتی تیری بربادی نہ یوں رسوائیاں ہوتیں
؏ سب کچھ لٹا کے ہوش میں آئے تو کیا کیا

؎ نہ تم کفر کرتے نہ تکفیر ہوتی
رضا کی خطا اس میں سرکار کیا ہے

یہ بات اپنی جگہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ توہین و تنقیص کے بعد
تکفیر ہوتی۔ تو وجہ نزاع توہین و تنقیص ہے۔ مسلمانوں کا اتحاد برقرار رہتا

اگر تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ فتویٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان وغیرہ چند کتب کے مصنفین فوراً توبہ و رجوع کر لیتے عظمت شانِ رسالت کے تقدس و احترام میں رجوع کیا جا سکتا تھا اتحاد بین المسلمین کے جذبے کے تحت رجوع کیا جا سکتا تھا۔ اسلام کی قوت و شوکت کی بقا کے لیے رجوع کیا جا سکتا تھا عالم اسلام کے اجتماعی مفاد کے لیے توبہ و رجوع کیا جا سکتا تھا۔ علماء عرب و عجم کے فتاویٰ حسام الحرمین کے احترام میں رجوع کیا جا سکتا تھا مگر اہل توہین و تنقیص نے انانیت کا ثبوت دیا گستاخیوں پر اڑ گئے توہین کو عین ایمان بنا لیا تو اتحاد کیسے ہو سکتا تھا ــــــ!

اب بھی اتحاد ہو سکتا ہے ــــ اب بھی تفریق ختم ہو سکتی ہے ــ اسلام تفرقہ مٹ سکتا ہے اگر دیوبندی وہابی مولوی اپنے اتحاد اتحاد کے نعروں میں سچے ہیں اور اسلام کی عظمت رفتہ کا دور واپس لانا چاہتے ہیں اور اہلسنت کے دو ٹکڑوں کو متحد و متفق و مربوط کرنا چاہتے ہیں تو حسام الحرمین کے حسب مراحت اپنے چار پانچ مولویوں کی قربانی دے دیں۔ اپنے گنتی کے چار یا پانچ مولویوں کے لیے اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ نہ ہونے دیں ــــ جب ان چار پانچ مولویوں کو جنہوں نے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ فتویٰ گنگوہی وغیرہ میں شدید گستاخیاں کیں پر تکفیر کا حکم شرعی مان لیا تو دوسروں پر سے یہ حکم خود بخود اٹھ جائے گا اور عالمگیر اسلامی اتحاد کا دور پُر نور و خوشگوار دور شروع ہو جائے گا اور آئندہ آنے والی نسلیں اسلامی قوت و شوکت کا ناقابل فراموش منظر پیش کر سکیں گی۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ اتحاد اتحاد کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے اور مگرمچھ کے آنسو بہانے والے اپنے چار پانچ مولویوں کی قربانی نہیں دے سکیں گے اور جب تک دیوبندیوں میں ملاں پرستی کا رجحان ختم نہیں ہو گا اتحاد و اتفاق قطعاً ناممکن ہے کیونکہ اہل دیوبند اور اہلسنت میں یہی اصل بنیادی ضروری دینی اختلاف ہے کہ اہلسنت عظمت شانِ رسالت کا تحفظ و دفاع کرتے ہیں اور اہل دیوبند اپنے ملاؤں کے مصنوعی تقدس کے محافظ و نگہبان ہیں وہ توہین کو بُرا نہیں سمجھتے تکفیر کو بُرا سمجھتے ہیں ــ سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

اور دیگر اکابر اہلسنت کے خلاف ان کی پمفلٹ بازی الزام تراشی کا مقصد ہی یہ ہے کہ انہوں نے مرتکبین تنقیص الوہیت اور گستاخان شان رسالت کی تکفیر کیوں کی ان پر ارتداد کا حکم شرعی کیوں لگایا ــــــ دیوبندی وہابی درحقیقت چاہتے ہیں کہ انہیں توہین رسالت اور محبوبان خدا حضرات اولیاء اللہ کی بے ادبی و گستاخی کرنے کا پرمٹ ملنا چاہیے تو یہ باتیں اتحاد و اتفاق کی راہ میں رکاوٹ ہیں انتشار و خلفشار کا باعث ہیں ــــــ دیوبندی اتحاد و اتفاق کے نعروں میں کبھی مخلص نہیں ہوتے ان کے اتفاق و اتحاد کے نعرے اور دعوے محض دکھاوا ہیں۔

تحریک وہابیت کا استیصال اور علماء اہلسنت کا کردار

یہ کہنا بھی سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ صرف اور صرف اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے تحریک وہابیت و نجدیت اور اس کی ہندی چیلی دیوبندیت کا رد و ابطال کیا اس موضوع پر ہم آئندہ اوراق میں مستقل عنوان کے تحت مفصل و مدلل لکھیں گے اور شواہد پیش کریں گے سردست ہم اتنا کہتے ہیں کہ مانچسٹر دی محمود الحواس مصنف اپنا حافظہ درست کرائیں یا تاریخ کا از سر نو مطالعہ کریں تو انہیں پتہ چلے گا وہابیت نجدیت کی صورت میں فتنہ و شر کا بیج بونے والے محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی تھے جو ۱۱۱۵ھ / ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوئے [1] محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی کا مشن تکفیر مسلمین اور علماء اہلسنت کا قتل عام اور تنقیص شان رسالت اور صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کے مزارات کو گرانا تھا [2]

شیخ نجدی کی مشہور و معروف کتاب التوحید کا رد و ابطال اسی زمانہ کے اکابر

---

[1] عامہ کتب و شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب از احمد عبدالغفور۔

[2] دیکھو رد المحتار از علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ جلد ۳ ص ۳۲۷ و ۳۲۸ اور خلاصۃ الکلام از علامہ سید احمد زینی دحلان مکی شافعی متوفی ۱۳۰۳ھ صفحہ ۲۲۸ ۲۲۹ و الدرر السنیہ وغیرہ

اسلام نے فرمایا مثلاً علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمختار۔ مفتی مکہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی الدرر السنیہ۔ خود شیخ نجدی کے استاد علامہ عبد اللہ بن عبد اللطیف شافعی نے تجرید سیف الجہاد لمدعی الاجتہاد۔ شواہد الحق فی التوسل لسید الحق از علامہ یوسف النبہانی۔ سعادۃ الدارین فی الرد علی الفرقتین الوہابیہ مقلدہ الظاہریہ از علامہ الشیخ ابراہیم السمنودی المنصوری النقول الشرعیہ فی الرد علی الوہابیہ از علامہ الشیخ حسن الشطی الحنبلی۔ التوسل بالنبی وجہلۃ الوہابیین علامہ شیخ عبد العزیز القرشی العلیمی المالکی الغرض ۴۰ کے قریب اکابر علماء عرب نے شیخ نجدی محمد بن عبد الوہاب کا اسی زمانہ میں رد بلیغ فرمایا بتایا جائے ان حضرات میں سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی کا نام نامی اسم گرامی کہاں ہے ــــ؟ شیخ نجدی محمد بن عبد الوہاب نجدی کا سوانح نگار اور کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کے مصنف احمد عبد الغفور عطار نے خود اعتراف کیا ہے اور باپ بیٹے کے مذہبی مسلکی اختلاف کے بارے میں صاف صاف لکھا ہے "باپ بیٹے میں بھی بعض مسائل پر مناقشت کا سلسلہ جاری تھا[1]"

احمد عبد الغفور عطار خود اسی صفحہ ۳۳ پر اعتراف کرتا ہے :ــــ

"اکثریت ان علماء (عرب) کی تھی ...... جو اس بہادر سلفی نوجوان (محمد بن عبد الوہاب نجدی) کی عداوت سے لیس ہو کر اُن کی مخالفت میں محو تھے"

کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی ص۳۱ پر احمد عبد الغفور عطار نجدی کو تسلیم کرنا پڑا کہ شیخ الاسلام (ابن عبد الوہاب نجدی) کے بھائی سلیمان بن عبد الوہاب اگرچہ عالم دین تو تھے لیکن اس کا دل بھائی (شیخ نجدی) کے خلاف بغض سے بھرا ہوا تھا ...... مدینہ منورہ پہنچ کر تمام حجاز میں شیخ الاسلام (شیخ نجدی) کی دعوت کے خلاف زہر اُگلتا رہا ...... (شیخ نجدی) کی مخالفت

---

[1] شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب ص ۳۳

ایک کتاب بھی لکھ ڈالی " اس زمانہ کے امام و مفتی حرم علامہ سیدی احمد بن زینی دحلان مکی شافعی قدس سرہ نے بھی یہ واقعہ قدرے تفصیل سے لکھا ہے، فرماتے ہیں :-

"محمد بن عبدالوہاب نجدی اس بدعت کا موجد خطبہ جمعہ دیا کرتا درعیہ میں اور ہر خطبہ میں کہتا جو توسل کرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے دُعا کرے) تو وہ بے شک کافر ہو گیا۔ اس کا بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب اس (شیخ نجدی) کا شدید رد کرتا۔ سلیمان نے ایک دن اس سے پُوچھا کتنے ارکان اسلام ہیں؟ اسے محمد بن عبدالوہاب بولا پانچ۔ تو اس نے کہا تم نے اسے چھ کر دیا ہے جو تمہارا اتباع نہ کرے وہ کافر ہے"۔۔۔

اس کے بعد یہی مفتی مکہ امام حرم کعبہ علامہ سیدی احمد بن زینی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں اس کے بعد محمد بن عبدالوہاب کا بھائی سلیمان مدینہ شریف چلا آیا اور ایک رسالہ تصنیف کیا اس نے (اپنے بھائی محمد بن عبدالوہاب کے رد میں اور اُسے بھیجا مگر یہ باز نہ آیا اور بہت سے علماء مذہب حنبل نے اور اُن کے علاوہ ہر مذہب والے حنفی۔ شافعی۔ مالکی علماء نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے رد میں کتابیں تصنیف و تالیف کیں اور اُسے بھیجیں مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہا"۔[1]

شیخ نجدی کے والد ماجد

مسعود عالم نجدی "محمد بن عبدالوہاب" صفحہ ۲۴، ۲۵ پر لکھتے ہیں :-

"شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے دادا سلیمان بن علی شہرت حنبلی المسلک اور اپنے وقت کے مشہور عالم دین تھے ان کے چچا ابراہیم بن سلیمان بھی ممتاز عالم دین تھے۔ ابراہیم کے بیٹے عبدالرحمٰن مشہور فقیہ اور ادیب تھے۔ عثمان بن بشیر نجدی متوفی ۱۲۸۸ھ معاصر شیخ نجدی "تاریخ نجد" مطبوعہ ریاض جلد ا صفحہ ۶ پر لکھتے

---

[1] الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیہ صفحہ ۱۱۳ ؎

ہیں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے والد (شیخ عبدالوہاب) متوفی ۱۷۴۰/۱۱۵۳ھ۔ نہایت صالح العقیدہ بزرگ اور مشہور عالم دین اور فقیہ تھے وہ شیخ نجدی کی تنقیص رسالت توہین آثر صحابہ اور تکفیر المسلمین جیسے گمراہ کن عقائد پر ہمیشہ سرزنش کرتے رہتے تھے"۔ ــــــ اسی طرح اس کے اساتذہ بھی اس کے تخریبی افکار پر اس کو ہمیشہ ملامت کیا کرتے تھے ــــــ؟

اس موضوع پر بہت کثرت سے لکھا جاسکتا ہے ماحصل یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز اس زمانے میں کہاں تھے۔ اکابر علماء عرب نے خود وہابیت نجدیت کے فتنۂ جدیدہ کا رد و ابطال فرمایا اور کتابیں لکھیں حتیٰ کہ شیخ نجدی کے والد ماجد اور شیخ نجدی کے اساتذہ اور بھائی بھی شیخ نجدی کے عقائد باطلہ کا رد کرتے رہے تھے اور نجدی کی کتاب التوحید کا متعدد علماء نے رد لکھا ــــــ۔

وہابیت و نجدیت ہند میں

خود شیخ نجدی کا سوانح نگار احمد عبدالغفور عطار لکھتا ہے :۔

"چنانچہ ہندوستان میں (مولوی اسماعیل دہلوی کے پیر) سید احمد (ساکن رائے بریلی) نے ان (شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی) کے مشن کو زندہ کیا؟[۱]

سید احمد ساکن رائے بریلی سے وہابیت مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹ کو منتقل ہوئی۔ جب شیخ نجدی ابن عبدالوہاب کی اسلام و سنیت سوز کتاب التوحید مولوی اسماعیل دہلوی کے ہاتھ لگی تو وہ فریفتہ ہوگئے واقعہ یوں ہے کہ :

"مولوی اسماعیل دہلوی نے جب محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی کی کتاب

---

[۱] شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب صفحہ ۱۰۸۔

التوحید کا ترجمہ اور خلاصہ بنام تقویۃ الایمان لکھ کر ہندوستان میں فتنہ و فساد بپا شروع کیا اور لوگوں میں (نجد سے آئے ہوئے) وہابی عقائد پھیلانے لگے تو دہلی کے سُنّی علماء نے مولوی اسماعیل کے اس خطرناک فتنہ اور ان کے عقائد کی خرابی اور کتاب التوحید پر فریفتہ ہونے کی شکایت حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو پہنچائی تو حضرت شاہ صاحب مولوی اسماعیل سے بہت ناراض ہوئے اور ان کو سخت الفاظ سے یاد کیا اور کہا:

"میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسماعیل) نامراد کو کہ جو کتاب (نام نہاد کتاب التوحید) عرب سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے اس کے عقائد صحیح نہیں ہیں بلکہ وہ (کتاب) بے ادبی بے نصیبی سے بھری پڑی ہے۔ میں آجکل بیمار ہوں اگر صحت ہو گئی تو میں "کتاب التوحید" کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم (اے اسماعیل) ابھی نوجوان بچے ہو ناحق ناحق شور و شر برپا کر دو۔"

اسماعیلی تقویۃ الایمانی وہابیت کا ردّ و ابطال

جب مولوی اسماعیل دہلوی نے کتاب التوحید کا چربہ تقویۃ الایمان کی صورت میں پیش کیا تو وہابیت کے ابطال اور مولوی اسماعیل کے رد میں سب سے بڑھ چڑھ کر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے شاگردوں نے لیا ــــ شاید وہابیت دیو بندیت کے جدید وکیل خلد محمود مانچسٹروی کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے اور شاگرد مولانا شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی نے تقویۃ الایمان کے رد میں معید الایمان لکھ کر شائع فرمائی اور شہنشاہ اقلیم منطق مولانا شاہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ نے خصوصی طور پر عقائد باطلہ وہابیہ کی خوب

ے کتاب فریاد المسلمین صـ۹۰ انوار آفتاب صداقت صـ۵۱۶ ؛

دھجیاں اُڑائیں اور مسئلہ شفاعت وغیرہ پر مناظرہ کرکے مولوی اسماعیل کو عاجز و ساکت کر دیا اور مولوی اسماعیل کے رد میں التحقیق الفتوی خوب بسط کے ساتھ تحریر فرمائی۔ ___ اسی طرح تاج الفحول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیلی وہابی عقائد و افکار باطلہ کے رد میں کتاب مستطاب سیف الجبار تصنیف فرمائی۔

مصنف مطالعہ بریلویت نامعلوم کس عالم لاعلمی میں ہیں کہ بار بار لکھے ہیں کہ تحریک تفریق کے بانی مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہیں[1] اور یہ کہ تکفیر اور رد وہابیت کا سلسلہ انہوں نے شروع کیا۔ حالانکہ اکابر دیوبند اس کی تصدیق نہیں کرتے وہ اس کے برعکس یوں کہتے ہیں :___

"ابتداء مولانا اسماعیل شہید اور مولانا فضل حق خیر آبادی کی نوک جھونک سے ہوئی ...... دونوں طرف سے موٹی موٹی کتابیں شائع ہوئیں"[2]

اور سنیے : رد وہابیت و دیوبندیت و اسماعیلیت کے باب میں ابتداء مصنف مطالعہ بریلویت تو محض سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں جبکہ سوانح قاسمی ہی میں ایک جگہ یوں ہے :___

"آج دیوبندی کہیے یا ولی اللہی خانوادہ کے اہل علم کے نام سے ان کو موسوم کیجئے اس طبقہ کے مقابلہ میں "بریلویوں" کی جو جماعت آستینیں چڑھا کر تقریباً ایک صدی سے کھڑی ہوئی ہے ...... یہ سارا قصہ درحقیقت بدایوں کے انہی مولوی فضل رسول صاحب پر منتہی ہوتا ہے پہلی آستین انہی کی تھی جو ولی اللہی تجدیدات و اصلاحات کے مقابلہ میں چڑھائی گئی۔"[3]

---

(۱) مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۶ (۲) سوانح قاسمی جلد اول صد ۳۸۲ مصنفہ مولوی مناظر احسن گیلانی مصدقہ مولوی حسین احمد ٹانڈوی شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند باہتمام قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند (۳) سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۲۸۲

ردِّ وہابیت اور مولانا شاہ فضلِ رسول بدایونی

تاج الفحول مولانا شاہ

... فضل رسول قادری عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۲۱۳ھ ... امام الطائفہ مولوی اسماعیل قتیل اور دیگر پیشوایان وہابیہ کے مکر وفریب ... کا بھانڈا پھوڑنا آپ کا عظیم کارنامہ ہے خاص کر تقویۃ الایمان کے ردّ وابطال میں آپ نے سوط الرحمٰن کتاب تالیف کی اور ۱۲۶۵ھ میں اسماعیلی نجدیت ووہابیت کے رد میں سیف الجبار نامی شہرۂ آفاق کتاب تصنیف فرما کر شیخ نجدی کی کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان کا ٹھوس ردّ فرمایا اور بوقتِ وصال قاضی شمس الاسلام صاحب عباسی سے فرمایا کہ تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ قدس سے استیصال فرقہ وہابیہ کے لیے مامور کیا گیا ہوں الحمد للہ فرقہ باطلہ اسماعیلیہ وہابیہ اسحاقیہ کا رد پورے طور پر ہو چکا. بارگاہِ رسالت میں میری یہ سعی قبول ہو چکی ہے[1]"

آپ کا ۱۲۸۹ھ میں وصال ہوا۔

بے بصیرت مصنف مطالعہ بریلویت ہر الا بلا اعلیٰحضرت امام اہلسنت کے کھاتے میں ڈال دینا ہی تمہارا دین وایمان رہ گیا ہے۔ اپنے امام الہند ابوالکلام آزاد کی بات بھی نوٹ کر لو!

کان کھول کر سنتے جاؤ آنکھ کھول کر پڑھتے جاؤ

مولانا منورالدین

دہلوی متوفی ۱۲۷۳ھ قاضی سراج الدین کے صاحبزادے اور مولانا خیرالدین مکی کے نانا تھے ابتدائی تعلیم علمائے لاہور سے حاصل کی پھر دہلی پہنچے اور

---

[1] پاسبان الٰہ آباد مارچ اپریل ۱۹۶۳ء صفحہ ۵۳۔

حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم دینیہ کی تکمیل فرمائی "مولانا اسماعیل شہید کے ساتھ اُن کا جو شدید اختلاف بلکہ مخالفت ہوئی ...... اس کا تفصیل سے دکھانا ضروری ہے ......

مولانا اسماعیل شہید مولانا منوّرالدین کے ہم درس تھے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے انتقال کے بعد جب انہوں نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھی ان کے اس مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی اُن کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منوّرالدین نے دکھائی۔ متعدد کتابیں لکھیں ۱۲۴۰ھ والا مشہور مباحثہ (مناظرہ) جامع مسجد (دہلی) میں کیا تمام علماء ہند سے فتویٰ مرتب کرایا پھر حرمین سے فتویٰ منگوایا ...... جامع مسجد (دہلی) کا شہرہ آفاق مناظرہ ترتیب دیا، جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منوّرالدین اور تمام علماء دہلی تھے[1]،،

(مولانا منوّرالدین کی) ایک کتاب مجموعی طور پر تقویۃ الایمان، جلاء العینین اور یک روزی کے رد میں ...... ایک رسالہ اس باب میں ہے کہ مولانا اسماعیل شہید کے عقائد کا خود اُن ہی کے خاندان اور اساتذہ کی کتب سے (موازنہ) کیا جائے۔ چنانچہ اس رسالہ میں (اسماعیل) کے ہر مسئلے کے رد میں شاہ عبدالرحیم۔ شاہ ولی اللہ۔ شاہ عبدالقادر۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے اقوال سے اپنے نزدیک رد کیا"[2]

ردِّ وہابیت اور ابوالکلام آزاد کے آباؤ اجداد

اکابر دیوبند کے معتمد و مستند

"مولانا" ابوالکلام آزاد کے آباؤ اجداد نے بھی نجدیت وہابیت اسماعیلیت

---

[1] آزاد کی کہانی صفحہ ۵۶

[2] آزاد کی کہانی صفحہ ۵۸

کے ردّ و ابطال میں اعلیٰحضرت امام اہلسنت کی ولادت باسعادت سے پہلے اہم کردار ادا کیا۔ مولانا منوّرالدین صاحب کا تذکرہ نذرِ قارئین ہو چکا ہے۔ ابو الکلام آزاد کے والدگرامی اور مولانا منوّرالدین مرحوم کے نواسے مولانا خیرالدین مرحوم کا ردّ وہابیت اسماعیلیت میں ناقابلِ فراموش کردار جیسی خدمت ہے ؛ —

مولانا خیرالدین ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے جبکہ امام اہلسنت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی ۱۷ جون ۱۸۵۶ء ۲۵ سال بعد ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ کو ولادت باسعادت ہوئی۔ — ابو الکلام آزاد صاحب لکھتے ہیں : —

"انہیں (میرے والد مولانا خیرالدین کو) جس قدر کاوش بھی وہ صرف وہابیوں سے تھی ...... اور مولانا اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحی مرحوم سے (مذہبی اعتقادی) رنج کی وجہ سے اُن کا بڑا وقت وہابیوں کی مخالفت ہی میں صرف ہوا ...... نجدیوں کا حملہ ابھی پُرانا نہیں ہوا تھا اور بہت سے پولیٹیکل اسباب بھی ایسے تھے جن کی وجہ سے عرب اور ترک وہابیوں سے سخت تعرض و نفرت رکھتے تھے ...... والد (مولانا خیرالدین) مرحوم نے (وہابیوں کے ردّ میں) ایک کتاب نہایت شرح بسط کے ساتھ لکھی جو ان کی سب تصانیف میں سب سے بڑی ہے اس کا نام نجم الرجم الشیاطین ہے۔ یہ دس جلدوں میں ختم ہوئی ہے ...... انہوں (والد مرحوم) نے میرے (ابو الکلام کے) بارے میں فرمایا مجھے اس کے آثار اچھے نظر نہیں آتے"[1]

کیوں جناب مصنف صاحب آپ نے پڑھ لیا اور غور کر لیا کہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے پہلے بھی وہابیت کا زوردار ردّ

---

[1] مخلصاً آزاد کی کہانی ص ۱۳۰ و ص ۹۰ و ص ۳۸۶ وغیرہ ؛

ہوتا رہا ہے اور اعلیٰحضرت سے پہلے کے علماء اہلسنت بجہ یون علماء اسماعیلیوں کے رد میں دندان شکن کتابیں لکھتے رہے ہیں۔ ہم یہ مضمون ضمناً لکھ رہے ہیں موقعہ ملا اور ضرورت ہوئی تو اسی کتاب کے آخر میں یا دوسری تیسری جلد میں بمقتضائے حال مفصل لکھا جائے گا جس کو پڑھ کر نہ صرف مانچسٹروی مصنف بلکہ اس کے بڑے بوڑھوں کو رات کے تارے دن میں نظر آجائیں گے۔

تحذیر الناس اور بانی مدرسہ دیوبند

جس طرح شیخ نجدی ابن عبدالوہاب نے جمہور علماء عرب وعجم کے قدیمی مسلک حقہ سے ہٹ کر اپنا خود ساختہ دین و مذہب علیحدہ ایجاد کیا تھا اور پھر مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹی نے اپنے آباؤ اجداد اور اپنے اکابر سے ہٹ کر اُن کے عقیدہ و مسلک کے برعکس اپنا علیحدہ دین گھڑا تھا۔ — اسی طرح مولوی محمد قاسم نانوتوی نے وہابیت کو دیوبندیت کے جدید سانچے میں ڈھالنے کے لیے جمہور علماء کے خلاف اپنے خود ساختہ مکتب فکر کا علیحدہ تشخص قائم کیا اور تحذیر الناس لکھ کر مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت پر بھاری کی اور کذاب قادیان کی جھوٹی نبوت کے لیے راہ ہموار کی۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ سیدنا امام اعلیٰحضرت قدس سرہٗ ۲۴ سال بعد ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے۔ لہٰذا مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس اور جدید نانوتوی عقائد باطلہ کا رد و ابطال اُس زمانہ کے علماء نے اعلیٰحضرت سے پہلے کیا جس کی تفصیل ابھی آرہی ہے۔ اس وقت ہمیں یہ دکھانا اور بتانا مقصود ہے۔ اکابر علماء ہند میں سے کسی نے نانوتوی صاحب کے تحذیر الناس میں مذکورہ جدید عقائد باطلہ کی تائید حمایت نہ فرمائی۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا بیان | جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے دیوبندی

حکیم الامت تھانوی صاحب کو اقرار و اعتراف کرنا پڑا اور بجز اس کے چارہ بھی نہ تھا وہ لکھتے ہیں:—

"جس وقت سے مولانا (قاسم نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی کسی (عالم) نے ہندوستان بھر میں مولانا (قاسم نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی صاحب کے۔[1]"

گویا کہ ہندوستان بھر کے علماء نے اجماعاً تحذیر الناس کے اقوال کفریہ کو مسترد کر دیا تھا اور مولوی عبدالحی خرق اجماع کا باعث ہوتے ہندوستان بھر کے علماء کی عدم موافقت کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند اپنی زندگی میں رجوع کرتے اور اپنا توبہ نامہ چھپا دیتے تو یہ فتنہ وہیں ختم ہو جاتا اور آج بے چارے محمود مانچسٹروی کو اکابر دیوبند کی صفائی میں جھوٹ کے انبار لگا کر ریت کی دیواریں نہ کھڑی کرنا پڑتیں۔ — عبارت تحذیر الناس پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے اس وقت دکھانا یہ مقصود ہے کہ وہابیت دیوبندیت کے رد و ابطال میں اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز سے پہلے کے علماء بھی پیش پیش تھے۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا تو یکا و تنہا ان کے در پے نہیں ہو گئے تھے۔ — آئیے اب ہم اکابر دیوبند کی کتب سے ثابت کریں کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی کے کلک الور خنجر خونخوار برق بار سے قبل کتنے علماء کرام نے تحذیر الناس اور بانی دیوبند قاسم نانوتوی صاحب کا رد فرمایا۔

کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی سے منہ بولتا ثبوت | کتاب "مولانا

[1] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۸ زیر ملفوظ ۹۲۷

محمد احسن نانوتوی" محمد ایوب ایم اے کی تصنیف ہے جو اُردو کا پونٹ
سے متعلق ہیں۔ پروفیسر صاحب کی یہ تالیف دیو بندی مولوی محمد میاں
(دہلی) مولوی محبوب رضوی دیو بندی۔ مولوی قاری محمد طیب دیو بندی
مہتمم مدرسہ دیو بند۔ پروفیسر حامد حسن وغیرہ کے خاص تعاون اور
حوصلہ افزائی سے مرتبہ ہوئی اور (صفحہ ۱۰) پر اس کتاب کا تعارف مفتی
محمد شفیع دیو بندی سابق مفتیٔ اعظم مدرسہ دیو بند مہتمم دارالعلوم کراچی
نے تحریر کیا ہے جو اس کے معتبر و مستند ہونے کی سند ہے۔ اسمیں لکھا ہے
"اثر ابن عباس کی بحث اور مناظریہ احمدیہ اور تحذیر الناس کے
جواب میں (اسی زمانہ میں) کئی رسالے لکھے گئے۔ ہمارے مطالعہ میں مندرجہ
ذیل رسالے آئے ہیں :۔۔۔۔۔۔

(۱) "تحقیقات محمدیہ حل اوہام نجدیہ" یہ کتاب مولوی فضل مجید بدایونی
تلمیذ مولانا عبد القادر بدایونی نے لکھی۔

(۲) "الکلام الاحسن" یہ کتاب مولوی ہدایت علی بریلوی نے تحریر فرمائی۔

(۳) تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال مفتی حافظ بخش بدایونی
نے ارقام فرمائی۔۔۔۔۔،

(۴) قول الفصیح مولانا فصیح الدین بدایونی کی کتاب ہے جو تحذیر الناس
کے رد میں لکھی گئی۔ مطبع ماہتاب ہند میرٹھ میں چھپی۔

(۵) افادات صمدیہ مولانا عبد الصمد سہسوانی کی تالیف ہے۔

(۶) ابطال اغلاط قاسمیہ مولانا عبید اللہ امام جامع مسجد بمبئی کے
ایما پر مولانا عبد الغفار نے تحریر فرمائی۔ تحذیر الناس کے مضامین
پر مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیو بند اور مولانا محمد شاہ
پنجابی متوفی ۱۳۰۵ھ کے درمیان دہلی میں مناظرہ ہوا دونوں
کے اقوال پر استفتاء مرتب کر کے محب رسول مولانا شاہ علامہ

عبد القادر بدایونی۔ مولانا محب احمد بدایونی۔ مولانا فصیح الدین مولانا عبیداللہ امام جامع مسجد بمبئی جیسے جلیل القدر، اکابر علماء کرام کے تصدیقی دستخطوں سے شائع ہوئی۔

⑦ کشف الالتباس فی اثر ابن عباس۔ تحذیر الناس کے رد میں ہے۔

⑧ قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس۔

حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے مولانا فضل حق خیرآبادی (متوفی ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء) نے تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی ...... کے رد میں رسالہ لکھا۔ مرزا غالب دہلوی متوفی ۱۸۶۹ء سے مولانا فضل حق نے اس سلسلہ میں ایک مثنوی لکھوائی جو مولوی اسماعیل دہلوی کے عقائد باطلہ کے خلاف تھی۔“ [1]

ماحصل یہ کہ حضور اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز الولی سے قبل بھی بہت سے جلیل القدر اکابر علماء نے نجدیت وہابیت دیوبندیت کا بار بار رد و ابطال فرمایا۔ مناظرے کیے کتابیں شائع کیں۔ یہ مصنف کی اندھیر نگری ہے کہ اپنے زعم جہالت و لاعلمی میں صرف اور صرف اعلیٰحضرت کو استیصال وہابیت کی تحریک کا واحد بانی قرار دے کر اس ہولناک فتنہ کی اہمیت کم کر کے اعلیٰحضرت امام اہلسنت کی زیادتی ثابت کر رہا ہے۔ ہاں البتہ اس میں شک و شبہ نہیں کہ سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ہولناک فتنہ وہابیت کی وہ بے مثال گردن زدنی فرمائی اور بکثرت کتب و رسائل شائع فرمائے۔ اور دلائل کی پوری قوت سے بے نقاب فرمایا۔ علم و تحقیق کے دریا بہائے اور جس طرح اس فتنۂ عظمیٰ کا شدید

---

[1] کتاب محمد احسن نانوتوی صفحہ ۹۱ تا ۹۴ بتصرف ؂

تعاقب اور مسلسل محاسبہ فرمایا وہ آپ کا ہی حصہ تھا اور ایسا ہونا تائید ایزدی نصرت مصطفوی کے بغیر ناممکن و محال تھا۔ ـــــ باقی رہیں براہین قاطعہ فتوی گنگوہی حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات تو اس زمانہ میں بھی ان کے بہت سے رد لکھے گئے اور اعلیٰحضرت قبلہ علیہ الرحمہ کے وصال کے ۵۰ سال بعد آج تک بکثرت کتب و رسائل انکے رد میں شائع ہو رہے ہیں دیوبندی اپنے اکابر کی کتب میں ترمیم و تحریف کتر بیونت کرتے جا رہے ہیں۔ رکیک و ذلیل تاویلات کے چکر میں پڑے ہیں اور علماء اہلسنت انکی جعلسازیوں، چکربازیوں کو بے نقاب کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ـــــ اُمید ہے مانچسٹروی مصنف کے دماغ سے وہ بھوت نکل بھاگا ہوگا جو بار بار اس کو یہ باور کرا رہا تھا کہ بس جو کچھ بھی کیا وہ اقلاً آخرًا امام احمد رضا فاضل بریلوی نے کیا ورنہ شرق و غرب اور متحدہ ہندوستان کے علماء تو مجددیت دیوبندیت پر دل و جان سے نثار تھے۔

صداقتِ اہلسنّت کا نشان بریلوی اہلسنّت مسلمان

مصنف اپنے دجل سے اپنے مُنہ زور کذب کے بل بوتے پر اپنی کتاب میں اہلسنت و جماعت بریلوی مکتب فکر اور سیدنا امام اہلسنت پر بار بار اللہ تعالےٰ کی تنقیص انبیاء کرام خصوصاً سیدالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین، صحابہ و اہل بیت اور اولیاء اللہ کی گستاخیوں کے حیا سوز الزامات کی بارش کر رہا ہے مگر صفحہ ۱۶۱ پر اس جھوٹے کو ماننا پڑا کہ سواد اعظم اہلسنت کے دو ٹکڑے ہو گئے" "اہل سنت دو طبقوں میں ...... اور صفحہ ۶۲ "پاک و ہند کے اہل سنت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے" لکھ کر ماننا اور تسلیم کرنا پڑا۔ بریلوی بحمدہٖ تعالےٰ مسلمان سواد اعظم اور اہلسنت ہیں۔ جب اس کذاب نے کذب بیانیوں کے باوجود ہم اہلسنت بریلوی مکتب فکر کو مسلمان اور اہلسنت مان لیا تو اس کے سارے الزامات

...ار راہ بن کے اُڑ گئے اور ثابت ہوگیا کہ اس کا تانا بانا جھوٹ، کذب، فریب ...را کا تھا۔ یقین کیجئے ہمیں سخت ندامت اور شرم ہے کہ ہمارا مخاطب ...بت ہی جھوٹا ہے۔___ صفحہ ۶۲ پر ہی ایک عنوان ہے "تفریق واختلاف ...یں فرق" اس کے ذیل خالی اور خیالی پلاؤ پکائی ہے کوئی حوالہ درج ...ہیں ہے___

الٹی کھوپڑی الٹی منطق

صفحہ ۶۳ پر مولانا احمد رضا خاں پچاس سالہ خدمات کے زیر عنوان محض لن ترانیاں ...یں البتہ عنوان مذکورہ بالا کے تحت ڈرامہ لکھتے لکھتے اتنا اعتراف ضرور ...ر گیا۔ لکھتا ہے:___

"آپ (مولانا احمد رضا) کی پچاس سالہ محنت سے اہلسنت مسلمانوں ...کے دو مستقل مکتب فکر قائم ہوگئے" [۱]

ہزار جھک ماریں کہ وہ الزام لگائیں یہ ماننا پڑتا ہے بریلوی اہلسنت ...مسلمان ہیں ___ جب یہ ہے اور حق بھی یہ ہے کہ الحمدللہ بریلوی ...اہلسنت مسلمان ہیں تو اپنے منہ پر تھوک لو جھگڑا کس بات کا ہے؟ الزام تراشی ...بہتان طرازی کس لیے ہے؟ بریلویوں کو اہلسنت مسلمان ماننے کے باوجود ...پھر شیطانی رگ پھڑکی لکھتا ہے کہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:___

"موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت سے اعلیٰ نظر آتے تھے ان میں ...یداری بھی تھی غیرتِ اسلامی بھی۔ دُنیا میں ان کا وقار بھی تھا اعتبار بھی۔ ...رُعب وہیبت بھی قوت وشوکت بھی۔ کفار ان کے خوف سے کانپتے تھے"

اس کے بعد "[۱]" کے تحت حوالہ لکھتا ہے سوانح اعلٰحضرت صفحہ ۸ مولانا قاری احمد پیلی بھیتی"۔

---

[۱] مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۳

تعاقب اور مسلسل محاسبہ فرمایا وہ آپ کا ہی حصہ تھا اور ایسا ہونا تائید ایزدی نصرت مصطفوی کے بغیر ناممکن و محال تھا۔ ـــــ باقی رہیں براہین قاطعہ تقویۃ گنگوہی حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات تو اس زمانہ میں بھی ان کے بہت سے رد لکھے گئے اور اعلیحضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے وصال کے ۶۵ سال بعد آج تک بکثرت کتب و رسائل انکے رد میں شائع ہوچکے ہیں۔ دیوبندی اپنے اکابر کی کتب میں ترمیم و تحریف کتربیونت کرتے جا رہے ہیں۔ رکیک و ذلیل تاویلات کے چکر میں پڑے رہیں اور علماء اہلسنت انکی جعلسازیوں، چکربازیوں کو بے نقاب کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ـــــ امید ہے مانچسٹروی مصنف کے دماغ سے وہ بھوت نکل بھاگا ہوگا جو بار بار اس کو یہ باور کرا رہا تھا کہ بس جو کچھ بھی کیا وہ اول تا آخر امام احمد رضا فاضل بریلوی نے کیا ورنہ شرق و غرب اور متحدہ ہندوستان کے علماء تو بہت بہت دیوبندیت پر دل و جان سے نثار تھے۔

صداقت اہلسنّت کا نشان بریلوی اہلسنّت مسلمان

مصنف اپنے دجل سے اپنے منہ زور کذب کے بل بوتے پر اپنی کتاب میں اہلسنت و جماعت بریلوی مکتب فکر اور سیدنا امام اہلسنت پر بار بار اللہ تعالیٰ کی تنقیص انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین، صحابہ و اہل بیت اور اولیاء اللہ کی گستاخیوں کے حیاسوز الزامات کی بارش کر رہا ہے مگر صفحہ ۶۱ پر اس جھوٹے کو ماننا پڑا کہ سواد اعظم اہلسنت کے دو ٹکڑے ہوگئے۔" اہل سنت دو طبقوں میں ...... اور صفحہ ۹۲ "پاک و ہند کے اہل سنت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے" لکھ کر ماننا اور تسلیم کرنا پڑا۔ بریلوی بحمدہ تعالیٰ مسلمان سواد اعظم اور اہلسنت ہیں۔ جب اس کذاب نے کذب بیانیوں کے باوجود ہم اہلسنت بریلوی مکتب فکر کو مسلمان اور اہلسنت مان لیا تو اس کے سارے الزامات

غبار راہ بن کے اُڑ گئے اور ثابت ہو گیا کہ اس کا تانا بانا جھوٹ، کذب فریب فراڈ کا تھا۔ یقین کیجئے ہمیں سخت ندامت اور شرم ہے کہ ہمارا مخاطب بہت ہی جھوٹا ہے۔ ___ صفحہ ۶۲ پر ہی ایک عنوان ہے "تفریق واختلاف میں فرق" اس کے ذیل خالی اور خیالی پلاؤ پکائی ہے کوئی حوالہ درج نہیں ہے ___۔

الٹی کھوپڑی اُلٹی منطق

صفحہ ۶۳ پر مولانا احمد رضا خاں پچاس سالہ خدمات کے زیر عنوان محض لن ترانیاں ہیں البتہ عنوان مذکورہ بالا کے تحت ڈرامہ لکھتے لکھتے اتنا اعتراف ضرور کر گیا۔ لکھتا ہے :-

"آپ (مولانا احمد رضا) کی پچاس سالہ محنت سے اہلسنت مسلمانوں کے دو مستقل مکتب فکر قائم ہو گئے" ۔ [1]

ہزار جھک ماریں کہ وہ الزام لگائیں یہ ماننا پڑتا ہے بریلوی اہلسنت مسلمان ہیں ___ جب یہ ہے اور حق بھی یہی ہے کہ الحمد للہ بریلوی اہلسنت مسلمان ہیں تو اپنے منہ پر تھوک لو جھگڑا کس بات کا ہے؟ الزام تراشی بہتان طرازی کس لیے ہے؟ بریلویوں کو اہلسنت مسلمان ماننے کے باوجود پھر شیطانی رنگ پھیر ڈالی لکھتا ہے کہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں :-___

"موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت سے اعلیٰ نظر آتے تھے ان میں دینداری بھی تھی غیرت اسلامی بھی۔ دنیا میں ان کا وقار بھی تھا اعتبار بھی۔ رعب وہیبت بھی قوت وشوکت بھی۔ کفار ان کے خوف سے کانپتے تھے"

اس کے بعد "۱" کے تحت حوالہ لکھتا ہے سوانح اعلیحضرت صفحہ ۸ مولانا قاری احمد پیلی بھیتی"۔

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۳

یہ ہے مصنف کا اندھا پن حالانکہ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین
مراد آبادی قدس سرہٗ نے یہ بات اطیب البیان رد تقویۃ الایمان کے صفحہ
اوّل پر لکھی ہے ــــ اور یہ بھی واضح رہے کہ سوانح اعلیٰحضرت حضرت علامہ
بدر الدین احمد قادری رضوی گورکھپوری قدس سرہٗ کی تصنیف ہے۔ مصنف
مطالعہ بریلویت کی بے ڈھنگی تحریریں اندھے کی لاٹھی ہیں جس طرح چاہیں گھمائیں
حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہٗ کی تحریر کا اس خرد ماغ مصنف
نے یہ مطلب لیا ہے اور لکھا ہے: ــــ

"یہ ہے اثر اس دورہ تجدید اور باہمی تفریق کا اللہ خیر حافظا وھو ارحم
الراحمین مولانا بُرا نہ منائیں تو ہم عرض کریں (گویا کہ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کو
زندہ و موجود و حاضر سمجھ کر مخاطب کر کے کہہ رہا ہے) پچھلی صدی میں مسلمان
ہزار کمزوریوں کے باوجود حقوک تکفیر سے ناآشنا تھے جس سے مولانا احمد رضا
خان نے انہیں آشنا کیا...... وغیرہ ذالک من الخرافات۔

معاذ اللہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ گویا مسلمانوں میں کمزوری مولانا امام احمد رضا
علیہ الرحمۃ اور تکفیر کی وجہ سے آئی ہے

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

مصنف منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر دل و دماغ کی کھڑکیاں کھول
کر سُنے کہ مسلمانوں کا رُعب و ہیبت قوت و شوکت اور وقار مرتدین کی تکفیر کرنے
سے ختم نہیں ہوا بلکہ تنقیص و توہین کے باعث ختم ہوا۔ انگریز کے جانثار ــــ
ہندوؤں کے وفادار علماء نے شان الوہیت میں تنقیص کی، شان رسالت میں
توہین کی ــــ مسلمانوں کے دلوں سے عشق و محبت نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی شمع گُل کرنے کی کوشش کی ــــ کہیں معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے مرکر مٹی میں ملنے کے الفاظ استعمال کیے ــــ کہیں آپ کا خیال نماز

کہیں گدھے اور بیل سے بدتر بتایا ـــــ کہیں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال بتایا ـــــ کہیں بڑا بھائی اور گاؤں کا چودھری قرار دیا ـــــ کہیں اپنے جیسا بشر اور بندہ ناچیز گردانا ـــــ کہیں شیطان اور ملک الموت کے علم کو علم رسالت سے وسیع تر مانا ـــــ کہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم غیبیہ کو جانوروں پاگلوں بہائم و مجانین کے علوم سے تشبیہ دی ـــــ کہیں کہا جس کا نام محمد یا علی ہے کسی چیز کا مختار نہیں ـــــ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ـــــ منصب رسالت و نبوت کو محض ایلچی ڈاکیا پوسٹ مین بنا کر رکھ دیا ـــــ مسلمانوں کے دل و دماغ سے محبوبانِ خدا کے عشق و محبت کو باہر نکال پھینکنے کی ہزار ہزار کوششیں کیں ـــــ تو جناب تکفیر سے نہیں توہین سے بے ادبی گستاخی سے مسلمانوں کا وقار کم ہوا، ایمان ختم ہوا تو قوت و شوکت بھی ختم ہوئی۔

؎ اُن کے جو سب غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
اُن سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

صدر الافاضل کی سُنی تو اپنے حکیم الامت کی بھی پڑھو

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب قدس سرہٗ کے مذکورہ بالا حوالہ پر مصنف بہت خوش ہے داد دے رہا ہے گو مفہوم اُلٹا سمجھ رہا ہے گویا خود مصنف مطالعہ بریلویت کے نزدیک آج مسلمانوں کی حالت اچھی نہیں مگر دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کی سُنیے وہ صدر الافاضل کے برعکس کچھ اور ہی فرما رہے ہیں ـــــ تھانوی صاحب لکھتے ہیں:ـــــ

”اس دو صدی کے اندر جس شان کے علماء ہندوستان میں گزرے ہیں ان کے زمانہ میں ان کی مثال ممالک اسلامیہ میں بھی بہت کم ہے۔ ایک عالم تھے مکہ معظمہ میں درس ہی فرمایا کرتے تھے کہ قرآن نازل ہوا عرب میں اور پڑھا اس کو مصریوں نے اور لکھا رومیوں نے اور سمجھا ہندیوں نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسلام کی

جو اچھی حالت (تھانوی کے زمانہ میں) ہندوستان میں ہے وہ ممالک اسلامیہ میں بھی نہیں [1] "؟

کیوں جناب مصنف صاحب منصف ہو او رہتا تو صدر الافاضل ٹھیک کہتے ہیں یا تھانوی صاحب — ؟ تھانوی کی مانو گے یا صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی مانو گے — ؟ خیال ہے تھانوی کی طرف پھسل جاؤ گے۔

بے موقع کی راگنی

صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی عبارت سے غلط مفہوم اخذ کرنے کے بعد قطعاً بے موقع و بے ربط گفتگو کرتے ہوئے اپنے شیخ الہند مالٹوی کو سر پر اٹھا لیا اور مولوی محمود الحسن دیوبندی اور عبید اللہ سندھی کے گیت گانے شروع کر دیتے حالانکہ نہ یہ بتایا کہ یہ متنازعہ فیہ نو زیر بحث ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف ذہنی مریض ہے اور اس کا کوئی اصول نہیں اور یہ ایک مسئلہ پہ جم کر دلائل سے بات کرنا سیکھا ہی نہیں کبھی ادھر کروٹ بدلتا ہے کبھی اُدھر کروٹ بدلتا ہے اور محبوبانِ خدا حضرات انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی بجائے ملاؤں کی تعریفیں و قصیدہ خوانی شروع کر دیتا ہے اور مولوی محمود الحسن کی کارگزاریوں کے فرضی، وہمی اور خیالی افسانے سنانے کے بعد بطور حوالہ صفحہ ۶۴ پر سے لکھ کر حاشیہ پر کسی کتاب کا کوئی حوالہ نہ دیا اور پھر صفحہ ۶۵ پر بار بار وہی تکفیر کا رونا رویا ہے۔ بار بار وہی پرانا راگ سنایا ہے کہ ہائے دو مستقل مکتب فکر قائم ہو گئے دیوبندی اور بریلوی — حالانکہ ہم بصراحت عرض کر چکے ہیں کہ مسئلہ تکفیر ختم ہو سکتا ہے کہ اپنے چار یا پانچ مولویوں کی قربانی دو اتحاد اُمت کے لیے چار یا پانچ مولویوں کی قربانی بڑی بات نہیں جب ان چار یا پانچ گستاخوں کو گستاخ مان لیا اور علمائے عرب و عجم کا فتویٰ ان چار یا پانچ افراد پر حق جان لیا مسئلہ تکفیر بھی اُٹھ جائے

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۵۸

صرف انہی پر فتویٰ رہ جائے گا جنہوں نے کفریہ لکھا چھاپا۔ آپ ذرا
فراخدلی اور وسیع النظری سے کام لیں تو ہین کو توہین کفر کو کفر مان لیں ان
کی بیجا حمایت اور جانبداری سے دستبردار ہو جائیں۔

علماء حق اور علماء سُو

مصنّف نے صفحہ ۶۵ پر محض مغالطہ دینے کے لیے بحوالہ رواہ الدارمی لکھا ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آنے والے دور میں علماء حق اور علماء سُو کی خبر پہلے سے دے دی تھی۔

"ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء (ترجمہ) بیشک بدترین لوگ بُرے علماء ہوں گے اور بیشک بہترین لوگ بھی علماء ہوں گے۔"

اور پھر لکھتا ہے حضرت علی المرتضیٰ سے بھی روایت ہے:۔

"علماء ھم من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ ان کے علماء ان لوگوں میں سے جو آسمان کی چھت کے نیچے بدترین لوگ ہوں گے انہی سے فتنے نکلیں گے اور انہیں پر لوٹیں گے۔"

سبحان اللہ! ماشاء اللہ، یہ تو میرے آقا و مولیٰ تاجدار عرب و عجم واقف لوح و قلم نبی غیب دان کا عظیم و جلیل معجزہ ہے کہ ایک منکر غیب سے اپنا علم غیب منوا لیا۔ سیدنا حضور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولیوں کے تاجدار کی عظیم کرامت و تصرف ہے کہ ایک منکر سے اپنا غیب منوا لیا۔

مُصنّف جی! یہ حدیث اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بد مذہب بد عقیدہ گستاخ ملاؤں کے لیے ہیں جو توہین کو بُرا نہیں سمجھتے بلکہ اُلٹا رونا روتے رہتے ہیں۔ وہابیہ دیوبندیہ تو اپنے مطلب کے لیے

حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کا انکار کرنے کے لیے قرآن سے پڑھا کرتے ہیں:—

"ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وماتدری نفسٌ ماذا تکسب غداً وماتدری نفسٌ بای ارض تموت ان اللہ علیمٌ خبیر۔ یعنی بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کس زمین میں مرے گی بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے"!

اس آیہ مبارکہ سے دیوبندی یہ استدلال کیا کرتے ہیں کل کیا ہوگا اللہ ہی جانے رسول کو کیا خبر۔ مگر مصنّف کی نقل کردہ حدیث شریف اور سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے قول سے پتہ چلا کہ بدترین لوگ بُرے علماء دعلماء سُو کا علم غیب تھا جبھی تو یہ خبریں دی گئیں —— وہابی بالخصوص مانچسٹروی دیوبندی مصنّف اب اپنے مُنہ پہ تھوک لے۔ خود اس کے اپنے اکابرین ہی علماء سُو ہیں کہ انبیاء و مرسلین اور محبوبانِ خدا کی توہین و تنقیص ان کا وظیفہ ہے اور دوسروں کو علماء سُو کہہ کر اپنے اکابر کی بداعمالیوں پر پردہ ڈال رہا ہے جیسے چور خود شور مچاتا ہے چور چور!

دماغی توازن کی بربادی

مصنّف کے خرابی دماغ کی دلیل یہ ہے کہ ایک ہی بات کو بار بار دہرا رہا ہے۔ ص۶۱ پر لکھتا ہے سوادِ اعظم اہلسنّت والجماعت کے دو ٹکڑے ہوگئے" ص۶۲ پر لکھتا ہے اہلسنّت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے۔ ص۶۲ پر ہی ہے تفریق اور اختلاف میں فرق ص۶۳ پر ہے اہلسنّت مسلمانوں کے دو مستقل مکتب فکر قائم ہوگئے صفحہ ۶۵ تعمیر ملّت اور تفریق ملّت صفحہ ۶۷

اہلسنت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے صفحہ ۶۷ اہلسنت والجماعت میں مختلف جماعتیں ہیں۔۔۔۔۔۔ جماعت کے دو ٹکڑے ہوئے۔۔۔۔۔ دو مستقل مکتب فکر قائم ہو گئے۔۔۔۔۔ صفحہ ۶۷ پر ہی ہے اہلسنت والجماعت کے دو ٹکڑے صفحہ ۶۸ الزامات اور اختلافات ـــــ الغرض بار بار ایک ہی چیز ایک ہی بات کا اعادہ کر کے اپنے دماغی توازن کی بربادی کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔

جہالت و بے علمی

مصنف مطالعہ بریلویت نے جگہ جگہ اہلسنت والجماعت لکھا ہے یا تو اہل السنۃ والجماعۃ ہونا چاہیے یا اہل سنت وجماعت۔ مصنف کا اہل سنت والجماعۃ لکھنا کس قاعدہ سے ہے۔ اگر اہل دیوبند میں کوئی اہل علم ہو تو اس پی ایچ ڈی اور ڈائریکٹر اسلامک اکیڈیمی کو سمجھائے۔ مگر کان کھینچکر سمجھائے کیونکہ اس پر اثر ہونا بہت مشکل ہے۔ ضد اور جہالت کے بارہ میں بہت سخت جان ہے۔

سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تحریر میں تحریف

سیدنا خواجہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی اسم گرامی بھی اس بد باطن مصنف کو مجبوراً لینا پڑا۔۔۔۔۔۔ کہتے ہیں پیروں فقیروں، اولیاء کرام سے مدد لینا شرک ہے، مگر اپنی غرض اور مطلب کے لیے پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی دہائی دی اور مدد طلب کی حضرت کی آڑ میں خود کو اہلسنت ظاہر کرنا مقصود تھا لہذا حضرت مخدوم پیر سید صدر الدین ملتانی قادری گیلانی علیہ الرحمہ کے سوال کے جواب میں پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے جواب کا وہ حصہ اس کی تحریف و خیانت کی نذر ہو گیا جس میں یہ ہے:ــــ

"بغیر انضمام کلمات تعظیم صرف لفظ بشر (سے) ذکر کرنا جائز

نہیں [۱]۔"

اسی طرح مسئلہ حاضر ناظر پر بالکل مسلک سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ کے موافق و مطابق ارقام فرمایا، لکھتے ہیں :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسدہ العنصری ہر مکان و ہر زمان میں حاضر ناظر ہونا تو یہ امر مختلف فیہ ہے فقائل و منکر کے لکل وجھۃ میرے خیال میں ظہور و سریان حقیقت احمدیہ ہر عالم و ہر مرتبہ اور ہر ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیہ ثابت ہے ۔۔۔۔۔ البتہ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسد العنصری العینی کا پتہ بعض اہل مشاہدہ سے ملتا ہے [۲]۔"

مگر مصنف مطالعہ بریلویت نے کمال خیانت سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنی ضرورت کے یہ الفاظ نقل کیے :۔

"میرے خیال میں فریقین از علمائے کرام متنازعین اہل سنت والجماعت سے ہیں ۔"

یہ الفاظ نقل کر کے بس ڈھنڈورہ پیٹ دیا کہ پیر صاحب گولڑوی نے ہم دیوبندیوں کو بھی اہل سنت مان لیا دیکھو ہمیں بھی اہل سنت ہونے کی ڈگری مل گئی ـــــ ارے خائن مصنف اس کے ایک ہی سطر آگے پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ یہ بھی تحریر فرما رہے ہیں :۔

"ہرگز ہرگز مقصود نہیں کہ معاذ اللہ فرقہ ضالہ (گمراہ) نجدیہ وہابیہ کی طرح صرف لفظ بشر کا اطلاق جائز کہیں [۳]۔"

بس اب تم خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر جھانک لو اور دیکھ لو تم نجدیوں وہابیوں کی طرح محض بشر کہتے ہو یا نہیں ـــــ؟ اور یہ بھی دیکھ لو

---

[۱] مہر منیر صفحہ ۳۵۴ [۲] ایضاً صفحہ ۳۵۵ [۳] ایضاً صفحہ ۳۵۵ ۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی مرحوم نجدیہ وہابیہ فرقہ کو (فرقہ ضالہ (گمراہ) فرما رہے ہیں جب کہ تمہارے خود ساختہ قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صاحب لکھتے ہیں :—

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اُن کے عقائد عمدہ تھے...... وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں" [1]

فرق صاف ظاہر ہے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب فرقہ وہابیہ نجدیہ کو فرقہ ضالہ (گمراہ) قرار دے رہے ہیں اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ابن عبدالوہاب نجدی اور وہابیوں کے عقائد کو عمدہ قرار دے کر اُن (وہابیوں) کو اچھا کہہ رہے ہیں اور خود مصنف نے مطالعہ بریلویت کی مختلف جلدوں میں نجدیت وہابیت سعودیت کے ترانے گائے ہیں۔ ملاحظہ ہو جلد اول صفحہ ۱۰۹، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۰ جلد اول کے علاوہ دوسری جلدوں میں بھی ایسا ہی ہے۔ اب مصنف خود بتائے کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کو وہ خود کتنا اور کیا مانتا ہے کیا پیر صاحب گولڑوی کا یہ وہابیت نجدیہ سوز جملہ دل و جان سے قبول کرتا ہے "فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ" [2]

دیوبندی مولویوں کو پیر صاحب گولڑوی کا چیلنج مناظرہ

اس ظالم و کذاب و مفتری مصنف نے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لیے حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا نام نامی کس قدر غلط استعمال کیا ہے۔ حضرت مخدوم سیدنا مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے خلف اکبر و خلیفہ اعظم اور جانشین سے سُنیئے وہ ایک اہم راز پر سے پردہ اُٹھاتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں "جناب

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۵۱ [2] مہر منیر صفحہ ۲۵۴

بابوجی کا ارشاد ہے کہ :۔

''حضرت (سیدنا سید پیر مہر علی شاہ صاحب) فرماتے تھے جب میں (عرب شریف میں) حاجی (امداد اللہ) صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت ہندوستان کے چار مشہور علماء (نانوتوی۔ گنگوہی۔ انبیٹھوی۔ تھانوی اینڈ کمپنی والے) بھی حاضر درس تھے میری (سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کی) تقریر کے اور حاجی صاحب کی جانب مہربانی کو انہوں نے کچھ محسوس کیا اور مجھ سے ایک منطقی سوال پوچھا میں نے کہا میاں یہاں تو ایک باخدا انسان کی مجلس ہے یہاں سے کچھ حاصل کرنا چاہیے یہ مناظرہ کا مقام نہیں اگر آپ کو مناظرہ کا اتنا ہی شوق ہے تو فلاں مقام پر آکر مجھ سے گفتگو کیجیے گا اگر میرے پاس آنا مناسب نہ سمجھیں تو میں خود (مناظرہ کے لیے) آپ کے مقام پر حاضر ہو جاؤں گا۔ اس پر وہ (دیوبندی مولوی) خاموش ہو گئے۔'' [1]

سرکار پیر صاحب گولڑوی کا عقیدہ و مسلک

''حضرت (پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ) نے امکان کذب باری تعالیٰ کو محال، علم غیب عطاء، سماع موتیٰ کو برحق اور ندائے یارسول اللہ۔ زیارت قبور۔ توسل و استمداد انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ایصال ثواب کو جائز قرار دیا۔ معبودان باطلہ اور اصنام کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاء و اولیاء علیہم السلام پر منطبق کرنے کو تحریف و تخریب سے تعبیر فرما کر پیشوائے (دیوبندیت) مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے استدلال کی تردید فرمائی۔۔۔۔۔۔۔ وما اھل بہٖ لغیر اللہ کے معانی۔۔۔۔۔۔

---

[1] مہر منیر صفحہ ۱۲۹ ؎

آیۂ شریفہ میں مراد صرف اسی ذبیحہ سے ہوگی جس پر چھری چلاتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر کی بجائے غیر اللہ کا نام پکارا جاتے گا" [1]

کیوں جناب مانچسٹروی مداری صاحب! آنکھیں کھول کر پڑھ لیا اب دل کھول کر دل وجان سے پیر صاحب گولڑوی کے عقائد و مسلک حقہ کو قبول بھی کر لو محض اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لیے پیر صاحب گولڑوی کا نام استعمال نہ کیا کرو۔۔۔ بتایا جائے سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیحضرت الامام احمد رضا قدس سرہٗ اور حضور قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کے عقیدہ و مسلک میں کیا فرق ہے۔۔۔؟ بتا قہ پیشوائے دیوبندیت مولوی اسماعیل اور تقویۃ الایمان کا نام لے کر رد کیا یا نہیں؟ سنیت اور وہابیت میں کتنا فاصلہ رہ گیا ہے۔۔۔؟ ممکن ہے مانچسٹروی جی پکا ڈھیٹ بن کر کہہ دے اجی مدرسہ دیوبند بنانے والے دیوبندی علماء کو تو کچھ نہیں کہا تو پھر کہیں گے لو گنتے جاؤ مدرسہ دیوبند کے بانی اور فرقہ دیوبندیہ کے امام دوم کی وہابیت افروز روش کا نام لیکر کھلم کھلا کیسا رد وابطال کیا جا رہا ہے، لکھا ہے:۔۔۔

"محمد بن عبد الوہاب نجدی کی عمدگیٔ عقائد کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ ۔۔۔ تعجب ہے مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں شیخ (نجدی) محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کو عمدہ تحریر کرتے ہیں حالانکہ ان میں سے ایک ایک عقیدہ کی براہِ راست زد خود مولوی (رشید احمد گنگوہی) صاحب کے اپنے شیخ اور پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ کی ذات گرامی پر پڑتی ہے جن کا ارشاد ہے ؎

---

[1] مہر منیر صفحہ ۱۳۲ ؟

؎ شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بے کساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ
کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ

اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے برادرِ طریقت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب شیم الحبیب شم الطیب میں فرماتے ہیں۔

یا شفیعَ العبادِ خُذ بیدی
دستگیری کیجئے میری نبی
اَنتَ فی الاضطرارِ مُعتمدی
کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی

لیسَ لِی مَلجأٌ سِواکَ اُغِث
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
مَسَّنِی الضُّرُّ سیّدی سَنَدِی
فوجِ کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

مصنف جی! ساری عمر کہاں بھاڑ جھونکتے رہے۔ نہ اپنے اکابر کے عقیدہ و مسلک کا پتہ نہ حضور قبلۂ عالم سرکار گولڑوی علیہ الرحمۃ کے عقائد حقہ کا پتہ۔ کیا بس جوڑ توڑ کا فن ہی سیکھا تھا ـــــــ؟ ذرا یہ بھی دیکھ لیں کہ مہر منیر میں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی کا ذکر ہر دو جگہ صرف مولوی مولوی لکھ کر عامیانہ انداز میں کیا ہے جبکہ سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا ذکر خیر یوں ہے: ـــــ
"حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ"
اور سیدنا اعلیحضرت کے ایک رفیق خاص محب جانثار جن سے اصول و فروعات میں اعلیحضرت کا کچھ بھی اختلاف نہ تھا جن کے صاحبزادے سلطان الواعظین مولانا عبد الاحد قادری برکاتی رضوی سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کے تلمیذ و خلیفہ تھے ان کو یوں لکھا ہے: ـــــ "حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدثؒ

ؔ مہر منیر صفحہ ۲۶۳؎

سورتی پیلی بھیت" [1]

یہاں دو باتیں ثابت ہوتی ہیں :

(۱) اگر سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ معاذ اللہ مکفر المسلمین ہوتے اور تکفیر کا حکم شرعی غلط ہوتا تو آپ کو "حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ" نہ لکھا جاتا۔

(۲) یہ کہ آپ کی نظر میں محمد بن عبد الوہاب شیخ نجدی کے عقائد کو عمدہ کہنا غلط تھا اس وجہ سے حضرت پیر صاحب گولڑوی نے مناظرانہ انداز میں صاف صاف اور ڈنکے کی چوٹ فرمایا "تعجب ہے مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں شیخ محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کو عمدہ تحریر کرتے ہیں حالانکہ ان میں سے ایک ایک عقیدہ کی زد براہ راست خود مولوی (رشید احمد گنگوہی) صاحب کے اپنے شیخ اور پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی پر پڑتی ہے۔" [2]

دیوبندی مولوی حاجی امداد اللہ صاحب سے اختلاف رکھتے تھے

اس کا فیصلہ بھی حضرت سیدنا سرکار گولڑوی علیہ الرحمۃ سے کرالیں۔ فرماتے ہیں :

"دیوبندی مکتب کے اکثر و بیشتر علماء کو حاجی (امداد اللہ) صاحب سے ارادت ہے (مرید ہیں) گو بعض مسائل میں انہیں (دیوبندی اصنام کو) حاجی (امداد اللہ) صاحب سے اختلاف بھی رہا مگر (حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید و خلفاء وہ علماء جو سنی بریلوی مکتب فکر کے مؤید و ہمنوا ہیں) مولانا احمد حسن کانپوری۔

---

[1] مہر منیر صفحہ ۲۱۴ [2] مہر منیر صفحہ ۲۶۳ ؛

مولانا لطف اللہ علی گڑھی۔ مولانا محمد حسین الہ آبادی اور بہت سے آپ
(حاجی امداد اللہ صاحب) کے متوسلین علمائے کرام آپ کے مسلک کے پوری طرح پابند رہے
چلو اس کا فیصلہ بھی مہر منیر سے ہوگیا کہ حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید
دیوبندی مولوی اپنے پیر و مرشد کے مسلک سے پھر گئے تھے اور وہ حاجی صاحب
سے اختلافات رکھتے تھے جبکہ مسلک اہلسنت کے ترجمان و علمبردار علماء سب
کے سب حاجی امداد اللہ صاحب کے مسلک پر پوری طرح قائم اور پابند
رہے دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجیے کہ سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت
امام احمد رضا بریلوی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا عقیدہ
و مسلک ایک تھا۔ ممکن ہے کہ یہاں کوئی شبہ ڈال دے کہ حاجی صاحب
مہاجر مکی نے تو اپنے بعض اقوال و ارشادات میں دیوبندی مولویوں سے اپنے تعلقات اور دوستی
کا اظہار کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ وہ اقوال ارشادات ان کے شدّھی ہونے سے پہلے کے
ہیں۔ ایک شبہ یہ بھی ڈالا جاتا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے
مسئلہ تکفیر میں سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے مجموعہ فتاوی حسام الحرمین کی
تائید و تصدیق نہ فرمائی۔ اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے کہ ایسا کہنے والا
پاگلوں کی دُنیا میں رہتا ہے گستاخانہ عبارات پر تکفیر کا حکم شرعی اور
حسام الحرمین ١٣٢٣ھ کی بات ہے جبکہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی
کا انتقال ١٣١٧ھ میں ہوا تھا نیز ١٨٥٧ء کی جنگ آزادی کے بعد ١٨٥٩ء
میں ہجرت کرکے مکہ معظمہ چلے گئے تھے اور ١٨٩٩/١٩٠٠ء میں وہیں وفات
پائی۔ گویا تقریباً ٣٠/٣١ سال قبل وہ مکہ معظمہ چلے گئے تھے اور ان کے
وصال سے سات سال بعد حسام الحرمین کا ارتداد سوز ایمان افروز فتوی
معرض وجود میں آیا۔ اگر حاجی صاحب ١٣٢٣ھ تک زندہ ہوتے تو حسام الحرمین

؎ مہر منیر صفحہ ١٢٩ ؎

ضرور تصدیق فرماتے جیسا کہ مکہ معظمہ اور ہندوستان میں موجود حاجی صاحب کے بعض خلفاء نے حسام الحرمین پر تائید و تصدیق فرمائی۔ علاوہ ازیں ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ یہ کہاں ثابت ہے کہ علماء دیوبند نے اپنی گستاخانہ کتب حاجی صاحب مہاجر مکی کو دکھائیں اور وہ ان کے کفریات پر مطلع ہوتے ــــــ؟

یہی بات حضرت پیر صاحب گولڑوی کے حوالہ سے بھی مغالطہ دینے کے لیے کہی جاتی ہے کہ انہوں نے بھی تکفیر نہیں فرمائی۔ اس پر ہم یہ عرض کریں گے کہ سابقہ معروضات میں حضرت سرکار گولڑوی سے کافی کچھ ثابت کر چکے ہیں پھر بھی ان کے اس مطالبہ پر اتنا ضرور عرض کریں گے کہ مختلف فرقوں کی کتابوں میں موجود و مرقوم گستاخانہ عبارات اور کفریہ عقائد حفظ نہیں تھے اور حضرت ممدوح کی یہ ڈیوٹی نہیں تھی کہ جن جن مولویوں اور فرقوں کے گستاخانہ عقائد ہیں وہ ان کا دروازہ کھٹکھٹا کر ایک ایک کفریہ کہتے چلے جائیں کہ بھئی تمہاری فلاں کتاب کی فلاں عبارت گستاخانہ ہے اور تم اس وجہ سے کافر و مرتد ہو۔ یہ سوال خود دیوبندیوں پر پڑتا ہے کیا انہوں نے تحذیرالناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیں ــــــ؟ اگر معاذ اللہ یہ عبارات اور گستاخانہ کتب ایسی ہی "وحی آسمانی" تھیں تو پھر پیر صاحب گولڑوی سے علماء دیوبند نے ان عبارات کے عین ایمان و عین اسلام ہونے پر تصدیق کیوں نہ حاصل کر لی؟

یہ سوال تو ہم پوچھتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ نے کہاں لکھا ہے کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا فتویٰ حسام الحرمین اور حکم تکفیر غلط ہے ــــــ؟ یہ ثبوت تو خود دیوبندی حضرات

کوشش کرنا چاہیے عین ممکن ہے اور ہو سکتا ہے کہ حضرت ممدوح تک گت عام
کتب کی کفریہ عبارات نہ پہنچی ہوں۔ اس کو حسام الحرمین اور حکم تکفیر کے عدم
ہونے کی دلیل بنانا محض خوش فہمی ہے۔

دیوبندی واں بھچروی سے مناظرہ

دنیا جانتی ہے اور مہر منیر
صے۳۴ گواہ ہے مشہور دیوبندی

مولوی حسین علی ساکن واں بھچراں مولوی رشید احمد گنگوہی کا شاگرد و خلیفہ
تھا۔ دورہ حدیث بھی گنگوہی صاحب سے پڑھا تھا اور مشہور رخنہ زدو مغز بحث
اور دلائل سے عاری مولوی غلام خاں پنڈی دیوبندی کا اُستاد تھا۔ گویا کہ
مولوی حسین علی واں بھچروی اوپر نیچے اور آگے پیچھے سے دیوبندی تھا۔ اس
مردود نے قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کو بار بار مناظرہ کا چیلنج دیا حضرت
اپنے سالانہ روحانی دورہ پر واں بھچراں پہنچے۔ اس دیوبندی ملاں کا خیال تھا کہ پیر فقیر
جاہل ہوتے ہیں پھر پیر صاحب کو چیلنج دیا غنڈہ گردی کے لیے حضرت کی قیامگاہ
پہ بدمعاش بھیجے اور خود پیر صاحب سے مناظرہ کے لیے اصرار کرنے لگا۔ موضوع
مناظرہ علم غیب۔ ندائے یا رسول اللہ۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی اور سماع موتیٰ
تھا۔۔۔ الغرض مختصر یہ کہ مسئلہ علم غیب پہ آیہ کریمہ قل لا یعلم من
فی السموات والارض الغیب الا اللہ پر حضرت نے چند سوالات کیے۔
مولوی رشید احمد گنگوہی کا چہیتا تلمیذ حواس باختہ ہو گیا زبان گنگ ہو گئی۔ پیر
صاحب سے آنکھ ملانے کی جرأت نہ ہوتی۔ تفصیل مہر منیر صے۳۳ تا صے۳۴ پر موجود
ہے۔ حوالہ جات تو اس موضوع پر اور بھی بہت کافی ہیں مگر اختصار مانع ہے
اُمید ہے مصنف آئندہ مہر منیر اور قبلہ عالم گولڑوی علیہ الرحمۃ کا نام لے کر مغالطہ
دینے کی جرأت نہ کریگا۔

مصنف صے پر لکھتا ہے مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا میر حسن سیالکوٹی۔
مولانا غلام رسول عرف رسل بابا۔ ڈاکٹر علامہ اقبال۔ حکیم اجمل خاں۔ مولانا شوکت

علی ۔ ڈاکٹر انصاری ۔ مولانا ظفر علی خاں ۔ پیر سید مہر علی شاہ ۔ چوہدری افضل حق ۔ مولانا حسرت موہانی ۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری ۔ خواجہ سراج الدین ۔ حضرت پیر مانکی شریف ۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی ۔ حضرت عبدالقادر قصوری ۔ مولانا غلام محمد گھوٹوی ۔ مولانا ظہور احمد بگوی جیسے کئی حضرات تھے جنہوں نے اس ماحول میں آنکھیں کھولیں ۔ جب مولانا احمد رضا خاں تکفیر کی مہم شروع کر چکے تھے ۔ مولانا احمد رضا کے الزامات اردو زبان میں تھے ان کے سامنے بھی آئے مگر ان حضرات نے خاں صاحب کے ان الزامات کی کبھی تصدیق نہ کی ۔"

مصنف کی اس چرب زبانی کے متعدد جوابات ہیں :۔۔۔۔

اول تو ان حضرات میں مستند عالم دو تین ہیں یہ حکیم ڈاکٹر اور شاعر اور پیر صاحب بھی فتاوی نہ لکھتے تھے ۔

دوم یہ کہ ان حضرات میں بعض وہ "مولانا" ہیں جو محض نماز پڑھنے یا تھوڑے بہت مذہبی افکار رکھنے کے باعث بابو اور لیڈر قسم کے لوگوں اور مسٹروں میں مولانا خیال کیے جاتے ہیں ۔

سوم یہ کہ کیا مولانا محمد علی جوہر ۔ مولانا میر حسن ۔ مولانا غلام رسول ۔ ڈاکٹر اقبال ۔ حکیم اجمل ۔ مولوی ظفر علی خاں ۔ ڈاکٹر انصاری ۔ میاں شیر محمد شرقپوری ۔ حسرت موہانی ۔ چوہدری افضل حق وغیرہ کا فتویٰ کفر منکرین ختم نبوت ۔ قادیانی اور رافضیوں کے متعلق آپ کے پاس موجود ہے ان حضرات کا دستخطی مہری فتویٰ کفر دکھایا جا سکتا ہے ؟

چہارم یہ کہ مولانا غلام محمد گھوٹوی اور پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے حوالہ جات دیوبندیوں وہابیوں کے متعلق کافی گزر چکے ہیں کیا مصنف کا ان پر ایمان ہے ۔۔۔۔ ؟

پنجم ان حضرات میں بعض وہ ہیں مثلاً حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی وغیرہ جو اعلیٰحضرت قدس سرہ سے پہلے گزرے ہیں ۔ اس وقت فتوی حسام الحرمین

منظر عام پر نہ آیا تھا۔ مولوی حسین احمد مدنی ٹانڈوی۔ عطاء اللہ بخاری حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ شاہ سعود ابن سعود کے متعلق ڈاکٹر اقبال اور مولانا ظفر علی خاں کی جو رائے ارمغان حجاز۔ چمنستان۔ بہارستان وغیرہ میں ہے وہ مصنف کے لیے قابلِ قبول ہے ان میں سے بعض واقعی بزرگوں اور بعض ڈاکٹروں حکیموں، چودھریوں لیڈروں اور شاعروں کا نام محض دفع الوقتی کے لیے مغالطہ دینے کے لیے لکھ دیا ہے۔ کیا یہ حضرات فتاویٰ دیتے تھے ــــــ؟ پھر مصنف کو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ صفحہ ۶ کی اس فہرست میں جو واقعی بزرگ اور عالم ہیں اُن کے سامنے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات رکھی گئیں انھوں نے ان گستاخانہ عبارات کو عین اسلام عین ایمان قرار دیا۔ محض انداز اً ہی یہ کہدینا کہ ایک لڈو میرا ہے ایک میرے صاحب کا ہے یہ کافی نہیں جب تک صاحب خود یہ نہ کہے کہ ایک لڈو میرا ہے ایک میرے نوکر کا ہے۔

مکفر المسلمین یا مکفر المرتدین

اور سنیے ماہنامہ المیزان بمبئی جو حضرت محدث اعظم ہند علامہ ابوالمحامد سید محمد اشرفی جیلانی محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ والاجاہ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی سلمہٗ کی سرپرستی میں شائع ہوتا ہے المیزان بمبئی نے ۱۹۷۶ء میں ایک طویل وضخیم عظیم الشان امام احمد رضا نمبر شائع کیا جو ۴۲۶ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ــــــ اس عدیم المثال امام احمد رضا نمبر کا منہ چڑاتے ہوئے مصنف ماتحت ڈوی دل کی بھڑاس نکالتا ہے۔ اول تو بغض وحسد اور اندرونی بخار اس سے ہی واضح ہے کہ مصنف صفحہ ۱۰ پر عنوان یہ قائم کرتا ہے "مکفر المسلمین کا خطاب" حالانکہ کسی بھی حکومت یا علماء کرام یا مشائخ عظام نے حضور اعلیٰحضرت کو مکفر المسلمین کا خطاب نہیں دیا بلکہ المیزان کے صفحہ ۲۹ پر "دشمنوں کے انبار" کے زیر عنوان لکھا ہے یہ دوسری جانب

مسلسل تقریر و تحریر کے ذریعہ امام احمد رضا کی شخصیت کو مسخ کر کے پیش کیا جا رہا ہے .... ان پر تہمتوں کے انبار ہیں .... امام احمد رضا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مکفر المسلمین تھے بریلی میں انہوں نے کفر ساز مشین نصب کر رکھی تھی۔" اس ذرا سی بات کو جو اعلیٰحضرت امام بریلوی پر تہمتوں کے ضمن میں الزام تراشیوں کے باب میں لکھی گئی۔ مصنف معاند نے اندرونی غلاظت بغض کی وجہ سے "مکفر المسلمین کا خطاب" کا عنوان دے کر شائع کیا ہے جس سے واضح ہے کہ متن عنوان کے برعکس ہے۔ حالانکہ المیزان ہی میں ان دو سطروں کے بعد یہ بھی ہے "؛ امام احمد رضا اس ہیرے کی مانند ہیں جو اپنی تابناک شعاعوں سے عالم کو منور کرنا چاہ رہا ہو لیکن اس پر غلط فہمیوں الزام تراشیوں کی خاک ڈال کر چھپانے کی کوشش کی جاتی رہی ہو۔" [1]

ناظرین مصنف خود بتائے کہ عبارت مذکورہ بالا میں مکفر المسلمین کا خطاب دیئے جانے کا ذکر کہاں ہے — وہ حضور اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ کو مکفر المسلمین کہنا محض بغض و حسد کی بنا پر وہابیوں کے بھرم اس ہے نہ وہ اپنی گستاخانہ کفریہ عبارات کو قرآن و احادیث کی نصوص سے اسلامی عبارات ثابت کر سکے نہ کر سکتے ہیں مکفر المسلمین تو وہ ہوتا ہے جو مسلمانوں کو بلا وجہ کافر قرار دے اور جو فی الواقع گستاخان رسول کو توہین رسالت اور تنقیص الوہیت کے جرم میں مرتد قرار دے تو وہ مکفر المسلمین نہیں بلکہ مکفر المرتدین ہے۔

مصنف کا علمی حدود اربعہ دیکھئے قرآن و احادیث کی بجائے اب لیڈروں اور ایڈیٹروں، ڈاکٹروں، پیروں، حکیموں سے اپنے

---

[1] المیزان بمبئی امام احمد رضا خان نمبر صفحہ ۲۹ ؛

کفریات کو اسلام ثابت کرنے لگا ہے گو اب معاذ اللہ قرآن و احادیث منسوخ ہو چکے ہیں ؟

اُلٹا چکر اور اقرارِ کفر

مصنف نے صفحہ ۶۸ پر ایک عنوان "الزامات اور اختلافات میں فرق" کے تحت لکھا ہے :

"مثلاً ہم قادیانیوں کو کہتے ہیں کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہو۔ وہ کہتے ہیں ہاں ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اب ہم میں اور قادیانیوں میں حقیقی اختلاف قائم ہو گیا لیکن اگر ایک فرقہ دوسرے کو الزام دے کہ تم نبی کا درجہ بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہو اور دوسرا کہے ہرگز نہیں جو نبی کا درجہ بڑے بھائی کے برابر بتلائے وہ مسلمان نہیں ہم اسے دائرہ اسلام سے باہر سمجھتے ہیں ...... تو یہ اختلاف نہ ہوگا الزام ہوگا ...... اب تک محض الزامات کے سہارے ہی اختلافات کی خلاف واقع رٹ لگائی جا رہی ہے۔"[1]

ہم کہتے ہیں قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی دجال کو نبی مان کر قطعی کافر و مرتد اور دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہوئے اُن پر یہ ایک وبال لیکن دیوبندیوں پر دو وبال و عذاب۔ ایک یہ کہ تقویۃ الایمان میں صاف صاف لکھا ہے نہ لکھا ہو یا ہم نہ دکھا سکیں تو پانچ ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔ اگر دکھا دیں تو اپنے جھوٹے مولفہ سے علی الاعلان دستبردار ہو کر تجدید ایمان کر لینا۔ آیئے دیکھیے تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل میں صاف لکھا ہے کہ :

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۸، ۶۹ ؛

"انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے سو اس کی ...ے بھائی کی سی تعظیم کیجئے"..... انبیاء اولیاء، امام زادے پیر، شہید ...اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز ...ارے بھائی [1]"

اقرار مولوی گنگوہی حضور علیہ السلام بھائی

یا تو مصنف مطالعہ بریلویت اتنا بڑا جاہل اور مطلقاً" لاعلم و بے خبر ہے کہ اُس کو اپنے مسلمہ اکابر کی کتابوں کے مندرجات اور عقائد کا علم نہیں یا پھر پرلے درجہ کا مکار اور جھوٹا ہے۔ — مولوی اسماعیل کا ...ار اوپر گزرا، اب دیوبندی جماعت کے امام دوم مولوی رشید احمد گنگوہی کا واضح اقرار ملاحظہ ہو، لکھتا ہے: —

"وہ بڑا بھائی کہنا بھی اُس نفس بشریت کی وجہ سے ہے ..... حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو بھائی کہو، بایں رعایت تقویۃ الایمان میں اس لفظ (بڑا بھائی کہنے) کو لکھا ہے" [2]

مولوی اسماعیل مصنف تقویۃ الایمان نے حضور اقدس سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا بھائی لکھا اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے اعتراف و اقرار کیا اب تو الزام الزام نہ رہا حقیقت بن گیا اب تو آپ یہ چکر نہ چلا سکیں گے کہ الزام اور اختلاف میں فرق ہے — اب ایک طرف تو اسماعیل دہلوی اور رشید احمد گنگوہی کا بڑا بھائی کہنے پر اقرار و اعتراف ہے اور ایک طرف آپ (مصنف مطالعہ بریلویت) کا یہ فتویٰ ہے —

"جو نبی کا درجہ بڑے بھائی کے برابر بتلائے وہ مسلمان نہیں ہم

---

[1] تقویۃ الایمان ص ۲۸ از مولوی اسماعیل دہلوی [2] فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۹۶

اُسے دائرۂ اسلام سے باہر سمجھتے ہیں"۔ [1]

آپ کے فتویٰ سے مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی مسلمان نہ رہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہوگئے اپنے ملاؤں کو تکفیر سے بچانے کے لیے چکر چلایا تھا اور ہزاروں صفحات سیاہ کیے تھے اور خود ہی اُن کو غیر مسلم مان کر دائرۂ اسلام سے خارج کر گئے۔ ___ یہ ہے امام احمد رضا فاضل بریلوی کی زندہ و تابندہ کرامت کہ بدترین دشمن بھی آپ کے فتویٰ تکفیر کی تائید و حمایت کر گیا ؎

کیا خبر تھی انقلابِ آسماں ہو جائے گا
دین نجدی پائمالِ سُنّیاں ہو جائے گا

بڑا بھائی کہنے والے پر فتویٰ کُفر

مصنّف مطالعہ بریلویت نے بیک جنبش قلم اپنے چوٹی کے اکابر مولوی اسماعیل مصنّف تقویۃ الایمان اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا۔ اب مشہور دیوبندی مصنّف مولوی فردوس قصوری کا فتویٰ کفر بھی ملاحظہ ہو لکھتے ہیں :___

"جو شخص یہ کہے کہ نبی علیہ السلام کو ہم پر صرف اتنی ہی فضیلت ہے جتنی کہ بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ کافر ہے"۔ [2]

لیجیے صاحب مولوی فردوس قصوری دیوبندی کے فتویٰ سے مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کافر ہوئے۔

بڑا بھائی کہنے والا دائرۂ ایمان سے خارج

کہتے ہیں کہ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۸ [2] چراغ سنت جلد اوّل صفحہ ۱۳۵

اسی طرح خالد محمود مانچسٹروی اور مولوی فردوس قصوری دیوبندی سے آگے اِن کے "رئیس المحدثین" مولوی خلیل احمد انبیٹھوی بھی مولوی اسماعیل دہلوی کے لیے دائرۂ ایمان سے خارج ہونے کے فتویٰ کا گلدستہ بنائے کھڑے ہیں ملاحظہ ہو:۔

"ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پہ اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پہ ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا (علماء دیوبند کا) عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے۔" [1]

سبحان اللہ! ماشاء اللہ! جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے ؂

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

المہند علی المفند یہ وہ کتاب ہے جس پہ مولوی محمود الحسن مدرس اوّل مدرسہ دیوبند۔ مولوی میر احمد حسن امروہوی دیوبندی۔ دیوبندی مفتی اعظم مولوی عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم دیوبند والے۔ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی۔ مولوی حبیب الرحمٰن نائب مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی محمد احمد سابق مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی مصنف تذکرۃ الرشید۔ مولوی مسعود احمد گنگوہی خلف مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی مفتی کفایت اللہ دہلوی جیسے صفِ اوّل کے ایک درجن سے زائد مولویوں کی تائید و تصدیق موجود ہے گویا کہ بجز مولوی رشید احمد گنگوہی کے تمام

---

[1] المہند علی المفند صفحہ ۱۲؛

اکابر دیوبند نے اجماعی طور پر مولوی اسماعیل دہلوی کو دائرۂ ایمان سے
خارج قرار دیا ہے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ مولوی مانچسٹروی نے
یہ بھی لکھا ہے کہ بہار کے صحافی ارشد القادری نے تحریری اقرار کیا ہے
"علما دیوبند...... نصف صدی سے سارے جہان میں مورد الزام ہیں"
مُصنّف کو علامہ ارشد القادری مدظلہ کا نام لینے کی جرأت ہے؟
دیوبندی نسل اُن کی کتنی مقروض ہے مصنّف کو اچھی طرح معلوم ہے
بہرحال مصنّف علامہ ارشد القادری کے اس جملہ پر خوشی سے جھوم گیا
اور بغلیں بجا رہا ہے نصف صدی سے الزام ہی الزام ہیں۔ ہر الزام حقیقت
نہیں ہوتا ــــ ارے بیوقوفوں کے بادشاہ علامہ ارشد القادری صاحب
مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے "علماء دیوبند...... نصف صدی سے سارے
جہان میں مورد الزام ہیں" ہاں ٹھیک ہے جن الزامات پر سارا جہان گواہ
ہے بلاشبہ وہ عین حقیقت ہیں الزام در ہے کیا تم کو سارے جہان کی گواہی
کا بھی اعتبار نہیں ہے۔ اور پھر سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ملزمان ــ
(دیوبندی مولویان) اپنی صفائی بھی تو صحیح معنیٰ میں پیش نہیں کر سکے
ہوا یہ کہ ایک الزام کی صفائی پیش کی اس صفائی میں صفایا ہو گیا اور زیادہ
بُری طرح اُلجھ گئے اور بُری طرح پھنس گئے جیسا کہ خود تم نے صفائی
پیش کی تھی یا مولوی فردوس قصوری نے صفائی پیش کی تھی یا مولوی
خلیل انبیٹھوی نے صفائی پیش کی تھی جو مولوی اسماعیل اور مولوی
رشید گنگوہی کے کفر پر اقبالی ڈگری بن گئی۔ ع

بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

کھسیانی بلی: مصنّف اور اس کے اکابر گستید نا مجدد اعظم سرکار

۱؎ جماعت اسلامی صفحہ ۱۱؎

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی ایک ہزار سے زائد تصانیف جلیلہ کا ردّ و جواب لکھنے کی توجہات و ہمت نہ ہوئی حالانکہ قاسم نانوتوی کے سوا اکثر و بیشتر مولویان دیوبند نے سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت کا زمانہ پایا و دنیا بھر میں آپ کی محققانہ تصانیف کا شہرہ عام تھا وہ معاصرین تو جواب یا رد لکھ نہ سکے اور آج ۷۵ سال بعد بے چارہ علم و عقل سے کورا ملاں مانچسٹر دی پیدا ہوا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے

ترے اعداء میں رضا کوئی بھی مقصود نہیں
بے حیا کرتے ہیں کیوں شور بپا تیرے بعد

اور کچھ نہیں جل بھن کر ص[۲] پر ایک عنوان "جاہلوں کے پیشوا کا خطاب" پرلے درجہ کے بے وقوف نے ایک مقرر کی اس بات کو خطاب بنا دیا۔

"ایک مجلس میں جہاں یہ راقم (مولانا پروفیسر مسعود احمد صاحب) بھی موجود تھا ایک فاضل نے فرمایا کہ مولانا احمد رضا خاں کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں[۱]"

بتایا جائے اس عبارت میں جاہلوں کے پیشوا ہونے کا خطاب دینے کا کہاں ذکر ہے؟ بات کا خطاب بنا دیا خود جاہل ہونا اور بات ہے جاہل کا پیشوا ہونا اور بات ہے اور یہ اور بات ہے کہ یوں کہا جائے کہ فلاں شخص کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں ——— ظاہر ہے کہ ان تمام باتوں میں بڑا فرق ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر بزرگ کے پیروؤں میں جاہل بھی ہوتے ہیں پڑھے لکھے بھی ہوتے ہیں ——— کیا مولوی رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کے تمام پیرو عالم و فاضل فقیہہ اور محدثین ہیں ———؟ ان کے پیروؤں میں زیادہ تر جاہل ہیں یا نہیں یا زیادہ تر عالم ہیں ———؟ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے پیروکاروں میں جاہلوں کا بھی ہونا جاہلوں کے پیشوا ہونے کا خطاب نہیں بن جائے گا حضور اعلیٰحضرت کے جو جاہل پیرو ہیں بتاؤ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی ہیں یا نہیں ———؟ لازماً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی ہیں اگر کوئی

---

[۱] بحوالہ فاضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ ۵

بے شرم یوں بکے کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جاہلوں کے نبی ہیں تو
یہ اُس کی حماقت ہوگی یا نہیں ——؟ اسی طرح جو جاہل اعلیحضرت کے پیر وہیں
وہ اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں یا نہیں ——؟ لازماً ہیں تو کوئی مصنف مطالعہ جیسا
جیسا نامراد یوں کہے "اللہ تعالےٰ تو جاہلوں کا خدا ہے" تو اُس کی یہ بکواس قابل
مذمت ہے یا نہیں ——؟ اور یہ کہ کیا جاہلوں کا خدا جاہلوں کا رسول کہنے سے
معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا تعالیٰ جل و علا اور حضور نبی اکرم رسول محترم
صلی اللہ علیہ وسلم کا...... ہونا لازم آئے گا؟

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

اب ہم مصنف کو اس کے رجسٹرڈ ٹریڈ مارک حکیم الامت کی دکان پر
لیے چلتے ہیں جو کہ فرماتے ہیں کہ چھینٹ چھینٹ کر تمام احمق میرے ہی حصے
میں آ گئے ہیں[1] کیوں جناب مصنف صاحب ذرا غور فرمائیے کہیں اس کا
مطلب یہ تو نہیں کہ اشرف علی تھانوی احمقوں کے پیر ہیں یا تھانوی کے
تمام دیوبندی مرید احمق ہیں۔ اُمید ہے کہ اب مصنف کو مرضِ اُلٹے مطلب
سے افاقہ ہو جائے گا۔

ظفر علی خان کا سہارا کہتے ہیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی بہت
غنیمت ہوتا ہے مولوی ظفر علی خان ایک
لیڈر و ایڈیٹر اور ایک شاعر تھے شہزادہ اعلیحضرت مخدوم اہلسنت سیدنا
امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ کے
خلاف ایک نظم لکھنے پر مصنف مطالعہ بریلویت نے ظفر علی خان کو اہل دل
بنا دیا گویا کہ بس مولوی ظفر علی اہل دل تھے۔ کیا مولوی قاسم نانوتوی، رشید

---

[1] الافاضات یومیہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۲ ؎

گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی بے دل ہیں ؟ کیا مصنف خود بے دل ہے ؟
دل کوئی انسان تو کیا جانور بھی نہیں، مگر سیدنا امام حجۃ الاسلام بریلوی
قدس سرہٗ کے خلاف نظم لکھنے پر مانچسٹروی نے ظفر علی خاں کو خصوصی طور پر
بے دل قرار دیا اور مسرت سے جھوم اٹھا باچھیں پھول گئیں ـــ گویا میدان مار
لیا ـــ ذرا مہر منیر کو ہی دیکھ لیا ہوتا۔ مہر منیر تمہارے نزدیک معتبر ہے اس میں
لکھا ہے کہ "مولوی ظفر علی خاں کانگریس میں تھے اس (کانگریس سے) اختلاف
کی ابتدا کراچی میں کانگریس کے سالانہ اجلاس میں ہوئی اس طرح مولوی
ظفر علی نے ہندو کانگریس کو چھوڑا۔ دیکھو مہر منیر صفحہ ۲۷۷ اور یہ بھی بتا دوں کہ
مولوی ظفر علی خاں جب ہندو کانگریس میں تھے ...... "ہندو کانگریس کے
ساتھ تعاون کی ہنگامی ضرورت وغیرہ مسائل پر (حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب
کے سامنے) بولتے رہے مگر جب قبلہ عالم قدس سرہٗ نے شرع شریف کی
روشنی میں ان معاملات (ہندو کانگریس سے تعاون وغیرہ) پر اپنا مسلک بیان
فرمایا تو (ظفر علی خاں) خاموش ہو گئے"[1]
مقصد یہ بتانا ہے کہ جن دنوں سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد
حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ لاہور تشریف لائے اُن دنوں مولوی
ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار ہندو کانگریس میں گاندھی جی کے ہمنوا تھے یہ بات
کسی اہل علم سے مخفی نہیں۔ حضرت سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد
رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے ہندو کانگریس اور گاندھی پرست و
وحدت کے قائل ہندو مسلم بھائی بھائی کے عامل اور اکھنڈ بھارت کے حامی
کانگریسی لیڈروں اور ملاؤں کا لاہور کے جلسہ عام میں ردّ و ابطال کیا تھا اور
کانگریس نواز علما و پر فتویٰ شرعی جاری کیا تھا۔ اس لیے ظفر علی خاں اُس

---

[1] مہر منیر صفحہ ۲۷۷ ۔

وقت بحیثیت کانگریسی ترتیب کردہ گئے تھے احکام دینیہ فتوی شرعیہ کی
نظم کی صورت میں ہی دے سکتے تھے لہٰذا انہوں نے کانگریسی ہونے کے
نظم لکھ ڈالی جو بہارستان کی بہار کے ساتھ ساتھ خالد محمود کے دل کا
بہارستان کی اس نظم کا مفصل جواب اپنی ضخیم کتاب برہان صداقت بر
بطالت صد ۲۵۲ پر دیا ہے جو کہ مصنف کی تیمارداری کے لیے دوبارہ لکھی

مولوی ظفر علی خاں

مصنف نے اخبار زمیندار کے ایڈیٹر
مولوی ظفر علی خاں کی ایک طویل نظم بھی
پہ بہارستان سے نقل کی ہے۔ ؎

اک ڈھو کر حامد رضا آئے بدعت کا لحاف
ذات اس کی ہے مجدد بات اس کی لام کاف

یہ طویل نظم نقل کرنے کے بعد صد ۲۰ پر مصنف سیف حقانی لکھتا ہے۔
”ظفر علی خاں نے اعلیٰحضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا“

جی ہاں! کر دیا اور آپ نے بھی داد دینے کا فرض ادا کر دیا۔ یہ حق اور فرض
ادا کرنے کے بعد ہم آپ دونوں کی لاعلمی و بے خبری کا بھانڈا پھوڑتے ہیں

بے خبری ولاعلمی

مصنف سیف حقانی نے بہارستان سے ظفر علی خاں کی
نظم تو نقل کر دی اور اپنی گرتی ساکھ کو سہارا دے دیا
لیکن کیا مصنف کو یہ علم بھی ہے کہ یہ نظم ظفر علی خاں نے کس کے متعلق کہی ہے
ظفر علی خاں نے بزعم خود یہ نظم کہی تو ہے شہزادہ اعلیٰحضرت حجۃ الاسلام مولانا
شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ کے خلاف لیکن مصنف سیف
حقانی یہ نظم نقل کرکے صد ۲۰ پر لکھتا ہے۔
”ظفر علی خاں مرحوم نے اعلیٰحضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا“
حالانکہ نظم کے پہلے مصرعہ میں حجۃ الاسلام کا نام گرامی حامد رضا خاں موجود ہے
اور یہ نظم لاہور میں حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریف آوری

موقعہ پر لکھی گئی تھی لیکن مصنف سیف حقانی کو کچھ پتہ نہیں کہ وہ کون سی
کیا ہیں ہے وہ بے خبری میں مولانا حامد رضا خاں صاحب کو اعلحضرت
(مولانا احمد رضا خاں) سمجھ رہا ہے اور حق ادا کرنے کی داد دے رہا ہے اور مولوی
ظفر علی خاں کی یہ بے خبری وہ اس نظم کے پہلے مصرعہ میں تو کہتا ہے۔ ؎

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف

اور مصرعہ ثانی میں کہتا ہے۔ ؎

ذات انکی ہے مجدد بات انکی لام کاف

کیا بات ہے اس سخن فہمی اور سخن سازی کی۔ بتایا جائے مولانا حامد رضا
خاں صاحب کو مجدد کون مانتا ہے؟ مجدد تو اہل سنّت اعلحضرت فاضل
بریلوی قدس سرہٗ کو مانتے ہیں تو بات خود ظفر علی خاں کی لام کاف مذکر
حجۃ الاسلام قدس سرہٗ العزیز کی۔ باقی رہا شعر و شاعری کا معاملہ اگرچہ ظفر
علی خاں نے حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ سے
متعلق یہ بے ڈھنگی تک بندی کر ڈالی لیکن یہی ظفر علی خاں ان ہی حجۃ الاسلام
مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید شیخ القرآن مولانا محمد
عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمۃ کی مدح میں کہتے ہیں۔ ؎

حج کو جب جا رہے تھے ہزاروی عبد الغفور
آسماں برسا رہا تھا اُن پہ نور[1]

اور ایک دوسری جگہ ان ہی مولانا حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد
رشید مولانا عبد الغفور ہزاروی کی مدح میں اور احراری امیر شریعت عطاء اللہ
بخاری صاحب سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ؎

ہوں آج سے مرید میں عبد الغفور کا
چشمہ اُبل رہا ہے محمد کے نور کا

---

[1] چمنستان از ظفر علیخاں؛

بند اس کے سامنے ہے بخاری کا ناطقہ
ہو اس سے کیا مقابلہ اس بے شعور کا

مصنف سیف حقانی کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اور زمانہ تھا۔ جب ظفر علی خاں نے مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے خلاف نظم لکھی لیکن بعد میں وہ مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید و تلمیذ عزیز مولانا عبد الغفور ہزاروی کے مرید ہو گئے جس کا وہ مذکورہ بالا نظم میں خود اعتراف کر رہے ہیں۔ اور پھر یہی ظفر علی خاں ہیں جو صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی کو یوں ادھیڑتے ہوئے نظر آتے ہیں ؎

حسین احمد سے کہتے ہیں خزف ریزے مدینے کے
کہ لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر [۱]

اور پھر دیوبندی مجلس احرار اور امیر الاحرار عطاء اللہ بخاری کی یوں دھجیاں اڑاتے ہیں۔ ؎

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
بلکہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے
پانچ ٹکوں کا ہے پابند شریعت کا امیر
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے [۲]

اور سنیے "بابائے صحافت" ظفر علی خاں ایڈیٹر و بانی زمیندار کی ایک نظم یہ بھی ہے ؎

ابن سعود کیا ہے؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر

---

[۱] چمنستان صفحہ ۱۸۷ [۲] ایضاً صفحہ ۳ ۔

اسلامیوں پر اس نے برسائیں گولیاں
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر [1]

یہی ظفر علی خاں ہیں جنہوں نے ابوالکلام آزاد دیوبندی کانگریسی کو یوں للکارا ہے

جہاں اسلام کا نام آئے تو خاموش رہتا ہے
قسم ہے مجھ کو اے آزاد تیری بوالکلامی کی

احرار کا جنازہ

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار
ناموس پیمبر کے نگہبان سے بیزار
اسی پر ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار
اسلام اور ایمان احسان سے بیزار
کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
احرار کہاں کہ یہ ہیں اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

چیگادڑ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے
ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے
سرکار مدینہ سے نہیں ان کا سروکار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

جا کر کہے ان سے کوئی اللہ کا بندہ
اور شرع کی تذلیل ہے احرار کا دھندا
جب دین کی حرمت کا گلے میں نہیں پھندا
پھر کیوں ہیں مسلمان سے چندے کے طلبگار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

کھاتا ہے مسلمان کوئی سینہ میں جو گولی
اسلامیوں کے خون سے جیلی کھیلنے ہولی
گالی اسے دیتی ہے یہ احرار کی ٹولی
احرار کو پھر آج سے کیوں کہیے نہ اشرار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

---

[1] نگارستان صفحہ ۲۵۲

سوجھی شہدا پر انہیں مردار کی پھبتی
توحید کے بیٹوں پر ہے احرار کی پھبتی
سکھوں کی پھبتی ہے نہ سرکار کی پھبتی
گمراہ ہیں خود اور ہمیں کہتے ہیں غلط کار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کو کوئی ڈھاوے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہاوے تو یہ خوش ہیں
مسجد کا نشاں کوئی مٹاوے تو یہ خوش ہیں
لاہور میں آثارِ قیامت ہیں نمودار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

(نگارستان ۲۳۱، ۲۳۲ - از مولوی ظفر علیخاں ایڈیٹر زمیندار لاہور)

بتایئے جناب دیوبندی ملاؤں کے تعارف کا بھی ظفر علیخاں نے حق ادا کیا ہے یا نہیں ــــ ؟

مطالعہ بریلویت صفحہ ۷۵ پر بعنوان "معرکہ صورتحال کی تحقیق" پر زبانی جمع وخرچ ہے الزام ہی الزام ہے کوئی حوالہ مذکور نہیں ہے اور سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کو مکفر المرتدین کی بجائے مکفر المسلمین لکھ کر اپنا جی راضی کیا ہے اسی طرح ص۷۶ پر بھی "آستانہ بریلی میں باریابی" کے زیر عنوان بلا دلیل وحوالہ وہی پرانی باتیں ہیں اور کسی کتاب کا کوئی حوالہ نہیں ہے صفحہ ۷۶ پر ہی بعنوان مولانا احمد رضا کا فیصلہ تفریق"! اس کا جان لیوا مرض ہے دیوانگی کے عالم میں وہی پرانی جگت بازی ہے کوئی حوالہ نہیں ہے اور ذیل میں پراپیگنڈہ کے انداز میں سعودی نجدی وہابی ائمہ کی اقتداء نہ کرنے کا رونا رویا گیا ہے مگر لفاظی ہی لفاظی ہے اور وہابیوں کا فتویٰ لکھدیا اور ملا نے تکفیر کردی ــــ بریلی میں کفر کی مشین لگی ہوئی ہے۔ سعودی عرب عالم اسلام کا دینی مرکز ہے۔ ان وہابی اماموں کے پیچھے لاکھوں مسلمان نماز پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ان پڑھ گنوار آدمی ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں۔ جھوٹا موٹا سہارا ڈھونڈ کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں ہم مصنف مطالعہ بریلویت سے پوچھتے ہیں کہ کیا نہیں وہابی نجدی حکومت نے نجدی وہابی ائمہ کی اقتدا میں نماز پڑھوانے

کے لیے پراپیگنڈہ سیکرٹری رکھا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں ہے لا اکراہ فی الدین۔ دین میں جبر نہیں۔ تم لوگوں نے کیوں سر دھڑ کی بازی لگا رکھی ہے۔ نجدی وہابی ائمہ کی اقتداء میں نماز پڑھنا ضروریاتِ دین یا ارکانِ اسلام یا ارکانِ نماز میں سے نہیں ہے۔ جیسے قرآن عظیم نازل ہوا یا حضراتِ انبیاء و مرسلین علیہم السلام مبعوث فرمائے گئے۔ اسی طرح نجدی وہابی ائمہ کوئی وحی آسمانی کی طرح آسمان سے نازل نہیں ہوتے یا انبیاء و مرسلین کی طرح مبعوث نہیں کیے گئے۔ نہ وہ مامور من اللہ۔ اس کتاب مطالعہ بریلویت میں جگہ جگہ سعودی حکومت نجدی وہابی ائمہ کا ڈھنڈورا پیٹا ہے۔ ہم اس موضوع پر انشاء اللہ تفصیل و جامعیت سے گفتگو کریں گے۔

ایک زناٹے دار حوالہ

سردست ہم مصنف مطالعہ بریلویت کی ضیافت طبع کے لیے ایک زناٹے دار حوالہ پیش کرتے ہیں جس کا جواب مصنف تو کیا اس کی آنے والی نسلیں بھی نہ دے سکیں گی۔ لیجئے سنیے اور جواب دیجئے۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی شیخ الحدیث و صدر مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں:۔

"شانِ نبوت و حضرتِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذاتِ سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں۔"[1]

دیکھیے! خوردبین کے شیشے والی عینک لگا کر پڑھیے اس عبارت میں صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے اقرار و اعتراف کیا ہے کہ وہابیہ نجدیہ "شانِ نبوت و حضرتِ رسالت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں" اور جو حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے بلکہ

---

[1] الشہاب الثاقب ص۴۷ چھاپہ دیوبند و چھاپہ لاہور۔

نہایت گستاخی کرے وہ یقیناً قطعاً کافر و مرتد بے ایمان، دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مولوی حسین احمد کے نزدیک وہابی نجدی شان نبوت و شان رسالت میں نہایت گستاخی کرنے والے ہیں اور ٹانڈوی صاحب کے نزدیک دوسرے لفظوں میں کافر و مرتد ہیں دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہیں تو جو شخص نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت گستاخ ہو دوسرے لفظوں میں کافر و مرتد ہو تو ایسے ائمہ کی اقتداء میں نماز کس طرح جائز ہے اور اس کی کیا دلیل ہے ؟ یا تو مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی قبر کو پیٹو اس کی ہڈیوں کو باہر نکالو کہ تم نے وہابی نجدی جیسے متقی لوگوں کو شانِ نبوت میں گستاخ کیوں کہا ہماری ناک کیوں کٹوائی یا پھر یہ ثابت کرو کہ نہایت گستاخی کا معنی نہایت تعریف و توصیف نعت و منقبت ہے — ؟ جب صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد وہابیوں کو شان رسالت و شانِ نبوت میں نہایت گستاخ مان رہا ہے وہ تو "مدنی" تھا مکہ مدینہ میں اس نے خود نجدیوں وہابیوں کو گستاخی کرتے دیکھا ہوگا تو وہابیوں کو گستاخ کہا، تو اب خود ہی بتاؤ ہم شانِ نبوت کے گستاخوں کی اقتداء میں نماز کیسے برباد کریں ؟ زبان حال سے کہو

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

جیسی اب ہے تیری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

یہ جھک بازی بھی تیری بہت اوچھی ہے۔ سعودی عرب عالم اسلام کا دینی مرکز ہے بلا شبہ حرمین شریفین طیبین عالم اسلام کے عظیم و جلیل بے مثال و لاجواب دینی ایمانی مرکز ہیں مگر معاف کرنا یہ مرکزیت حضور جانِ نور شفیع اُمت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے یا شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب نجدی اور آل سعود کی بنا پر ہے اور یہ عرب شریف یا حجاز مقدس کو سعودی عرب بنانے والے کون ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا نام محمدی عرب نہیں

رکھا سیدنا صدیق اکبر عتیق واطہر رضی اللہ عنہ نے اس ملک کا نام صدیقی عرب نہیں رکھا سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس ملک کا نام فاروقی عرب نہیں رکھا سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اس ملک کا نام عثمانی عرب نہیں رکھا۔ حضور سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ شیرِ خدا حیدر کرار نے اس ملک کا نام علوی عرب یا حیدر عرب نہیں رکھا تو یہ نجدی سعودی کون ہیں اور کس منہ سے اس عظیم ملک کو سعودی عرب قرار دے کر باپ دادا کی میراث بنا رہے ہیں اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ باقی رہا لاکھوں نماز پڑھتے ہیں کا معاملہ تو ہم عرض کریں گے کہ کروڑوں نہیں بھی پڑھتے اگر لاکھوں پر ہی فیصلہ ہے تو لاکھوں مسلمان سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد۔ سیدنا گنج بخش فیض عالم سیدنا سلطان الہند خواجہ غریب نواز۔ حضور سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدست اسرارہم کے مقدس مزاروں پر حاضری بھی دیتے ہیں۔ ـــــ سعودی نجدی وہابی ائمہ یہاں وہابیت پھیلانے، وہابیت نجدیت کو فروغ دینے فرقہ واریت کو ہوا دینے آتے ہیں۔ پاکستان میں اسلام کے بانی حضور داتا گنج بخش یا اس مملکت خداداد پاکستان کے بانی کے مزاروں پر حاضری نہیں دیتے۔ کیا وہ پاکستان کو مشرکوں قبر پرستوں کا ملک سمجھتے ہیں؟

مصنف نے پورا صفحہ ۷ بھی تکفیر کا رونا رو رو کر سیاہ کیا۔ جب صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد نے نجدی وہابی فرقہ کو شانِ نبوت میں نہایت گستاخ مان لیا تو واقعی مسئلہ یہی ہے جو حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہایت گستاخ ہوگا (معاذ اللہ) اس کو مسلمان جاننے والا بھی کافر و مرتد ہوگا۔ ـــــ شرح عقائد میں ہے: ـــــ

من شك فى كفره وعذابه فقد كفر ـــــ۔

مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۷۰ پر مولانا احمد رضا کا فتویٰ کفر۔ اور صفحہ ۷۹ پر مکہ میں جمعہ وعیدین ترک کرنا فرض دو سرخیاں ہیں صفحہ ۷۰ اور صفحہ ۷۹ کا نصف

زائد مسئلہ تکفیر پہ زبانی کلامی جھک ماری ہے اعلیحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ کسی ثبوت و حوالہ و دلائل سے نہیں جھٹلایا گیا لہٰذا جب کوئی حوالہ اور دلیل ہی نہیں تو کس چیز کو جھٹلایا جائے اور کس چیز کی تردید کی جائے۔ البتہ صفحہ ۹۰ پہ مرتدین کا ذکر کرتے ہوئے جو فتویٰ ہے .... ان کے مرد یا عورت کا تمام جہاں میں جس سے نکاح ہو گا مسلم ہو یا کافر اصلی ہو یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہو گا ..... ؟ چلو یہ اپنے دیوبندی فرقہ کے متعلق اپنے تحفظ میں تو کچھ اُلٹی سیدھی کہہ سکتا تھا مگر یہاں اس نے وہابی۔ رافضی۔ قادیانی۔ نیچری۔ چکڑالوی سب کے نکاحوں کی حمایت شروع کر دی اور فتویٰ کا بڑا منایا حالانکہ کم از کم وہابی قادیانی رافضی نیچری چکڑالوی فرقوں کی تو خود اس کے اپنے اکابر نے بھی تکفیر کی ہے (دیکھو برق آسمانی و برہان صداقت) مگر یہ شخص تمام باطل فرقوں کا طرفدار اور وکیل بنا ہوا ہے۔ یہاں اس نے تعجب سے پوچھا ہے کہ حیوان سے نکاح ہونے کی بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے اور فوراً لکھ دیا من وجد تموہ وقع علی بھیمۃ فاقتلوہ جامع ترمذی جلد اوّل ـــــ جامع ترمذی سے حوالہ کی مطابقت کیے بغیر ہم اس بے وقوف عقل سے پیدل علامہ کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اعلیحضرت نے کب اور کہاں لکھا ہے انسان اور حیوان کا نکاح ہو جاتا ہے ـــــ ؟ دماغ میں کیڑے پڑ گئے یا عقل کا خانہ خراب ہو گیا ...... انسان ہو یا حیوان (ان کا نکاح) محض باطل اور زنا خالص ہو گا ـــــ وہ تو استفتاء کے جواب میں عموماً جو تحقیق مسئلہ کے لیے بسا اوقات فرضی صورت میں بھی پوچھ لیا کرتے ہیں۔ ایسے نکاح کو محض باطل اور زنا خالص فرما رہے ہیں جیسے کوئی پوچھے خالہ سے نکاح ہو سکتا ہے۔ جواباً یہی کہا جائے گا یہ محض باطل ہے اور زنا خالص ہے یا اس قسم کے دوسرے الفاظ استعمال ہوں گے اور پھر یہاں حیوان مطلق مراد نہیں جس کا معنیٰ و مراد جانور ہے

بلکہ حیوان ناطق ہے جس کا معنیٰ بولنے والے حیوان یعنی آدمی ہے[1]۔

صفحہ ۷۹ اور صفحہ ۸۰ پر بھی وہابیوں کی اقتداء میں نماز کے مسئلہ پر زبانی کلامی گفتگو ہے سیدنا امام اہلسنت کے فتویٰ کو دلیل و حوالہ جات سے تحقیقی انداز میں نہیں جھٹلایا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جھوٹ ہی جھوٹ فریب ہی فریب

صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے :۔۔۔ شیطان بھی نماز پڑھتا ہے

لکھتا ہے مولانا احمد رضا خاں نقل کرتے ہیں ، میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے ۔۔۔۔۔۔ الخ

حالانکہ یہ واقعہ حضور اعلحضرت کا اپنا واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک سوال کا جواب ہے ۔۔۔۔ سوال تھا کہ حضور! کیا جنّ اور پری بھی مسلمان ہوتے ہیں؟ اس کے جواب میں اعلحضرت ارشاد فرماتے ہیں ہاں (اور اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف باسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی ۔ ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی ۔ سبب دریافت فرمایا عرض کی حضور! میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہوگیا تھا وہاں گئی تھی ۔ راہ میں میں (پری) نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے، میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے اس نے کہا شاید رب العزت تبارک و تعالیٰ میری نماز قبول فرمالے اور مجھے بخش دے ۔" لہذا جواباً عرض ہے کہ :۔

(۱) یہ اعلحضرت قدس سرہٗ کا اپنا واقعہ و مشاہدہ نہیں ۔

(۲) کسی کا نماز پڑھنا اور بات ہے قبول ہونا اور بات ہے ۔ نماز تو مرزائی ۔ قادیانی ۔ پرویزی ۔ چکڑالوی وغیرہ مرتدین بھی پڑھتے ہیں

---

[1] فیروز اللغات صفحہ ۲۸۹ ، ۲ ملفوظات حصہ اول ؛

جن کو مسلمان تو مسلمان خود مرتد بھی کافر و مرتد مانتے ہیں۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے یہ نہیں فرمایا کہ شیطان کی نماز قبول ہو گئی یا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی بلکہ محض پڑھنے کا ذکر ہے اور وہ پری کا مشاہدہ واقعہ ہے۔ پری کا وجود ہے یا نہیں تو تقویۃ الایمان ہی دیکھ لیجئے۔ شیطان اگر اپنی بخشش کی کوشش کرے تو اس میں اعلیٰحضرت یا کوئی اور کس طرح مداخلت کر سکتا ہے محض دکھاوے کے طور پر مرزائی قادیانی نماز پڑھے اور ہماری نظر بھی اس پر نماز پڑھتے وقت پڑ جائے تو اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ فلاں قادیانی نماز پڑھتا ہے یا پڑھ رہا تھا ہم جھوٹ نہیں بولیں گے اور صاف کہیں گے کہ قادیانی نماز پڑھ رہا تھا یہ نہیں کہیں گے کہ اس کی نماز بارگاہ الوہیت میں قبول ہو گئی ہے اور نماز پڑھنے میں بھی شیطان کے بہت مکر ہوتے ہیں ـــــ۔

سب کے ذبیحہ مردار حرام ہونے کا فتویٰ

یہاں بھی مصنف نے احکام شریعت صـ۱۲۲ کے حوالہ سے کہ "رافضی تبرائی وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلد قادیانی چکڑالوی نیچری ان سب کے ذبیحے حرام محض نجس و مردار قطعی ہیں اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس میں مانچسٹروی صاحب زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ہمارا دیوبندی فرقہ کا نام کیوں شامل کیا گیا ہے اور ہم اس کو مطمئن کر دیتے ـــــ خود اکابر دیوبند کی کتابوں میں فتاویٰ موجود ہے وہ خود بھی رافضی تبرائی وہابی غیر مقلد قادیانی (منکر ختم نبوت) چکڑالوی (منکر حدیث) اور نیچریوں کو کافر و مرتد گمراہ بے دین مانتے ہیں فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فتاویٰ رشیدیہ، امداد الفتاویٰ، عزیز الفتاویٰ وغیرہ دیکھ لیں۔ جب یہ سب خود ان کے اکابر کے نزدیک بھی گمراہ بے دین اور کافر مرتد ہیں تو پھر کافر کے ہاتھ کا ذبیحہ کون سی دلیل شرعی سے حلال و طیب ہو گیا۔ ایک شخص کو کافر بھی مانا جائے

پھر اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی نوش جان کیا جائے ۔۔ ایک شخص کو
مرتد اور گستاخ رسول بھی کہا جائے اور اُس کی اقتداء میں نمازیں
بھی پڑھی جائیں یہ کیا دینداری ہے ۔۔۔ ؟

کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

اگر مصنف چاہے تو ہم ان کے اکابر کے گھر سے بھی دلا سکتے ہیں قادیانیوں
تبرائیوں مرزائیوں چکڑالویوں نیچریوں کو کافر مرتد بے دین کہنا ثابت
کرسکتے ہیں۔ تو پھر یہ کس منہ سے ان کا ذبیحہ کوے کی طرح حلال سمجھ کر
ہڑپ کر جاتے ہیں۔ ان سب کے ذبیحہ حرام و مردار ہونے سے متعلق سیدنا
اعلیٰحضرت کے فتوٰی سے قبل مصنف مطالعہ بریلویت لکھتا ہے :۔۔۔۔

" مولانا احمد رضا کے ذوق تفریق نے جنازہ وغیرہ کے موقع پر مختلف
مسلک کے لوگوں کے مل بیٹھنے کے احتمالات بھی کمزور کر دیئے نکاح
شادی کی تقریبات پر ان کے ملنے کے مواقع بھی کمزور فرمائے ۔۔۔۔
۔۔ ان سب کے گھر کھانا بھی نہ کھا سکیں ۔۔۔۔۔۔ مولانا احمد رضا خاں
نے ہندوستان کے مسلمانوں پر باہمی خوشی غمی شادی و ماتم اور سماجی میل
ملاپ کے دروازے جس تفریق سے بند کئے ہیں۔" ؎

جناب والا! آپ مرزائیوں قادیانیوں شیعوں اور رافضیوں
چکڑالویوں کے کھانے کھانا چاہتے ہیں تو کھالیں فکر کس بات کی ہے
رونا کاہے کا ہے ۔۔ ؟ مگر محض اپنے کھانے اور پیٹ پوجا کے لئے قادیانیوں
رافضیوں منکر حدیث تک کے ذبیحہ کو حلال و طیب قرار نہ دیں اور محض
اپنے کھانے اور پیٹ پالنے کے لیے ان سب کو مسلمان قرار نہ دیں ۔۔۔۔

معاذ اللہ پھر مصنف نے ان سب فرقوں کو مسلمان مانا ہے یہ مصنف کی

؎ مطالعہ بریلویت صفحہ ۸۱ ؎

جن کو مسلمان تو مسلمان خود مرتد بھی کافر و مرتد مانتے ہیں۔ اعلحضرت امام اہلسنت نے یہ نہیں فرمایا کہ شیطان کی نماز قبول ہو گئی یا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی بلکہ محض پڑھنے کا ذکر ہے اور وہ پری کا مشاہدہ واقعہ ہے۔ پری کا وجود ہے یا نہیں تو تقویۃ الایمان ہی دیکھ لیجئے۔ شیطان اگر اپنی بخشش کی کوشش کرے تو اس میں اعلحضرت یا کوئی اور کس طرح مداخلت کر سکتا ہے محض دکھاوے کے طور پر مرزائی قادیانی نماز پڑھے اور ہماری نظر بھی اس پر نماز پڑھتے وقت پڑ جائے تو اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ فلاں قادیانی نماز پڑھتا ہے یا پڑھ رہا تھا ہم جھوٹ نہیں بولیں گے اور صاف کہیں گے کہ قادیانی نماز پڑھ رہا تھا یہ نہیں کہیں گے کہ اس کی نماز بارگاہ الوہیت میں قبول ہو گئی ہے اور نماز پڑھنے میں بھی شیطان کے بہیئے مکر ہوتے ہیں ــــــ۔

سب کے ذبیحہ مردار حرام ہونے کا فتویٰ یہاں بھی مصنف نے احکام شریعت صـ۱۲۲ کے حوالہ سے کہ "رافضی تبرائی وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلد قادیانی چکڑالوی نیچری ان سب کے ذبیحے حرام محض نجس و مردار قطعی ہیں اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں"۔۔۔۔ اس میں مانچسٹر وی صاحب زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ہمارا دیوبندی فرقہ کا نام کیوں شامل کیا گیا ہے اور ہم اس کو مطلق کہہ دیتے ــــــ خود اکابر دیوبند کی کتابوں میں فتاویٰ موجود ہے وہ خود بھی رافضی تبرائی وہابی غیر مقلد قادیانی (منکر ختم نبوت) چکڑالوی (منکر حدیث) اور نیچریوں کو کافر و مرتد گمراہ بے دین مانتے ہیں فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فتاویٰ رشیدیہ۔ امداد الفتاویٰ، عزیز الفتاویٰ وغیرہ دیکھ لیں۔ جب یہ سب خود ان کے اکابر کے نزدیک بھی گمراہ بے دین اور کافر مرتد ہیں تو پھر کافر کے ملحد کا ذبیحہ کون سی دلیل شرعی سے حلال و طیب ہو گیا۔ ایک شخص کو کافر بھی مانا جائے

پھر اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی نوش جان کیا جائے ۔ ایک شخص کو مرتد اور گستاخ رسول بھی کہا جائے اور اُس کی اقتداء میں نماز یں بھی جائیں یہ کیا دینداری ہے ۔۔۔ ؟

کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

اگر مصنف چاہے تو ہم ان کے اکابر کے گھر سے بھی دلائل قادیانیوں تبرائیوں مرزائیوں چکڑالویوں نیچریوں کو کافر مرتد بے دین کہنا بتا سکتے ہیں ۔ تو پھر یہ کس منہ سے ان کا ذبیحہ کتے کی طرح حلال سمجھ کر ہپ کر جاتے ہیں ۔ ان سب کے ذبیحہ حرام و مردار ہونے سے متعلق سیدنا اعلیٰحضرت کے فتویٰ سے قبل مصنف مطالعہ بریلویت لکھتا ہے :۔۔۔۔

"مولانا احمد رضا کے ذوق تفریق نے جنازہ وغیرہ کے موقع پر مختلف مسلک کے لوگوں کے مل بیٹھنے کے احتمالات بھی کمزور کر دیئے نکاح شادی کی تقریبات پر ان کے ملنے کے مواقع بھی کمزور فرما گئے .... ان سب کے گھر کھانا بھی نہ کھا سکیں ...... مولانا احمد رضا خاں نے ہندوستان کے مسلمانوں پر تا بھی خوشی غمی شادی و ماتم اور سماجی میل جول کے دروازے جس تفریق سے بند کئے ہیں ۔" [1]

جناب والا ! آپ مرزائیوں قادیانیوں شیعوں اور رافضیوں چکڑالویوں کے کھانے کھانا چاہتے ہیں تو کھالیں فکر کس بات کی ہے رکاوٹ کا ہے کا ہے ۔۔۔ ؟ مگر محض اپنے کھانے اور پیٹ پوجا کے لیئے قادیانیوں رافضیوں منکر حدیث تک کے ذبیحہ کو حلال وطیب قرار نہ دیں اور محض اپنے کھانے اور پیٹ پالنے کے لیے ان سب کو مسلمان قرار نہ دیں ۔۔۔۔

صفحہ ۸۱ پر مصنف نے ان سب فرقوں کو مسلمان مانا ہے یہ مصنف کی

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۸۱ ؎

اپنے اکابر سے خونریز تصادم کی بدترین مثال ہے۔ اُن کا تو ذریعہ معاش ہی بظاہر مرزائیوں قادیانیوں شیعوں رافضیوں کو کافر قرار دینا ہے جو نہ مانے وہ بھی کافر، یہ اُن کا مشن ہے مگر نا محمود مانچسٹر دی پی ایچ ڈی کی برطانوی ڈگری سے کہ سرکار برطانیہ کی شہ پر انگریزی کذّاب کی ہندوستانی اُمّت کو کھانا کھانے اور ماتم کرنے اور ان کی شادی بیاہ میں شریک ہونے کے لیے مسلمان مان رہا ہے — یہاں مُصنّف نے لکھا ہے مولانا احمد رضا خاں نے ہندوستان کے مسلمانوں پر ..... (صلاح) ہندوستان کا بالخصوص ذکر کرنا اس میں کیا راز ہے۔ کیا ہندو کانگریس اور گاندھی جی کی یاد تو نہیں تڑپا رہی کیا سنیجے گاندھی کے جشن صد سالہ دیوبند میں تقسیم ہونے والے کھانے کے پچاس ہزار پیکٹ تو یاد نہیں آرہے۔ ڈاکٹر اقبال سے معذرت کے ساتھ عرض ہے ؎

اے طائر دیوبندی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

(بتصرف بمقتضائے حال)

ہمہ گیر فتوے کفر کے ذیل میں مصنّف مولانا ابوالطاہر محمد طیّب داناپوری کے کتابچہ قہرالقادر سے

(۱) اسماعیل دہلوی (۲) احمد سعید دہلوی (۳) نذیر حسین دہلوی (۴) قاسم نانوتوی (۵) رشید احمد گنگوہی (۶) اشرف علی تھانوی (۷) حسین احمد اجودھیا باشی (۸) عطاء اللہ بخاری (۹) ابوالکلام آزاد (۱۰) عبدالشکور کاکوروی (۱۱) شبیر احمد عثمانی (۱۲) کفایت اللہ شاہجہانپوری (۱۳) عبدالماجد دریاآبادی (۱۴) سر سیّد احمد خان (۱۵) محمد علی جناح (۱۶) عنایت اللہ مشرقی (۱۷) حسن نظامی (۱۸) ڈاکٹر اقبال (۱۹) محمد علی جوہر (۲۰) عبدالغفار سرحدی گاندھی۔ پر ایک فتویٰ نقل کیا ہے۔

مختصر جواب یہ ہے :—

اوّل تو ہمارے نزدیک مولانا ابوالطاہر محمد طیب داناپوری
کی وہ حیثیت نہیں جو اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ امام
سیدنا حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب بریلوی —
صدر الصدور صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی — صدر الافاضل مولانا
نعیم الدین مرادآبادی — مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خان بریلوی۔
علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی۔ برہان ملت جبل پوری —
ملک العلما فاضل بہاری — علامہ ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ
محدث لاہوری — پیر جماعت علی شاہ علی پوری قدست اسرارہم
کی ہے اس لیے وہ سو فیصد ہمارے لیے حجت اور دلیل نہیں ہیں۔

دوم یہ کہ مذکورہ بالا ترتیب کے اعتبار سے نمبر ۱ تا نمبر ۱۳ دیوبندی
وہابی غیر مقلد ہیں ان کے متعلق ہمارے اکابر کے متفقہ فتاوی پورے
دلائل حقائق و شواہد کے ساتھ بمعہ حوالہ جات کتب بار بار چھپ چکے
ہیں۔ ہمارے خیالات اخفا میں نہیں واضح ہیں ان کو جو کچھ کہا گیا ان
کا ثبوت بہت کتابوں میں مرقوم و موجود ہے باقی رہے سرسید صاحب۔
بانی پاکستان محمد علی جناح۔ عنایت اللہ المشرقی۔ حسن نظامی۔ ڈاکٹر اقبال
محمد علی جوہر۔ سرحدی گاندھی۔ ان میں سے بعض نے اپنے قابل اعتراض
خیالات سے رجوع فرمایا اور بعض ایسے ہیں جن پر خود دیوبندی وہابی
مولویوں اور مفتیوں کے کفر و ضلالت و گمراہی کے فتاوی ہیں اور بعض ایسے
ہیں جن کے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف فتاوی اور بیانات ہیں
تو یہ کوئی مصنف کا بہت بڑا جال نہیں کہ جس سے نکلا نہ جائے اس جال
اور اس جال کا تار پود ہم نے برہان صداقت میں بکھیر کر رکھ دیا ہے تفصیل
برہان صداقت بر نجدی بطالت میں ملاحظہ ہو۔ مختصر عرض ہے :—

سرسید احمد خاں علی گڑھی پر مولوی اشرف علی تھانوی کا فتوی

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں، "ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی یہ نیچریت زینہ ہے اور جڑ ہے الحاد و بے دینی کی اس سے پھر شاخیں چلی ہیں یہ (مرزا غلام احمد) قادیانی اس نیچریت ہی کا اول شکار ہوا اور آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ اُستاد یعنی سرسید احمد خاں سے بھی بازی لے گیا۔[1]"

"سرسید نے ایک کعبہ تیار کیا تھا اب علماء کو بُلا بُلا کر اس کو کعبہ بنانا چاہتے ہیں۔ یہ اُن لوگوں کے خیالات ہیں جس پر مسلمانی کا دعوی ہے اور قوم کے ریفارمر کہلائے جاتے ہیں۔ اب اگر علماء ان حرکات پر کچھ کہتے ہیں تو اس پر کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کا مشغلہ یہی ہے کہ بیٹھے ہوئے کافر بنایا کریں۔ یہ الزام ہے علماء پر میں کہا کرتا ہوں کہ علماء کافر بناتے نہیں کافر تو خود ہوتے ہیں علماء ان کا کافر ہونا بتا دیتے ہیں۔[2]"

سرسید احمد خاں پر مولوی انور کاشمیری کا فتوی

سرسید ھو رجلٌ زندیقٌ ملحدٌ او جاھلٌ ضالٌ۔ یعنی سرسید وہ بے دین ہے ملحد ہے یا جاہل گمراہ ہے۔[3]"

بانی پاکستان محمد علی جناح پر مولوی حسین احمد صدر دیوبند کا فتوی

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کہتے ہیں:—
"نئی دہلی ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ ۱۰۶ [2] ایضاً جلد ۴ صفحہ ۴۹ [3] (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

مولانا حسین احمد مدنی صاحب (صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند و صدر جمعیت العلمائے ہند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں جو فتویٰ دیا تھا ؟[۱]

وقار انبالوی نوائے وقت کی شہادت

نوائے وقت کے کالم نگار اور شاعر جناب وقار انبالوی نے اس نا قابل تردید حقیقت کو اور زیادہ انداز میں کھول کر رکھ دیا لکھتے ہیں :-

"علماء دیوبند کی اکثریت بلکہ غالب اکثریت حضرت قائد اعظم سے سوءظن رکھتی تھی ۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے ہمنوا (چند) علماء کے سوا سبھی مخالفت کا اظہار کرتے تھے ...... سبھی مسلم لیگ اور قائد اعظم کا نام لے کر ایسی جلی کٹی سناتے تھے جو کسی غیر مسلم کے منہ بھی زیب نہ دیتی مثال کے طور پر قائد اعظم کو انہی (دیوبندی) بزرگوں نے کافر اعظم کہا"......[۲]

مولوی عطاء اللہ بخاری اور مولوی حبیب الرحمٰن کا مسلم لیگ اور قائد اعظم پر فتویٰ

مصنف مطالعہ بریلویت حشالہ محمود مانچسٹروی نے جھوم جھوم کر وجد کی سی کیفیت میں بار بار لکھا ہے :-

"مولانا ظفر علی خاں اہل دل لوگوں میں سے تھے ۔ مولانا ظفر علی خاں اہل دل ہونے کی خصوصیات رکھتے تھے"[۳]

اب ہم مصنف مانچسٹروی کے اسی اہل دل ممدوح سے ثابت کرتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۳؎ تیمیۃ البیان المشکلات القرآن ص ۳۲ ۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) ۱؎ مجموعہ خطبات عثمانی مکالمۃ الصدرین ص ۳۵ ۲؎ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۷۹ء ۳؎ مطالعہ بریلویت ص ۷۵

دیوبندی احرار شریعت کے امیر عطاء اللہ بخاری اور مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کیا کیا فتوے جھاڑ رہے تھے" اہل دل مولانا ظفر علی خاں یہ راز افشاء کرتے ہیں، ملاحظہ ہو :۔

"احرار کی شریعت (دیوبندیہ) کے امیر مولانا سید عطاء اللہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو لوگ (پاکستان کے لیے) مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں او کما قال پھر میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آتے کہ دانت پیسے جاتے تھے، غصہ میں آکر ہونٹ چباتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ دس ہزار جینا (محمد علی جناح) اور (مولانا) شوکت (علی) اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں"۔ [1]

مُصنّف بتائے کہ سؤر اور سؤر کھانے والے مسلمان ہوتے ہیں یا کافر؟ دس ہزار محمد علی جناح اور دس ہزار شوکت پنڈت جواہر لال نہرو (مشرک بُت پرست کافر) کی جُوتی کی نوک پر قربان کرنے کا سیدھا سادہ مطلب ہے کہ محمد علی جناح اور مولانا محمد علی جوہر کے بھائی مولانا شوکت علی پنڈت نہرو جیسے کافر و مشرک سے بھی دس ہزار گنا زیادہ کافر و مشرک تھے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی ابوجہل کافر جمعیت علماء ہند کے علماء کا متفقہ فتویٰ

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کہتے ہیں ؎

"دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کیے، جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔" [2]

---

[1] چمنستان صفحہ ۱۶۵ از اہل دل ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور۔
[2] مکالمۃ الصدرین صفحہ ۳۳ ؎

بتایا جائے ابوجہل کا فرد مشرک تھا یا مومن مسلمان۔؟

دیوبندی امیر شریعت پر دیوبندی شیخ التفسیر کا فتوےٰ[1]

عامر عثمانی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں کہ کسی صاحب نے (عطاء اللہ بخاری) کا ایک شعر ؎

ز کاف کعبہ تا کراچی ——— ٭ سراسر کفر و کفرستان گفتم[1]

لکھ کر (دیوبندی) شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری سے پوچھا یہ شعر کیسا ہے اور اس کے لکھنے والے کے بارے میں کیا رائے ہے ——؟ مولوی صاحب (احمد علی لاہوری) نے جواب لکھا: ———

"یہ شعر نہایت ذلیل و خبیث ہے اس کا لکھنے والا بصیرت سے محروم ہے مودودی کا بھائی ہے بد قسمت بے بصیرت بالکل چھوٹا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح تاویلیں کرنے والا کفران نعمت کرنے والا غیر سچا مسلمان ہے۔[2]"

یاد رہے کہ مدرسہ دیوبند کے مفتیان کا ۱۳ اپریل ۵۱ء کا فتویٰ ہے "مودودی اور جماعت اسلامی اپنے اسلاف یعنی مرزائیوں سے بھی زیادہ مسلمانوں کے دین کے لیے زیادہ ضرر رساں ہے"۔ جس پر مفتی محمد اعجاز علی امروہوی مفتی دیوبند اور مولوی فخرالحسن مدرس دارالعلوم دیوبند کے دستخط اور دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کی مہر ہے ۱۹ جمادی الثانیہ ۱۳۷۰ھ۔

اب مصنف خود دیکھ لے کہ امیر شریعت دیوبند۔ دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی لاہوری کے فتویٰ سے مودودی اور غلام احمد قادیانی سے بدتر ہو گئے یا نہیں ——؟ کافر و مرتد کہنے میں کتنی کسر باقی رہ گئی ہے ——؟

ڈاکٹر اقبال کا عقیدہ

ڈاکٹر اقبال نے لکھا ہے ؎

مریم از یک نسبت عیسٰی عزیز ٭ از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

---

[1] خطبات احرار [2] ماہنامہ تجلی دیوبند مطابق ماہ اپریل ۱۹۵۷ء

نورِ چشم رحمۃ اللعالمین	آں امام اوّلین و آخرین
بانوئے آں تاجدار ھل اتیٰ	مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

یہاں ڈاکٹر صاحب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مشکل کشا مان رہے ہیں۔

علی مشکل کشا کہنے پر اکابر دیوبند کے فتاویٰ

مولوی غلام خاں دیوبندی آف راولپنڈی لکھتا ہے:

"کوئی کسی کے لیے حاجت روا مشکل کشا کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد (مشکل کشا ماننے) والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں ایسے عقائد پر مطلع ہو کر جو انہیں (حضرت علی کو مشکل کشا ماننے والوں کو) کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔"[1]

تقویۃ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ بہشتی زیور میں بھی حضرت علی کو مشکل کشا ماننے پر کفر و شرک کا فتویٰ لگایا گیا ہے۔ معلوم ہوا ڈاکٹر صاحب دیوبندی وہابی نام نہاد مفتیوں اور ملاؤں کے اس فتویٰ کی رُو سے کافر و مشرک ہیں۔

ابو الکلام آزاد

آزاد لکھتا ہے:

"میں خود سرسید کا نہ صرف معتقد اعمیٰ (اندھا پیروی کرنے والا) تھا بلکہ تقلید کے نام سے پرستش کرتا تھا۔"[2]

مولوی اسمٰعیل دہلوی کا فتویٰ

مصنف تقویۃ الایمان نے لکھا ہے:

"معتقد کے حق میں تقلید ہی کافی جاننا اور تحقیق ضروری نہ سمجھنا اس بات کو کفریات میں شمار کیا گیا ہے۔"[3]

تذکیر الاخوان میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے اس فتویٰ کفر کی زد براہ راست ابو الکلام آزاد پر پڑتی ہے۔ اور ابو الکلام نے خود اعتراف کیا ہے کہ "میں تقلید کے

---

[1] جواہر القرآن ص۱۳۰ از مولوی غلام خاں [2] آزاد کی کہانی ص۳۸۳۔
[3] تذکیر الاخوان ص۸۹۔

ام پر سر سید کی پرستش کرتا تھا" پرستش کا معنی پوجا اور عبادت ہے دیکھو
فیروز اللغات ص ۱۶۵ معلوم ہوا ابوالکلام خود اپنے بقول سر سید کی پوجا اور عبادت
کرتا تھا تو ایسے شخص کے متعلق جو اللہ واحد قہار کے سوا کسی دوسرے کی پرستش پوجا اور
عبادت کرے۔ شریعت دیوبندیہ میں شرعی حکم کیا ہے ——؟ ابوالکلام کو چھوڑ کر ہی
یاد و صاف مرجع حکم شرعی کیا ہے ؟" مقصد یہ کہ اصل درد تو اس مصنف مجہول کو اپنے
اکابر دیوبند کی تکفیر پر ہے اور دوسرے لوگوں کو یہ خواہ مخواہ بیچ میں گھسیٹ لایا ہے جبکہ وہ حضرات
کی تکفیر قرآن و حدیث سے کی گئی ہے پس مصنف کے اکابر دیوبند بھی کافر و مشرک سمجھتے ہیں جیسا کہ اوپر مذکور کتب سے لیا گیا

مولانا محمد علی جوہر و مولانا شوکت علی

دینی مذہبی مسلکی اختلاف نہ تھا ابتداءً وہ گاندھی کے ہمنوا اور
ہندو کانگریس میں شامل تھے اور خلافت کمیٹی کے عہدہ دار تھے مگر بعد میں وہ
سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ کے دلائل سے مطمئن ہوئے اور بریلی شریف حاضر
ہو کر زیارت و ملاقات کا شرف حاصل کیا اور خود رجوع فرمایا یہ واقعہ صفر المظفر
۱۹۶۵ء میں روزنامہ کوہستان لاہور کے ایڈیشن کے صفحہ ۲ پر چھپ چکا ہے اور پھر
خلیفہ اعلیٰحضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے مولانا محمد علی جوہر سے دہلی میں اُن کے مکان پہ ملاقات کی اور مولانا شوکت علی
صاحب خود مراد آباد جامعہ نعیمیہ میں صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ — گاندھی کی ہمنوائی اور ہندو کانگریس سے دستبردار ہونے کا اعلان فرمایا
اور اپنا توبہ نامہ اخبار ہمدم میں چھاپ دیا۔ علی برادران کے علی الاعلان توبہ و
رجوع کے بعد اُن پر کوئی فتویٰ باقی نہ رہا اُن پر ویسے بھی اعتقادی و مسلکی بنیاد پر
فتویٰ نہ تھا وہ سُنّی صحیح العقیدہ تھے اور مولانا مفتی عبدالباری فرنگی محلی کے مرید تھے
جب اُن کے پیر مفتی عبدالباری صاحب فرنگی محلی نے ہندو کانگریس سے اور گاندھی
گردی سے توبہ کی تو اُن کے مریدین علی برادران بھی کانگریس سے علیحدہ ہو گئے حالانکہ
مولانا علی برادران نے نہ تو تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان طرز

کی گستاخانہ کتب تصنیف کی تھیں نہ گستاخیوں پر اصرار کیا تھا مگر پھر بھی سیاسی غلطیوں سے توبہ اور رجوع الی الحق ان کا عظیم کارنامہ ہے۔ اسی طرح دوسرے حضرات پر بھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔

مُصنّف نے صفحہ ۸۳ تک اسی قہر القادر کے ہی اقوال کو لفاظی میں لپیٹ کر گھسیٹا ہے اور بانیٔ پاکستان محمد علی جناح اور ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ کی بات کی ہے حالانکہ ان باتوں کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ البتہ رئیس المحدثین علامہ سیّد محمد دیدار علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے نام سے ایک فتویٰ ص۸۳ کے ذیل میں ذکر کیا ہے مگر نہ فتویٰ اور استفتاء کا متن ہے نہ کتاب کا حوالہ و صفحہ موجود ہے حاشیہ پر قہر القادر اور تجانب اہلسنّت کا حوالہ ہے مگر ان دونوں ہی کتابوں میں حضرت علامہ سیّد دیدار علی صاحب قدس سرہٗ العزیز کا نام اور فتویٰ موجود نہیں ہے بلکہ یہ کتابیں تو حضرت رئیس المحدثین ممدوح کے وصال کے بعد شائع ہوئی ہیں ——

حقیقتِ حال مختلف سیاسی جماعتوں اور سیاسی لیڈروں پر جو فتاویٰ احکام نور یہ شرعیہ بر مسلم لیگ یا الجوابات یا قہر القادر وغیرہ سے مُصنّف نے صفحہ ۸۵ و صفحہ ۸۶ پر نقل کیے ہیں اس میں لیگ اور کانگریس دونوں پر فتاویٰ محض اس لیے ہیں کہ اس میں دیو بندی وہابی اور دوسرے بد مذہب فرقے شامل ہیں جن کی شدید ترین توہین آمیز گستاخانہ عبارات و عقائد حدِ کفر و ارتداد تک پہنچے اور انہیں توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی —— ہندو کانگریس اور مسلم لیگ میں دیوبندی اور رافضی گھسے ہوئے تھے۔ مثلاً حسین احمد مدنی۔ کفایت اللہ دہلوی۔ ابوالکلام آزاد۔ عطاء اللہ بخاری وغیرہ کانگریس کے ہمنوا تھے اور ادھر لیگ میں آخر وقت مولوی شبیر احمد عثمانی اور ظفر احمد عثمانی وغیرہ آ گئے تھے۔ یہ فتاویٰ کسی لالچ یا مالی دنیوی منفعت کے تحت نہیں دیئے گئے جو وہابیوں کا شعار و معمول ہے۔ صفحہ ۸۵ پر

الطاف حسین حالی اور اس سے متقبل کسی صفحہ پر شبلی نعمانی پر فتویٰ کی بات بھی کی گئی۔ حالانکہ یہ لوگ کوئی معصوم ملائکہ مقربین نہیں ہیں اور پھر شبلی نعمانی پر مفتی کفایت اللہ دہلوی نے ۱۳۳۲ھ میں فتویٰ دیا اور یہ فتویٰ تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپا اور مولوی انور کاشمیری دیوبندی نے مقدمہ مشکلات القرآن ص۳۲ میں لکھا ہے :—

وانما ابوح علی عین الناس اذ لیس من الدین ان نخفی عن کافر۔ یعنی میں شبلی نعمانی کی یہ بد عقیدگی اور بد مذہبی لوگوں پر اس لیے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں ہے۔[1]"

ادھر مسٹر الطاف حسین حالی نے حیات جاوید حصہ دوم ص۲۵۶ تا ص۲۶۳ میں سرسید کے ہولناک لرزہ خیز و شرمناک کفریہ عقائد نقل کئے ہیں۔ مصنف مطالعہ بریلویت نے الطاف حسین حالی کو تو کچھ نہیں کہا حالانکہ علمائے اہلسنت سے زیادہ شدت کے ساتھ حالی نے سرسید کے کفریہ عقائد بیان کیے ہیں۔ جہاں تک لیگ اور لیگی قائدین پر بعض علماء کے فتاویٰ کا تعلق ہے اور جس کا مصنف بار بار پراپیگنڈہ کے انداز میں ذکر تو ضرور کرتا ہے مگر یہ نہیں لکھتا کہ خود دیوبند کے کانگریس پرست ملاؤں خصوصاً مولوی حسین احمد ٹانڈوی صدر و شیخ الحدیث دیوبند نے قائداعظم کو کافر اعظم اور مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا تھا۔[2]

بے سروپا افترات

مصنف نے مسئلہ تکفیر پر آنسو بہا بہا کر متعدد صفحات سیاہ کر دینے کا شکوہ کہ تکفیر کی بجائے وجہ تکفیر تنقیص الوہیت توہین شان رسالت پر بھی ملول قلب کے ساتھ

---

[1] مقدمہ مشکلات القرآن از انور کاشمیری [2] مکالمۃ الصدرین ص۳۷ ۔

آنسو بہاتا مگر اسے تنقیص و توہین کا نہ غم ہے نہ ملال ہے۔ ملال ہے تو اسے اکابر کی تکفیر کا ہے۔ جب اسے یہ محسوس ہوا کہ لوگ اکابر دیوبند کی تکفیر تو اس کی وجہ سے صحیح قلب سے قبول کر چکے ہیں اور گستاخانِ دیوبند کی تکفیر پر اشتعال دلانے سے عوام مشتعل نہیں ہوتے تو اب سیاسی لیڈروں کی تکفیر کو عنوانِ کلام بنا کر واویلا کر رہا ہے۔ پنجابی میں کہتے ہیں :—

ع روندی اے یاراں نوں لے لے بھراواں دا ناں

یعنی بدمعاش عورت اپنے یاروں کو بھائیوں کا نام لیکر روتی ہے۔ درد تو اس کو ہے اصنام دیوبند کی تکفیر کا اور ماتم کر رہا ہے سیاسی لیڈروں کی تکفیر کے نام پر سیاسی لیڈروں سے مصنّف کی کونسی رگ ملتی ہے—!

مصنّف نے ایک حوالہ الاستمداد علی اجیال الارتداد صاف سے دیا ہے کہ "وہابیہ پر قطعی لازم ہے کہ اپنے ہر ہر فرد کو کافر مانیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مثلاً دہلوی، گنگوہی، نانوتوی و تھانوی یقیناً کافر و مرتد ہیں"[1] اس پر حاشیہ آرائی کہ اپنے ایک ایک فرد کو بلکہ اپنے بچے بچے تک کو کافر مانیں

ع اندھے کو اندھیرے میں بہت دُور کی سوجھی

اوّل تو یہ آخری الفاظ الاستمداد علی اجیال الارتداد کی عبارت کا حصّہ نہیں اور پھر اس میں جو کچھ ہے وہ الزاماً ان کے اپنے اقوال کی بنا پر ہے غالباً اب تنگ آکر مصنّف کو رضا کارانہ طور پر خود کافر بننے اور اپنے بچے اور گھر کے ہر فرد کو کافر بنانے کا جنون طاری ہو گیا ہے۔ مرتا کیا نہ کرتا حالانکہ تکفیر سے بچنے کا فارمولا تو بہت مختصر سا ہے۔ جن مولویوں نے اپنی زندگی میں گستاخانہ عبارات سے توبہ نہ کی اور رجوع نہ کیا بس ان گنتی کے چار پانچ مولویوں کی قربانی دو اُن کی محبت کو نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۸۷؛

...ت وعظمت پر قربان کر دو ان سے دستبردار ہو جاؤ۔ گنتی کے چار پانچ
...ویوں کی قربانی دے کر ملتِ اسلامیہ کے وسیع تر مفاد اور آخرت کی
...ائی کے علاوہ ملک وقوم کو فتنہ وشر سے بچا لو۔ جب تم ان سے دستبردار
...گئے تو کسی پر بھی تکفیر کا حکم شرعی باقی نہ رہے گا۔ یہ ہم اس لیے مودبانہ
...یانہ عرض کر رہے ہیں کہ کافر کو کافر اور مسلمانوں کو مسلمان ماننا ضروریات
...ین سے ہے۔ یہ کوئی ختم فاتحہ عرس ومیلاد کا معاملہ نہیں بلکہ شانِ الوہیت
...وعظمتِ رسالت کا معاملہ ہے۔ ملتِ اسلامیہ اور اتحادِ امت کا تمہیں
...اگر اتنا درد ہے اتنا غم ہے اور صرف چار پانچ مولویوں کی قربانی نہیں دے
...سکتے اس قدر ضد اور ہٹ دھرمی بھی اچھی بات نہیں ہے اپنے آپ کو اور
...اپنی آئندہ نسلوں کو تفرقہ وفتنہ فساد سے بچا لو قبر وحشر میں مولوی ملاؤں کی
...محبت کام نہیں آئے گی بار بار غور کیجئے "ضد وعناد کا بھوت اتار پھینکئے"۔

مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۸۷ پر بھی ایک عنوان "تھوک پیمانے پر تکفیر" ہے
...دیا کہ سُنی بریلوی علماء وہابیہ دیوبندیہ کی تکفیر پرچون نہیں تھوک کے حساب
...سے کرتے ہیں۔ آپ تھوک کے حساب سے تکفیر لینے والے ہوتے اور تکفیر تھوک
...پرچون لینا وہی ہے جو تھوک یا پرچون کے حساب سے توہین کرے تو مصنف
...مطالعہ بریلویت کے اکابرین تھوک پیمانے پر توہین کرنے والے ہیں اور تھوک
...پیمانے پر تکفیر لینے والے ہیں جیسا منہ ویسا تھپڑ۔

صفحہ ۸۸ پر ایک حوالہ آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف سیدنا
شاہ اسماعیل میاں قدس سرہٗ اور تاج العلماء سیدی شاہ محمد میاں قدس
سرہٗ کا ہے۔ بلاشبہ یہ وصیت صحیح مبنی بر حقیقت ہے اور حق ہے اور مصنف
نے بھی حوالہ تو نقل کر دیا مگر اس پر اعتراض نہ کیا لہذا کیا جواب دیا جائے اور
اسی طرح صفحہ ۸۹ پر سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی ایک نصیحت چھاپا شریف
...ت ہے اور ایک فتویٰ حضرت علامہ قاری مفتی محبوب علی خاں صاحب لکھنوی

علیہ الرحمۃ کا نقل کیا۔ ان دونوں فتاویٰ اور نصیحت کو ہم قبول کرتے ہیں حق ہیں صحیح ہیں۔ مصنف نے بھی محض نقلیں آتاری ہیں منہ چڑایا ہے کوئی معقول بحوالہ رد نہیں کیا وصایا شریف کے حوالہ کا صفحہ نمبر سے محروم ہے اور حضرت مفتی بمبئی مرحوم کے فتوےٰ کا حوالہ مطلقاً موجود ہی نہیں لہذا جواب کس بات کا دیا جائے ــــ؟ البتہ وصایا شریف کی عبارت پر مصنف کو شاید اس لیے زیادہ درد محسوس ہو رہا ہے کہ امام اہلسنّت نے یوں کیوں فرمایا "ان سے بچو دُور بھاگو دیوبندی ہوئے رافضی ہوئے نیچری ہوئے وہابی ہوئے چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے "گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔۔۔۔۔ ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ ــــ"! غالباً مصنف کو یہاں دورہ پڑا کہ گاندھویوں کو بُرا کیوں کہا، کیونکہ انگریز کے بعد ان کا سب سے بڑا حاجت روا اور ولیٔ نعمت تو گاندھی تھا۔

صفحہ ۹۰ اور ۹۱ بھی زبانی کلامی جمع خرچ کی نذر ہے نہ کوئی حوالہ نہ دلیل

مولوی اسماعیل کی عدم تکفیر ایک بڑا تیر

صفحہ ۹۰ تا صہ ۱۳ اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی مصنف تقویۃ الایمان کی تکفیر نہیں کی اس سلسلہ میں عدم تکفیر پر حضور اعلحضرت قدس سرہٗ کی تصانیف، الکوکبۃ الشہابیہ سبحان السبوح۔ سل السیوف الہندیہ۔ تمہید ایمان وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں ؛

(۱) کبھی کہتا ہے کہ اعلحضرت کی نظر میں صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان کی عبارات صحیح تھیں ان میں کفر نہ تھا۔

(۲) کبھی کہتا ہے اعلحضرت نے مولوی اسماعیل کو مسلمان مان لیا۔

(۳) کبھی کہتا ہے "شاہ اسماعیل شہید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث

لوی کے بھتیجے تھے اور شاگرد تھے ان کے شیخ طریقت اور قائد تحریک
د حضرت سید احمد حضرت شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز تھے اس علمی و
حانی وابستگی سے مولانا اسماعیل شہید کو کافر قرار دینا کوئی آسان بات
تھی ؎۔"

جواباً عرض ہے کہ یہ سب اس کی ذہنی فکری الجھنیں ہیں اور لزوم
فر و التزام کفر کے معنی سے قطعاً بے خبری و لاعلمی کی دلیل ہیں سیدنا
علیحضرت امام اہلسنت اور دیگر اکابر اہلسنت نے کبھی بھی اور کہیں بھی
تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم کی گستاخانہ عبارات کو ایمان و اسلام
قرار نہیں دیا۔ اور نہ اِن کتب کے مصنف کو مسلمان قرار دیا۔ تکفیر سے سکوت
ور کف لسان کا یہ مطلب نہیں کہ کسی کو مسلمان مان لیا اور اسکی گستاخانہ
عبارات عین ایمان و عین اسلام بن گئیں۔ بلکہ مصنف تقویۃ الایمان
کی تکفیر سے سکوت (یعنی خاموشی) محض اس لیے تھی کہ مولوی اسماعیل
ہلوی کی تقویۃ الایمان کی عبارات سے توبہ مشہور ہے سیدنا مجدد اعظم
سرکار اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ اور دیگر اکابر اہلسنت نے اس لیے
کف لسان فرمایا (یعنی کافر کہنے سے زبان کو روکا) اور یہ توبہ کی شہرت
بھی اہلسنت کے طرف سے بڑھکر خود وہابیوں دیوبندیوں میں تھی۔

فتاویٰ رشیدیہ کی شہادت

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کسی نے پوچھا کہ:۔

سوال: ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے
انتقال کے وقت بہت سے گواہوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے
توبہ کی ہے آپ نے بھی کہیں یہ بات سُنی ہے یا محض افترا ہے؟

ؔ ۱ مطالعہ بریلویت صفحہ ۹۴ ؎

جواب : (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جواب دیتے ہیں) توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افتراء اہل بدعت کا ہے[1]"

یہاں مولوی رشید احمد گنگوہی کی ستم ظریفی اور دھاندلی دیکھئے کہ اُن کے اپنے ہی دیوبندی وہابی مکتب فکر کا آدمی سوال کرتا ہے دیوبندی وہابی اصول پر

(۱) اگر وہ سائل سُنّی بریلوی ہوتا تو سُنّی بریلوی علماء سے سوال کرتا سُنّی علماء کو اس نے بدعتی سمجھا اس لیے سیدنا اعلحضرت و دیگر علماء اہلسنّت سے سوال کرنے کی بجائے اپنے دیوبندی وہابی عالم سے سوال کیا۔

(۲) سائل اپنے سوال میں مولوی اسماعیل کو شہید لکھ رہا ہے سُنّی بریلوی تو مولوی اسماعیل کو شہید نہیں قتیل کہتے ہیں۔ اس شہید لکھنے سے بھی پتہ چلا کہ وہ سائل دیوبندی وہابی تھا۔

(۳) سائل خود اقرار و اعتراف کر رہا ہے کہ "ایک بات یہ مشہور ہے اس نے عام شہرت سُنی اور دیکھی ہوگی کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے گواہوں کے رُوبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے سائل بہت سے گواہوں کی بھی شہادت دے رہا ہے۔

جب اس طرح عام شہرت سے توبہ کی ہو جائے تو مفتی شریعت قاضی شرع عالم دین پر لازم ہے کہ وہ اس عام شہرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی کو کافر کہنے سے سکوت اختیار کرے۔ تکفیر سے کف لسان کرے (یعنی زبان کو روکے) اس لیے اعلحضرت قدس سرہٗ العزیز نے سکوت فرمایا دوسری وجہ سکوت کی یہ بھی ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور اعلحضرت امام اہلسنّت کا زمانہ وعہد ایک نہیں۔ اعلحضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ مولوی اسماعیل پر اتمام حجت نہ کر سکے یعنی مولوی اسماعیل کو ان کی گستاخانہ کفریہ عبارات پر دلائل شرعیہ کی

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ مبوب حصہ اول صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲۔

دشتی میں مطلع اور آگاہ نہ کرسکے جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی صاحب۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحبان کو امام اہلسنت اعلیحضرت قدس سرہٗ نے ان حضرات کو ان کی کتابوں کی گستاخانہ کفریہ عبارات وکلمات پر بار بار مطلع کیا ہر طرح سے اتمام حجت کیا خطوط اور رجسٹریاں بھیجیں مگر وہ کسی طرح باز نہ آتے اپنے کفریہ اصرار کرتے رہے توہین و تنقیص کو ایمان و اسلام گردانتے رہے اس لیے آپ ان اپنے من عر علماء دیوبند کی تکفیر پر مجبور ہوتے۔ ــــ باقی یہ خام خیالی ہے اور محض دل بہلانے والی بات ہے کہ مولوی اسماعیل شاہ عبدالعزیز کے شاگرد اور بھتیجے تھے شاہ ولی کے پوتے تھے اور فلاں کے وہ تھے۔

کنعان حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ ابوجہل اور ابوطالب حضور سیدِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ ان مقدس نسبتوں کے باوجود ہم اہلسنت ابوجہل۔ ابوطالب۔ ابولہب اور کنعان وغیرہ کو مسلمان نہیں سمجھتے اور علی الاعلان کافر و مشرک کہتے ہیں تو حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ یا شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ کی بزرگی اور علم و فضل اسماعیل کے بارہ میں کس طرح سدِّ راہ ہوسکتا ہے۔ ــــ یہاں یہ بات بھی واضح رہے مذکورہ سوال کے جواب میں مولوی رشید احمد صاحب نے تمام دعوؤں اور جملہ حقیقتوں کو نہیں جھٹلایا اور بے دریغ کہہ دیا کہ یہ افتراء اہلِ بدعت کا ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ اس افتراء کی ابتدا کہاں سے ہوئی اور کس نے کی؟ توبہ اور توبہ کے گواہوں اور عام شہرت کا تذکرہ کرنے والا خود ان کے اپنے مکتبِ فکر کا ہے جو مولوی اسماعیل کو شہید لکھ رہا ہے۔ بقول مولوی رشید احمد، سائل اگر اہلِ بدعت (یعنی حقیقی اہلسنت بریلوی مکتبِ فکر) ہوتا تو مولوی اسماعیل کی توبہ کے متعلق استفسار اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے کرتا صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی اعظمی سے کرتا۔ صدر الافاضل یا ملک العلماءؒ فاضل بہاری اور

علامہ دیدار علی شاہ محدث الوری قدست اسرارہم سے کرتا۔ اور پھر گنگوہی صاحب کے پاس افترا کہنے کا ثبوت شرعی کیا ہے؟

اُلٹے بانس بریلی کو

صفحہ ۱۹ کا ایک عنوان یہ بھی ہے اُلٹے بانس بریلی کو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بانس اپنا وار کر کے صحیح سلامت واپس پہنچ گیا۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

بریلی کے بانس پر عظمت و شان رسالت کا پھریرا لہرا رہا ہے بانس بریلی کا ہے اور پھریرا یا جھنڈا بنا ہے عظمت اولیاء کی چادر سے وہ چادر جو حضور غوث اعظم سرکار بغداد۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا۔ اعلحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدست اسرارہم کے مزارات مقدسہ پر پڑی ہے، ــــ پھریرا لہرا رہا ہے۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا
فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

پھریرا لہرا رہا ہے بندر یا دیو کے بندر اس کو جھنجھوڑ رہے ہیں او کلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دفع کر رہا ہے۔ بریلی کے بانس نے وہ کام کیا وہ کام کیا کہ دیو نڈھال ہے گھائل ہے زخم چاٹ رہا ہے زخم اور گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے۔ بریلی کا بانس کام دکھا چکا پھاٹے پر پھاٹے رکھے جا رہے ہیں یعنی مذموم تاویلات کے پھاٹے مگر توہین پر تکفیر کی ضرب جو بریلی کے بانس سے لگی کچھ ایسی موثر اور کارگر رہی کہ بے چارگی ہیں کہہ رہے

ہیں اُلٹے بانس بریلی کو ہم کہتے ہیں دیکھا بانس بریلی کا ــــ ؟ بانس ناکام رہتا تو وہیں اپنے نشانہ پر گر جاتا مگر بانس نے اپنا کام خوش اسلوبی سے کیا جیسے آج کے دور میں سکڈ میزائل اپنے نشانہ پر گرتے ہیں اور کام تمام کر کے واپس چلے جاتے ہیں تو مخالفین و معاندین کو اعتراف ہے اُلٹے بانس بریلی کو ــــ بہر حال " اُلٹے بانس بریلی کو " کا محاورہ مصنف نے اس لیے استعمال کیا ہے لکھتا ہے :ــــ

" اس صورت میں بریلی سے جو مہم چلی تھی اُلٹی بریلی کو لوٹ آئی مولانا اسماعیل شہید نے اگر واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی ہیں تو وہ کافر کیوں نہیں ؟ (ارے بیوقوف تو لزوم والتزام کفر کا مطلب یہ سمجھا ہے ؟) کیا حضور کی شان میں گستاخی کرنا کفر نہیں ــــ ؟ (ہے اور ہزار وں بار ہے مگر تمہارے گرو کی تم نے توبہ مشہور کر دی تھی) ..... مولانا احمد رضا خاں تو برملا کہتے ہیں کہ انہوں نے (اسماعیل نے) حضور کی شان میں شمر سے زیادہ گستاخیاں کی ہیں ۔ اب انہیں (اسماعیل کو) ان کا کافر نہ کہنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ وہ حضور کی شان میں گستاخی کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے اسے جائز سمجھتے تھے اب ان کے وہ سارے کفر جو انہوں نے مولانا اسماعیل شہید کے لیے دریافت فرمائے تھے کیا خود ان پر نہیں لوٹے ــــ ؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا[1]

اور ہم کہتے ہیں ؎ اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۹۲ ؎

سارے کفر ۔۔۔۔۔۔ خود اُن پر لوٹے یہ تمہیں اس لیے اُلٹا سُوجھ رہا ہے کہ دماغ میں دیو بند ہے وہ صحیح سمت نہیں سوچنے دیتا سچ ہے۔

؎ دیو بندی بندگانِ دیوانند

دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے اپنے حواریوں کی ایسی اُلٹی مت دیکھ کر ہی تو کہا تھا ”سارے بدفہم اور بدعقل میرے ہی حصہ میں آگئے ہیں“[۱]

جواباً عرض ہے کہ جب آپ کے نزدیک ۔۔۔۔۔۔ سارے کفر ۔۔۔۔۔۔ خود ان پر لوٹے تو پھر تم نے صفحہ ۲۷۸ پر کیسے لکھ دیا ” ہم ان مفتری (فاضل بریلوی) کو کافر نہیں کہتے“ بولو اور سچ بولو اب پھر دوبارہ وہ سارے کفریات تمہارے گھر واپس آگئے یا نہیں ؟

مولوی گنگوہی کا دھماکہ

مصنف مطالعہ بریلویت تو اپنے زعم جہالت و ضلالت میں مغلوب الغضب ہو کر لکھتا ہے :—

”سارے کفر خود ان پر لوٹے —“

لیکن مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں :—

”مولانا محمد اسماعیل صاحب کو جو لوگ کافر کہتے ہیں بتاویل کہتے ہیں اگرچہ وہ تاویل ان کی غلط ہے لہذا اُن لوگوں کو کافر کہنا اور معاملہ کفار کا سا نہ رکھنا چاہیے“[۲]

مُصنف اپنے منہ پر اب سیاہی ملے ۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اعلیحضرت قدس سرہٗ نے قتیل بالاکوٹی کی تکفیر سے جو سکوت یا کفِ لسان فرمایا وہ احتیاط ہے جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب فتاوی رشیدیہ

---

[۱] الافاضات الیومیہ جلد ۳ ص ۳۳ [۲] فتاوی رشیدیہ حصہ اول ص ۱۸

میں لکھتے ہیں :۔
"بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا وہ احتیاط ہے [1]"
تکفیر کے لیے ایسے ٹھوس شواہد ہونے چاہئیں جیسے گنگوہی تھانوی وغیرہ کے متعلق اعلحضرت و دیگر اکابر اہلسنت کو ہے۔ اعلحضرت قدس سرہٗ نے اس کو مومن مسلمان بھی نہ مانا بلکہ فرمایا الملفوظ شریف حصہ اوّل صـ۹۷ پر اس عرض کے جواب میں کہ :۔
"اسماعیل دہلوی کو کیا سمجھنا چاہیے؟"
ارشاد فرماتے ہیں "میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔"

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

مصنف مطالعہ بریلویت کو مولوی اسماعیل کا بجھ اتنا غم نہیں بار بار لکھتا ہے "مولانا اسماعیل شہید نے اگر واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کیں ہیں تو وہ کافر کیوں نہیں [2]؟"
درحقیقت اس کو دردناک درد ہے تو اپنے چاروں ملاؤں کا ہے اسماعیل کی مصنوعی شہادت اور فرضی مظلومیت کا تو سہارا لیا جارہا ہے کسی مولوی اسماعیل کے نام کے ساتھ رح لکھ دیا تو رائی کا پہاڑ بنا دیا تنکے کا شہتیر بنا ڈالا۔

علماء و مشائخ اہلسنت کے نام سے مغالطے

یوں تو اکابر دیوبند کا شروع ہی سے معمول رہا ہے کہ اپنے مقصد اور مطلب کے لیے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لیے علماء اہلسنت کے نام سے شدید مغالطے دیتے ہیں لیکن مصنف

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل صـ۳۸ [2] مطالعہ بریلویت صـ۹۱

طائفہ بریلویت نے تو مولوی اسماعیل دہلوی کا ایمان و اسلام ثابت
کرنے اور کفر سے بچانے کے لیے بڑے حربے استعمال کیے ہیں تاکہ اسماعیل
کے پردے میں فائدہ نانوتوی۔ گنگوہی! انبیٹھوی۔ تھانوی صاحبان
کو بھی پہنچے اس کا خیال ہے کہ دروازہ گر گیا تو شہر فتح ہو جائے گا۔ اکابر
دیوبند میں سے تو مولوی حسین احمد کانگریسی نے الشہاب الثاقب صفحہ ۳
پر اعلیحضرت قدس سرہ کے والد علامہ محمد نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کے ذمہ ایک کتاب تحفۃ المقلدین لگائی اور صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب
ہدایۃ البریہ گڑھی۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے
مرأۃ الحقیقت گڑھی۔ اعلیحضرت قدس سرہ کے جد طریقت سیدنا
شاہ حمزہ مارہروی قدس سرہ کے ذمہ صفحہ ۱۲۱ پر "خزینۃ الاولیا" لگائی
اعلیحضرت کے جد امجد مولانا شاہ رضا علی خاں قدس سرہ کے ذمہ ہدایۃ الاسلام
نامی کتاب لگائی۔ جھوٹے من گھڑت چھاپے خانے لکھ دیئے۔ خیالی
فرضی صفحات کے حوالے دے مارے۔ اُسی زمانہ میں حضور اعلیحضرت
علیہ الرحمۃ نے "ابحاث اخیرہ" اور فتاویٰ رضویہ جلد دوم میں اس دجل
و فریب کا پول کھول کر رکھ دیا تھا اور اس کے بعد فقیر نے بھی "احسن
التحریر" اور کتاب برہان صداقت اور برق آسمانی میں فرضی کتابوں
کے جھوٹے حوالوں کا توڑ کیا یہی حال اب مسٹر مانچسٹروی کا ہے اسماعیل
دہلوی کو ڈھال بنا کر اپنے اکابر دیوبند کو بچاتے ہوئے دیوانگی کے عالم
میں لکھتا ہے :—

"بعض علماء جو حضرت مولانا اسماعیل دہلوی سے بعض مسائل میں
اختلاف بھی رکھتے تھے وہ بھی مولانا اسماعیل کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان
سمجھتے تھے۔" (حالانکہ اعلیٰ درجہ کے مسلمان تو صحابی تھے)

لکھتا ہے ہم اس وقت چار حضرات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں :

حضرت مولانا فضل الحق خیر آبادی

(حضرت علامہ) مولانا اسماعیل کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتے تھے

جب آپ نے مولانا کے بالاکوٹ میں شہید ہونے کی خبر سُنی تو سبق پڑھانا بند کر دیا گھنٹوں بیٹھے روتے رہے۔"

حوالہ دیا ہے ارواح ثلاثہ کا۔ دعویٰ بھی گھر سے دلیل بھی گھر سے۔ اس عبارت کے اعلیٰ درجہ والے الفاظ مُصنّف کے اپنے ہیں ارواح ثلاثہ کے نہیں ہیں ارواح ثلاثہ کے حوالہ میں سبق پڑھانا بند کر دیا اور گھنٹوں رونے کے الفاظ ہیں مسلمان شہید وغیرہ ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ ارواح ثلاثہ غیر جانبدار مستند کتاب نہیں ہے جو قابلِ اعتماد ہو ان کی اپنی کتاب ہے۔ اور حوالہ میں مسلمان اور شہید کا ذکر ہی نہیں۔ تقویۃ الایمان میں انکارِ شفاعت کے موضوع پر علامہ فضل حق خیر آبادی نے تحقیق الفتویٰ میں لکھا ہے قائل ایں کلام لاطائل از روئے شرعِ مبین کافر و بے دین است ہرگز مومن و مسلمان نیست[1]

یعنی اس کلام لاطائل کا قائل شرعاً کافر و بے دین ہے ہرگز مومن و مسلمان نہیں ہے ــــــ۔

پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے نام پر خیانت اور بے ایمانی

جھوٹا جھوٹا ہوتا ہے۔ سیدنا خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے مولوی اسماعیل کے عقائد باطلہ تقویۃ الایمان کا زبردست رد و ابطال فرمایا ہے۔ مہر منیر اور سیف چشتیائی میں بکثرت حوالے موجود ہیں مگر مصنّف مطالعہ بریلویت اپنے خاص دجل سے اُلٹی گنگا بہاتا ہے لکھتا ہے:۔

"آپ (پیر سید مہر علی شاہ صاحب) خیر آبادی اور اسماعیلی دونوں طبقوں کو مثاب (ثواب پانے والا) اور ماجور (اجر پانے والا) سمجھتے تھے آپ ان

---

[1] سیف الجبار صفحہ ۵۰ ؎

اختلافات کو اجتہادی قرار دیتے اور فرماتے کوئی فریق دوسرے فریق کی تکفیر و
تفسیق نہ کرے[1]۔

حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کے دیئے گئے حوالوں میں بدترین
خیانت سے ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ مصنف مطالعہ بریلویت یا تو اعلیٰ درجہ کا
کذاب اور خائن ہے یا پھر اندھا ہے۔ مہر منیر صفحہ ۵۲۱، ۵۲۲ پر یوں ہے:۔
"سجدہ تعظیمی کی ممانعت کے زیر عنوان مسئلہ وحدت الوجود سجدہ تعظیمی
کو ناجائز ثابت فرمایا ہے مومنین کی قبور کی زیارت کو جائز اور مستحسن قرار دیا
مگر علماء اور مشائخ کو اکابر دین کے مزارات کا بوسہ لینے سے منع فرمایا ہے۔"
"۔۔۔۔ لا الٰہ الا اللہ کو بمعنی لا معبود الا اللہ ورد جان بتائیں اور چونکہ اکثریت
اسی قسم کے افراد کی ہے لہٰذا اسی نظریہ پر مدار نجات رکھی ہے اور خواص جن
کی فطرت میں کمال سعادت اور نعمت وصل و مشاہدہ کی قابلیت رکھی گئی
تھی انہیں اس مفہوم سے بالاتر لا محبوب الا اللہ اور پھر لا موجود الا اللہ
کی حقیقتوں پر رسائی عطا فرما کر توحید کے انتہائی منازل فنا فی اللہ اور بقا
باللہ کے مراتب پر سرفراز فرمایا اور چونکہ یہ مفہوم نہایت دقیق اور عقل و فکر
کی دسترس سے بالا تھا اس لیے قرآن و حدیث میں اس کی طرف صرف
اشارات پر اکتفا فرمائی قرآن مجید کا جس طرح ایک ظاہری مفہوم ہے، جو
بطریق تواتر صحابہ کرام سے ہم تک پہنچا ہے۔ اسی طرح ایک باطنی مفہوم
بھی ہے جو خاص مقبولان خدا کا حصہ ہے اور حضرت (مہر علی شاہ صاحب) کا سب
سے بڑا احسان یہ تھا کہ آپ نے اسی بات پر زور دیا کہ کسی فریق کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ
اس مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے دوسرے فریق کی تکفیر اور تفسیق کرے۔ حضرت نے اس
طرح علمائے ظاہر اور باطن کے درمیان ایک ایسا اشتراک قائم فرمایا ہے جس

---

[1] مہر منیر صفحہ ۵۲۱ ؛

کے بعد اس اختلاف کی نوعیت صرف فروعی اور اجتہادی رہ جاتی ہے جس کی بناء پر کسی فرقہ کو دوسرے کے خلاف کچھ کہنا شرعاً درست نہیں[1]"

بات کیا تھی مصنف نے کیا بنادی یہ ہے ان کا فن اور یہ ہے ان کا کمال اور قلم کی صفائی۔ ___ حضرت پیر صاحب گولڑوی مذکورہ بالا خاص مسئلہ زیر بحث میں جس پر گفتگو ہو رہی ہے یہ فرما رہے ہیں کہ کسی فریق کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس (زیر بحث) مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے دوسرے کی تکفیر و تفسیق کرے۔ مصنف مطالعہ بریلویت حضرت گولڑوی کی اس گفتگو کو اسماعیل دہلوی اور اکابر دیوبند کی طرف کھینچ کر لے گیا جیسے کہ حضرت پیر صاحب قبلہ مولوی اسماعیل اور اکابر دیوبند کی تکفیر سے منع فرما رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہ کی سوانح حیات میں سماع موتیٰ اور قبور پر دعائے مغفرت۔ استمداد۔ استعانت تصرفات اولیاء اللہ و محبوبان خدا کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :___

"ما حصل کلام یہ کہ خود ساختہ اصنام اور تماثیل اور ارواح کاملین کے درمیان فرق بیّن اور امتیاز غالب ہے لہذا (اے اسماعیلیو وہابیو!) اصنام (بتوں) کے بارہ میں نازل شدہ آیات کو انبیائے عظام اور اولیاء کرام کی ذوات مبارکہ پر چسپاں کرنا جیسا کہ (مولوی اسماعیل دہلوی کی) تقویۃ الایمان میں ہے تحریف قبیح اور تخریب شنیع کا حکم رکھتا ہے کتاب کے آخر میں ذبح فوق العُقدہ اور لزوم کفر اور التزام کفر کے درمیان فرق پر محققانہ تبصرہ ہے اور ارباب تحقیق کیلئے قابل دید ہے[2]"

اس عبارت کے الفاظ اور خط کشیدہ کو مصنف نے اپنے مطلب کی جگہ رفع کر دیئے اور یہ تاثر دیا کہ گویا پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ خیر آبادی علماء اور اسماعیلی فرقہ دونوں حلقوں کو مثاب (ثواب پانے والا) اور ماجور

---

[1] مہر منیر صفحہ ۵۲۰ و ۵۲۱ [2] ایضاً صفحہ ۵۳۸ ؛

راجہ پانے والا، قرار دے رہے ہیں حالانکہ یہ بات اشارۃً بھی حضرت کے کلام میں موجود و مرقوم نہیں۔ حضرت نے تو اس حوالہ میں اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کا نام لے کر ردّ فرمایا ہے جس کو اس بے شرم مصنف نے درج نہیں کیا کہ اسماعیل دہلوی وہابی تقویۃ الایمان میں اصنام کے بارہ میں نازل شدہ آیات کو انبیاء عظام اور اولیائے کرام کی ذوات مبارکہ پر چسپاں کرتے ہیں اس سے زیادہ وہابیت اور اسماعیلیت کا رد اور کیا ہو گا کہ تقویۃ الایمان کے مضامین کو تحریف قبیح اور تخریب شنیع کہا جا رہا ہے اور آپ کے ایک مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات ضمناً کہی گئی ہے (حضرت پیر صاحب کی) کتاب کے آخر میں ذبح فرق العقدہ اور لزوم کفر اور التزام کفر کے درمیان محققانہ تبصرہ ہے۔ مصنف نے سمجھا کہ اب لزوم کفر کا نام جہاں کہیں بھی آئے گا وہ مولوی اسماعیل دہلوی کی ضمانت اور صفائی کے لیے ہی آئے گا لہٰذا مہر منیر سے یہ دونوں بے ربط و بے جوڑ حوالے نقل کر دیئے۔

کہتے ہیں ایک بھوکے آدمی سے کسی نے پوچھا چار اور چار کتنے ہوتے ہیں بھوکا کہنے لگا آٹھ روٹیاں چونکہ اس بھوکے کو اس وقت روٹیوں کی ضرورت تھی لہٰذا محض عدد بتانے کی بجائے آٹھ روٹیاں کہہ دیں۔ عین ممکن ہے کہ جب مصنف مطالعہ بریلویت سے قبر میں پوچھا جائے کہ مَن رَّبُّکَ مادینک۔ تو مصنف کہہ دے لزوم و التزام۔ مصنف اس کوشش میں ہے کہ لزوم التزام سے مولوی اسماعیل کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو یہ فائدہ مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی کے لیے کیوں حاصل نہ کیا جائے۔

مولانا عبدالسمیع رامپوری علیہ الرحمۃ

مصنف مطالعہ بریلویت ص۹۵ پر عنوان قائم کرتا ہے۔ "مولانا عبدالسمیع کا مسلک عدم تکفیر"۔ اس زور آور عنوان کے ذیل میں اس

ات کا ثبوت مع حوالہ کتب فراہم کرنا چاہیے تھا کہ مولانا عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فلاں کتاب کے فلاں صفحہ پر لکھا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان فتویٰ گنگوہی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان کی اُن تمام عبارات جن کو امام احمد رضا بریلوی نے بے ادبی گستاخی اور توہین و تنقیص قرار دیا ہے میں ان کو گستاخی نہیں عین ایمان و عین اسلام سمجھتا ہوں مگر مصنف لکھتا ہے :۔۔۔۔

"مولانا عبدالسمیع رام پوری مولانا احمد رضا خاں کے پیش رو تھے اور رسوم و بدعات میں اُن کے ہم مسلک تھے۔ مولانا احمد رضا خاں نے انہیں ایک جگہ اخانا فی اللہ والفضل والجاہ ہمارے بھائی اللہ کی راہ میں فضیلت اور مرتبے والے لکھا ہے"۔۔۔۔۔ (مولانا عبدالسمیع صاحب) ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں :۔۔۔۔ "وہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی مرید ہیں سید صاحب کے وہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے اور وہ مولانا شاہ ولی اللہ کے اور وہ شاہ عبدالرحیم کے اور وہ سید عبداللہ کے اور وہ سید آدم بنوری کے اور وہ عارف ربانی مجدد الف ثانی کے رحمہم اللہ (اللہ ان سب پر رحمت فرمائے)"

مصنف کا سیر دل خون بڑھ گیا۔ اس عبارت میں بتایا جائے "عدم تکفیر" کا کونسا لفظ ہے۔۔۔ دعویٰ تو عدم تکفیر کا تھا اور دلیل رحمہم اللہ۔۔۔ سوال گندم جواب۔۔۔ چنا مولانا عبدالسمیع صاحب کی انوار الساطعہ کی اس عبارت کو دیکھ لو اور غور کرلو۔۔۔ تقویۃ الایمان والے کو تو محض مولوی اسماعیل صاحب اور اس کے پیر کو محض سید صاحب عامیانہ انداز میں لکھا ہے نہ حضرت نہ مولانا نہ شہید نہ ان دونوں کے اپنے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ ذاتی حیثیت سے لکھا بلکہ یوں ہے کہ مولوی اسماعیل کے پیر سید احمد اور ان کے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مولانا شاہ ولی اللہ۔۔۔۔۔۔ عارف ربانی مجدد الف ثانی رحمہم اللہ

تو یہ رحمہم اللہ اول الذکر دو کو چھوڑ کر جن کا نام بغیر القاب عامیانہ انداز میں لکھا ہے باقی حضرات کے لیے ہے کسی کو رحمہم اللہ لکھا جانا اُس کے عقائد کی صحت کی ضمانت اور دلیل نہیں ہے میری اپنی کتاب برق آسمانی بر فتنہ شیطانی کے پہلے ایڈیشن میں ساہیوال کے دیوبندی وہابی کاتب نے صفحہ ۸۰ پر "قاضی احسان احمد مرحوم کا نماز جنازہ" کے عنوان میں قاضی احسان احمد کو مرحوم لکھ دیا حالانکہ فقیر کسی غیر سُنی وہابی دیوبندی کو مرحوم یا رحمۃ اللہ علیہ کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا ——— ۔

قاضی فضل احمد مصنف انوار آفتاب صداقت اور پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری

صفحہ ۷۰ کے اس حوالہ میں بھی مُصنف نے یہی لکھا ہے کہ قاضی فضل احمد صاحب نے اسماعیل دہلوی کو مرحوم لکھا ہے اور پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب نے بھی انوار آفتاب صداقت پر اپنی تقریظ لکھی ہے لہٰذا مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی مرحوم اور حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب کو بھی اپنے زعم جہالت میں اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان کا حامی قرار دیا ہے ——— اوّل تو مولوی اسماعیل دہلوی کی بارہ میں تکفیر سے سکوت یا کف لسان ہمارے موقف کے منافی نہیں کہ فتاویٰ رشیدیہ میں اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہے باقی مرحوم لکھا جانا یقیناً کتابت کی غلطی بھی ہو سکتا ہے۔ ——— ہمیں یہ دکھایا جائے کہ مولانا قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی اور حضرت پیر سیّد جماعت علی صاحب علیہ الرحمۃ نے تقویۃ الایمان کی عبارات سے اتفاق کیا ہو یا تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کے مُصنفین کو مومن مسلمان اور ان کتابوں کی عبارات کو اسلامی عبارات توہین سے پاک قرار دیا ہو۔ محض کسی کے نام کے ساتھ مرحوم لکھا جانا حجت کا شکوٹ نہیں ہے۔ بسا اوقات عدم واقفیت کی بنا پر کسی قادیانی یا رافضی

ہی چکڑالوی کو بھی کوئی السلام علیکم کہہ دیتا ہے تو اس کو اس طرح سلام لکھا
ں کہا جانا جو غیر ارادی طور پر ہو اُن کے اسلام و ایمان کی دلیل نہیں ہے۔
اتی ہم مصنف مطالعہ بریلویت کو یہ مژدہ جانفزا سناتے ہیں کہ مولانا
قاضی فضل احمد صاحب اور پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث
علی پوری نے اکابر دیوبند نانوتوی صاحب، گنگوہی صاحب، انبیٹھوی
صاحب اور تھانوی صاحب کی گستاخانہ عبارات پر حسام الحرمین شریفین
ہیں مذکور علماء عرب وعجم کے فتویٰ کی مکمل تائید و حمایت فرمائی ہے۔
تکفیر کے حکم شرعی سے اتفاق فرمایا ہے۔ زحمت فرماسکیں اور تکلیف
نہ ہو تو الصوارم الہندیہ ص۹۹ پر امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب
علیہ الرحمۃ کا فتویٰ اور صفحہ ۱۰۸ پر حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب
رحمۃ اللہ علیہ لدھیانوی کا تائیدی فتویٰ ملاحظہ فرمالیں۔ ؎

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے
اچھی بری جناب کو سمجھائے جائیں گے

مُصنّف نے دس جگہ یہ رونا رویا ہے کہ مولوی اسماعیل کی خاندانی
وجاہت و عظمت کو دیکھ کر ان کے آباؤ اجداد کے اثر و رسوخ کو دیکھ کر
اسماعیل دہلوی پر فتویٰ نہ دے سکے یہ سب دل بہلانے اور لوگوں کو ورغلانے
کی باتیں ہیں۔ مُصنّف نے صفحہ ۹۷ پر ایک جگہ لکھا ہے کہ مولانا عبد السمیع
اور قاضی فضل احمد مذکور گو عالم نہ تھے ...... جب آپ کے بقول
یہ بات ہے کہ یہ دونوں بزرگ عالم نہ تھے تو خود ہی بتائیں کہ آپ نے
دعویٰ عدم علم کے باعث اگر اسماعیل دہلوی صاحب کو مرحوم یا رحمہم اللہ
لکھ دیا تو کیا ہوا۔ ــــ بقول آپ کے عالم تو تھے نہ پھر فتویٰ کیسے
دیتے ــــ ؟ آپ کی یہ جھک ماری ہمارے دعویٰ کی تائید کرتی ہے۔
مُصنّف اب جتنی چاہے الٹی سیدھی باتیں بناتا رہے ان حقائق

اور شواہد کو کسی طرح مدلل انداز میں نہیں جھٹلا سکتا۔

ظفر علیخاں کے اشعار

صفحہ ۹۸ پر مصنف نے ظفر علیخاں ایڈیٹر زمیندار کے اشعار بلا حوالہ نقل کیے ہیں :—

سیّد احمد پر شب و شتم کی بارش کبھی
اور کبھی علامہ شبلی کو گالی وا شگاف
کاٹ دی کیوں نجد کے خنجر نے زنجیر حجاز
یہ گناہ وہ ہے کبھی جو ہو نہیں سکتا معاف

بلا شبہ ان اشعار سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ہوں گی اہل دل کی بجائے اب آپ ظفر علی کو اہل جگر قرار دینے کی فکر میں ہوں گے چلو آپ کی ضیافت طبع کے لیے ہم بھی آپ کو ظفر علی خاں ہی کے دو اشعار پیش کر دیں دو کا جواب دو سے لیجئے۔ اہل دل ظفر علی خاں فرماتے ہیں ؎

ابن سعود کیا ؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پر اس نے برسائیں گولیاں
پھر کیوں کشتنی ہو زمیندار کا مدیر [1]

سیّد احمد پر سب و شتم، شبلی کو گالی اور نجد کا خنجر ان تین کا جواب بھی حاضر ہے مگر دل نہ چھوڑ جانا۔

سیّد احمد پر سب و شتم تو خود دیو بندیوں نے زیادہ کیا ہے۔ پڑھو اور نوٹ کر دیہاں پاک و ہند میں دیو بندیوں وہابیوں نے زبانی کلامی شہید مشہور کر رکھا ہے مگر اُس کی شہادت کی جڑیں اکابر دیو بند کاٹ گئے۔

---

[1] نگارستان صفحہ ۲۵۲ ؀

چنانچہ ارواح ثلاثہ ص۱۷۴ پر صاف لکھا ہے :۔

"پھر کچھ عرصہ بعد کھڑک سنگھ پسر رنجیت سنگھ والی لاہور سے لڑائی ہوئی جس میں بہت سے (دیوبندی وہابی) مجاہدین مارے گئے حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب و مولوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہو گئے البتہ .... سید احمد اور اس کے ساتھیوں کا پتہ نہ چلا"

بے چارہ سید احمد پہلے ہی بے علم تھا۔ اسماعیل دہلوی کا اُن پڑھ پیر تھا رہے سہے کہ ایک شہادت کی فضیلت تھی اس کو بھی دیوبندی مولویوں نے کاٹنا شروع کر دیا۔ بہرحال ارواح ثلاثہ میں سید احمد کی شہادت کی خود دیوبندی یوں تکہ بوٹی کرتے ہیں :۔

"ایک شخص سید احمد کو میدان جہاد سے روپوش ہونے کے بعد تلاش کرتا ہوا ایک پہاڑ پر پہنچا کچھ دُور فاصلہ پر کھڑکھڑاہٹ (پاؤں کی چلنے کی آواز) سنی سید احمد کو پا کر سلام مصافحہ کیا ...... عرض کیا حضرت کیوں غائب ہو گئے تھے ...... فرمایا ہم کو اب (میدان جہاد) سے غائب رہنے کا حکم ہوا ہے[1]"

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم ہستیوں کو تو میدان جہاد سے غائب اور فرار ہونے کا حکم نہ ملا اور سید احمد پر نئی وحی نازل ہو گئی تھی کہ میدان جہاد سے بھاگ جاؤ۔ دیکھا آپ نے یہاں تو ثابت ہوا سید احمد بے چارے پر سب ستم تو خود دیوبندیوں نے کیا ہے۔

باقی رہا شبلی نعمانی کو گالی کا معاملہ تو شبلی کو یہ گالیاں بھی دیوبندی مولویوں ہی نے دی ہیں۔ ملاحظہ ہو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں :۔

---

[1] ارواح ثلاثہ صفحہ ۱۷۴ ؛

"یہ نعمانی (شبلی اعظم گڑھی) بھی سر سید احمد خان کے قدم بقدم ہی ہیں سیرت نبوی لکھی ہے جس پر آج کل کے نیچری فریفتہ ہیں[۱]"

دیوبندی مفتی کفایت اللہ دہلوی نے مولوی شبلی نعمانی کے رد میں ایک فتویٰ تحفۂ ہندیہ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا جس میں لکھا ہے :-

"شبلی اہل سنت وجماعت سے خارج اور معتزلہ اور ملاحدہ کے جھوٹے بلکہ چودھویں صدی میں ان کی یادگار ہیں[۲]"

مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند کی بھی سن لو :-

"وانما الرح علی عین الناس اذلیس من الدین ان تخمیض عن کافر - یعنی شبلی نعمانی کی یہ بدعقیدگی اور بدمذہبی لوگوں پر اس لیے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں "[۳]

کیوں جناب! یہ علامہ شبلی کو واشگاف گالیاں کون دے رہا ہے - کیا تحقیق ہے بے چارے ظفر علی خاں کی ؟

ہاں! اس میں شبہ نہیں ظفر علی نے خود بھی تسلیم کیا واقعی نجد کے خنجر نے حرمین شریفین پر جبری ظالمانہ قبضہ کر کے صحابہ کرام، اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے مزارات اور مساجد جو صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے مقدس ناموں سے معنون ومنتسب تھیں وہ سب گرادیں اور روضۂ انور حضور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے فانوس اور ہلال وغیرہ سب اُتار کر ساٹھ اونٹ لاد کر نجد کے ڈاکو نجد لے گئے[۴] "۔

---

[۱] الافاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ ۱۵۲ [۲] بحوالہ تواریخ مجددین حزب الوہابیہ صہ ۲۳ [۳] مقدمہ مشکلات القرآن صہ ۳۲۔

[۴] دیکھو خلافت کمیٹی کی رپورٹ صفحہ ۲۳، ۸۵، ۸۸، ۸۹ ؎

یاد رہے کہ اس خلافت کمیٹی میں جو حرمین طیبین نجدی وہابی مظالم کی تحقیق کرنے کیلئے گئی تھی خود دیوبندی ندوی مولوی سلیمان ندوی مولانا محمد علی جوہر ۔ مولانا محمد عرفان ۔ مولانا ظفر علی خاں ۔ سید خورشید حسن ۔ مولانا عبدالماجد بدایونی ۔ مسٹر شعیب قریشی وغیرہ شامل تھے یہ اس خلافت کمیٹی کی رپورٹ ہے جس میں سیدنا مجدد اعظم حضور امام احمد رضا بریلوی کے خلفاء و تلامذہ میں سے کوئی بھی شامل نہ تھا ۔ ذرا مولوی ظفر علی خاں جیسے اہل دل کے روزنامہ زمیندار لاہور کے ۷ فروری ۱۹۲۲ء ۸ فروری ۱۹۲۲ء ۱۲ فروری ۱۹۲۲ء کے شمارے دیکھ لیتا تو مصنف مطالعہ بریلویت کو سعودیوں نجدیوں اور اہل دل ظفر علی خاں کو سمجھنے میں الجھن اور دشواری نہ ہوتی ۔ ایک جگہ یہی اہل دل ظفر علی خاں لکھتا ہے :۔۔۔۔

"صاحبو ! آپ نے دیکھ لیا کہ نجدی باغی کس طرح مخالفین اسلام سے مل کر ترکوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں ۔

دشمن کے دوست، دوست کے دشمن ہیں بے سبب

دیکھو وہابیوں کی یہ عادت عجیب ہے

ظفر علی خاں اور اکابر دیوبند کی اپنی تحریروں کی روشنی میں اب مولوی ظفر جیسے اہل دل کے ان اشعار کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے ۔

ع کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

ضرورت محسوس ہوئی تو نجدیت سعودیت سے متعلق مولوی ظفر علی خاں اور اخبار زمیندار کے مزید حوالے اور تاریخی حقائق و شواہد پیش کیے جائیں گے ۔۔۔۔

دہلی کی علمی سطوت اور دیوبند میں کوئی قدر مشترک نہیں

مصنف نے مولوی اسماعیل اور نجدیوں کے عقائد و اعمال پر گفتگو کرتے ہوئے صفحہ ۹۸ پر پھر ایک قطعی

بے ربط عنوان یہ قائم کر دیا ''دہلی کی علمی سطوت دیوبند میں'' اور پھر اس کے ذیل میں پاگل پن کے عالم میں وہی مولوی اسماعیل کی تکفیر و عدم تکفیر اور سکوت کا رونا رویا گیا ہے اور مولوی اسحاق کا بے مقصد تذکرہ کیا ہے خدا جانے مصنف کس قماش و فکر کا انسان ہے کسی ایک موضوع پر جم کر گفتگو کرتا ہی نہیں حوالہ دیتا ہے تو خیانت و بے ایمانی سے کام لیتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کا دل یہ چاہتا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی بھی تکفیر قطعی ہو جاتی اور حسام الحرمین میں اس کا نام بھی لکھا جاتا تو بہتر تھا۔ اسی صفحہ پر کہتا ہے :۔۔۔۔۔

''مولوی اسماعیل پر کہیں زیادہ مواخذے کرنے کے باوجود انہیں کافر نہیں کہتے لیکن علماء دیوبند جو تعبیر میں مولانا شہید کی نسبت کہیں زیادہ نرم ہیں ان کی صرف ایک ایک عبارت کو بہانہ بنا کر ان علماء کو اس درجہ قطعی کافر کہا جاتا ہے جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ٹھہرے۔''

بتائیے یہ دیوانگی اور پاگل پن ہے یا نہیں اس بات کا رونا کتنی بار رو چکا ہے اور متواتر جواب عرض کیا جا رہا ہے کہ اکابر دیوبند کی ایک تو توبہ مشہور نہیں۔ انہوں نے رجوع نہیں کیا دوسرے یہ حضرات اپنی توہین و تنقیص آمیز عبارات پر مُصر اور بضد رہے کفر کو عین اسلام عین ایمان گردانتے رہے۔ ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیا۔ اسماعیل دہلوی وغیرہ کی ایک تو توبہ مشہور ہے۔ ایک ان پر امام اہلسنت نے عدم معاصرت کے سبب اتمام حجت نہ کیا نہ اس نے تاویلیں گھڑیں۔ اگر ملاں مانچسٹروی کو اسماعیل دہلوی صاحب کی تکفیر سے کوئی خاص دلچسپی ہے تو وہ اسے بھی کافر کہہ لیا کرے ہو اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ نے بھی فرمایا کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کریں گے۔۔۔۔۔۔

مزید لکھتا ہے: محدثین دہلی کی علمی سطوت کے چراغ اب دیوبند میں

روشن ہو رہے تھے۔"

جی ہاں! انگریز اتنا کوئی احمق اور بے وقوف نہ تھا کہ دہلی سے اپنے دشمنوں کا صفایا کر کے دیوبند میں نئے دشمن پال رہا تھا اور اپنے دشمنوں کی نئی پنیری لگا رہا تھا۔ مصنف کو چاہیے کوئی عقل میں آنے والی بات کیا کرے۔ بے تکی ہانکنے سے کیا فائدہ؟

اسی عنوان کے تحت قطعی غیر متعلق اب تیسرا موضوع چھیڑ دیا۔ صفحہ ۹۹ پر لکھتا ہے:۔

"دہلی کی علمی سلطنت دیوبند منتقل ہوئی تو جس طرح دہلی کی مسند حدیث پر حضرت شاہ عبدالعزیز نے انگریزی قلمرو کے ہندوستان کو دارالحرب کہا تھا۔ اب دیوبند کی مسند حدیث پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن ہندوستان کو دارالحرب کہہ رہے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کے ذمہ برطانوی ہندوستان کو دارالاسلام ثابت کرنا تھا۔ آپ نے اس پر ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام رکھا۔"

جواباً عرض ہے کہ مصنف ایسے ڈھیٹ اور سینہ زور انسان کا کیا کیا جائے پہلے اس نے "دھماکہ" میں مسئلہ دارالاسلام سے متعلق اعلام الاعلام کا حوالہ دیا تھا اور ہندوستان کو دارالاسلام قرار دینے کو اپنے زعم جہالت میں انگریز مردود کی حمایت قرار دیا تھا اور ہم نے دھماکہ کے دندان شکن جواب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی میں اس کا رد کر دیا تھا اور پھر اس کے بعد سیف حقانی بسیف رحمانی اور عبارات اکابر مصنفہ مولوی سرفراز گکھڑوی کے جواب میں برہان صداقت بر رد بخدی بطالت۔ برق آسمانی بر فتنہ شیطانی۔ عظمت حبیب کبریا برد عبارات کفریہ میں مسئلہ دارالاسلام کا بار بار جواب دیا جا چکا ہے اب پھر مطالعہ بریلویت میں بے شرمی سے اسی مسئلہ دارالاسلام پر گفتگو شروع کر دی حالانکہ ہمارے دلائل اور حوالہ جات کا توڑ کرنا چاہیے تھا جو اس کی پوری دیوبندی قوم کے بس کی بات نہیں مگر

مصنف مطالعہ بریلویت اندھا نہیں ہے تو اپنی آنکھیں چیر پھاڑ کر ایک بار پھر پڑھ لے۔ اور ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

مسئلہ دار الاسلام ہندوستان کو دار الاسلام کہنے میں سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ تنہا نہیں ہیں بلکہ بہت سے اکابر علماء و فقہاء بلکہ خود مشاہیر دیوبند نے ہندوستان کو دار الاسلام لکھا ہے دیکھئے دیوبندی فرقہ کے امام دوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں:——

"دار الحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علماء حال میں ہے اکثر دار الاسلام کہتے ہیں اور بعض (یعنی چند) دار الحرب کہتے ہیں[1]"

گنگوہی جی کے جواب میں پڑھ لینا چاہیے اکثر علماءؒ دار الاسلام کہتے ہیں بتاؤ کیا یہ سب انگریز کے ایجنٹ تھے؟ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:——

"ترجیح ہندوستان کے دار الاسلام ہونے ہی کو دی جائے گی...... اس صورت میں بھی ہندوستان دار الاسلام ہو گا"[2]...... تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو دار الحرب قرار دے کر آمدنی بینک کو حلال سمجھتے ہیں[3]"

اور شیخ صدر شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد ٹانڈوی سفرنامہ شیخ الہند ص۱۲۶ پر لکھتے ہیں:——

"ایک شخص نے مولانا محمود الحسن دیوبندی سے پوچھا کہ ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟ مولانا محمود الحسن نے فرمایا کہ علماء نے اس (مسئلہ) میں آپس میں اختلاف کیا۔ اس نے کہا آپ کی رائے کیا ہے، مولانا نے کہا میرے نزدیک دونوں

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

صحیح کہتے ہیں ـــــــ ؟

گنگوہی صاحب نے تسلیم کیا اکثر دارالاسلام کہتے ہیں۔ تھانوی صاحب نے کہا دارالاسلام ہے۔ محمود الحسن نے کہا دونوں صحیح کہتے ہیں۔ چلو مولانا عبدالحیٔ لکھنوی سے بھی پوچھ لیں۔ فرماتے ہیں :ـــــــ

"مخفی نماند کہ بلاد ہند کہ در قبضہ نصاریٰ اند دارالاسلام ہستند چہ اگرچہ در انجا احکام کفرہ جاری اند مع ہذا احکام اسلام ہم خصوصاً اصول و ارکان اسلام جاری اند [۱] ؟

سوانح قاسمی جلد اوّل میں ہے :ـــــــ

"ہمارے دارالاسلام کے اب اس ملک میں غیر اسلامی حکمرانوں کا سیاسی اقتدار قائم ہو چکا تھا [۲] ؟

مصنف بتائے کہ آسمان پر سنہرے لفظوں میں ہندوستان دارالاسلام لکھا ہوا دکھایا جائے ۔ ع

ضد کو چھوڑ دو جہنم سے منہ موڑ دو

مدرسہ دیوبند کا پس منظر و پیش منظر

لکھتے ہیں :ـــــــ

ع ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

وہابیت نے اپنی ابتدائے آفرنیش سے لے کر آج تک بہت روپ اور رنگ بدلے ہیں۔ وہابیت کبھی نجدیت اور سعودیت کی صورت میں نظر آئی۔ وہابیت نے کبھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) مطبع سعیدی قرآن محل بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی مہر محمد عبدالمنان غفرلہٗ مکتبہ تھانوی کراچی۔

[۱] تحذیر الاخوان صفحہ ۹ [۲] ایضاً صفحہ ۱۰ از مولوی اشرف علی تھانوی (حاشیہ صفحہ موجودہ) [۱] مجموعہ فتاویٰ جلد اوّل مولانا عبدالحیٔ لکھنوی۔

[۲] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۱۴۲ ؛

اسماعیلیت کا رنگ دھارا۔ وہابیت کبھی دیوبندیت کی شکل میں نظر آئی۔ کبھی تبلیغی جماعت کے پردہ میں چھپ کر آئی۔ ہم نے مصنف مطالعہ بریلویت کی بے جوڑ سی بات کے جواب میں ابھی لکھا تھا کہ انگریز اتنا بے وقوف نہیں تھا کہ دہلی سے اپنے دشمنوں کا صفایا کر کے اپنے نئے دشمنوں کی نئی پنیری دیوبند میں لگا رہا تھا۔ آؤ ہم بتاتے ہیں دیوبند جیسے چھوٹے سے گاؤں میں مدرسہ بنوانے کے انگریزی مقاصد کیا تھے۔ یہ سب کچھ دیوبندیوں وہابیوں کے گھر کی کتابیں بول بول کر بتا رہی ہیں لکھتے ہیں :

ع جو چپ رہے گی زبان قاتل لہو پکارے گا آستیں کا

اور کسی نے یہ بھی کہا ہے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ یوں تو مدرسہ دیوبند کی تعمیر و قیام کے سلسلہ میں دیوبندی حضرات زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں اور بات کرامتوں سے بڑھ کر معجزوں تک پہنچا دیتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ انگریز نے ہندوستان پر تسلط کے بعد خصوصاً دہلی اور عموماً ہندوستان بھر کی دینی درسگاہوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی مذموم کوشش کی۔ محدثین دہلی خواہ وہ حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے سلسلہ کے ہوں یا سیدنا شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے وہ اپنے اپنے انداز میں محض مخیر مسلمانوں کی معاونت سے محدود پیمانہ پر دینی علمی درسگاہیں قائم کیے ہوئے تھے اگرچہ مختلف ادوار میں مسلم بادشاہ اور سربراہان مملکت بھی مسلمان علماء اور صوفیوں کی معاونت کرتے تھے اس کے باوجود دہلی میں کسی بہت بڑے دارالعلوم یا جامعات کا نشان نہ کتب تواریخ میں ملتا ہے نہ آثار قدیمہ میں۔ انگریز بہادر نے اس محدود علمی دینی اداروں کو بھی اپنے لیے خطرہ و سدِ راہ تصور کیا۔ ایسے حالات میں اگر فی الواقع مدرسہ دیوبند سرکار انگریزی سے دو ہاتھ کرنے کے لیے معرض وجود میں آتا اور فی الواقع اکابر دیوبند انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کر رہے ہوتے تو انگریز

کے جذبۂ انتقام اور نظرِ عتاب سے کیسے بچ سکتے تھے ؟

میرٹھ کے پریسوں میں چھوٹی موٹی مزدوری کی نوکریاں کرنے والے یہ اکابر دیوبند اس حالت اور پوزیشن میں بھی نہیں تھے کہ انگریز کی مزاحمت کرنے اور داد شجاعت دینے کے لیے ویتنام کی طرح اسلحہ کے وافر ذخائر اور فوجی تربیت کی چھاؤنیاں موجود تھیں۔ مختلف اکابر دیوبند کی سوانح عمریاں دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بیچارے بڑی طرح مالی معاشی مشکلات سے دوچار تھے اور ملازمتوں اور نوکریوں کے متلاشی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مدرسہ دیوبند کے بانی اور اُن کے صفِ اوّل کے رفقاء مدرسین و اساتذہ وارکین تقریباً تمام ہی گورنمنٹ انگلیشیہ کے وفادار ملازم یا پنشنر تھے جس کو ہم ابھی مدلل بحوالہ کتب بیان کرتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہابی مولویوں کو دہلی سے ۹۲ میل دُور بجانب شمال یوپی کی چھوٹی سی بستی دیوبند میں اتنا بڑا دارالعلوم کیوں بنا کر دیا جارہا تھا کہ جس کی مثال دہلی جیسے دارالسلطنت اور مرکزی شہر میں بھی نہ تھی۔ دہلی میں چار چار یا پانچ حجروں پر مشتمل مسجدوں تک محدود اور مختلف چھوٹے چھوٹے ادارے تو تہہ و بالا کیے جارہے ہیں لیکن عین ان ہی ایّام میں دیوبند میں عظیم دارالعلوم بنایا جارہا ہے اور انگریز کو کانوں کان پتہ نہیں۔

حقائق کو ملحوظ رکھ کر ہر ذی فہم و شعور انسان خالی الذہن ہو کر جب غور کرتا ہے تو آثار و قرائن بتاتے ہیں کہ یہ سب خود کاشتہ تھی اور انگریز کی سیاسی چالبازیوں کا کرشمہ تھا کہ مصنوعی مجاہدین اور جعلی علماء تیار کرائے جائیں جو محدثین دہلی کی جگہ لیں اور دیوبند جیسے چھوٹے سے گاؤں اور مطلقاً مضافاتی بستی میں بیٹھ کر ایسے ضمیر فروش مولویوں کی پنیری لگائیں جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرح زبانِ حال سے کیف و سرور کے عالم میں پکار اٹھیں :۔ ———

"جب میں حقیقت میں سرکار (انگریزی حکومت) کا فرمانبردار ہوں . . . . سرکار (گورنمنٹ انگلیشیہ) مالک ہے اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے"۔ (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۸۰)

انگریز اپنے ایسے جانثار علماً جدید مشنری کے ذریعہ فیکٹریوں میں تو تیار کرا نہیں سکتا تھا۔ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی حاکم یاغستان یار محمد خان سے جہاد کے لیے بالاکوٹ جاتے ہوتے اشارہ دے گیا تھا کہ ہم مسلمانوں میں سب سے زیادہ سخت جان قوم پٹھان اور غیر مسلموں میں سکھوں سے لڑتے ہیں اور ان کا صفایا کرتے ہیں ہمارے بعد ہماری یہ دیوبندی ذریت جانثاری اور فرمانبرداری کا فریضہ ادا کرے گی ۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریز کے خلاف جہاد سے مسلمانوں کو علی الاعلان عام جلسوں میں روکا اور جہاد کے چکر میں نہ پڑنے کے یوں دلائل دیئے۔ لکھا ہے :۔۔۔۔۔

"کلکتے میں جب مولانا (اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان) نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو (جلسہ عام میں) ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے ۔۔۔؟ آپ (مولوی اسماعیل) نے جواب دیا کہ ان (انگریزوں) پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں۔ ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے (وہابیوں کے) مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ (انگریز) ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی (وہابیوں کی) گورنمنٹ (انگلشیہ) پر آنچ نہ آنے دیں؟ (حیات طیبہ مصنفہ مرزا حیرت دہلوی وہابی ص ۲۹۶)

تو مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے حسب الارشاد دیوبندی علماء نے گورنمنٹ (انگلشیہ) پر آنچ نہ آنے دینے کا پلان تیار کیا۔ مٹھی بھر بکاؤ مال وہابی ہند کے کروڑوں مسلمانوں سے لڑ تو نہ سکتے تھے اس لیے توڑ اکشی شروع کرنے کے لیے دہلی جیسا شہر مناسب اور فٹ نہ تھا لہذا ایسی جگہ مدرسہ بنانے کا منصوبہ بنایا جو جگہ دیوی دیوتاؤں کا گڑھ تھا اور مشرکین

کی مشہود تیرتھ گاہ بھی جس کا نام کتب تواریخ میں "دیوی کنڈ" موجود ہے، اور اس سے بھی پہلے اس بستی کا نام "دیبی بن" یعنی دیویوں کا جنگل تھا دیکھو اترپردیش انخاس جلد اوّل۔

اسی طرح تاریخ دارالعلوم دیوبند جلد اوّل میں صفحہ پر بھی مانا گیا ہے کہ دیوبند کا قدیم نام "دیبی بن" تھا جہاں کالی دیبی کالی دیوبندہر گرشنا دیوی۔ ہنگلاج کی دیوی ہر قسم کی دیویوں کا جنگل تھا۔ — "تاریخ دارالعلوم دیوبند میں تسلیم کیا گیا ہے :—

"برادرانِ وطن (ہندوؤں) کی ایک زبردست تیرتھ گاہ ہونے کی وجہ سے دیوی کنڈ۔ دیوی بن کے نام سے معروف ہے اور اس پر آج بھی (ہندوؤں کا) سالانہ میلہ لگتا ہے (یہ بستی) مرکزیت کی حامل ہے اس بستی کا قدیم نام دیبی بن تھا جو کثرت استعمال سے دیوبند کے نام سے مشہور ہو گیا [1]"

گویا دیوی سے دیو ہو گیا مونث سے مذکر بن گیا پہلے دیوی بن یعنی دیویوں کا جنگل تھا اب دیوتاؤں کا جنگل ہو گیا جس کو دیوبندیوں نے بسر و چشم قبول کر لیا۔ اس مختصر سی تاریخی تحقیق سے ثابت ہوا کہ آج جو دیوبندی فرقہ مسلمانوں کو محبوبانِ خدا کی عزت و تعظیم کرنے اور اُن کے کشف و کرامات کا قائل ہونے کے جرم میں بات بات پر مشرک مشرک قرار دیتا ہے اُن کی اپنی نسبت خالقِ حقیقی اللہ و معبود کی بجائے دیوی دیوتاؤں کی طرف ہے۔ جو جو مولوی مُلّاں مُبلّغ و مُحدّث و مناظر دیوبندی کہلاتے ہیں اور فخریہ کہتے ہیں ہمارا مسلک دیوبند ہے تو وہ اپنا انتساب کھلے مشرکوں کے دیوی دیوتاؤں کی طرف کرتے ہیں یہیں سے

---

[1] تاریخ دارالعلوم دیوبند حصہ اوّل صفحہ ۱۰ ؛

پتہ چلتا ہے کہ دُنیا میں دیوبندیوں نے اسلام کا فیض کیا پہنچایا ہوگا جب وہ اپنے مرکز کا نام بھی توحید و اسلام پسند رکھ سکے تو دیوبندی کا معنی ہوا دیویوں یا دیوتاؤں کے جنگل والے۔ جنگلی عموماً وحشی ہوتے ہیں، اور اُلٹی باتیں کرتے ہیں طرزِ فکر جودتِ ذہن اُلٹی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دیوی بن والے ؎

اُلٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ دیو
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

تو دیوبن میں مدرسہ بنانے کا مقصد یہ ہے کہ مدرسہ اور مندر ساتھ ساتھ رہیں یہی وجہ ہے کہ جب انگریز بہادر کے ایماء پر دیوی بن جیسی خفیہ جگہ مدرسہ قائم ہوا تو ہندوؤں مشرکوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور چندہ دیا۔ دیکھو مدرسہ دیوبند کی سالانہ رو داد مطابق ۱۲۹۵ھ[1] اور سوانح قاسمی میں یوں ہے کہ فخریہ انداز میں اظہار فرحت و مسرت کے ساتھ جزاکم اللہ جزاکم اللہ کی دلنواز صداؤں کی گونج میں یہ راز افشاء کیا جا رہا ہے لکھا ہے:۔

"چندہ کی کوئی مقدار مقرر نہیں اور نہ خصوصیت مذہب و ملت"[2]

یعنی ہر ملت اور ہر مذہب کا فرد انہیں پیٹ کا ایندھن دے کر ثواب دارین حاصل کر سکتا ہے۔ اسی کے ساتھ ان ہی دارالعلوم کی رودادوں میں چندہ دینے والوں کا فہرست میں دیکھ لیجئے۔ اسلامی ناموں کے ساتھ پہلو بہ پہلو منشی تلسی رام۔ رام سہائے۔ منشی ہردواری لال۔ لالہ بیجناتھ۔ پنڈت سری رام۔ منشی موتی لعل، رام لال۔ سیوا رام سوار وغیرہ اسما بھی مسلسل ملتے چلے جاتے ہیں سرسری نظر ڈال کر مثلاً یہ چند نام جو سامنے آ

سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۳۱۷؎

وہ چن لیے گئے"[۱]
کہتے ہیں منہ کھاتا ہے آنکھ شرماتی ہے۔ جب مال ہندوؤں کا کھایا
آنکھ شرماتی اور ہندو کانگریس میں گاندھی کے ایک جاں نثار سپاہی
حیثیت سے محمود الحسن دیوبندی۔ ابو الکلام آزاد۔ مولوی حسین احمد
ٹانڈوی صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند۔ مولوی کفایت اللہ دہلوی۔
مولوی حفیظ الرحمٰن سیوہاروی۔ کانگریس کی ذیلی تنظیم احرار عطاء اللہ
بخاری۔ مولوی احمد علی لاہوری۔ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ محمد علی
جالندھری جیسے سیکڑوں نام ملتے ہیں جنہوں نے قائد اعظم کو
کافر اعظم کہا[۲]"
اور یہ کہ "جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سور ہیں اور سور
کھانے والے ہیں، ..... دس ہزار جینا (جناح) (مولانا) شوکت اور
ظفر جواہر لعل نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں"[۳]

اسی لیے ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار نے کہا تھا ؎

آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقۂ غدار سے ہے

حق نمک یوں ادا ہوا | اکابر علماء دیوبند ہندوؤں کی خوشنودی کے لیے گائے کی قربانی سے دستبردار ہو
گئے اور اب مدرسہ دیوبند سے قربانی کے مسائل اور کھالوں کے حصول کا
جو پوسٹر شائع ہوتا ہے اس میں صاف لکھا ہوتا ہے:۔
"جن مقامات پر حکومت (ہند) کی جانب سے گائے کی قربانی

۱؎ سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۳۱۷۔
۲؎ مکالمۃ الصدرین صفحہ ۳۲ ۳؎ چمنستان صفحہ ۱۶۵

پر پابندی عائد ہے وہاں ملک کے موجودہ حالات اور آپس کے میل ملاپ (ہندی دیوبندی اتحاد) کے لیے گائے بیل اور بچھڑے کی قربانی سے احتراز کیا جائے[1]"

آمدم برسر مطلب

عمر خامہ کس قصد سے اٹھا تھا کہاں جا پہنچا ہم بتانا تو یہ چاہتے تھے کہ انگریزی سرکار نے دیوبند میں اتنا بڑا دارالعلوم کیوں بنوایا۔ دیوبند کی تاریخی و لغوی حیثیت پر اور اکابر دیوبند کے ہندو نواز کردار پر گفتگو شروع ہو گئی لہذا ہم واپس آتے ہیں تو عرض یہ ہے کہ اگر شہر دہلی میں گورنمنٹ انگلشیہ دارالعلوم بنواتی اور اپنے جانثار علماء تیار کراتی تو ہر شخص بھانپ لیتا اور یہ راز افشاء ہو جاتا کہ حقیقی علماً و محدثین دہلی کے علمی مراکز ختم کر کے دیسی گھی کی جگہ یہ ڈالڈا کیوں لایا جا رہا ہے یعنی حقیقی علماء کی جگہ یہ بناسپتی علماء کس لیے تیار کرائے جا رہے ہیں ___ ؟ لہذا دیوی بن کے جنگل میں یہ مدرسہ بنوایا گیا۔ جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا ___ ؟ اس مدرسہ دیوبند کے لیے بانی۔ مدرسین۔ اراکین کہاں سے لائے گئے دین اسلام کے حقیقی خیر خواہ اور جذبہ تعلیم دین نے سرشار علماء کی یہاں کوئی قدر تھی نہ ضرورت ہے لہذا مدرسہ دیوبند کے لیے تحقیق و تلاش کر کے ایسے علماء کو اکٹھا کیا گیا جو گورنمنٹ انگلشیہ کے سرکاری مدرسوں کالجوں میں پڑھتے ہوتے ہوں اور ہر طرح سے سرکار انگلشیہ کے وفادار و جانثار ہوں۔ ___ نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے مستی میں ___ یہ بات بھی بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے سوانح نگار مولوی مناظر احسن گیلانی نے خود ہی اگل دی لکھتے ہیں : ___

---

[1] تاریخ دارالعلوم دیوبند صہ ۳۲۳ ؎

مدرسہ دیوبند کے مدرسین و ملازمین و ارکین گورنمنٹ انگلشیہ کے قدیم ملازم و پنشنر

"(مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت) ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارہ میں گورنمنٹ کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی ۔" [۱]

ذرا وقت تو لگے گا ہی چلو مدرسہ دیو بند کے بانی ۔ مدرسہ دیوبند کے بانی کے استاد مدرسہ دیو بند کے صدر و شیخ الحدیث اور دوسرے مدرسین وارکین کو بھی کھنگال لیا جائے ۔ آئیے ملاحظہ کیجئے یہ سب وہی کل پرزے ہیں جو انگریز نے اپنے سرکاری دہلی کالج میں ڈھالے اور دیوبند میں استعمال کیے :-

بانی مدرسہ دیوبند — مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے متعلق لکھا ہے :-
"بعد از فراغ علوم چندے بمدرسہ انگریزی واقع دہلی تعلق گرفتہ" [۲]

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب (سابق مہتمم مدرسہ دیوبند) نے فرمایا کہ مولانا (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں مولانا مملوک علی صاحب سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی کالج) میں مولانا کا نام داخل تھا ۔" [۳]

صدر مدرس و شیخ الحدیث — مدرسہ دیو بند کے اولین صدر مدرس و شیخ الحدیث مولوی اشرف علی تھانوی کے استاد

---

[۱] سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۲۴۷ حاشیہ [۲] تذکرہ علمائے ہند ص ۱۰۱ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۴ء از مولوی رحمان علی صاحب [۳] ارواح ثلاثہ ص ۲۰۱ ؛

محترم مولوی محمد یعقوب نانوتوی کے متعلق لکھا ہے:۔

"جب ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمد یعقوب صدر مدرس مقرر ہوئے اُس وقت مولانا سرکاری ملازمت (گورنمنٹ انگلشیہ کی نوکری) سے سبکدوش ہو چکے تھے۔"[۱]

مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی

"جیسا کہ آپ حضرات (مولوی قاسم بانی مدرسہ دیوبند و مولوی رشید احمد گنگوہی سرپرست مدرسہ دیوبند) اپنی مہربان سرکار (انگلشیہ) کے دلی خیر خواہ تھے تازیست دلی خیر خواہ ہی ثابت رہے۔"[۲]

مولوی اشرف علی تھانوی

حکیم الامت دیوبند فرماتے ہیں:

"ایک شخص نے مجھ (مولوی اشرف علی تھانوی) سے دریافت کیا تھا کہ اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے؟ میں نے کہا محکوم بنا کر رکھیں گے۔۔۔۔ مگر نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لیے کہ انہوں (انگریزوں) نے ہمیں (دیوبندیوں کو) بہت آرام پہنچایا ہے۔"[۳]

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی
میں کیا بتاؤں کہ وہ رات کو کس کے گھر ملے

بانی مدرسہ دیوبند صدر مدرس دیوبند کے اُستاد

جناب مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے اُستاد محترم اور صدر مدرس مدرسہ دیوبند

---

۱ کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی دیوبندی ص ۱۸۹ ۲ تذکرۃ الرشید ص ۹ پہلا حصہ ۳ الافاضات الیومیہ ص ۶۹ حصہ چہارم۔

مولوی محمد یعقوب کے والد بزرگوار تھے۔ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں :-

"از عیان دہلی بودند تلمذ ایشاں در علوم درسیہ با مولوی رشید الدین خاں است وا ز طرف فرنگیاں تدریس درجہ اول مدرس دہلی ولیشان است۔ یعنی وہ (مولوی مملوک العلی نانوتوی) دہلی کے اکابرین سے تھے اور علوم درسیہ میں مولوی رشید الدین خاں کے شاگرد تھے مدرسہ دہلی میں انگریزوں کی طرف سے جماعت اول (عربی) کو پڑھانے کے لیے مقرر تھے" [1]

● "مسٹر ٹامسن وزیٹر دہلی کالج نے ۸ نومبر ۱۸۴۱ء کو ایک رپورٹ میں مولوی مملوک العلی کے اضافہ تنخواہ کی سفارش کی تھی کہ ان کو اسّی روپیہ ماہوار تنخواہ ملنی چاہیے بالآخر موصوف کو (پچاس کی بجائے) ساٹھ روپے تنخواہ ملنے لگی" [2]

نوٹ :- اس موضوع پر ہم نے اپنی کتاب برہان صداقت برد نجدی بطالت میں بہت تفصیل سے لکھا ہے بالخصوص ص ۹۲ تا ص ۹۹ ناقابل تردید شواہد و حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں۔ ناظرین کرام اور مصنف وہاں ضرور ملاحظہ کریں۔

مدرسہ دیوبند کا (لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر کا) خفیہ معائنہ وتحسین

۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ (دارالعلوم دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔ "جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں (مدرسہ دیوبند میں) کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک

---

[1] تاریخ قنوج از نواب صدیق بھوپالی ص ۱۱۰۔

[2] رپورٹ جنرل کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن بتوسط کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی :

مولوی چالیس[۳] روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلاف سرکار (انگلشیہ) نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) ہے۔[۱]"

مدرسہ دیوبند کی نہایت درجہ کی کامیابی اور شہرت کا راز

مولانا پروفیسر محمد انوار الحسن دیوبندی رقمطراز ہیں:—

"تمام اندرونی و بیرونی صدمات اور حوادث کے بعد جو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی کامیابی و شہرت مدرسہ کو حاصل ہوئی وہ سر جان ڈگس لاٹوش لیفٹیننٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کا بغرض خاص معائنہ مدرسہ دیوبند آنا تھا...... ۶ جنوری یوم جمعہ کو ٹھیک دس بجے دن براہ ریل نزول اجلال کیا۔"[۲]

انگریز مدرسہ دیوبند پر اس قدر مہربان تھے کہ "ایک مرتبہ صوبہ متحدہ کے گورنر سر جیمز مسٹن نے دارالعلوم دیوبند کا خصوصی معائنہ کیا۔"[۳]

مسٹر پامر کے خفیہ معائنہ اور مسٹر جان ڈگس لاٹوش گورنر متحدہ آگرہ و اودھ کے معائنوں سے واضح ہو گیا کہ مدرسہ دیوبند کی ترقی اور شہرت کا راز انگریز گورنروں اور ان کے خفیہ معتمدوں کی خصوصی اور ہمہ جہت عنایتوں اور بھرپور مالی معاونت کا کرشمہ تھا۔ اس قسم کا معائنہ اور داد تحسین دینے کے لیے کبھی کوئی انگریز گورنر یا اس کا معتمد دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف نہیں آیا نہ ان کو یہ جرأت ہو سکتی تھی۔—— یہاں یہ بات بھی خاص طور پر پیش نظر رہنی چاہیے کہ اکابر دیوبند نے مدرسہ دیوبند کی ملت سوز اسلام دشمن انگریز نواز پالیسیوں کو اس قدر خفیہ رکھا کہ مدرسہ دیوبند اندر ہی اندر مسلمانوں کی جڑیں کھوکھلی کرتا رہا اور انگریز بہادر کے ہاتھ مضبوط کرتا رہا۔ یہ سارا کام اس رازداری سے ہو رہا تھا کہ مدرسہ دیوبند

---

[۱] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی مصنفہ مفتی محمد شفیع کراچی [۲] روئیداد مدرسہ دیوبند ۱۳۲۲ھ ص۷ و ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی ستمبر ۱۹۷۰ء [۳] تاریخ دارالعلوم دیوبند ص۲۸۹ جلد ۲

کا ۱۳۰۱ھ کے بعد جلسہ دستار فضیلت بھی ۲۶ سال کے بعد کیا گیا۔[1]

بانیٔ مدرسہ دیوبند کی علمی حیثیت

بانی مدرسہ دیوبند نے باقاعدہ کسی دارالعلوم یا درس نظامی باضابطہ درس گاہ میں تعلیم حاصل نہیں کی تھی مولوی مناظر احسن گیلانی بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے سوانح نگار ہیں وہ لکھتے ہیں :۔

"مولانا مملوک العلی کا گھران کا گھر تھا وہی ان کا مدرسہ بھی تھا وہی اقامت خانہ بھی۔[2]"

اس سے تھوڑا آگے چل کر لکھتے ہیں :۔

"مولانا نانوتوی دہلی میں مولانا مملوک العلی صاحب سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے کالج میں نام مولانا کا داخل تھا۔[3]"

"مولانا مملوک العلی صاحب جو کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے والد اور مولانا رشید احمد و مولانا محمد قاسم صاحب کے اُستاد ہیں دہلی میں دارالبقاء سرکاری (انگریزی) مدرسہ تھا اس میں ملازم تھے۔"[4]

جناب نانوتوی صاحب کو پڑھنے پڑھانے سے قطعاً کوئی شغف نہ تھا۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے حوالہ سے لکھا ہے :۔

"مولانا محمد قاسم نے کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں بلکہ پڑھنے کے زمانہ میں بھی بہت شوق و مشقت سے نہیں پڑھا تھا۔[5]"

مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کو کسی اہم معیاری دارالعلوم تو کیا عام درس گاہ میں بھی پڑھنے کا موقع نہ ملا اُن کا سوانح نگار لکھتا ہے بلا ہیر

---

[1] تاریخ دارالعلوم دیوبند صفحہ ۲۲۳ [2] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۲۲۔

[3] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۲۲ [4] ایضاً صفحہ ۲۲۳۔

[5] قصص صفحہ ۷۹۔۱۳ بحوالہ سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۳۹؛

سوانح نگار یہی تذکرہ کرتا ہے کہ مولانا مملوک العلی کے دولت خانہ پر پڑھتے تھے اور وہ بھی جمعہ کی شب میں صیغوں اور ترکیبوں کے پوچھنے کا سلسلہ جاری رہتا تھا (سوانح قاسمی)

"اس بنیاد پر بھی ماننا چاہیے کہ مولانا نانوتوی کی تعلیم کا تعلق بھی گھریلو تعلیم سے تھا[1]"

ایسی بے ربط پڑھائی عدم توجہ و محنت کے بغیر حصول علم کا یہ انجام ہوا کہ آیا جناب مولوی قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند فیل ہو جانے کے ڈر سے امتحان میں بھی شریک نہ ہوتے آپ کا سوانح نگار اس بات کو ذرا واضح انداز اور غیر مبہم الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

"جب امتحان کے دن ہوتے مولوی صاحب (مولوی محمد قاسم صاحب) امتحان میں شریک نہ ہوتے اور مدرسہ (یعنی وہ گھر جس میں پڑھتے تھے) چھوڑ دیتے" نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، گویا نہ سر ہوگا نہ درد ہوگا۔ سوانح قاسمی جلد اوّل صہ ۲۶۳ پر مکرر درج رکھا ہے:۔

"مولانا مملوک العلی صاحب خانگی طور پر پڑھایا کرتے تھے ...... جب امتحان سالانہ کے دن ہوتے مولوی (قاسم نانوتوی) صاحب امتحان میں شریک نہ ہوتے اور مدرسہ چھوڑ دیا[2]"

مولوی قاسم صاحب پڑھائی کے وقت احادیث پر نکتہ چینی کیا کرتے تھے چنانچہ آپ کا سوانح نگار آپ کے حوالے سے لکھتا ہے:۔

"مولانا محمد قاسم صاحب فرماتے تھے کہ حدیث پڑھنے کے وقت میں یہی سوچا کرتا تھا کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں فرمائی[3]"

---

[1] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۲۷ [2] ایضاً صہ ۲۲۳ [3] قصص الہادی صفحہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ و سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۲۷۔

اس کے بعد تعلیمی سلسلہ کو منقطع کرکے مزدوری کرنا شروع کردی آپ کا سوانح نگار لکھتا ہے :—

"پھر مولوی (قاسم) صاحب نے مطبع احمدی میرٹھ میں تصحیح کتب کی پگار مزدوری کرلی[1]"

مطبع احمدی میں مزدوری کرنے کی روایات ارواح ثلاثہ الافاضات الیومیہ میں بکثرت ملتی ہیں۔ اس تفصیل کا حاصل یہ کہ اسی علمی بے بضاعتی کی بنا پر وہ فن تدریس سے لاتعلق رہے کسی بھی فن کی کوئی کتاب پڑھانے پر آپ کو قدرت نہ تھی اسی وجہ سے بادل نخواستہ مجبوراً آپ کے سوانح نگار مناظر احسن گیلانی کو یہ کڑوی گولی نگلتے ہوئے اعتراف کرنا پڑا :—

"دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم نے درس نہ دیا[2]"

اسی طرح مولوی اصغر حسین محدث مدرسہ دیوبند کو اس قرار واقعی حقیقت کا بسروچشم اعتراف کرنا پڑا :—

"مولانا (محمد قاسم) ممدوح میرٹھ میں منشی ممتاز علی کے مطبع میں تصحیح کا کام کرتے تھے پھر یہ مطبع دہلی منتقل ہوگیا مولانا (نانوتوی) ممدوح بھی دہلی مقیم ہوتے[3]"

مولوی قاسم نانوتوی صاحب خود تو نہ پڑھا سکتے تھے۔ انگریز سرتوڑ کوشش کے باوجود اپنے اس دارالعلوم کو حقیقی عالم ذی استعداد مدرسین فراہم نہ کرسکا۔ لے دے کے اس دارالعلوم کا سرمایۂ تدریس فقط ملا محمود اور مولوی محمد یعقوب سابق ڈپٹی انسپکٹر مدارس (انگلشیہ) تھے جو پہلے سرکار انگریزی کے ملازم تھے[4]۔ اس دارالعلوم کے تمام اساتذہ و اراکین وغیرہ سابقہ سرکاری ملازم پنشنر تھے اس لیے زیادہ ملازمتوں اور سرکاری نوکریوں کے متلاشی طلباً تلاش معاش کے لیے مدرسہ دیوبند کا رُخ کرنے

---

۱ سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۴۱ ۲ ایضاً ص ۲۲۳ ۳ حیات شیخ الہند ص ۱۹ ۴ ایضاً ص ۱۸-۱۹

لگے کیونکہ گورنمنٹ انگلشیہ کے سابق ملازمین کے توسط سے نوکری جلدی مل جاتی تھی اس لیے یہاں کے فارغ التحصیل طلبا پیش امام کی بجائے پیٹ امام بننے کو ترجیح دیتے تھے انگریز کو ایسے مولویوں کی زیادہ ضرورت تھی جو ان کے پنشنروں کے شاگرد اور تربیت یافتہ ہوتے اور سرکار انگلشیہ کے فرمانبردار ثابت ہوں۔ مدرسہ دیوبند کی شان میں مصنف مطالعہ بریلویت نے ظفر علی خاں کی ایک مجلتی ہوتی نظم بھی اس کی حقانیت کی روشن دلیل بنا کر پیش کی ہے، مگر ظفر علی خاں مدرسہ دیوبند کو کیا جانے اور علماء دیوبند کو کیا جانے آیئے ہم اس سے زیادہ پرلطف نظم جو مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند و مدیر تجلی دیوبند نے لکھی مصنف مطالعہ بریلویت کی ضیافت طبع کے لیے پیش کرتے ہیں قارئین بھی لطف اندوز ہوں موصوف مولوی شبیر احمد عثمانی کے بھانجے ہیں اور مدرسہ دیوبند کے "قادرالکلام فاضل وادیب" ہیں پڑھیے اور سر دھنیے :

دارالعلوم" دیوبند کے نام

کیا گردش دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں
دیوبند تیرا حال زبوں دیکھ رہا ہوں

اللہ رے یہ مسند افتا کی اہانت
اپنوں کا بھی ہوتا ہوا خوں دیکھ رہا ہوں

آوارگی فکر و نظر اہل حرم کی
ناپختہ مگر جوش جنوں دیکھ رہا ہوں

جو داعی اسلام تھے وہ دلش بھگت ہیں
نیرنگی دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں

اسلاف کے دل بھی تیر فتووں سے ہیں مجروح
تکفیر کا یہ شوق فزوں دیکھ رہا ہوں

غیروں سے ہے اُلفت تجھے اپنوں سے لگاؤ
بدلا ہوا انداز جنوں دیکھ رہا ہوں

حق گوئی بے باکی اسلاف کی سوگند
تجھ کو بتے امزاحِ نگوں دیکھ رہا ہوں

یہ منصب اظہار سے فتووں کی یہ اندھیر
فنکاری شیطاں کا فسوں دیکھ رہا ہوں

(حاشیہ بر صفحہ آخر)

جناب عامر عثمانی فاضل دیوبند اہلِ دل لوگوں میں سے تھے واقعی انہوں
بی مادرِ علمی دیوبند کی صحیح تصویر کھینچکر رکھ دی۔ اس انگریزی دارالعلوم
قرار واقعی تعارف کا حق ادا کر دیا بالخصوص یہ اشعار...... تکفیر کا یہ شوق
ں دیکھ رہا ہوں۔ اور ...... تجھ کو بے اعراض نگوں دیکھ رہا ہوں ....
دھی توجہ طلب ہیں۔

مدرسہ دیوبند کے سیکنڈ کلاس بانی دیوبندی فرقہ کے امام ثانی مولوی
شید احمد صاحب گنگوہی کی علمی حیثیت استعداد و قابلیت پر بھی ایک نظر
تے چلیں گنگوہی صاحب بھی نانوتوی صاحب کی طرح تدریسی مہارت سے
ے تھے وہ بھی سرپرستی تک محدود رہے۔ فنونِ عربیہ پر عبور نہ ہونے
ے باعث مدرسہ دیوبند میں پڑھا نہ سکے مدرسہ دیوبند کا کل سرمایہ ملا محمود
مولوی یعقوب نانوتوی ڈپٹی انسپکٹر انگریزی سرکاری مدارس تھا اور گورنمنٹ
گلشیہ کے وفادار ملازم تھے بلہ

اس وقت ہمیں دکھانا یہ ہے کہ مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کی طرح
سرپرست مدرسہ بھی گھر کے پڑھے ہوتے تھے۔ باقاعدہ کسی دارالعلوم یا علمی
دارہ میں ماہرینِ تدریسِ عربیہ سے ان کی تعلیم نہ ہوئی تھی۔ مولوی رشید احمد
نگوہی کے اساتذہ میں سے گھر میں پڑھانے والے ایک استاد مولوی مملوک العلی
صاحب بھی سرکاری ملازم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے تنخواہ دار سکول ٹیچر تھے جس
ے حوالے مولوی قاسم صاحب نانوتوی کے تعلیمی ذکر میں گزر چکے ہیں تذکرۃ
لرشید میں لکھا ہے :-----

"دہلی میں علوم نقلیہ کے اندر آپ کے استاد جناب مفتی صدرالدین آزردہ

(حاشیہ صفحہ سابقہ) سلہ ماہنامہ "تجلی" دیوبند مئی ۱۹۵۷ء۔
(حاشیہ صفحہ موجودہ) سلہ سوانح قاسمی و کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی تذکرۃ الرشید۔

رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ایک روز مولوی گنگوہی مفتی صدرالدین صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ مفتی صاحب فرمانے لگے میاں رشید تم ہی اچھے ہو ...... ہماری (سرکار گورنمنٹ انگلشیہ کی) نوکری جائز نہیں سمجھتی ہم (مولوی مملوک العلی نانوتوی۔ محمد یعقوب نانوتوی وغیرہ) خوب سمجھتے تھے کہ جائز نہیں مگر ہم بزور علم اس کو جائز کہتے تھے ہ"[1]

یعنی ناجائز سمجھکر انگریز کا مال تنخواہ کے نام پر کھاتے رہے بہرحال موضوع تو یہ تھا کہ گنگوہی صاحب باقاعدہ کسی دارالعلوم کے باضابطہ پڑھے ہوئے نہیں تھے گھریلو طور پر گھر کے اندر پڑھائی ہوتی تھی تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے :۔

حضرت (گنگوہی) قدس سرہٗ نے فارسی کرنال میں اپنے منجھلے ماموں مولوی محمد تقی صاحب سے پڑھی ...... آپ نے فارسی کا کچھ حصہ مولوی محمد غوث صاحب سے بھی پڑھا ...... مولوی محمد بخش صاحب رامپوری حضرت کے نہایت ہی شفیق استاد تھے۔ ہدایۃ النحو مولوی قاضی احمدالدین جہلمی پنجابی سے پڑھی اور آخر میں مولانا صدرالدین دہلوی۔ مولانا مملوک العلی نانوتوی شاہ عبدالغنی سے پڑھا۔ یہ حضرات فرداً فرداً اپنے اپنے گھروں پر پڑھاتے تھے۔ اس متفرق و پرچون گھریلو پڑھائی کا یہ اثر ہوا کہ لمبے چوڑے القابات کے باوجود آپ ذی استعداد ماہر فن تدریس استاد نہ بن سکے اور مدرسہ دیوبند کے لیے سرکاری انگریزی سکول سے مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی کو دیوبند میں بطور صدر مدرس منگوانا پڑا اور یہی خانہ ساز پرچون پڑھائی کا نتیجہ ہے کہ آپ کا فتاویٰ رشیدیہ قطعاً بے ربط ہے جس میں اکثر فتاویٰ متضاد ہیں اور لاتعداد سوالات کے جواب میں اپنی علمی بے بضاعتی کے سبب آپ کو لکھنا پڑا مجھے معلوم نہیں مثلاً :

---

[1] تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۳۲ ؎

- حال معلوم نہیں فتاوی رشیدیہ صفحہ ۵۳۶ —
- حال معلوم نہیں صفحہ ۴۵۸ —
- حال معلوم نہیں صفحہ ۳۸۲ —
- حقیقت معلوم نہیں صفحہ ۴۵۸ —
- معلوم نہیں صفحہ ۵۲۷ —
- حال معلوم نہیں صفحہ ۵۱۰ —
- بندہ کو معلوم نہیں صفحہ ۱۸۰ —

یہ حال معلوم نہیں — معلوم نہیں — حقیقت معلوم نہیں کا رونا فتاوی رشیدیہ میں پچاس سے زائد جگہ رو دیا گیا ہے اس سے گنگوہی صاحب کی فقہی بصیرت کا بھی بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے —

فتاوی کفر کی پرانی راگنی

ریسٹر مانچسٹر وی اینڈ دیوبندی نجدی برانڈ ملاؤں کا سارا دکھ اندرونی بیرونی اور آگے پیچھے کا سارا درد اس بات پر ہے کہ سیدنا امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ و دیگر اکابر علماء اہل سنت نے اہل توہین ملاؤں یعنی اکابر اصنام دیوبند کی تکفیر کیوں کی اس جرم میں وہ محض بہانہ بنا کر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سمجھ کر دوسرے مکاتب فکر کے اہل توہین کی تکفیر کا بھی رونا رو رہے ہیں مانچسٹر وی مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۰۲ پر یہی راگنی الاپتے ہوئے بعنوان "مولانا حالی پر فتوی کفر" لکھتا ہے :—

"مولانا احمد رضا خاں کے حلقہ عقیدت نے مولانا حالی کو معاف نہیں کیا حزب الاحناف لاہور کے مولانا ابو الطاہر محمد طیب دانا پوری نے جہاں ڈاکٹر اقبال اور قائداعظم کو کافر لکھا ہے

وہاں سرسید خاں کے نورتنوں مولانا حالی کو بھی نشانہ بنایا۔
اس کے ضمن و ذیل میں ظفر علی خاں، ڈاکٹر اقبال اور قائد اعظم
لیگ پر فتویٰ کو بڑے چغلخورانہ انداز میں ذکر کیا ہے اور حوالہ جات
مولانا داناپوری و بجانب اہلسنت کے دیئے ہیں۔
اس کے متعدد جوابات ہیں: ــــــ
اوّل ــــ تو بجانب اہلسنت اکابر اہلسنت مشاہیر و مسلم علماء
و تلامذہ اعلحضرت کی متفقہ کتاب نہیں نہ حضرت مولانا طیب داناپوری
علیہ الرحمۃ صف اوّل کے مسلمہ اکابر اہل سنت سے ہیں۔ یہ ملاں
مانچسٹروی کی عجب عیاری ہے کہ ہر بات کی کڑی اعلحضرت امام احمد
رضا علیہ الرحمۃ کی ذات سے ملا دیتا ہے۔ جمہور اکابر اہل سنت کا
اس سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ جس طرح مکالمۃ الصدرین میں
مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی وغیرہم پر مولوی حسین احمد کانگریسی
کی ذریت نے "ابوجہل" ہونے تک کا فتویٰ دیا تھا کیا اس سے
تمام دیوبندی مولوی متفق ہیں؟ اسی طرح بجانب اہلسنت اور مولانا
داناپوری سے جملہ اکابر اہلسنت کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ اور
نہ ہیں ــــ۔

دوم یہ کہ خود دیوبندی مولویوں کے فتاویٰ کفر و شرک
قائد اعظم لیگ سرسید شبلی حالی وغیرہ پر کیا کم ہیں؟
سوم یہ کہ یہ دیکھنا ہے کہ مولانا داناپوری وغیرہم کو ان لوگوں
سے کوئی زن و زر کا جھگڑا اور جائیداد کا تنازعہ تھا؟ وہ کیا حقائق
تھے جن کی بنیاد پر فتویٰ دیا گیا اس کے اسباب و علل کیا تھے؟ کن
کن افکار و نظریات و اشعار و عبارات پر فتاویٰ دیئے گئے۔ انہی
عبارات و اشعار کو لکھ کر بغیر نام بتائے دیوبندی مولویوں سے

فتاویٰ طلب کیا جائے تو وہ بھی مولانا داناپوری جیسا ہی فتویٰ دیں گے اور اس کا تجربہ ہم نے مرثیہ گنگوہی کے اشعار پر اکابر دیوبند سے فتویٰ طلب کر کے کیا ہے جو عنقریب پیش کریں گے۔

چہارم یہ کہ جناب مانچسٹروی نے لکھا ہے "مولانا احمد رضا خاں کے حلقۂ عقیدت نے مولانا حالی کو معاف نہیں کیا"۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ آپ کے "مولانا" مسٹر حالی نے کب معافی طلب کی؟ اور پھر کفر و ارتداد کی باتوں کو معاف کرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اس کے کرم پر منحصر ہے تم مولانا احمد رضا خاں کے حلقۂ عقیدت کے لوگوں سے معافی مانگ کر کہیں شرک کے مرتکب تو نہیں ہوتے؟ کتاب التوحید۔ تقویۃ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ پر از سر نو نظر ڈال کر بتاؤ گناہوں کا معاف کرنا کس کا کام ہے کلماتِ کفریہ کا معاف کرنا کس کا کام ہے اللہ تعالیٰ کا یا مولانا احمد رضا خاں کے حلقۂ عقیدت کا ــــــ؟

پنجم یہ کہ تم جیسے نقلیں اتارنے اور منہ چڑانے والے کیا جانیں فتویٰ شرعی کیا ہوتا ہے ملاں مانچسٹروی کو چاہیے تھا کہ دلائل و تحقیقات سے اس فتویٰ کا رد کرتا یا جن امور پر حالی صاحب پر فتویٰ دیا ان دلائل کی تردید یا تکذیب کرتا۔ مگر کچھ بھی نہیں زبانی، کلامی، لفاظی اور کاغذی شعلہ بیانی سے دل بہلا رہا ہے۔

مانچسٹروی صاحب حالی پر فتویٰ کے غم میں نڈھال ہے مگر دراصل حقیقی غم اس کو حالی کی بدحالی کا نہیں اکابر اصنام دیوبند کی تکفیر کا ہے، حالی کا سہارا تو محض اکابر اہلسنت کے شرعی فتویٰ کو بے اثر ثابت کرنے کے لیے لے رہا ہے۔ پنجابی کا محاورہ ہے "روندی یاراں نوں لے لے ناں بھراواں دا۔ یعنی بدکار عورت بھائیوں

کا نام لے لے کر اپنے آشناؤں کو روتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور و فکر ہے کہ حالی پر حکمِ شرعی سے
مانچسٹروی کا کلیجہ شق ہوا جاتا ہے لیکن یہی حالی جب سُنّی عقائد پر
اپنی بے ہنگم شاعری میں شرک و کفر کا فتویٰ دیتا ہے اُن کو دائرۂ
ایمان و اسلام سے خارج قرار دیتا ہے تو دیوبندیوں کے دل میں لڈو
پھوٹتے ہیں اور لب باندھے دم سادھے بیٹھے رہتے ہیں۔ سنو حالی الزام
تراشی کے لیے عالمِ تصورات میں اہلِ سنت کے ذمہ من گھڑت فرضی عقائد
لگا کر شاعرانہ فتویٰ کا شوق یوں پورا کرتا ہے ؎

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رُتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذر چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ فرق اس سے آئے
نہ ایمان بگڑے نہ اسلام جائے ؎

مانچسٹروی جس دین دھرم کا ہے اُسی دین دھرم کا واسطہ دے
کر پوچھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ کو مانتا ہے تو خدا لگتی کہے کیا سُنّی
بریلوی حامیان مسلک اعلیٰحضرت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کو خدا مانتے ہیں؟ اور یہ بات کس کتاب سے ثابت ہے۔ کیا اماموں
کا رُتبہ حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھاتے ہیں یہ
بات ہمارے اکابر کی کس کتاب سے ثابت ہے؟

نبی علیہ السلام کو خدا کہنے والا قطعاً یقیناً مشرک ہے۔ اسی طرح
اماموں کا رُتبہ نبی علیہ السلام سے بڑھانے والا بلاشبہ کافر و
مرتد ہے دوسرے لفظوں میں حالی ہمارے اور ہمارے اکابر کے
ذمہ دھاندلی سے غلط عقیدہ منسوب کر کے ہمیں کافر و مشرک قرار
دے رہا ہے اور آخر میں خود اعلان فتویٰ بھی کر رہا ہے ؎

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

نہ توحید میں کچھ فرق اس سے آئے
نہ ایمان بگڑے نہ اسلام جائے

گویا کہ اہل سنت کی توحید میں بھی فرق آگیا اور وہ مشرک ہوگئے اور ان کا ایمان بھی بگڑ گیا بے ایمان ہوگئے اور اُن (سنی بریلویوں) کا اسلام بھی جاتا رہا۔ یہ ہے حالی کی شاعرانہ فتویٰ بازی ــــــ

اب یاد رکھیے کہ حالی کے عائد کردہ سراسر لغو الزامات ہم پر قیامت تک ثابت نہ ہو سکیں گے چاہے مانجھٹر دی دُم سے چُٹیا تک کا زور لگالیں اب جب کہ یہ الزامات ہم پر ہیں ہی سراسر الزام اور سو فیصد خالص جھوٹ اور بدترین افتراء تو جب ہم پر حالی نے کفر و شرک بلکہ ایمان و اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ دیا جو کہ سراسر غلط ہے تو یہ کفر خود حالی پہ لوٹا۔

حدیث شریف صحیح بخاری شریف جلد دوم ص۹۰۱ و صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص۵۷، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایما امرئ لاخیہ کافر فقد باء احدھما ان کان کما قال والا رجعت الیہ۔

یعنی جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر ضرور یہ بلا پڑے، اگر جسے کہا وہ سچ کافر ہے جب تو خیر ورنہ یہ لفظ (فتویٰ کفر) اُسی کہنے والے پر پلٹ آئیگا۔ بتاؤ یہ فتویٰ کفر خود حالی پہ پلٹا یا نہیں۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) لہ مسدس حالی ص۳۷

ایک دوسری جگہ بھی حالی صاحب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک من گھڑت حدیث منسوب کر کے لکھتے ہیں ؎

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی [1]

پہلے اشعار میں حالی نے اہلسنت پر الزام لگایا تھا "اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں" یہاں وہ خود اپنا اور عام انسانوں کا رتبہ نبی کے برابر بتا رہا ہے کہ "نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم" یعنی نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بندہ ہونے میں عام لوگ کم نہیں ہیں اور پھر بکتا ہے۔ "کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم" بے بسی بے چارگی محتاجی میں معاذ اللہ حضور سید الانبیاء مامور من اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم محبوب معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرح برابر بتا رہا ہے۔ بتاؤ یہ کفر خالص نہیں تو کیا ہے — اماموں کو نبی سے رتبہ میں بڑھانا کفر ہے تو نبی کو رتبہ میں اور بے چارگی میں اپنے برابر قرار دینا بھی کفر ہے۔ اور پھر حالی مذکورہ بالا الفاظ حدیث کے ذمہ لگاتا ہے کوئی دیوبندی ماں کا لال بتائے کہ وہ حدیث کہاں ہے اور اس کے عربی الفاظ کیا ہیں؟ مستند حوالہ کے ساتھ بات کرے ورنہ حالی اور اس کے حامی اس حدیث کی روشنی میں اپنا ٹھکانا متعین کر لیں:

---

[1] مسدس حالی صفحہ ۱۷؛

من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار، یعنی جو دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

اس پر کافی کلام کیا جا سکتا ہے مگر اس پر اکتفا کرتا ہوں۔

ظفر علیخاں پر فتویٰ

تردید شدہ باتوں کا اعادہ دیوبندیوں کی عموماً پرانی خصوصیت اور جاہل پروفیسر علامہ ڈاکٹر مانچسٹروی کی خصوصاً دائمی عادت ہے لہذا اس نے پھر ظفر علی خاں کی تکفیر کا رونا رو دیا حالانکہ ہم برہان صداقت برد نجدی بطالت میں اس قسم کی باتوں کا مفصل جواب دے چکے ہیں اس سلسلہ میں بھی حوالہ دہی بجانب اہلسنت اور مولانا دانا پوری رحمۃ اللہ علیہ کا دیا گیا ہے جس پر ہم اوپر تفصیل و وضاحت سے لکھ آئے ہیں۔ اسی طرح ایک حوالہ القسورہ علی ادوار الحمر الکفرہ کا دیا گیا ہے مگر مانچسٹروی نے نہ استفتاء نقل کیا نہ مفصل جواب فتویٰ نقل کیا جس پر گفتگو کی جاتی البتہ فتویٰ کفر کے وجوہات لکھنے اور فتویٰ کفر نقل کرنے کی بجائے مسخرہ پن سے مراثیانہ انداز میں یہ لکھا ہے۔

"مولانا ابوالبرکات کی جنگڑ محلہ کے کہاروں سے ضد ہو گئی تھی تو انہوں نے روزنامہ زمیندار کی طرف رجوع کیا تو مولانا نے ایک اور فرقے کا اضافہ فرما دیا یعنی فرقہ کہاریہ زمیندار یہ اس نام پر بہت سے کہاروں نے غیرت کھائی اور مولانا کو ختم پر بلانا چھوڑ دیا۔"

دیکھا آپ نے کتنے وثوق اور اعتماد سے کہانیاں گھڑ رہا ہے

۱؎ مطالعہ بریلویت جلد اول صفحہ ۱۰۴ ؎

گویا کہ کمہار اس کی برادری اور خاندان کے تھے اور انہوں نے خادر
ماچھٹروی کے کہنے پر سیدی علامہ ابوالبرکات قدس سرہٗ کو ختم پر
بلانا چھوڑ دیا تھا۔ اگر پروفیسر کی کمہار برادری نے مفتیٔ پاکستان رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ کو ختم پر بلانا چھوڑ دیا تھا تو کیا کانگریسی کٹھ پتلی سردار جی
احمد علی شیرانوالہ کو بلانا شروع کر دیا تھا ؟ اور ممکن ہے وہ فتویٰ
ظفر علی خاں کے کانگریسی گاندھوی دور سے متعلق ہو۔ مگر خود دیوبندی
وہابی ظفر علی خاں کو اور ظفر علی خاں دیوبندیوں وہابیوں کو کیا اچھا
سمجھتے ہیں۔ مثلاً ظفر علیخاں ایڈیٹر اخبار زمیندار کا ایک بہت
مشہور شعر ہے ؎

کچھ شیعوں ہی کے نہیں مشکل کشا علی
ہر رن میں نعرہ سنیوں کا بھی ہے یا علی [1]

کتاب التوحید۔ تقویۃ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ بہشتی زیور۔
امداد الفتاویٰ۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ جواہر القرآن میں حضرت
مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا کہنے اور نعرہ حیدری یا علی
کہنے کو کفر و شرک لکھا ہے۔

حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور
مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہنا اور ندا کے ساتھ یارسول اللہ
یا علی پکارنا دیوبندیوں وہابیوں کے ہاں خالص کفر و شرک ہے
ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ متعدد حوالہ جات نقد موجود ہیں تو
حضرت علی کو مشکل کشا کہہ کر اور یا علی کا نعرہ لگا کر اس کو جائز
سمجھ کر خود دیوبندی وہابی مولویوں کے نزدیک ظفر علی خاں بھی
مشرک و کافر ہوگئے۔ بھولا نادان پوری فتویٰ دیں تو ناجائز اور

---

[1] چمنستان صفحہ ۲۳۰ ؎

من جملہ اکابر اصنام دیوبند فتویٰ کفر دیں تو جائز یہ فرق وامتیاز کیوں ؟ یا پھر اعلان کرو کہ یا رسول اللہ مشکل کشا یا علی مشکل کشا کہنا دیوبندی مذہب میں جائز ہے۔

ظفر علی خاں نے مفتی اور فقیہہ نہ ہونے کے باوجود خود بھی اکابر دیوبند پر شاعرانہ طرز استدلال کے ساتھ فتاویٰ صادر کئے ہیں مثلاً حضرات چوں دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ صاحب بخاری مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی. مولوی محمد علی جالندھری دیوبندی. قاضی احسان احمد شجاعبادی دیوبندی اور ان کی مجلس احرار کی پاکستان دشمنی ہندو نوازی گاندھی پرستی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ہندو نوازی گاندھی پرستی پاکستان دشمنی درحقیقت اسلام دشمنی تھی مسٹر مانچسٹر طوری کے زندہ دل واہل دل ظفر علی خاں سے ان کی اسلام دشمنی نہ دیکھی گئی اور بے ساختہ پکار اٹھے اور احراری اکابر دیوبند کی منقبت کا حق یوں ادا کیا ہے

احرار کا جنازہ

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار
ناموس پیغمبر کے نگہبان سے بیزار
اس پہ ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار

اسلام اور ایمان احسان سے بیزار
کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

بیگانہ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے

ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے
سرکار مدینہ سے نہیں ان کا سروکار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کوئی ڈھادے تو یہ خوش ہیں	مسجد کا نشاں کوئی مٹادے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہادے تو یہ خوش ہیں	لاہور میں آثارِ قیامت ہیں نمودار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار [1]

واقعی مولوی ظفر علی خاں نے اپنے دیوبندی احراری ملاؤں کے تعارف کا حق ادا کر دیا۔

مانچسٹر ڈی جی کے ممدوح معظم ظفر علی خاں نے سعودیوں کے سربراہ سعودی حکومت کے فرمانروا ابن سعود کا تعارف بھی بڑے حقیقت پسندانہ انداز میں زندہ دلی کے ساتھ پیش کیا ہے ؎

ابن سعود کیا ہے ؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پر اس نے برسائیں گولیاں
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر [2]

دیوبندی مجلس احرار اور دیوبندی امیر شریعت کا تعارف

؎
ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے
پانچ ٹکوں کا ہے پابند شریعت کا امیر
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقۂ غدار سے ہے [3]

دیوبندی شیخ الاسلام شیخ الحدیث کے نام	مولوی حسین احمد کانگریسی دیوبندی

[1] نگارستان از ظفر علیخاں صفحہ ۲۳۱/۲۳۲ [2] ایضاً صفحہ ۲۵۲ [3]
(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

شیخ الحدیث مدرسہ دیو بند کی نقاب کشائی کا حق بھی مانچسٹر وی
صاحب کے اہل دل و زندہ دل مولوی ظفر علی خاں نے ادا کر دیا تھا
بہت خوب ادا کیا تھا۔ اس نظم کا عنوان ہے "ہندو دولہا اور
مسلمان دلہن" کاش کہ ظفر علی خاں مندرجہ ذیل اشعار کے حسب حال
اس نظم کا عنوان ہندو دولہا اور دیو بندی دلہن رکھتے بہر حال
نظم حاضر ہے ؎

مسلماں ہو کے شنکر لال کے بیٹے کے گھر آئی
دیا الیشر کی ہے عباس طیب جی کی پوتی پر
مسلماں کا پھٹا تہمد نہ کچھ بھی اس کے کام آیا
نچھاور ہو گئی شرع نبی زرتار دھوتی پر
حسین احمد سے کہتے ہیں خزف ریزے مدینہ کے
کہ لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر [1]

واقعی مولوی ظفر علی خاں نے حسین احمد کانگریسی کی شیخ
اسلامی و شیخ الحدیثی کے تعارف کا حق ادا کر دیا۔
ہمیں پھر اختصار مانع ہے اس لیے اہل دیو بند پر ظفر علی خاں
کے ان ہی فتوؤں پر اکتفا کرتا ہوں یاد رہے کہ یہ سب کچھ ہم
نے بجانب اہلسنت سے نہیں لکھا بلکہ اکابر دیو بند اور مسٹر مانچسٹر وی
کے ممدوح اعظم سے ثابت کیا اور لکھا ہے۔ ع
گر قبول افتد زہے عز و شرف
ظفر علی خاں کے "فتوؤں" سے ثابت یہ ہوا کہ اسلام کے غدار
ہیں۔ دیو بندی۔ اسلام کی رسوائی کا باعث کون یہی احراری

حاشیہ صفحہ سابق، [3] چمنستان صفحہ ۴ (حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] ایضاً صفحہ ۱۸۷؎

دیوبندی۔ غدار کون۔ یہی دیوبندی۔ شرع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہندو کی دھوتی پر قربان کرنے والے کون۔ دیوبندی۔ حرم فروش کون دیوبندیوں کا مرئی نعمت خداوند دولت ابن سعود نجدی

ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ

مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۰۵ پر اس سے خلیفہ اعلیحضرت حضرت فخر المحدثین علامہ ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ محدث لاہوری قدس سرہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ مولانا دیدار علی شاہ خطیب مسجد وزیر خاں نے ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ دیا جب تک ان کفریات سے قائل اشعار مذکورہ توبہ نہ کرے اس سے ملنا جلنا تمام مسلمان ترک کر دیں ورنہ سخت گنہگار ہوں گے

حاشیہ میں سلہ کے تحت حوالہ روزنامہ زمیندار ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء کا دیا ہے جو مانچسٹروی نے مطالعہ بریلویت میں لکھنے کے لیے ماں کے پیٹ سے سنبھال کر رکھ لیا ہو گا۔ عنوان تو ہے ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ کفر مذکورہ عبارت میں نہ ڈاکٹر اقبال کا ذکر نہ فتویٰ کفر کے الفاظ مذکور اور پھر صفحہ ۱۰۴ سے صفحہ ۱۰۵ تک ثابت تو یہ کرتا آرہا ہے کہ شریف مکہ نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ شریف مکہ ہاشمی تھا ترک عجمی تھے اور ڈاکٹر اقبال سعودیوں کے حق میں تھے اس لیے اقبال پر بریلویوں کی نارِ انتقام تیز ہو گئی تھی اس وجہ سے مولانا دیدار علی شاہ نے اقبال پر فتویٰ دیا تھا حالانکہ فتویٰ پر مشتمل جو الفاظ اس بد طینت نے رقم کیے ہیں اس میں ہاشمی عجمی اور سعودی چپقلش و آویزش کا قطعی کوئی ذکر نہیں اور فتویٰ میں کفر کے الفاظ نہیں یہ سب مانچسٹروی کی بے ایمانی اور دجل خالص ہے لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ پھر حضرت علامہ دیدار

ل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کسی کتاب و فتاویٰ کا حوالہ
ہیں زمیندار ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء کا حوالہ ہے۔ البتہ تجانب اہل سنت
یں مولانا دانا پوری کے حوالہ و فتویٰ ہیں اشعار پر فتویٰ کا ذکر
ور ہے اور مولانا دانا پوری علیہ الرحمۃ سے منسوب تجانب اہلسنت
ے حوالہ سے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف یہ ہے :-

"ڈاکٹر صاحب کی زبان پر ابلیس بول رہا ہے۔ ڈاکٹر اقبال
احب نے اپنی فارسی اردو نظموں میں دہریت کا الحاد کا
بر دست پروپیگنڈہ کیا ہے۔"

بتائیے ان دونوں جملوں میں کفر و ارتداد کا ذکر کہاں ہے ؟
عنوان کچھ متن کچھ دلیل کچھ دعویٰ کچھ۔ زبان پر ابلیس بول رہا
ہے۔ بلاشبہ ابلیس انسان کا ازلی دشمن ہے۔ ہر کسی کو ورغلا سکتا
ہے دھوکہ دے سکتا ہے ویسے بھی محاورۃً چھوٹوں کو بڑے
کہہ دیا کرتے ہیں او شیطان مگر یہاں تو صرف بول رہا ہے
لکھا ہے۔ باقی رہے اشعار تو اس میں شک نہیں ڈاکٹر صاحب
نسان تھے معصوم ملائکہ یا گروہ انبیاء علیہم السلام سے نہ تھے جو
غلطی نہ کریں ارادۃً یا غیر ارادی طور پر تو اُن سے ایسے اشعار سرزد
ہوتے جو معیار شریعت پر پورے نہیں اُترتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب
کا نام لیے بغیر کسی بھی فرقہ کے عالم سے ان الفاظ پر حکم شرعی معلوم
کر سکتے ہیں وہ اشعار یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں ؎

تیرے شیشے میں مے باقی نہیں ہے
بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے (بال جبریل ص۶)

اللہ تعالٰے کے حق اور شان میں بخیلی کا لفظ اسلام کی رُو سے قطعاً منافیِ شانِ ایزدی کے خلاف ہے اور یہ کہ ایک جگہ لکھا ہے

چُپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا مُنہ بند [1]

حضرت یزداں حق سبحانہٗ و تعالٰے کی شان ارفع میں بھی چپ نہ کرنا۔ ڈاکٹر صاحب کو خود اقرار ہے اور وہ خود کہہ رہے ہیں ؏ کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا مُنہ بند

اب جو شخص اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں گستاخ ہونے کا خود اقرار کرے تو اس کے اشعار پر اگر مولانا دانا پوری صاحب نے حکم شرعی واضح کر دیا تو کون سا جرم کیا؟ جو کچھ کیا وہ اللہ تعالٰے سبوح و قدس و سبحان کی شان ارفع و اعلیٰ برتر و بالا کے لیے کیا تمہارے اکابر کی طرح گاندھی نہرو اور ہندو کانگریس کی تائید و حمایت میں ہندوؤں کی خوشنودی کیلئے تو نہیں کیا۔ باقی تم خود اور تمہارے اکابر اقبال کو کیا کہتے ہیں کیا سمجھتے ہیں آئیے بتائیے اقبال کے معروف ترین اشعار ہیں

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ اللعالمین
آں امام اوّلین و آخرین
مرتضےٰ آں تاجدار ھل اتیٰ
مرتضےٰ مشکل کشا شیرِ خدا

---

[1] بال جبریل صفحہ ۳۵۔

یہ ہیں ڈاکٹر اقبال کے اشعار اور اُن کا عقیدہ وہ حضور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا مان رہے ہیں اور یہ ہیں تمہارے دیو بندی وہابی شیخ القرآن غلام خان راولپنڈی کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

"کوئی کسی کے لیے حاجت روا اور مشکل کشا و دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے...... ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں ایسے عقائد پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔"[1]

مشکل کشا کہنے والے ڈاکٹر اقبال پر یہ ہے دیو بندی شیخ القرآن کا فتویٰ اور حکیم الامت تھانوی دیو بندی کا بہشتی زیور میں دیوبندی قطب عالم گنگوہی کا فتاویٰ رشیدیہ میں شہید بیلا کوٹ قتیل دہلوی کا فتویٰ تقویۃ الایمان میں دیکھ سکتے ہیں۔ بتاؤ اکابر دیو بند نے اقبال کو کونسا ولیٔ کامل اور عارف باللہ سمجھا ہوا ہے؟ بلکہ ایسا کافر سمجھا کہ جس کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر قرار دیا جائے۔

ویسے ہم یہ خوب سمجھتے ہیں اور دُنیا جانتی ہے کہ تم فی الواقع اقبال کی حمایت و مدافعت میں کچھ نہیں لکھ رہے۔ تم اقبال کو ڈھال بنا کر اپنے گستاخ اکابر کی شدید ترین گستاخیوں پر پردہ ڈال کر اُن پر سے تکفیر کا حکم شرعی زائل اور بے اثر کرنا چاہتے ہو۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر اقبال نے تمہارے نام نہاد کانگریسی شیخ الاسلام گاندھی برانڈ شیخ الحدیث حسین احمد ٹانڈوی کے اکھنڈ بھارت اور متحدہ قومیت و وطنیت کے نظریہ پر

---

[1] جواہر القرآن ص ۱۴۷ از غلام خان راولپنڈی دیو بندی۔

کیسی کاری ضرب لگائی ہے

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

من گھڑت عقل شکن پُر فریب تاویلیں کر کے مرہم پٹی کرتے جا رہے ہو مگر قرار نہیں آتا جیسی لایعنی و بے معنی تاویلات ان اشعار و کلام اقبال کی تم آج کر رہے ہو وہ مولوی حسین احمد نے اپنی زندگی میں خود کیوں نہ کی؟ یہ ایک چبھتا ہوا سوال ہے جس کا کوئی جواب نہیں۔

بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی کہ ڈاکٹر اقبال نے کانگریسی کٹھ پتلی مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے نظریۂ وطنیت پر زناٹے دار تھپڑ رسید کر کے اس کی مصنوعی شیخ الاسلامی کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا بلکہ ملاں مانچسٹروی کے آقایان نعمت سعودیوں کے سربراہ خود ساختہ امیر عبدالعزیز آل السعود کو بھی للکارا۔ اقبال حضور جان نور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور سے متصل زمین قدس پر آنکھیں مل رہا تھا شرک کے سعودی ٹھیکیداروں نے روکنا اور منع کرنا چاہا تو اقبال نے کہا ہے

سجود نیست اے عبدالعزیز ایں
بروبم از مژہ خاک در دوست[1]

ڈاکٹر اقبال نے سعودی شرک سازوں کو آڑے ہاتھ لیا مگر کمال ڈھٹائی سے مانچسٹروی اُلٹی گنگا بہاتے ہوتے لکھتا ہے۔ "ڈاکٹر اقبال نے آل سعود کے حق میں بیان دیا"[2]

---

[1] ارمغانِ حجاز صفحہ ۸۳ [2] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۰۵

غالباً مانچسٹروی کو یہ نام نہاد الہام ٹیلی پیتھی کے توسط سے ہوا ہوگا۔ بہرحال مانچسٹروی نے مطلب پرستی اور خود غرضی کے لیے ڈاکٹر اقبال کا نام استعمال کیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض اشعار میں سہو کے علاوہ اقبال بلاشبہ وہابی عقائد و افکار سے سخت متنفر تھے اگر ضرورت محسوس ہوئی تو آگے اس سے زیادہ لکھا جا سکتا ہے۔

موضوع سخن طے کیے بغیر مشق سخن | نام نہاد مطالعہ بریلویت کی اشاعت کا مقصد وحید

اہل سنت پر اندھا دھند الزام تراشی و بہتان طرازی ہے اس لیے مانچسٹروی آتش انتقام کی بھٹی میں بھنتے ہوئے اصل موضوع زیر بحث فتوئ کفر سے ہٹ کر اکابر دیوبند کو آگرہ کا تاج محل ثابت کرنے کے لیے بعنوان "علماء دیوبند کے بارے میں قائداعظم کے تاثرات" لکھتا ہے قائداعظم کے تاثرات اشرف علی تھانوی اور شبیر احمد عثمانی کے بارے میں بہت عمدہ تھے ..... تھانوی کے بارے میں قائداعظم کہا کرتے تھے کہ ہندوستان کے سارے علماء کا علم ایک طرف رکھیں اور تنہا مولانا تھانوی کا علم دوسری طرف تو مولانا تھانوی کا پلڑا جھک جائے گا[1] ملخصاً۔ اس زبانی کلامی رام کہانی کا حوالہ کسی بھی مستند تو کیا غیر مستند کتاب سے بھی نہیں دیا گیا۔ دعویٰ محض زبانی کلامی ہے یہ حوالہ تاریخ پاکستان کی کس کتاب یا قائداعظم کی کس ہسٹری کے کس صفحہ پر کس جلد میں ہے ؟ کیا مانچسٹروی "قائداعظم" کا سیکرٹری تھا اور انہوں نے یہ

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۰۶ ؎

بات پروفیسر خالد محمود مانچسٹروی کے کان میں کہی تھی کہ مطالعہ بریلویت میں لکھنے کے لیے اس کو محفوظ رکھنا۔ پھر بانی پاکستان محمد علی جناح جیسا پڑھا لکھا اعلیٰ تعلیم یافتہ بیرسٹر اور قانون دان عامیانہ بات کیسے کہہ سکتا ہے حالانکہ سہ

ولی را ولی می شناسد ٭ عالم را عالم می داند

ولی کو ولی پہچانتا ہے اور عالم کو عالم جانتا ہے، بانی پاکستان تو درس نظامی پڑھے ہوئے نہیں تھے انہوں نے دورہ حدیث شریف بھی نہیں پڑھا تھا صرف نحو سے لیکر منطق فلسفہ اور علم فن حدیث تک اُن کو علم و استعداد ہی نہیں تھی تو وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ "ہندوستان کے سارے علماء کا علم ایک طرف رکھیں اور تنہا مولانا تھانوی کا علم دوسری طرف تو مولانا تھانوی کا پلڑا جھک جائے گا۔"

ارے مانچسٹروی بے وقوف علم سے کورے عقل سے پیدل کیا علم بھی ترازو کے پلڑوں میں تولا جاتا ہے اور علم کوئی بہت بھاری وزنی چیز کا نام ہے جو اشرف علی تھانوی کا علم پلڑے کو جھکا دے گا اور اشرف علی تھانوی کے معاصرین اکابر دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی انور کاشمیری۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی۔ مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی وغیرہ وغیرہ منہ تکتے رہ جائیں گے اور ان سب بے علم مولویوں کا ہلکا پھلکا پلڑا اوپر اُٹھ جائے گا۔ بانی پاکستان کے ذمہ من گھڑت بات لگاتے ہوئے ہزار بار سوچا ہوتا اس ڈھکوسلا

لہ مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۰۶ ج

سے مذکورہ بالا اکابر دیوبند اور نہ صرف یہ بلکہ ان جیسے اور سینکڑوں
اکابر دیوبند جاہل مطلق و بے علم یا مبلغ علم کے حامل قرار پائیں گے ؟
اگر یہ گڑ ھنتر دتا ثرات صحیح بھی تسلیم کر لیے جائیں تو ہندوستان بھر
کے خود ساختہ شیخ الاسلام خود ساختہ شیخ الہند خود ساختہ شیخ التفسیر
خود ساختہ شیخ الحدیث خانہ ساز قطب عالم خانہ ساز محدث خانہ ساز
مفتی اعظم خانہ ساز فقیہہ العصر وغیرہ وغیرہ نیم ملاں خطرہ ایمان ہی
قرار پائیں گے۔

پھر ملاں مانچسٹروی نے بانیٔ پاکستان کی یہ بات صحیح مان کر اُن
کے علمِ غیب کا اقرار و اعتراف کر لیا کیوں کہ یہ بات مانچسٹروی کے
بقول بانی پاکستان نے قیام پاکستان سے قبل متحدہ ہندوستان میں کہی
تھی، برصغیر کے لاتعداد صوبوں ہزاروں اضلاع اور بکثرت مکاتب فکر
کے علماً کے دلوں کے بھید اور ان سب کے علوم کا ادراک و احاطہ
بانی پاکستان نے کیسے کر لیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تو دیوبندیوں کا عقیدہ یہ
ہے کہ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں کل کیا ہوگا، ماں کے پیٹ میں کیا
ہے اس کا علم بھی نہیں، لیکن دیوبندی فاضل ملاں مانچسٹروی بانی
پاکستان کو متحدہ ہندوستان کے جملہ مکاتیب فکر کے علماء کے علوم
کا احاطہ و ادراک کرنے والا قرار دے کر اُن کے علم غیب کا اقرار و
اعتراف کر رہا ہے یہ خالص شرک ہوا اور مانچسٹروی بانی پاکستان کو
علم غیب مان کر تقویۃ الایمان اور براہین قاطعہ کی رو سے مشرک ہو
گیا یا نہیں ـــــ ؟

قائد اعظم پر فتویٰ

مصنف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷ پر
ہی ایک حوالہ تجانب اہلسنت اور مسلم لیگ

کی ذریں بخیہ کاری سے بھی دیا ہے۔ اوپر بھی واضح ہوا اور اس سے قبل کتاب لاجواب قہر خداوندی بر دھاکہ ڈیو بندی اور برہان صداقت بر دسجدی بطالت اور برق آسمانی بر فتنہ شیطانی میں غفران الزامات پر مفصل وجامع گفتگو کر چکا ہے بار بار الزامات کا وظیفہ داعادہ کیا جار ہا ہے ۔

اوّل تو یہ بات قطعی واضح ہے کہ اس زمانہ میں چند علماء اہلسنت دیو بندیوں کی طرح ہندو کانگریس کا پٹھو اور ایجنٹ بن کر نہیں بلکہ خلوص نیت سے نہ صرف مسلم لیگ بلکہ ہندو کانگریس کے بھی خلاف تھے وہ چند علماء اہلسنت جو مسلم لیگ اور ہندو کانگریس کے خلاف تھے دیانتداری اور خلوص نیت سے یہ سمجھتے تھے کہ مسلم لیگی رہنما محض ایک سیاسی لیڈر ہیں جن کو دین اسلام کا علم ہی نہیں اسلام کے نام پر اسلامی ملک بنا کر اسلام کس طرح نافذ کر سکتے ہیں ۔

دوم یہ گروہ خلوص نیت اور دیانتداری سے یہ سمجھتے تھے کہ تقسیم ہند کے نتیجہ میں مسلمانوں کی قوت ہندوستان پاکستان مشرقی پاکستان موجودہ بنگلہ دیش میں تقسیم ہو کر کمزور پڑ جائے گی ۔ ہندو نہ صرف ہندوستانی مسلمانوں پر غلبہ حاصل کر لیں گے بلکہ مسلمان بے بس اور کمزور ہو کر رہ جائیں گے اور ہماری ہزاروں لاکھوں مسجدیں ، خانقاہیں اور آستانہ جات کا تقدس پائمال اور مجروح ہوگا ، مسلمان بہو بیٹیوں بہنوں کی عصمت و آبرو برباد ہوگی لہذا انہوں نے مسلم لیگ اور لیگی لیڈروں سے اختلاف کیا اور اسی طرح ہندو کانگریس سے اختلاف کیا اس وقت کے بہت سے بااثر مسلم لیڈر و علماء مثلاً مولانا مفتی عبدالباری فرنگی محلی ۔ مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی وغیرہ کو ہندو کانگریس سے نکلنے والے علماء اہلسنت ہی تھے ۔ بہر حال یہ ایک طویل بحث ہے

مگر اس کے برعکس تحریک پاکستان کی نہ صرف حامی بلکہ ہراول دستہ آل انڈیا سُنّی کانفرنس ہے جس میں دو چار دس بیس نہیں سو دو سو علماء و مشائخ نہیں بلکہ بلا شبہ و بلا مبالغہ پانچ ہزار سے زائد علماء و مشائخ اکابر و اعاظم حضرات اور لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانان اہل سنت روحانی آستانہ جات کے سجادہ نشین حضرات اور مرکزی مدارس کے علماء دین حضرات شامل تھے جنہوں نے ناقابلِ فراموش یادگار اور تاریخ ساز خدمات انجام دیں جن کو دو قومی نظریہ کا حامی اور ہندو مسلم اتحاد کا دشمن کہا جاتا ہے وہ صرف اور صرف سُنّی بریلوی علماء و مشائخ تھے اور جس طرح یہ قرار واقعی حقیقت ہے کہ سواد اعظم اہلسنت میں سے جس طرح گنتی کے پانچ سات حضرات تقسیم ہند کے حامی نہ تھے اسی طرح دیوبند اور دیوبندیوں میں گنتی کے تین چار حضرات پاکستان بننے کے آثار دیکھ کر صرف اس لیے حامی ہو گئے تھے تاکہ یہاں اپنے دھرم کی تبلیغ کے لیے جگہ بنا سکیں اور دوکانداری چلا سکیں ورنہ من حیثیت جماعت دیوبند کے جملہ اکابر حسین احمد ٹانڈوی ۔ ابوالکلام آزاد ۔ حفظ الرحمن سیوہاروی ۔ کفایت اللہ دہلوی ۔ عطاء اللہ بخاری ۔ حبیب الرحمن لدھیانوی ۔ احمد علی لاہوری ۔ محمد علی جالندھری ۔ قاضی احسان شجاع آبادی تک سب کے سب ہندو کانگریس کے حامی اور گاندھی کے ہمنوا تھے ۔ پاکستان کے دشمن اور اکھنڈ بھارت کے حامی تھے، دو قومی نظریہ کے دشمن تھے وطنیت کے حامی تھے ۔ دیوبند کانگریس کا گڑھ اور نظریہ پاکستان کے مخالف مولویوں کا مرکز تھا ۔ جمعیت علماء ہند اور دیوبندی احرار پارٹی کانگریس کی ڈھنڈورچی تنظیمیں تھیں ۔ مانچسٹروی جی کو لیگ اور قائداعظم پر بتجانب اہلسنت کا فتویٰ نظر آگیا لیکن صدر و شیخ المحدیث

مدرسہ دیو بند کا یہ فتویٰ نظر نہیں آیا۔

"مولانا حسین احمد صاحب (صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا۔" [1]

اور دیو بندی مجلس احرار دیو بندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری اینڈ کمپنی کا متفقہ نعرہ تھا ؎

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائد اعظم ہے یا کافر اعظم [2]

باقی رہا جانب اہل سنت کا فتویٰ تو ماننا پڑے گا اور یہ حقیقت ہے لیگی لیڈر لیڈر ہی تھے عالم دین اور مفتی شرع متین نہ تھے ان کے ایسے الفاظ صادر ہوئے جو صریحاً خلاف شرع تھے مثلاً مشہور مسلم لیگی شاعر امیر الہ آبادی نے لکھا تھا ؎

اے محمد اور علی کے جلنے پھرتے یادگار
تیرے رُخ سے پرتو شبیر و شبر آشکار
تیرا پیکر خالد و طارق کا زندہ شاہکار
تو سیاست کا نبی ہے قانون کا پروردگار [3]

ایک اور مسلم لیگی شاعر حیرت مالے نے لکھا تھا ؎

جگایا ہے مسلمانان ہندی کو بھلا کس نے
بنایا ہے مسلماں کو سیاست کا خدا کس نے

ہم کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت کو خدا۔ رسول پروردگار پر

---

[1] مکالمۃ الصدرین صفحہ ۳۲ [2] خطبات احرار [3] ملاحظہ ہو مسلم لیگی اخبار انقلاب بمبئی ۲۶ دسمبر ۱۹۳۵ء

تو شبیر و شبر سیاست کا نبی قانون کا پروردگار ماننے کو تیار نہیں غیر شرعی الفاظ پر فتویٰ شرعی کوئی بڑی بات نہیں کوئی کتنا ہی بڑا ہو نماز نہیں پڑھے گا فاسق کہلائے گا، روزہ نہ رکھے گا، داڑھی منڈائے گا فسق کا فتویٰ لگے گا۔ کلمات کفریہ زبان پر لائے گا کافر کہلائے گا۔ کیا یہ بات دیوبندی کانگریسی گاندھوی ملاں نہیں کہہ سکتے خود اکابر دیوبند نے "قائد اعظم" کو کافر اعظم اور شبیر احمد عثمانی کو ابو جہل ثقت اردیا ہے۔

گھر میں لگی آگ تو نظر آتی نہیں اور بجانب اہل سنت کی آگ کو بجھانے چلے ہیں دیوبندی شیخ الاسلام صدر دیوبند قائد اعظم کو کافر اعظم کا فتویٰ دے رہے ہیں اور مانچسٹروی جی عالم بے خودی اور وارفتگی میں تھانوی جی کو ترازو کے پلڑوں میں چڑھا کر بتوں کی جگہ ہندوستان بھر کے دیوبندی علماء کو ڈال کر بانی پاکستان سے تھانوی کے علم کو بھاری اور وزنی قرار دلوا رہے ہیں حالانکہ تھانوی جی نے خود فراخدلانہ اقرار و اعتراف کیا ہے جو کہ یہ ہے :-

تھانوی کا اپنا اعتراف حقیقت

"میں تو اب اس کام (تدریس) کا رہا ہی نہیں سب بھول بھال گیا جو کچھ لکھا پڑھا تھا۔ اب مجھ سے وہ کام لینا چاہیے جس کو میں کر رہا ہوں [۲]"

تھوک کی تکفیر کا ڈھنڈورہ

پنجابی مثال ہے " تُر تُر سے بھرے کھوتی بوہڑ تھلے " یعنی بے وقوف گدھی چل پھر کر بار بار بڑ بوہڑ کے درخت کے نیچے آکر کھڑی ہو جاتی ہے

---

[۱] مکالمۃ الصدرین و خطبات احرار [۲] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۳۶۱

یہی حال مانچسٹروی کا ہے ادھر اُدھر کی دو چار گپیں ٹھوک کر اپنے تکفیر ہائے تکفیر کا رونا شروع کر دیتا ہے صفحہ ۲۰۰ پر پھر ایک نیا عنوان تکفیر کی تکفیر کی انتہا کا عنوان جما کر حالی۔ ظفر علی خاں۔ ڈاکٹر اقبال اور قائداعظم پر کفر و الحاد کے فتووں کا ذکر کیا ہے اور جن کی تکفیر کا اصل درد اور اندرونی صدمہ نڈھال کیے ہوتے ہے ان کا نام نہیں اصل صدمہ اور درد تو نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی وغیرہ کی تکفیر کا ہے حالی، ظفر علی، اقبال اور محمد علی جناح کا نام لے کر رو رہا ہے تکفیر کر دی تکفیر ہو گئی۔ ہم پوچھتے ہیں تمہارے اکابر نے توہین کیوں کی، تنقیص کے مرتکب کیوں ہوتے۔ کبھی شانِ الوہیت اور شانِ رسالت میں توہین و تنقیص پر بھی صدمہ و ملال کیا ہوتا یا انبیاء و مرسلین علیہم السلام یا حضور سیدالانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شدید ترین توہین تمہارے گستاخ دھرم کا وظیفہ ہے؟

مکہ نجدی قبضہ میں اس کے ساتھ ایک سرخی یہ بھی ہے "حج کسی پر فرض نہیں" اس عنوان کے ذیل میں جو کچھ لکھا ہے وہ خود مانچسٹروی کے ڈانواں ڈول افکار کی جڑیں کاٹنے کے لیے کافی ہے اس کے ایک ایک جملہ میں اس کی اپنی تردید موجود ہے مانچسٹروی جی اپنے اکابر مولوی حسین احمد ٹانڈوی۔ مولوی انور کاشمیری۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی قاری طیب وغیرہ کے برعکس جب نجدیوں سعودیوں کے باچھیں پھلا پھلا کر گیت گاتا ہے اور فاتحانہ انداز میں نجدیوں سعودیوں کا ذکر کرتا ہے تو زمین آسمان کے قلابے ملا ڈالتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ سعودی نجدی معاذاللہ آلِ رسول اہلبیت کرام سے ہیں اور عہدِ رسالت سے ان کا حرمین طیبین پر قبضہ ہے

اور نجدیوں سعودیوں کے افعال بد اور مذہبی بد اعتقادی پر انگلی اٹھانا گویا مکہ مدینہ حرمین طیبین کی توہین ہے اس زعم جہالت کے باوجود بالآخر اس کو صفحہ ۱۰۷ پر یہ تسلیم کرنا پڑا "نصف صدی سے زیادہ عرصہ (پانچ دس سال اور لگالو) سے مکہ مکرمہ نجدی قبضے میں ہے...... یہ بات کسی طرح قابلِ فہم نہیں کہ مکہ و مدینہ پھر کفار کے قبضے میں چلے جائیں اس کی کسی مومن کے ایمان میں گنجائش نہیں ہے[1]"

اب ہمیں ملاں مانچسٹروی اپنی اسی دلیل کی روشنی میں یہ بتا دے کہ جب سعودیوں نجدیوں نے دو تین بار مکہ مدینہ حرمین شریفین پر چڑھائی کی حملہ کیا قتل وغارت گری کی کیا اُس وقت مکہ مدینہ پر کفار اور مشرکین کا قبضہ تھا ؟ جو ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا اور جنت البقیع شریف اور جنت المعلیٰ شریف میں جلیل القدر صحابہ کرام عظیم المرتبت اہل بیت اطہار کے مزارات مقدسہ گرا دیئے مسجدوں اور مقامات مقدسہ کی شدید ترین بے حرمتی کی اور روضہ انور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس فانوس اور قنادیل وغیرہ سامان لوٹ کر لے گئے۔ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول علماء اہلسنت وعامہ اہل سنت کا قتل عام کیا۔ بتاؤ کیا اس وقت مکہ مدینہ پر معاذ اللہ کفار کا قبضہ تھا اُس وقت تمہارے ایمان میں کیسے گنجائش پیدا ہو گئی تھی ؟

تنویر الحجۃ کا حوالہ نجدی سعودی عشق کی وارفتگی کے عالم ہو گئی میں ملاں مانچسٹروی نے شہزادہ سیدنا اعلیحضرت حضور سیدنا مفتئ اعظم مولانا مصطفٰے رضا خانصاحب قدس سرہ

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول صفحہ ۱۰۷ ؎

کی تصنیف تنویر الحجہ کا حوالہ بھی دیا ہے مگر حضرت ممدوح معظم سیدنا مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے ذمہ وہ بات لگائی جو ان کے فتویٰ اور اُن کی تصنیف لطیف میں موجود ہی نہیں۔ آئیے ہم تنویر الحجہ سے پہلے وہ استفتاء (سوالنامہ) نقل کرتے ہیں جس پر سیدنا حضور مفتیٔ اعظم قبلہ شہزادہ اعلحضرت قدس سرہٗ نے فتویٰ دیا اور پھر آپ کے فتویٰ کے الفاظ نقل کر کے مانچسٹروی کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً و مسلماً

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مندرجہ مصدقہ و مثبتہ امور ذیل کا لحاظ کرتے ہوئے مسلم اہل حل و عقد نے امسال التوائے حج کو اصلاح حالات حجاز و دفع مظالم اہل نجد و دفاع سطیرۂ ظالمین و مفسدین کے لیے ضروری سمجھا ہے ایسی حالت میں شریعت اسلامیہ میں امسال حج ملتوی کیا جا سکتا ہے یا فوری ادا کرنا ضروری ہے۔

(۱) ابن سعود اور نجدیوں کا اپنے سوا تمام دیگر فرق اسلامیہ کو مشرک سمجھنا اور اس لیے ان کی جان و مال کی حفاظت کی فکر نہ کرنا بلکہ جاہل نجدیوں کا حاجیوں کی جان و مال کو اپنی بے توجہی سے خطرے میں ڈالنا اور طائف کے مسلمانوں کو قتل کر کے اُن کے مال میں سے اُسی طرح پانچواں حصہ لینا جس طرح مالِ غنیمت سے کفار کے حاصل کیا جاتا ہے۔ بے گناہ مسلمانوں کا قتل عورتوں سے بدسلوکی مکانات کی تاراجی اسباب و زیورات کی لوٹ مار عام حجاج کو قصداً تکالیف پہنچانا اور غلاف کعبہ لانے والوں کو یا محمد کے نشان بنے ہوئے پر مشرک سمجھنا اور اُن پر سنگ باری

اور حملہ کرنا۔

(۲) اعمال حج میں دست اندازی کرنا اور حجر اسود کے بوسہ دینے پر اور سعی کرنے میں حاجیوں کو بید سے مار کر دست اندازی کرنا اور خود ابن سعود اور اس کے والد کے طواف کرنے کے وقت دوسرے حاجیوں کو مطاف سے نکال دینا اور اُن پر جبروت کا بیت اللہ میں اظہار کرنا عرفات میں خطبہ نہ پڑھنا وغیرہ عام طور سے حاجیوں پر تین دن پانی بند کر کے تکلیف دینا خاص کر زمزم کے استعمالِ مسنونہ سے روکنا۔

(۳) بزرگانِ دین پیشوایانِ مذہب علمائے کرام وصوفیائے عظام اور عام اہلِ اسلام (جو نجدی عقائد کے نہ ہوں) کی تذلیل و اہانت اور آزار رسانی اور ان کے ضرب، اور بعض صورتوں میں قتل پر آمادہ ہو جانا اور اُن کو امن وامان نہ ہونا۔

(۴) حاجیوں پر اُونٹوں کے کرایہ کا اضافہ اور بھاری محصولات کا عائد کرنا جن میں بعض ایسے محصولات بھی ہیں جن کا پہلے سے کوئی اعلان نہیں کیا گیا اور فوری حکم کی وجہ سے اُن کی ادائیگی کے لیے بعض غریب اور متوسط حاجیوں کو دستِ سوال دوسروں کے سامنے دراز کرنا پڑا۔

(۵) زیارتِ مقابر سے مانع ہونا اور عامۂ اہلِ اسلام کو اپنے عقیدہ کے مطابق زیارات واعمال حج سے روکنا۔

(۶) ابن سعود اور اس کے ساتھیوں کے وہ اہانت آمیز افعال جو یقینی طور پر آثار متبرکہ ومقابر ومشاہد مقدسہ اور بعض مساجد اور خاص کر جنۃ البقیع اور مزار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور مزار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیے گئے۔

المستفتی فقیر محمد قطب الدین عبد الوالی عفا اللہ عنہ فرنگی محل لکھنؤ
یہ ہے استفتاء مذکورہ بالا سوالات کی روشنی میں اس وقت
کے حالات نجدیوں کی شدید دشمنی قتل و غارت گری لوٹ مار
مسلمانان اہلسنت اور علماء اہل سنت کے قتل عام کے پیش نظر
حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہ
اور اس وقت کے لاتعداد بے شمار علماء اہلسنت نے حج موخر کرنے
کا فتویٰ دیا تھا حج کی فرضیت ختم ہونے کا فتویٰ نہیں دیا تھا ۱۳۴۵ھ
میں جب یہ کتاب تنویر الحجہ چھپ کر شائع ہوئی ترازو کے پلڑے میں
تل کر علم کی بھاری ڈگری لینے والے دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی
مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی محمود الحسن دیوبندی مولوی
خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی مولوی انور کاشمیری دیوبندی کفایت اللہ
دہلوی مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی جیسے اکابر دیوبند زندہ تھے انہوں نے
اس رسالہ تنویر الحجہ کا جواب کیوں نہ دیا اور اس فتویٰ کو رد کیوں نہ
کیا؟ کیا یہ سب جاہل مطلق تھے۔ مانچھروی ان سب سے بڑا فاضل و
محقق ہے؟ جو کسی فتویٰ کی نوک پلک بھی نہ سمجھ سکے جس کا مقصد
ہی مغالطہ دینا اور گمراہ کر کے اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا ہو تو تنویر الحجہ
کا یہ فتویٰ حج مؤخر و ملتوی کرنے کا اُس وقت کے اُن حالات پر تھا یہ
فتویٰ حج کی فرضیت ختم ہونے کا نہ تھا اور جب وہ لوٹ مار قتل و
غارت گری دہشت گردی کے حالات نہ رہے تو نہ صرف دیگر جلیل
القدر اکابر علماء اہلسنت بلکہ اُس فتویٰ کی تصدیق کرنے والے حضرات
سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں بریلوی، سیدنا حضور
صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین
مرادآبادی۔ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری۔ شیر بیشہ

اہل سنّت مولانا محمد حشمت علی لکھنوی۔ حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی۔ مفتی پاکستان علامہ ابو البرکات سیّد احمد قادری۔ علامہ ابو الحسنات قادری قدست اسرارہم بلکہ خود حضرت شیخ العلماء مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب قدس سرہٗ نے بھی تین بار شرف حج و زیارت حاصل کیا اور حرمین طیبین کی حاضری دی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اُس وقت یہ حالات تھے یا نہیں جو سوالنامہ میں مذکور ہیں تو ممکن ہے مُلّاں مانچسٹروی علامہ ابن عابدین شامی اور درمختار کی ماننے یا نہ ماننے اسے ہم مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کی مستند ترین کتاب المہند یعنی عقائد علماء دیوبند جو مشہور اکابرین دیوبند مولوی محمود الحسن دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی۔ مولوی محمد احمد مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی حبیب الرحمٰن نائب مہتمم مدرسہ دیوبند مولوی عاشق الٰہی میرٹھی سوانح نگار مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی صدر جمعیت علمائے ہند کی تصدیق و تائید شدہ ہے کا ایک اقتباس پیش کر کے مانچسٹروی جی کے منہ پر اس کے اکابر سے تھکواتے ہیں ملاحظہ ہو لکھا ہے :۔

"ہمارے نزدیک اس (محمد بن عبد الوہاب اور اس کی ذریت) کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار (علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا ہے، خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام (یعنی حرم کعبہ) پر چڑھائی کی تھی ...... اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو اُن کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اسی بنا پر انہوں نے اہل سنّت اور علماء اہلسنّت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا ..... یہ (نجدی سعودی) جماعت قتال کو واجب کرتی ہے۔" (المہند صہ ۲۲-۲۳)

ممکن ہے مُلاں مانچسٹروی یہ کہہ کر اپنی دُم چھڑوانے کی کوشش کرے کہ میں تو کانگریسی گاندھوی ہوں میرا گروہ تو مولوی احمد علی شیر انوالہ ولدِ روحانی حسین احمد کانگریسی گاندھوی ہے ان کی مانوں گا اُن کا فرمان لاؤ تو زاغ معروفہ کی یخنی سمجھ کر پی جاؤں گا تو لیجئے جناب حسین احمد نام کے مدنی کانگریسی بدنی کا حوالہ بھی لے لو وہ لکھتا ہے :-

"اُس (نجدی وہابی سعودی) نے اہلسنّت وجماعت سے قتل وقتال کیا اُن کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال سمجھ (کر لوٹا) گیا اُن (اہلسنّت) کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہلِ حجاز کو عموماً اُس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں ..... بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا ہزاروں (دشتی) آدمی اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الغرض وہ ظالم وباغی خونخوار شخص تھا۔"[1]

یہ تھے وہ حالات جن کے باعث رجِ موخر کا فتویٰ دیا گیا۔ نجدیوں سعودیوں کے مظالم قتل وغارت گری ہم نے اُن کے اپنے ملاؤں سے ثابت کر دی اور مانچسٹروی کے فرار کی اگلی پچھلی ہر گلی بند کر دی۔

آئمہ نجدیہ وہابیہ کی اقتداء میں نماز

مُلاں مانچسٹروی نے بھولے بھالے عوام میں منافرت پھیلانے اور سعودیوں نجدیوں کی خوشنودی "نوازشات" حاصل کرنے کے لیے یہ حربہ بھی استعمال کیا ہے اور لکھا ہے کہ :-

"بریلوی اگر وہاں (مکہ مدینہ) چلے بھی جائیں تو مکہ مدینہ کے

---

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲-۴۳ ملخصاً

اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ...."[1]

اس بات کو مختلف رنگوں میں رنگ کر صفحہ ۱۰۸ سے صفحہ ۱۰۹ و صفحہ ۱۱۰ تک پھیلا دیا ہے کسی ایک موضوع پر چلنا اور جم کر دلائل و حقائق و شواہد سے بات کرنا اس کے بس کا روگ ہی نہیں اس کا انداز الزام تراشی و فٹ بال کا انداز لیے ہوتے ہے ادھر سے ٹھوکر لگی اُدھر اُدھر سے ٹھوکر لگی اِدھر۔ چلو اسی موضوع پر گفتگو کرتے ہیں کہ سُنّی بریلوی مسلمان ائمہ نجدیہ وہابیہ کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے۔ سب سے پہلے تو ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مُلّاں مانچسٹروی جب سعودی نجدی ائمہ یا سعودی نجدی نام نہاد شہزادوں کا ذکر کرے گا تو اس انداز میں کرے گا جیسے اہل بیت اطہار آل رسُول کا ذکر کر رہا ہے حالانکہ اس کے مولانا حالی کا ایمان و عقیدہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارہ میں یہ ہے:۔

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم[2]

جب یہ لوگ خود باعث ایجاد عالم حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا عاجز و بے چارہ اور برابر کا انسان مانتے ہیں تو سعودی ائمہ اور سعودی شہزادہ کوئی آسمانی مخلوق و معصوم ملائکہ تو نہیں ہیں تو پھر اُن کو اڑھائی لاکھ ٹن کا بنا کر کیوں پیش کیا جاتا ہے۔ باقی رہی فضیلت اور بزرگی مسجد حرم مکہ و مسجد حرم نبوی کی ہے مسجد حرام میں جو ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے وہ نجدی امام کی وجہ سے نہیں ہے مسجد نبوی شریف میں جو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد ا صفحہ ۱۰۷ [2] مسدس حالی صفحہ ۱۷ ؎

ہے وہ نجدی وہابی سعودی ائمہ کی وجہ سے نہیں ہے یہ فضیلت اور بزرگی اُن مقدس مسجدوں کو حاصل ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں مُلاّں مانچسٹروی یہ بھی بتادے کہ نجدی سعودی جبری قبضہ سے پہلے جو سُنّی صحیح العقیدہ ائمہ مسجد حرام مکہ مسجد نبوی شریف میں امام و خطیب تھے کیا وہ قابلِ احترام اور لائق تعظیم نہ تھے اُن قدیمی ائمہ کرام کو سعودیوں نجدیوں نے کیوں ان مقدس مسجدوں سے نکال باہر کیا؟ کیا اس وقت کے ائمہ حرمین کی اقتداء میں نماز جائز نہ تھی کیا اس وقت ان مقدس مسجدوں میں مشرک ائمہ کا قبضہ تھا جو یہ نجدی وہابی سعودی عقیدہ کے ائمہ جبری طور پر مسلط کیے گئے اور اُن مقدس ائمہ کو مشرک سمجھ کر جبری طور پر نکال باہر کیا۔ اس پر کوئی صدائے احتجاج مانچسٹروی جی نے بلند کی؟

؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

سُنّی بریلوی نجدی وہابی ائمہ کی اقتداء میں نمازیں نہیں پڑھتے اس کا رونا تو مانچسٹروی جی روتا ہے مگر وہ خود کس مُنہ سے کون سے شرعی ضابطہ سے نجدی وہابی آئمہ کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہے؟ ملاّں مانچسٹروی وکالت اور دلالی تو کر رہا ہے اکابر دیوبند کی ذرا اکابر دیوبند کا نجدیوں وہابیوں کے متعلق فتویٰ بھی تو ایک نظر دیکھ لیتا۔ بکثرت حوالوں سے صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد لکھتا ہے:۔

"شانِ نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ (نجدیہ) نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرکار کائنات خیال کرتے ہیں۔"[1]

---

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۴۵

الشہاب ثاقب میں صدر و شیخ الحدیث صدر دیوبند حسین احمد
[نے] نجدیوں وہابیوں کے عقائد کی ایک طویل فہرست پیش کی ہے
[او]ر سب سے بڑھ کر مذکورہ بالا کلمات ہیں۔ اب ملاں مانچسٹروی صاحب
[خ]ود بتا دو اور خدا لگتی کہو کہ جو لوگ شانِ نبوت اور حضرت رسالت
[م]آب صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے
[ہ]وں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہی جیسا سمجھتے ہوں
[ا]ن کی اقتداء میں کس طرح نماز جائز ہو سکتی ہے؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں نہایت گستاخی کا مطلب یہ ہے کہ وہ
گستاخی کرنے والا کافر و مرتد و بے ایمان ہے اب صدر و شیخ الحدیث
دیوبند تو نجدی ائمہ کو نہایت گستاخ اور کافر و مرتد قرار دے رہے
ہیں اور تم ہم کو اُن نجدی ائمہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے لیے زور
لگا رہے ہو۔

مذکورہ بالا قسم کے مزید حوالے دوسرے اکابر دیوبند کی کتب
میں بھی موجود ہیں مگر اختصار مانع ہے بوقتِ ضرورت پیش کیے
جائیں گے۔ اور کوئی بھی منصف مزاج مولوی بہاء الحق قاسمی
دیوبندی کی کتاب "تحریک نجدیت پر ایک نظر"۔ مولوی خلیل
احمد انبیٹھوی کی المہند۔ مولوی انور کاشمیری کا مقدمہ فیض الباری
قاری طیب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند کا رسالہ "دار العلوم" فروری
۱۹۶۳ء ص ۴ اور مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی کے رسائل
وغیرہ دیکھ سکتا ہے یہ مانچسٹروی کی دیدہ دلیری اور ڈھٹائی
ہے کہ وہ اپنے جملہ اکابر دیوبند کو ٹھکرا کر ابن عبد الوہاب نجدی
اور آل السعود کی بارگاہ میں جبینِ عقیدت خم کر رہا ہے۔ ویسے
اکابر دیوبند میں سے ماسوائے گنگوہی صاحب کے جتنے بھی مسلمہ

اکابر دیوبند نے نجدیت سعودیت پر جو فتاویٰ دیئے ہیں اصاغر دیوبند اور دیوبندی عوام اُن پر عمل نہیں کرتے اسی طرح مُلّائے مانچسٹروی خود بھی اکابر دیوبند کے فتووں سے منحرف و لاتعلق ہے جب نجدی وہابی بارگاہ رسالت و بارگاہ نبوّت میں بقولِ مولوی حسین احمد صدر دیوبند نہایت گستاخ اور عوام اہلسنّت اور علماء اہلسنّت کے قاتل ہیں۔ خارجی ہیں نجدی وہابی اپنے سوا سب مسلمانوں کو مشرک سمجھتا تھا۔ بقول مولوی انور کاشمیری ابن عبدالوہاب نجدی کو حکم کفر لگانے میں یعنی کفر کا فتویٰ لگانے میں کوئی باک نہ تھا تو پھر ایسوں کی اقتداء میں نمازیں کونسے ضابطہ شرعی کے لحاظ سے جائز ہیں ؟

جب یہ سب کچھ اکابر دیوبند سے ثابت ہے تو پھر مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۰۹ پر مولانا مفتی ابوالخلیل صاحب مفتی جامعہ رضویہ منظر اسلام اور صفحہ ۱۱۰ پر مولانا شجاعت علی قادری کراچی کے فتاویٰ پر کیا اعتراض جب چوٹی کے اکابر دیوبند کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ نجدی وہابی بارگاہ رسالت میں نہایت گستاخ ہیں پھر ان کی اقتداء میں نمازیں کیسی ؟

شرمناک فتوے

صفحہ ۱۱۱ پر مصنّف نے فطرت سے مجبور ہو کر یہ عنوان قائم کیا ہے اور کچا کھوہ سے شائع شدہ ایک پمفلٹ کے سرورق کا عکس شامل کیا ہے مگر خدا جانے اس سے اس کے مردود موقف کو کیا فائدہ پہنچا۔ صفحہ ۱۰۹ پر ایک عنوان تھا امام حرم اور امام حرم نبوی کی پاکستان میں آمد، اور صفحہ ۱۱۲ پر ایک عنوان ہے ابن سعود کے صاحبزادے کی ہندوستان میں آمد۔ اور اسی صفحہ ۱۱۲ پر ایک عنوان ہے امام حرم کعبہ کی انگلستان

میں آمد۔ ان عنوانات کے تحت یہ کہا گیا ہے کہ بریلویوں نے نجدی ائمہ کی اقتداء میں نمازیں نہیں پڑھیں وغیرہ۔ انصاف پسند حضرات غور کریں جب نہ صرف ہم سُنّی بریلوی بلکہ مسلمہ اکابر دیوبند بھی نجدیوں وہابیوں کو تحقیقی طور پر بے ادب گستاخ رسول سمجھتے اور جانتے ہیں تو چاہے کوئی ہندوستان و پاکستان میں آکر نماز پڑھائے یا انگلستان میں جاکر نماز پڑھائے ہم بقول اکابر دیوبند نہایت گستاخ رسول اور علماء اہلسنت کے قاتلوں کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے اس بات پر کیا اور کیوں اعتراض ہے؟ یہ بات دیوبندیوں ہی کو زیب دیتی ہے کہ وہ نجدیوں وہابیوں کو گستاخ رسول اور علماء اہلسنت کا قاتل بھی قرار دیں اور اُن کی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھیں۔

صحابی رسُول پر فتوے کُفر کا الزام

یہ الزام اور صریح بہتان صرف اور صرف مُلّاں مانچسٹروی کی ایجاد اور دریافت ہے کہ سیدنا اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ صحابی رسول کو کافر کہا۔ مُلّاں مانچسٹروی کروڑوں مرتبہ لعنة الله على الكاذبين پڑھ کر سینہ پر دم کرے تاکہ شیخ نجدی (یعنی شیطان مردود) دُور ہو۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ صحابی رسول (رضی اللہ عنہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کو کافر قرار دینے کا یہ ناپاک مردود الزام اس سے قبل مانچسٹروی پنچھو نام نہاد حافظ محمد اسلم ساکن ڈنکاسٹر انگلینڈ کی طرف سے دیوبندی ماہنامہ الرشید ساہیوال میں چھپا تھا جس کا مدلل و محقق و مسکت جواب فقیر راقم الحروف کی طرف سے رسالہ ماہنامہ

الفریدسا ہیوال میں شائع ہو گیا تھا۔ وہ تو اپنی روسیاہی کو چھپا کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا اب کمال بے حیائی اور انتہائی ڈھٹائی سے وہی گھسا پٹا الزام مُلاں مانچھٹروی نے خود اپنی طرف سے عائد کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کر لیا۔ یہ خود بھی لکھتا ہے اور سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ کی اصل عبارت یہ ہے :۔

"ایک بار عبدالرحمٰن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا اسے قرأت سے قاری نہ سمجھیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا"۔[1]

حضور سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ عبارت نقل کر کے قبیلۂ بنی قارہ کے عبدالرحمٰن قاری کو صحابی رسول قرار دے کر سیدنا اعلیحضرت کے ہاتھوں بزعم خود ان پر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور بے وقوف نے انتہائی خر دماغی کے عالم میں یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ عبدالرحمٰن قبیلۂ بنی قارہ کا قاری صحابی رسول ہوتا تو حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر کیوں آپڑتا اور ڈاکہ ڈال کر کیوں لے جاتا اونٹ چرانے والے بھی صحابی تھے انہیں کیوں قتل کرتا؟ امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کی عبارت آگے یوں ہے جس کو اس نے اپنے مطلب کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا اور نقل نہیں کیا، آگے کی عبارت یہ ہے :۔

---

[1] ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۱۹۴ ؂

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر
آواز دی کہ یا صباحاہ (یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ
کیا کہ کسی نے سُنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں تنہا ان داونٹ
چرا کرلے جانے والے) کافروں کا تعاقب کیا وہ چارسو تھے
اور یہ اکیلے۔ وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مدد ان کے
ساتھ تھی اس محمدی شیر کے سامنے انہیں بھاگتے ہی بنی ہے
جب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں انا سلمۃ
ابن الاکوع والیوم یوم الرضع یعنی میں سلمہ ابن الاکوع
ہوں اور تمہاری ذلت وخواری کا دن ہے۔ ایک ہاتھ گھوڑے
کی کونچوں پر مارتے ہیں وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے دوسرا
ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں کو
بھاگنا دشوار ہو گیا گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے
کہ ہلکے ہو کر بھاگیں یہ (حضرت سلمہ) اسباب ایک جگہ جمع فرماتے
اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے اُن کا تعاقب کرتے اور انہیں
جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام ہو گئی کافر ایک پہاڑی پہ
ٹھہرے اُس کے قریب دوسری پہاڑی پر انہوں نے آرام فرمایا
...... دن ہونے پر وہ اُتر کر چلے۔ وہ اسی طرح ان کے پیچھے
اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اٹھی یہ قتل اور
تعاقب کرتے کرتے تھک گئے اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی
مدد آئی ہو۔ جب دامن گرد چھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور
دیکھا کہ حضرت ابو قتادہ معہ دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔
حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا یعنی لشکر حضور کے سوا جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالے عنہ کو راجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں اسد من اسد اللہ ورسولہ فرمایا اللہ اور رسول کے شیروں میں سے ایک شیر۔ اُن کو اس جہاد کی خبر اُن کے گھوڑے نے دی۔ تھان پر بندھا ہوا چکا فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے۔ گھوڑا کس کر سوار ہوتے۔ اب یہ تو معلوم نہیں کدھر جائیں باگ چھوڑ دی اور کہا جدھر تو جاتا ہے چل۔ گھوڑا اڑا اور یہاں لے آیا اِس عبدالرحمٰن قاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہو لیا تھا یہ وقت اس کے پورا ہونے کا آیا وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی انہوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر نے خوک شیطان کو دے مارا خنجر لے کر اس کے سینہ پر سوار ہوئے اُس نے کہا میری بیوی کے لیے کون ہو گا؟ فرمایا نار اس کا گلہ کاٹ دیا۔ سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جا بجا کفار پھینکتے آتے تھے اور سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے سب لاکر حاضر بارگاہ انور رسالت کیا۔[1]

مؤلف مانچسٹروی نے اس پورے واقعہ کا حلیہ بگاڑ دیا اور کتر بیونت کر کے یہ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی کہ معاذ اللہ وہ عبدالرحمٰن فاری صحابی رسول تھا۔ اگر وہ صحابی رسول ہوتا تو حضرت سلمہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

---

[1] ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۱۹۵ - ۱۹۶ ؛

ابو قتادہ وغیرہ اس سے جنگ کیوں کرتے اور ان کا گھوڑا جہاد کا اشارہ کیوں دیتا وہ اونٹ چرانے والے صحابی رسول کو کیوں قتل کرتا اور حضرت سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس عبدالرحمٰن فاری کو کیوں قتل کرتے ــــــ ؟ یہ محض سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض ہے کہ ایک کافر کو صحابی بنا دیا اور پھر صحابی پر فتویٰ کفر لگوا دیا۔

ع نجدی نے جو بھی بات کی بس واہیات کی

حضرت محدث کچھوچھوی

علامہ ابوالمحامد مولانا سید محمد اشرفی جیلانی محدث اعظم ہند قدس سرہٗ

پر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علامہ ابوالفتح عبیدالرضا مولانا محمد حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ کے "ستر باادب سوالات" کے حوالہ سے ایک فتویٰ کفر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا مختصر و جامع جواب یہ ہے کہ بلاشبہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ سمیت متعدد علماء اہلسنت سے چند امور میں اختلافات تھے لیکن الحمد المولیٰ خلوص پر مبنی اور دین حق کی حمایت میں تھے اور الحمد للہ ثم الحمد للہ ہر دو طرف سے رجوع ہو کر مصالحت ہو گئی تھی اس کی دستاویز فقیر راقم الحروف کے پاس بھی فوٹو کاپی ہے جس پر سیدنا حضور مفتی اعظم ہند بریلوی اور سیدنا حضور محدث اعظم کچھوچھوی اور شیر بیشۂ اہل سنت قدست اسرارہم کے دستخط موجود ہیں بلکہ اس سلسلہ میں خود سیدنا حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کا ایک اہم مکتوب گرامی فقیر کے پاس اصل محفوظ ہے اور حضرت محدث کچھوچھوی حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے ختم چہلم میں بھی شریک ہوئے تھے اس مکتوب کو فقیر اپنی ایک کتاب علم غیب مناظرہ اودی کے

ابتدائیہ میں نقل کر چکا ہے اور حضرت محدث اعظم کچھوچھوی کا ایک فتویٰ "فیصلہ مقدسہ" کے صفحہ ۵۵ اور ایک صفحہ ۴۴ پر موجود ہے یہ مصالحت کی سند اور دلیل ہے اور باہمی موافقت کا روشن ثبوت ہے اور دونوں ہی مرتدین کی اقتداء نماز کو ناجائز و حرام سمجھتے تھے اور فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ پر دونوں متفق تھے اور اب اُن امور پر مباحثہ سے کچھ حاصل نہیں جن سے رجوع ہو کر اتفاق و اتحاد ہو گیا تھا اور دونوں حضرات کا ہی مسلک مسلکِ اعلحضرت تھا۔ اگر آئندہ ضرورت محسوس ہوئی تو دستاویزی و مصالحتی ثبوت بھی شائع کر دیا جائے گا۔ اسوقت اختصار ملحوظ ہے کہ دوسرے بہت سے امور زیر بحث ہیں ——
مانچسٹروی نے صفحہ ۱۱۳ تا صفحہ ۱۱۵ اسی چکر بازی میں ضائع کر دیئے۔

تکفیری مہم کے فکری جائزہ کا ڈھونگ

چونکہ قلب و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا اصل درد مانچسٹروی جی کو تکفیر کا ہے اس لیے جنون اور جنون سے بڑھ کر پاگل پن کی حد تک بار بار عنوان بدل کر غلط بحث کر کے تکفیر کا رونا روتا ہے ہم بار بار جواب دے چکے ہیں کہ تکفیر کا سبب توہین ہے۔ توہین نہ ہوتی تو تکفیر نہ ہوتی بات ختم ہوئی اور اب پینترا بدل کر تکفیر کا فکری جائزہ لینا اور پیمائش کرنا سراسر فضول ہے۔ لمبائی چوڑائی کو دیکھنا تنکے کا سہارا ڈھونڈنا محض دل کو دلاسہ دینے کے مترادف ہے اور کچھ نہیں ملا تو بے چارگی بے بسی کے عالم میں صفحہ ۱۱۶ پر خواہ مخواہ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ کو درمیان میں ملوث کرتا ہوا اپنے اکابر کا ہمنوا بتاتا ہوا لکھتا ہے کہ :۔

"مولانا فیض احمد لکھتے ہیں حضرت قبلہ عالم جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا سنہ ۱۲۹۰ھ میں ہندوستان تشریف لے گئے ان دنوں وہاں لکھنؤ۔ دیوبند۔ رام پور۔ کانپور۔ علی گڑھ۔ دہلی۔ سہارنپور میں بڑے بڑے علمی مراکز تھے ...... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء دیوبند کی بعض اُردو عبارات اگر واقعی کفر کی حد تک غلط تھیں تو ان اہم دینی مراکز نے اُن پر فتویٰ کفر کیوں نہ دیا"۔۔۔[1]

جواباً عرض ہے کہ بے عقل سے پیدل اور جنون میں مبتلا مصنف مطالعہ بریلویت اُس وقت جبکہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ جب سنہ ۱۲۹۰ھ میں ہندوستان تشریف لے گئے تھے تو سنہ ۱۲۹۰ھ میں نہ کتاب حفظ الایمان تھی نہ فتویٰ گنگوہی منظر عام پر آیا تھا نہ دوسری گستاخانہ کتابیں تھیں یہ سب اور اس قسم کا دوسرا تنقیصی لٹریچر بعد میں چھپا اور منظر عام پر آیا۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنت اور اکابر و مشاہیر علماء عرب وعجم کا متفقہ فیصلہ اور شرعی فتویٰ حسام الحرمین بھی سنہ ۱۳۲۵ھ میں منظر عام پر آیا۔ جب تو ہین آمیز گستاخانہ کتابیں ہی نہیں تھیں تو فتویٰ کس پر دیا جاتا۔ حسام الحرمین کا مبارک نورانی فتویٰ بھی سنہ ۱۳۲۵ھ میں یعنی سنہ ۱۲۹۰ھ کے ۳۵ سال بعد منظر عام پر آیا۔ البتہ تحذیر الناس جیسی گستاخانہ کتاب پہلے تھی اور اس کے رَدّ و ابطال میں اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ سے بہت پہلے اکابر علماء ہند متعدد اہم کتب شائع کر چکے تھے بلکہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی کو اعتراف و اقرار کرنا پڑا تھا کہ "جس وقت مولانا (قاسم نانوتوی) نے

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۱۶ ؎

تحذیرالناس لکھی کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی کے"۔[1] ....

ہماری مذکورہ بالا مختصر گفتگو سے آپ کی دو تین صفحات پر پھیلی ہوئی چکر بازی بے اثر ہو گئی بلکہ ختم ہو کر رہ گئی۔

تمام علمی مراکز کے فتوی کا مطالبہ

مانچسٹروی کی بیدار مغزی اور وسیع النظری دیکھئے

اس نے پہلے صفحہ ۱۱۶ اور پھر صفحہ ۱۱۸ پر لکھنؤ۔ دیوبند۔ رام پور کانپور۔ علی گڑھ۔ دہلی اور سہارنپور کے بڑے بڑے ہندوستانی علمی مراکز کا تذکرہ کر کے لکھا ہے۔

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء دیوبند کی بعض اردو عبارات اگر واقعی کفر کی حد تک غلط تھیں تو ان (مذکورہ بالا) اہم دینی مراکز نے ان (علماء دیوبند) پر کفر کا فتویٰ کیوں نہ دیا"۔[2]

ہم ملاں مانچسٹروی کی اس لچر بچر دلیل کا بھی تانا بانا بکھیرتے ہیں دنیا جانتی ہے مانچسٹروی کے بیان کردہ علمی مراکز میں دیوبند اور سہارنپور کے دو نام نہاد مرکز تو خود دیوبندی وہابی مولویوں کے اپنے خود ساختہ مرکز ہیں۔ اپنے اکابر پر یا اپنے آپ پر اور ان مراکز کے بانیوں پر وہ فتویٰ کیوں دیں گے؟ یعنی ملاں مانچسٹروی حسام الحرمین کا فتویٰ اس وقت صحیح تسلیم کرے گا جب اس پر مدرسہ دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی تائید و تصدیق ہو۔ ایسا مطالبہ کوئی عقل سے بیگانہ ہی کرے گا باقی رہا لکھنؤ اور علی گڑھ

---

[1] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۸۰ زیر ملفوظ ۹۲۷

[2] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۱۶ ؎

ی مفتیوں اور شیخ الحدیثوں اور فقیہوں کے مراکز نہ تھے
چہ دُنیادی تعلیم کے مراکز کہے جاسکتے ہیں۔ ندوۃ العلماء
تو بھی دیوبند ونجد کی ایک بگڑی ہوئی شاخ ہے۔ رہی
بی تو دہلی کے متعلق مانچسٹروی نے خود لکھا اور اقرار کیا ہے
لعہ بریلویت صفحہ ۹۸ کی سُرخی ہے "دہلی کی علمی سطوت
بند میں" اس سُرخی کے ذیل میں لکھا ہے مولانا اسماعیل شہید
رشاہ محمد اسحاق پہ دہلی کی علمی سلطنت اب تقریباً ختم ہو رہی
ی ...... محدثین دہلی کی علمی سطوت کے چراغ اب دیوبند
یں روشن ہو رہے تھے"
اور صفحہ ۹۹ پر خود لکھتا ہے"۔ دہلی کی علمی سلطنت دیوبند
منتقل ہوئی" ___ جب بقول مانچسٹروی جی دہلی کا علمی مرکز
ختم ہو گیا تھا دہلی کی علمی سطوت دیوبند منتقل ہو گئی تھی تو پھر
اعلیحضرت امام اہلسنت دہلی کے ختم شدہ کون سے علمی مرکز سے اپنے
فتویٰ حسام الحرمین پر تصدیق و تائید کرا لیتے؟ کچھ تو عقل و دانش سے
کام لو۔ اب رہ گئے رام پور اور کانپور تو رام پور اور کانپور کے
بیت سے علماء کرام نے حسام الحرمین کی بھرپور تائید و توثیق فرمائی
جو الصوارم الہندیہ ص ۱۱۸ و دیوبند مذہب کے ص ۵۰۴ پر شائع شدہ موجود
ہے۔ دیوبندی وہابی بعض اُن علماء کے نام سے مغالطہ دیتے ہیں جو
گستاخانہ کتابوں اور کفریہ عبارات سے پہلے انتقال کر گئے یا اُن کی
نظر سے نہ گزریں یا اس وقت تک خود سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ نے
بھی فتویٰ شرعی جاری نہیں فرمایا تھا۔
مگر تعجب اور حیرت ہے کہ مانچسٹروی جی سعودی نجدی دور
سے پہلے کے مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کے علمی روحانی مراکز اور حنفی

شافعی مالکی حنبلی اکابر و اعاظم مفتیان دین اور مسلمہ محدثین و ائمہ دین کی تائید و تصدیق کو تو قبول کرتا نہیں کیا حرمین طیبین جیسے مرکز اسلام کے اکابر علماء و لکھنؤ علی گڑھ، دہلی، سہارنپور، دیوبند، رام پور کے علماء سے بھی علمی فقہی حیثیت و استعداد میں کم تھے جو علماء حرمین پر ان خود ساختہ علمی مراکز کو ترجیح دی جا رہی ہے؟

مصنف مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۱۷ پر لکھتا ہے کہ:۔

"مولانا احمد رضا خاں کسی علمی اختلاف کو کفر و اسلام کا موضوع بنا لیتے تھے"

یہ لکھتے ہوتے مانچسٹروی صاحب کے دین کی طرح حیا اور عقل بھی رخصت ہو گئی تھی۔ کیا مانچسٹروی ابھی دودھ پیتا بچہ ہے، اس کو ضروری دینی اصولی اختلاف علمی تحقیقی اور فروعی نظر آتے ہیں کیا تنقیص الوہیت اور توہین رسالت علمی تحقیقی فروعی مسئلے ہیں ——؟

رُوحانی مراکز کی پناہ

ملاں مانچسٹروی صاحب اپنے پسندیدہ نام نہاد علمی مراکز کے بعد صفحہ ۱۱۸ پر "روحانی مراکز" یعنی اولیاء اللہ کے آستانہ جات اور خانقاہوں کا سہارا لیتا ہے تاکہ عوام کے ذہن میں یہ غلط فہمی ہو کہ مولوی محمود مانچسٹروی دیوبندی بھی آستانوں، خانقاہوں اور روحانی مراکز کو ماننے والا ہے۔ اس موقع پر ہم مانچسٹروی جی سے دریافت کریں گے پہلے تو وہ یہ واضح کرے کہ جن آستانہ جات اور خانقاہوں کی وہ پناہ تلاش کر رہا ہے اُن کو وہ خود اور اس کے دیوبندی اکابر آستانہ اور خانقاہ اور روحانی مراکز مانتے بھی ہیں یا نہیں ——؟ ان آستانوں اور خانقاہوں میں پختہ مزار اور گنبد بنانا جائز

ہیں یا نہیں ؟ مزاروں پر چادریں ڈالنا۔ پھول چڑھانا اور چراغ جلانا جائز ہیں یا نہیں ؟ مزارات پر مزار کی طرف منہ کر کے فاتحہ پڑھنا۔ سالانہ عرس منانا۔ عرس کے موقع پر محفل میلاد و نعت خوانی درود و سلام کی محفلیں منعقد کرنا۔ لنگر شریف کھلانا۔ ختم مٹھائی تقسیم کرنا جائز ہیں یا نہیں ____ ؟ ذرا اپنے اکابر دیو بند کی کتب سے تلاش کر کے جواب بحوالہ کتب اکابر دیو بند پیش کر دو پتہ چل جائے گا تم روحانی مراکز کے کتنے ماننے والے ہو۔

دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ فتویٰ خانقاہوں آستانہ جات کے سجادہ نشین حضرات یا اہل مزار مدفون بزرگوں سے لیا جاتا ہے یا مفتیان شریعت اس ظاہری دنیا میں موجود علماء کرام سے ____ ؟ ذرا بتاؤ تو سہی دنیا میں جس طرح علماء کرام مفتیان عظام کے فتاویٰ ملتے ہیں مثلاً فتاویٰ عالمگیری۔ فتاویٰ شامی۔ فتاویٰ برجندی۔ فتاویٰ رضویہ۔ فتاویٰ امجدیہ۔ فتاویٰ نعیمیہ۔ فتاویٰ مظہری وغیرہ وغیرہ اور دیو بندیوں کے فتاویٰ امدادیہ۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ فتاویٰ دارالعلوم دیو بند وغیرہ تو کیا اسی طرح روحانی مراکز خانقاہوں اور آستانہ جات کے گدی نشین حضرات کے فتاویٰ بھی ملتے ہیں ؟ ____ ذرا بتاؤ تو سہی کہ آپ کے ذکر کردہ روحانی مراکز خانقاہ شاہ کرامت اللہ ____ خانقاہ شاہ غلام علی ____ خانقاہ حاجی امداد اللہ ____ خانقاہ سرہند شریف ____ خانقاہ بھرچونڈی شریف ____ خانقاہ ہالیجی شریف ____ خانقاہ مانکی ____ خانقاہ ترنگزئی ____ خانقاہ موسیٰ زئی ____ خانقاہ رائے پور ____ خانقاہ مکان شریف ____ خانقاہ اعوان شریف ____ خانقاہ چورہ شریف ____ خانقاہ تونسہ شریف ____ خانقاہ

سیال شریف ___ خانقاہ جلال پور ___ خانقاہ شرقپور ___
خانقاہ گولڑہ شریف اور خانقاہ سراجیہ کندیاں میں آج کل
کون صاحب سجادہ دارالافتاء کے صدرالصدور ہیں اور
کتنے گدی نشین مفتیانِ کرام فتویٰ لکھتے ہیں ___ ؟ جو سیدنا
حضور اعلحضرت قدس سرہٗ وہاں سے فتویٰ حسام الحرمین مرزائیہ
کے ارتداد پر تائید و تصدیق حاصل کرتے ___ ؟

اسی طرح مُصنّف مذکور نے کمال فن دجل کو بروئے
عمل لاتے ہوئے سائیں توکل شاہ (کو انبالوی کی بجائے
پانی پت لکھا ہے) خواجہ عبدالرحمٰن چھوروی. مولانا لطف اللہ
علی گڑھی۔ مولانا احمد حسن کانپوری ۔مولانا عبداللہ ٹونکی۔ مولانا
اصغر علی روحی ۔مولانا غلام محمد گھوٹوی ۔مولانا محمد علی جوہر ۔مولانا
حبیب الرحمٰن شیروانی ۔حکیم اجمل خاں ۔ڈاکٹر علامہ اقبال ۔مولانا
ظفر علی خاں ۔مولانا شوکت علی ۔چوہدری افضل حق ۔مولانا
حسرت موہانی اور قاضی عبدالمجید ...... ان حضرات نے مولانا
احمد رضا خاں کے فتویٰ کفر کو پرکاہ کے برابر اہمیت نہ دی [۱]

چلو! ان کو بھی دیکھ لیتے ہیں

جاننا چاہیے اس فہرست میں بیشتر تو وہ حضرات ہیں جو
گستاخانہ کتب چھپنے شائع ہونے سے پہلے ہی انتقال کر گئے
اور متعدد وہ ہیں جو اکابر دیوبند کی گمراہ کن کفریہ و گستاخانہ
عبارات سے لبریز کتابوں پر علماء عرب و عجم کا متفقہ فتویٰ
حسام الحرمین شریفین کے شائع ہونے سے قبل انتقال کر گئے اور

---

[۱] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۱۹ ؟

بعض وہ بزرگ ہیں جو فتویٰ نویسی کا کام ہی نہیں کرتے تھے
اُن بزرگوں کے کسی بھی مسئلہ پر کوئی فتاویٰ نہیں ملتے اور بعض
رسمی وسیاسی وادبی مولانا ہیں جیسے آج کل مغربیت زدہ فرنگی
تہذیب کے دلدادہ لوگوں کی خصوصی محفل میں نماز پڑھنے والے
کو یا تھوڑی بہت رسمی داڑھی رکھنے والے کو مولانا صاحب
کہہ دیا کرتے ہیں۔ یہ سیاسی مولانا۔ ادیب و شاعر۔ لیڈر صحافی
قسم کے مولانا کب فتویٰ دیتے تھے اور کسی بھی موضوع پر ان حضرات
کے فتاویٰ کہاں ملتے ہیں؟ جو سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت
فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتویٰ کفر کی تائید وتصدیق
کرتے اسی طرح حکیم اور قاضی اور چوہدری صاحبان کا معاملہ
ہے انہوں نے کیا فتویٰ دینا تھا کیا کسی فتویٰ کی تصدیق کرنی
تھی ان حضرات میں سے تو بہت سوں نے مرزا غلام احمد قادیانی
غلام احمد پرویز عبداللہ چکڑالوی۔ راجپال شیعہ رافضیوں وغیرہ کو
بھی کافر نہیں کہا اور بہت سے حقیقی واقعی مسلمہ کافروں کو بھی
کافر نہیں کہا تو کیا ان کے نہ کہنے سے وہ کافر کافر ہی نہیں ہوتے؟

مانچسٹروی میں دم خم ہے تو وہ یہ ثابت کرے کہ تحذیر الناس
براہین قاطعہ۔ فتویٰ گنگوہی۔
حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات ان سب حضرات
کے سامنے رکھیں اور ان سب حضرات نے ان عبارات کو کفریہ
نہیں کہا اور ان گستاخانہ عبارات کو عین ایمان وعین اسلام قرار دے
کر ان عبارات کو اسلامی سمجھا اور مانا۔ مذکورہ بالا شخصیات کی
اِن الفاظ کی تحریرات سامنے لائی جائیں ورنہ جس نے کبھی تحذیر
الناس۔ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ وغیرہ دیکھی ہی نہیں وہ کیا

فتویٰ کفر دے گا اور کس طرح دے گا؟ اور پھر یہ کہ اس مذکورہ
بالا فہرست میں بہت سے حضرات ایسے ہیں کہ جنہوں نے سیدنا
امام اہلسنت قدس سرہٗ کے فتویٰ تکفیر کی بھرپور تائید اور
حسام الحرمین شریفین کی توثیق و تصدیق کی ہے جس کا مانچسٹروی
جی کو علم ہی نہیں تفصیل کے لیے حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا
حشمت علی خاں صاحب قدس سرہٗ کا مرتبہ مجموعہ فتاویٰ الصوارم
الہندیہ اور مولانا علامہ مہر علی صاحب گولڑوی مدظلہٗ کی کتاب
دیوبندی مذہب دیکھی جا سکتی ہے۔ ممکن ہوا تو بعض حضرات کے
فتاویٰ ہم آگے نقل کر دیں گے۔

اور مانچسٹروی کو یہ بھی جان لینا چاہیے کہ جب حفظ الایمان،
تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ وغیرہ کتب اکابر دیوبند پر کتاب اور
مصنف کا نام بتائے بغیر گستاخانہ عبارات پر فتویٰ لیا گیا تو متعدد
حضرات نے فتویٰ کفر دیا اور اسی طرح مذکورہ بالا کتب اکابر دیوبند
کی جب مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان۔ مولوی حسین احمد
ٹانڈوی شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی
چاندپوری۔ مولوی سلطان حسن سنبھلی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
مولوی عبدالشکور کاکوروی۔ ابوالوفا شاہجہانپوری وغیرہ نے
اپنے اپنے انداز میں اپنی اپنی کتابوں میں جو متضاد تاویلات کی
ہیں ایک دوسرے کی تاویل سے عبارات کتب اکابر دیوبند کا کفر
ہونا روز روشن کی طرح عیاں اور ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کو آگے
ہم بحوالہ مفصل بیان کریں گے اور مانچسٹروی جیسے نووارد کے پاؤں
کے نیچے سے زمین نکل جائے گی۔

اتمام حجت | مانچسٹروی جی نے بڑی جسارت اور وثوق و قطعیت

کے ساتھ لکھ مارا کہ مذکورہ بالا حضرات نے اعلحضرت کے فتاوٰی کفر کی تائید نہیں کی اور پرکاہ کے برابر اہمیت نہ دی مُصنّف مطالعہ بریلویت کو پرلے درجہ کا کذاب ثابت کرنے کے لیے مذکورہ بالا حضرات ہی میں سے چند حضرات کے اسماء اور فتوٰی کا حوالہ نقد پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔ حسام الحرمین شریفین کی تائید و توثیق میں فتاوٰی کفر دینے والے حضرات کے فتاوٰی کا مجموعہ الصوارم الہندیہ موجود ہے کوئی بھی شخص یا مُصنّف مطالعہ بریلویت خود صفحہ ۱۰۹ پر علماء دہلی کا فتوٰی دیکھ سکتا ہے۔ صفحہ ۱۱۸ - ۱۱۹ پر رام پور اور کانپور کے علماء اور مفتیان دین کا فتوٰی دیکھ سکتا ہے ص ۱۲۳ پر علماء بدایوں و دہلی کا فتوٰی دیکھ سکتا ہے صفحہ ۱۲۵ - ۱۲۶ پر علماء دہلی و بمبئی بدایوں کے فتاوٰی دیکھ سکتا ہے۔ پھر ص ۱۲۷ پر علماء دہلی کا فتوٰی دیکھا جا سکتا ہے۔ پھر ص ۱۳۵ پر علماء بدایوں اور علماء فرنگی محل لکھنؤ کا فتوٰی دیکھا جا سکتا ہے۔ پھر صفحہ ۱۳۹ پر علماء رام پور کا فتوٰی دیکھا جا سکتا ہے جو صفحہ ۱۴۳ تک پھیلا ہوا ہے جس میں رام پور کے مرکزی دارالعلوم مدرسہ ارشاد العلوم کے جملہ مفتیان کرام کے فتاوٰی بھی موجود ہیں پھر اسی صفحہ ۱۴۳ سے دوبارہ کانپور کے علماء کرام کے فتاوٰی شروع ہو جاتے ہیں جو صفحہ ۱۴۴ تک ہیں۔ پھر صفحہ ۱۴۵ پر علماء رائے پور کے فتاوٰی ہیں جس میں مدرسہ اصلاح المسلمین کے علماء کرام کے فتاوٰی ہیں پھر صفحہ ۱۴۸ - ۱۴۹ پر جلال پور کے علماء پیران کے فتاوٰی موجود ہیں۔ ملاں مانچسٹروی صاحب نے ان سب مقامات کے تائیدی فتوئے تکفیر کا ڈنکے کی چوٹ پر انکار کیا تھا مُصنّف کا یہ دعوٰی بھی خاک میں مل گیا ——۔

علماء فرنگی محل لکھنو کے نام پر دھوکہ

بات کا بتنگڑ بنانا اور اُلٹے سیدھے

چکر چلانا اصل مفہوم کو مسخ کر کے نفسِ مضمون کا حُلیہ بگاڑ کر پیش کرنا ملاں مانچسٹروی کا ایک محبوب مشغلہ بلکہ وظیفہ ہے۔ اور ایک بات کا اعادہ کرنا بار بار دہرانا اس کا ذہنی مرض ہے۔ اب اوپر ہم جن باتوں کا جواب دے چکے ہیں اور جن جن علمی مراکز اور روحانی مراکز میں اس نے پناہ ڈھونڈی تھی اُن سب پر ہم جامع معروضات پیش کر چکے ہیں۔ اب جو نیا دورہ پڑا پھر انہی باتوں کو دہرا دیا۔ مثلاً جو باتیں پیچھے واضح ہو چکیں ان میں سے دوبارہ صفحہ ۱۱۹ - ۱۲۰ پر علماء فرنگی محل لکھنو صفحہ ۱۲۱ - ۱۲۴ پر علماء گنج مراد آبادی۔ صفحہ ١٢٤/١٢٥ پر علماء دہلی۔ پھر سہ بارہ صفحہ ۱۲۴ تا صفحہ ۱۲۵ - ۱۲۶ پر ندوۃ العلماء لکھنو پھر ص۱۲۸ دوبارہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ص۱۳۱ تک پھر دوبارہ ص۱۳۱ خانقاہ شاہ کرامت اللہ جونپوری۔ ص۱۳۲ پھر دوبارہ خانقاہ شاہ غلام علی ص۱۳۲ تا صفحہ ۱۳۴ پھر دوبارہ خانقاہ حاجی امداد اللہ ص۱۳۳ تا ص۱۳۷۔ پھر دوبارہ خانقاہ سرہند شریف ص۱۳۷ تا ص۱۳۸۔ پھر دوبارہ خانقاہ مانکی شریف ص۱۳۹۔ پھر خانقاہ ترنگ شریف ص۱۳۹ تا ص۱۴۰۔ پھر دوبارہ خانقاہ موسیٰ زئی صفحہ ۱۴۰ - ۱۴۱۔ پھر دوبارہ خانقاہ رائے پور صفحہ ۱۴۱ - ۱۴۲۔ پھر دوبارہ خانقاہ مکان شریف ص۱۴۲ پھر دوبارہ خانقاہ اعوان شریف ص۱۴۳۔ پھر دوبارہ خانقاہ چورہ شریف صفحہ ۱۴۳ تا صفحہ ۱۴۷۔ پھر دوبارہ خانقاہ تونسہ شریف صفحہ ۱۴۷ تا صفحہ ۱۵۲۔ پھر دوبارہ خواجگان سیال شریف صفحہ ۱۵۳ - ۱۵۴۔ خانقاہ مروڑ شریف ص۱۵۴۔ پھر دوبارہ

خانقاہ جلال پور شریف ص۱۵۵۔ پھر دوبارہ خانقاہ شرقپور
شریف صفحہ ۱۵۵ تا صفحہ ۱۵۷۔ پھر دوبارہ خانقاہ گولڑہ شریف
صفحہ ۱۵۷ تا ص۱۵۹۔ پھر دوبارہ خانقاہ چھور شریف ص۱۵۹۔ پھر
دوبارہ خانقاہ کندیاں ص۱۵۹۔ اس بار ص۱۶۰ پر خانقاہ اجمیر
شریف کا اضافہ ہوا۔ ایک نئی سرخی ص۱۶۰ پر دیکھنے میں آئی
البتہ ص۱۶۲ پر پھر دوبارہ خانقاہ سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی
اور ص۱۶۳ پر مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور ص۱۶۷ پر دوبارہ مولانا
محمد علی جوہر اور پھر دوبارہ ص۱۶۸ پر ڈاکٹر اقبال پھر ص۱۷۰ پر
ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ ص۱۷۳ پھر چوہدری افضل حق۔ ص۱۷۵ پر
پھر دوبارہ قاضی عبدالمجید۔ ایک بات کو بار بار لکھا گیا ہے
اس سے بخوبی پتہ چل سکتا ہے مصنف مطالعہ بریلویت ذہنی
مریض ہے اور اکابر دیوبند کے عشق میں جنون اور خبط کی
حد تک مبتلا ہے اور اس کا ایمان و عقیدہ گویا یہ ہے کہ جب
تک خدا و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی تنقیص
و توہین کرنے والے کو اس دنیا کا بچہ بچہ ہر لیڈر ہر ایڈیٹر
شاعر ہر ڈاکٹر ہر چوہدری ہر حکیم ہر مریض ہر زندہ ہر مردہ
کافر و مرتد قرار نہ دیں وہ کافر ہو سکتا ہی نہیں کسی کے کافر
ہونے کے لیے روئے زمین کے انسانوں کا اجماع ضروری و
لازمی ہے۔ اگر یہ ناممکن ممکن ہو بھی جائے تو پھر مانچسٹری
جی مطالبہ کریں گے کہ آسمان کے فرشتے بھی فتاویٰ کفر
کی تصدیق کریں گے تو میں مانوں گا اور کھلے آسمان پر
سنہرے حروف میں واضح طور پر قلم قدرت سے لکھا ہوا دکھا
دو ورنہ میں نہیں مانوں گا۔ اس قسم کا خبط اس کے پاگل پن

کی کھلی علامت اور روشن دلیل ہے۔ خیر ہم اس کے فرار کی ہر گلی بند کریں گے مذکورہ بالا صفحات پر دوبارہ ذکر کئے گئے حوالہ جات میں جو جو نئی چیزیں ہوں گی اُن کے جوابات ضرور دیں گے اور وضاحت ضرور کریں گے۔ نمبروار ملاحظہ ہوں۔

رَدِّ مغالطہ مولانا عبد الباری فرنگی محلی لکھنوی کے نام سے مُصنّف نے مغالطہ دیتے ہوئے لکھا کہ مولانا احمد رضا خاں نے...... ان حضرات (مولانا فرنگی محلی) کو علماء دیوبند کی تکفیر پر آمادہ کرنے اور اپنا ہم نوا بنانے کی بہت کوشش کی ...... اور انہوں نے تکفیر نہیں کی مخلصاً۔ اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی ہی ایک کتاب الطاری الداری حصہ اوّل کا حوالہ دیا گیا ہے صفحہ اور باب مذکور نہیں پھر الطاری الداری میں مولانا عبد الباری صاحب کا تکفیر سے صاف انکار کا بیان کیسے آسکتا تھا۔ الطاری الداری میں یہ بات موجود ہی نہیں اگر کوئی یہ عبارت جو مانچسٹروی نے نقل کی ہے دکھادے تو ہم سے مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کرے۔

دوسرا حوالہ دوام العیش کا دیا گیا ہے مسئلہ خلافت شرعیہ سے متعلق ہے تکفیر سے متعلق نہیں۔ دوام العیش اور الطاری الداری میں کیا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ خود اپنے خلاف مولانا عبد الباری کے بیانات شائع کررہے تھے؟ اور سب سے بڑی اہم ضروری بات یہ ہے کہ یہ سب باتیں حضرت مولانا مفتی عبد الباری صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع اور توبہ سے پہلے کی ہیں وہ شُنی تھے صحابی رسول کی اولاد سے تھے توبہ کرنے اور رجوع فرمانے میں التوا اور ٹال مٹول سے کام نہ لیا توبہ سے پہلے کے

اُن کے تمام بیانات کالعدم وغیر مؤثر ہو گئے۔ حضرت مولانا
فرنگی محلی کے توبہ نامہ رجوع کے الفاظ یہ ہیں :۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ محض تیرے کیے ہیں اور بہت
گناہ وہ کیے ہیں جن میں مخلوق کو بھی لگاؤ ہے میں دونوں قسم کے
گناہوں سے توبہ کرتا ہوں تو معاف کر اور معاف کرادے ۔۔۔
اے اللہ! میں نے بہت گناہ ظاہر کیے ہیں اور بہت چھپا کر کیے دونوں
کو بخش دے ۔۔۔ اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ دانستہ کیے اور
بہت سے نادانستہ کیے سب کی توبہ میں کرتا ہوں ۔۔۔ اے اللہ!
میرا استغفار تو قبول فرما ۔۔۔ اے اللہ! میں نے امور قولاً و فعلاً
تحریراً و تقریراً ایسے کیے جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں مولوی
احمد رضا خاں صاحب نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا
اُن سب سے اور اُن کے مانند دوسرے امور سے جن میں میرے
مرشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لیے نہیں ہے محض مولوی
صاحب (اعلیٰحضرت امام احمد رضا) موصوف پر اعتماد کرکے توبہ
کرتا ہوں ۔۔۔ اے اللہ! اے اللہ! توبہ قبول کرنیوالے
میری توبہ قبول فرما اور مجھے توفیق دے کہ معصیت کا ارتکاب
نہ کروں اور وہ امور بجالاؤں جو تیری رضامندی کا باعث
ہوں اور تیرے حبیب کی شفاعت کا استحقاق پاؤں ۔۔۔
اے اللہ! تیرے حبیب کی محبت عظیم کا واسطہ مجھے بخش دے
اور مجھ سے اپنے دین کی نصرت کرا اور اپنے دشمنوں کو ذلت
دے۔ ۔۔۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

فقیر محمد عبدالباری عفا اللہ عنہ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

کی کھلی علامت اور روشن دلیل ہے۔ خیر ہم اس کے فرار کی ہر گلی بند کریں گے مذکورہ بالا صفحات پر دوبارہ ذکر کئے گئے حوالہ جات میں جو جو نئی چیزیں ہوں گی اُن کے جوابات ضرور دیں گے اور وضاحت ضرور کریں گے۔ نمبروار ملاحظہ ہوں۔

رَدِّ مُغالطہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی کے نام سے مُصنّف نے مغالطہ دیتے ہوئے لکھا کہ مولانا احمد رضا خاں نے...... ان حضرات (مولانا فرنگی محلی) کو علماء دیوبند کی تکفیر پر آمادہ کرنے اور اپنا ہم نوا بنانے کی بہت کوشش کی...... اور انہوں نے تکفیر نہیں کی مخلصاً۔ اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی ہی ایک کتاب الطاری الداری حصہ اوّل کا حوالہ دیا گیا ہے صفحہ اور باب مذکور نہیں پھر الطاری الداری میں مولانا عبدالباری صاحب کا تکفیر سے صاف انکار کا بیان کیسے آسکتا تھا۔ الطاری الداری میں یہ بات موجود ہی نہیں اگر کوئی یہ عبارت جو مانچسٹروی نے نقل کی ہے دکھادے تو ہم سے مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کرے۔

دوسرا حوالہ دوام العیش کا دیا گیا ہے مسئلہ خلافت شرعیہ سے متعلق ہے تکفیر سے متعلق نہیں۔ دوام العیش اور الطاری الداری میں کیا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ خود اپنے خلاف مولانا عبدالباری کے بیانات شائع کر رہے تھے؟ اور سب سے بڑی اہم ضروری بات یہ ہے کہ یہ سب باتیں حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع اور توبہ سے پہلے کی ہیں وہ سُنّی تھے صحابیِ رسول کی اولاد سے تھے توبہ کرنے اور رجوع فرمانے میں التواء اور ٹال مٹول سے کام نہ لیا توبہ سے پہلے کے

ں کے تمام بیانات کالعدم وغیر مؤثر ہو گئے۔ حضرت مولانا
کی محلی کے توبہ نامہ رجوع کے الفاظ یہ ہیں :۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ محض تیرے کیے ہیں اور بہت
ناہ وہ کیے ہیں جن میں مخلوق کو بھی لگاؤ ہے میں دونوں قسم کے
ں ہوں سے توبہ کرتا ہوں تو معاف کر اور معاف کرا دے۔
ے اللہ! میں نے بہت گناہ ظاہر کیے ہیں اور بہت چھپا کر کیے دونوں
و بخش دے۔ اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ دانستہ کیے اور
ہت سے نادانستہ کیے سب کی توبہ میں کرتا ہوں۔ اے اللہ!
یرا استغفار تو قبول فرما۔ اے اللہ! میں نے امور قولاً و فعلاً
تحریراً و تقریراً بھی کیے جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں مولوی
حمد رضا خاں صاحب نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا
ان سب سے اور اُن کے مانند (دوسرے) امور سے جن میں میرے
رشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لیے نہیں ہے محض مولوی
صاحب (اعلیٰحضرت امام احمد رضا) موصوف پر اعتماد کر کے توبہ
کرتا ہوں۔ اے اللہ! اے اللہ! توبہ قبول کرنیوالے
میری توبہ قبول فرما اور مجھے توفیق دے کہ معصیت کا ارتکاب
نہ کروں اور وہ امور بجا لاؤں جو تیری رضامندی کا باعث
ہوں اور تیرے حبیب کی شفاعت کا استحقاق پاؤں۔
اے اللہ! تیرے حبیب کی محبت عظیم کا واسطہ مجھے بخش دے
اور مجھ سے اپنے دین کی نصرت کرا اور اپنے دشمنوں کو ذلت
دے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد
واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین

فقیر محمد عبدالباری عفا اللہ عنہ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

حضرت مولانا مفتی عبد الباری صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا توبہ نامہ اور حضرت ممدوح کے الفاظ توبہ تقریباً بلفظہ "حیات اعلحضرت" صـ ۳۰۲ پر "ہمدم" ۱۱ رمضان بروز جمعہ ۲۰ مئی صـ ۳ کالم ۳ کے حوالہ سے چھپے ہوئے موجود ہیں بلکہ سیّدنا اعلحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ اپنے مؤقر خلیفہ و تلمیذ حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی فاضل بہاری علیہ الرحمۃ کے نام اپنے ایک اہم مکتوب میں مولانا عبد الباری کی توبہ کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ ولدی الاعز مولانا المکرم مولوی ظفر الدین صاحب جعلہ اللّٰہ کاسمہ ظفر الدین السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ، مبارک — مبارک — مبارک! مولانا مولوی عبد الباری صاحب نے اُن ایک سو ایک اور ان کے امثال سے توبہ چھاپ دی ملاحظہ ہو "ہمدم" ۱۱ رمضان بروز جمعہ ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء ....

فقیر کی رائے میں فوراً ایک جلسہ تہنیت توبہ مولانا مولوی عبد الباری صاحب لکھنوی چھاپ کر اس کی تہنیت کا جلسہ وہاں (پٹنہ میں) بھی کیا جائے .... مبارکباد کا تار مولوی عبد الباری صاحب کو دیا جائے مسلمانوں کو سمجھایا جائے اس طرف (یعنی دیو بندیوں، دہلویوں گاندھیوں کانگریسیوں کے ساتھ) عالم کہلانے کے مستحق ایک یہی تھے مولیٰ تعالیٰ نے اُن کو ہدایت فرمائی مشرکوں (ہندؤں)

(حاشیہ صفحہ سابقہ) لہ اخبار ہمدم لکھنؤ ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء و سواد اعظم جلد ۲ شمارہ $\frac{۲۳}{۲۴}$ ؛

سے اتحاد اور وہابیہ وغیرہم بے دینوں کے میل جول سے توبہ فرما کر خالص سنّی ہو گئے ...... فقیر احمد رضا قادری عفی عنہٗ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ از کوہ بھوالی۔

الغرض قصہ مختصر یہ کہ سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے الطاری الداری میں مولانا عبدالباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ایک سو ایک وجوہ کفر و ضلال قائم کیے تھے اور انہوں نے کمال وسیع النظری و وسیع القلبی سے اُن سب اقوال کفر و ضلال سے علی الاعلان توبہ فرمالی تھی۔ مانچسٹروی کے پاس اب رونے پیٹنے کے سوا کچھ نہیں۔

مواخذات یہ مواخذات ایک توبہ نامہ کی شکل میں ہیں جو مولانا عبدالباری صاحب کی طرف سے لکھ کر سیدنا اعلیحضرت قدس سرّہٗ کے اپنے خلفِ اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ۔ صدر الشریعت علامہ محمد امجد علی اعظمی رضوی مصنّف بہارِ شریعت صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی قدست اسرارہم لے کر مولانا عبدالباری کے پاس گئے تھے اور انہوں نے سیدنا اعلیحضرت قدس سرّہٗ کے صاحبزادہ صاحب کا اپنے ہزاروں احباب اور مریدین کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پر تشریف لاکر زبردست استقبال و خیر مقدم کیا تھا اور توبہ نامہ پر بہت اخلاص کے ساتھ دستخط فرما کر توبہ نامہ شائع کرا دیا تھا اور ہندو کانگریس اور مسٹر گاندھی کی رفاقت اور دیوبندیوں وہابیوں کانگریسیوں کی موافقت سے مکمل طور پر دستبردار و لاتعلق ہو گئے تھے۔

علی برادران کی توبہ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی

صاحب بھی سُنّی صحیح العقیدہ تھے اور مولانا عبدالباری فرنگی محل کے مرید و حلقۂ بیعت میں شامل تھے اور خلافت کمیٹی میں سرگرم مولانا عبدالباری صاحب کی توبہ کے بعد مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی نے بھی گاندھی اور گاندھوی کانگریسی دیوبندی وہابی مولویوں کو چھوڑ کر علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اس باب میں ایک اہم تاریخی واقعہ روزنامہ کوہستان لاہور نے ۸ مئی ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں شائع کیا، لکھا ہے :-

تحریک آزادی کے سلسلہ میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی آپ (اعلیٰحضرت) کی خدمت میں بریلی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور آپ ایک وسیع حلقہ کے روحانی پیشوا ہیں آپ تحریک آزادی ہند کے سلسلہ میں کانگریس کا ساتھ دیں تو آپ کی شخصیت حالات پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مولانا ! میری اور آپ کی سیاست میں فرق ہے۔ آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں اور میں مخالف ہوں۔ اس پر مولانا جوہر کچھ ناراض سے ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ (اعلیٰحضرت) نے فرمایا مولانا! میں ملک کی آزادی کا مخالف نہیں ہوں ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں۔ مولانا علی برادران باہر جا چکے تو مولانا محمد علی جوہر مولانا شوکت سے کہنے لگے مولانا احمد رضا خشک ہیں۔ آپ صاحب کشف بزرگ تھے فوراً کشف سے اُن کے ان احوال پہ مطلع ہوئے اور مولانا محمد علی جوہر کو بلایا اور کہا مولانا میں خشک نہیں ہوں ملک آزاد کرانا ہے تو مسلمانوں کی اپنی علیحدہ تنظیم بنائیں اور ہندوؤں سے بالکل علیحدہ ہو جائیں مولانا جوہر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دست بوسی فرمائی اور حضرت (امام احمد

رضا کے دردمندانہ موقف سے آگاہ ہوئے۔"[1]

اس کے کچھ عرصہ بعد مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی ہندو کانگریس سے علیحدہ ہو گئے۔ یہ واقعہ فقیر نے سیدی امام اہلسنت حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ سے بھی سُنا تھا اور جامعہ نعمانیہ لاہور حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز ولی الرضوی البریلوی قدس سرہٗ نے بھی اس کی تصدیق فرمائی۔

تصدیق مزید خلیفہ اعلحضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے مولانا محمد علی جوہر سے دہلی میں اُن کے مکان پر ملاقات فرمائی اور اسی طرح مولانا شوکت علی مرحوم خود مراد آباد تشریف لے گئے اور سابقہ احوال سے توبہ فرمائی ہندو کانگریس اور گاندھوی مولویوں سے علیحدگی اختیار فرمائی۔[2]

اب مانچسٹروی جی اپنی جہالت و لاعلمی کا ماتم کرے اور خوامخواہ مولانا علی برادران کے پرانے واقعات اور توبہ و رجوع سے قبل کے حالات سے عوام کو مغالطہ اور دھوکہ نہ دے۔

رہی فتاویٰ کی بات تو مولانا محمد علی جوہر اور شوکت علی مفتی و فقیہہ نہ تھے فتویٰ کسی بھی موضوع و مسئلہ پر نہیں لکھتے تھے۔ اگر یہ دونوں بھائی مفتی ہوتے تو مولوی نانوتوی گنگوہی اور تھانوی صاحبان ان سے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان پر تصدیق کروا لیتے اور اس سلسلہ میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے ساتھ مولوی

---

[1] روزنامہ "کوہستان" لاہور و ملتان ۸ مئی ۱۹۶۹ء صد ۲۔

[2] سواد اعظم جلد ۲ شمارہ نمبر ۲۳ - ۲۴ ملخصاً صد ۲۷

عبدالحیؒ اور مولوی عبدالشکور لکھنوی کا کوروی ایڈیٹر "النجم" کا نام لینا سراسر فریب و فراڈ ہے وہ تو تھے ہی دیوبندی وہابی مولویوں کے ہم عقیدہ و ہم مسلک اور مولوی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہٗ و حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ سے مناظروں میں بار بار شکست کھاچکے ہیں۔ اور مولوی عبدالحیؒ وہ ہیں جنہوں نے بقول مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی پورے ہندوستان کے علماء میں یکا و تنہا بانی مدرسہ دیوبند کی کتاب تحذیرالناس کی تائید و حمایت کی تھی اور تھانوی صاحب نے اس حقیقت سے خود ہی پردہ اُٹھادیا تھا کہ :-

"جس وقت مولانا (قاسم نانوتوی) نے تحذیرالناس لکھی ہے کسی نے بھی ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحیؒ صاحب کے" [۱]

یہ ہیں عبدالحیؒ صاحب جن کو سُنی بناکر پیش کیا جارہا ہے اور یہ ہیں بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب جنکو ہندوستان بھر کے مختلف مکاتیب فکر کے علماء نے مسترد کر دیا تھا اور ہندوستان بھر کے علمی مراکز اور روحانی مراکز نے نانوتوی صاحب کو علمی دُنیا سے بے دخل کر دیا تھا اور ان کی تحذیرالناس کی علمی حلقوں میں پرکاہ کے برابر اہمیت و حیثیت نہ تھی اور اس تحذیرالناس پر خود مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے فیض الباری جلد ۳ صہ ۳۳۳ و صہ ۳۳۴ پر بھرپور جرح اور طنز کیا ہے جس کو تفصیل

---

[۱] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صہ ۵۸۰ ؎

کے ساتھ تحذیر الناس کی عبارات کفریہ کی بحث میں نقل کیا جائے گا انشاء اللہ العزیز۔

گنج مراد آباد سے دھوکہ نہ دیجئے

عادت سے مجبور اور فطرت سے لاچار مولوی مانچسٹروی اپنے گستاخ اکابر دیوبند کی ڈوبتی نیا کو تنکوں کا سہارا دے کر تیرانا چاہتا ہے مطالعہ بریلویت ص۱۲۱ پر "علماء گنج مراد آباد" کے عنوان کے تحت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کی محض زبانی کلامی قصیدہ خوانی کر کے پہلے تو یہ ثابت کرتا ہے کہ:۔

"اعلحضرت پہلی مرتبہ ۱۳۱۱ھ میں گنج مراد آباد تشریف لے گئے تھے اس سفر میں آپ کے ہمراہ جو حضرات گئے اُن میں مولوی حکیم خلیل الرحمٰن خاں مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قاضی خلیل الدین حسن۔ مولانا احمد حسن کانپوری بھی شامل تھے۔"[۱]

اس کے بعد مختلف النوع لن ترانیوں سے گزرتا ہوا گفتگو کا وہی دردناک ماحصل بیان کرتا ہے:۔

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء دیوبند کی عبارات میں اگر کچھ باتیں واقعی ایسی تھیں جو کفر کی حد تک غلط تھیں تو حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی نے ان پر کیوں گرفت نہ کی[۲]؟"

ہم کہتے ہیں سوال تو بغیر دائی کے پیدا ہو گیا اور تم نے اس کی پرورش بھی کر لی مگر یہ بھی دیکھا یہ سوال بغیر باپ کے پیدا ہوا اور وہ اس طرح کہ تم ۱۳۱۱ھ میں اعلحضرت امام اہلسنت کی

---

[۱] مطالعہ بریلویت ص۱۲۱ جلد اول [۲] ایضاً جلد اوّل ص۱۲۲ ؎

مولانا شاہ فضل الرحمٰن سے ملاقات کروا رہے ہو اور اس سے تین سطر پہلے مولانا گنج مراد آبادی کو ۱۳۱۲ھ تک طلباء کا مرجع بتاتے ہو اور پھر اُن کی وفات کے بعد اعلیحضرت کی ۱۳۲۳ھ میں مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے صاحبزادے احمد میاں شاہ سے ملاقات کروا رہے ہو پھر بھولے بن کر عیاری کا جامہ پہن کر پوچھتے ہو کہ اکابر دیو بند کی عبارات پر انہوں نے گرفت کیوں نہ کی ان عبارتوں میں کفریہ معنیٰ کیوں نظر نہ آئے ؟ آؤ ذرا اپنا کان ہمارے ہاتھ میں دو ہم سمجھاتے ہیں :-

(۱) تحذیر الناس کے متعلق تو مولوی اشرف علی تھانوی نے فیصلہ کر دیا کہ "ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ کسی نے موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحیؒ صاحب کے" [1]

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ تحذیر الناس کی عبارتوں سے مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی نے بھی موافقت نہیں فرمائی حفظ الایمان اور براہین قاطعہ اور فتویٰ گنگوہی کی گستاخانہ عبارات بعد میں منظرِ عام پر آئیں۔ مانچسٹروی میں دم خم ہے تو ثابت کرے کہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کی وفات سے قبل حفظ الایمان اور براہین قاطعہ منظرِ عام پر آگئی تھیں اور پھر یہ بھی ثابت کرے کہ یہ سب گستاخانہ عبارتیں اور کتابیں اور کفریہ مضامین مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کو پیش کیے گئے تو انہوں نے ان عبارات کو عین اسلام و عین ایمان قرار دے کر تصدیق فرمائی اور پھر مانچسٹروی جی اور مانچسٹروی جیسے دوسرے مخبوط الحواس دیوبندی

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۵۸۰

جنگوں اور سادھوؤں کو یاد رکھنا چاہیے کہ علماء عرب وعجم کا متفقہ فتوٰی اور شرعی فیصلہ حسام الحرمین شریفین ۱۳۲۴ھ ۱۳۲۵ھ میں منظر عام پر آیا۔ ۱۳۱۱ھ میں تو سیدنا اعلحضرت نے خود بھی حکم تکفیر لگایا تھا اور وہ اتمام حجت کرنے کے لیے رجسٹری خطوط کے ذریعے اکابر دیو بند کو توبہ اور رجوع کی تلقین فرما رہے تھے اور راہ راست پر آنے کی دعوت دے رہے تھے جب توبہ اور رجوع سے اکابر دیو بند نے صریحاً انحراف کیا تو پھر حسام الحرمین کی ضربا قاہرہ پڑیں اور فرمایا ؎

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

اس لایعنی و بے مقصد بحث میں مُصنّف نے خواہ مخواہ ۲۲ تا ۲۵ صفحات ضائع کر دیئے۔ وہ اس کا بیٹا ہے وہ اس کا شاگرد وہ اس کا استاد ہے وغیرہ وغیرہ فلاں نے مولانا گنج مراد آبادی کے بارہ میں یہ کہا ہے۔ فلاں نے یوں لکھا ہے اس لفاظی سے کیا فائدہ ہے کہ مولانا گنج مراد آبادی نے دہلی سے آتے ہوئے حدیث پڑھنے والے ایک طالب علم مولوی عبد المجید ہزاروی کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں بھیج دیا۔ ٹھیک ہے وہ دہلی سے آیا تھا حضرت نے جس کھاتہ کا دیکھا وہیں بھیج دیا حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی حضرت علامہ سید محمد دیدار علی محدث الوری قدست اسرارہم وغیرہ سُنّی صحیح العقیدہ طلباء آتے اُن کو پڑھا دیا۔ مولوی عبد المجید ہزاروی اسماعیلی تقویۃ الایمانی ذہنیت کا ہوگا مٹی وہیں پہنچاتی جہاں کا خمیر تھا۔ اُس کو گنگوہی صاحب کے پاس گنگوہ بھیج دیا حق بحق دار رسید۔ اس ذراسی

بات پر چھلانگیں لگانے کی کیا ضرورت ہے؟

مولوی محمد علی کانپوری کو مولانا محمد علی مونگیری بنا دیا

ملاں مانچسٹروی کے ذہن پر شیطانی افکار کا کچھ ایسا غلبہ ہے کہ وہ اہل توہین اکابر دیوبند کی اندھی عقیدت میں مستغرق ہو کر پے در پے جعلسازیوں کا ارتکاب کیے جا رہا ہے اور شرم و حیاء اس کا دامن نہیں پکڑتی لکھتا ہے:—

"حضرت شاہ فضل الرحمٰن کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری پیر مہر علی شاہ صاحب کے اُستاد بھائی تھے"......[1]

پھر لکھتا ہے......

"حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری حضرت محمد قاسم، قاسم نانوتوی کے بہت عقیدت مند تھے اور انہیں حکیم الامت کہہ کر یاد کیا کرتے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ذکر میں لکھتے ہیں یہ وہی نانوتوی ہے جسے محمد علی کانپوری ناظم ندوہ نے حکیم الامت کا لقب دیا۔"[2]

اب ہم نے اصل کتابوں۔ مہر منیر۔ حسام الحرمین وغیرہ کو ٹٹولا تو کھودا پہاڑ نکلا چوہا کی مثال صادق آئی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری مہر منیر ص ۷۲ پر جن بزرگ کو پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کا استاد بھائی کہا گیا ہے وہ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری ہیں اور صوبہ بہار کے رہنے والے ہیں اور بہار کے مشہور شیخ طریقت ہیں جبکہ بانی ندوۃ

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول ص ۱۲۳ [2] حسام الحرمین ص ۱۰۱

دیو بند مولوی قاسم نانوتوی کے گیت گانے والے اور اُن کو حکیم الامت بنانے والے مولوی محمد علی کانپوری ہیں جو ناظم ندوہ ہیں جن کا ذکر سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ نے حسام الحرمین صدا پر کیا ہے وہ اور ہیں یہ اور ہیں وہ مونگیری ہیں یہ کانپوری ہیں وہ شیخ طریقت ہیں اور یہ ناظم ندوۃ العلماء۔ یہ یوپی میں وہ صوبہ بہار میں ہیں۔ مگر مُصنّف مطالعہ بریلویت لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے اور یہ تاثر دینے کے لیے کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد بھائی بھی ـــــ مولوی قاسم نانوتوی دیو بندی کو حکیم الامت ملتے ہیں اور وہ بانی مدرسہ دیو بند کے بہت عقیدت مند تھے ؎

جھوٹے اور کذاب دنیا میں دیکھے ہیں بہت
سب سے سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

علاوہ ازیں ایک حربہ مُصنّف مطالعہ بریلویت نے یہ چلا ہے کہ جلد ا صـ۲۴ا پر حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ندوی محمد علی کا شاگرد ظاہر کیا ہے ـــــ

بالفرض اگر کوئی بڑی شخصیت کسی دیو بندی یا قادیانی کی شاگرد ہو جائے تو کیا اُس کا اُستاد معصوم ہو گیا کیا شیطان لعین معلم الملکوت (فرشتوں کا استاد) نہیں تھا؟ کیا شیطان کا احترام کیا جائے گا اور اس کا ہر قول و فعل حجت ہو گا؟ اور پھر تکفیر میں سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ العزیز تنہا نہیں ہیں ہزاروں جلیل القدر اکابر و اعاظم علماء دین مفتیانِ شرع متین علماء عرب و عجم اعلحضرت فاضل بریلوی

کے ہمنوا ہیں اور خود پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضور اعلیحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے مسلک حق پر ہیں اور فتویٰ حسام الحرمین پر الصوارم الہندیہ میں بدیں الفاظ تصدیق و تائید فرما چکے ہیں مصنف مانچسٹر دوی پڑھے اور شام غریباں میں ماتم برپا کرے۔

۳۹ فتاوےٰ دربار علی پور شریف

حسام الحرمین کے فتاویٰ حق ہیں اور اہل اسلام کو ان کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے جو شخص ان (اعلیحضرت فاضل بریلوی اور علماء حرمین شریفین کے فتاویٰ حسام الحرمین) کو تسلیم نہیں کرتا وہ راہِ راست سے دور ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اہانۃ الانبیاء کفر عقائد کا صریح مسئلہ ہے رضا بالکفر بھی کفر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب ۔ الجواب صحیحٌ محمد حسین عفا اللہ عنہ مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں ۔ جواب صحیح ہے ۔ محمد کرم الٰہی بی ۔ اے علی پوری[1]

ہم مصنف مطالعہ بریلویت کی معلومات میں اضافے کے لیے بتائے دیتے ہیں کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت سر شکن دیوبندیت و وہابیت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ بھی مولوی محمد یٰسین ساکن سرائے خام دیوبندی کے شاگردوں میں سے ہیں اور سیدنا اعلیحضرت کے فتوئ شرعی حسام الحرمین کے مطابق اپنے اساتذۂ مرتدین کی تکفیر میں رتی برابر پاس و لحاظ نہیں فرماتے تھے۔

---

[1] الصوارم الہندیہ صہ ۹۶ ۔

باقی رہی یہ کھلی بکواس کہ اعلیحضرت امام اہلسنت نے انگریزی حکومت کے اشارہ پر گستاخانِ دیو بند کی تکفیر کی تو انگریزوں کے یہ اشائے آپ زیادہ سمجھتے ہیں کہ مانچسٹری انگریزوں کے زیر سایہ و زیر کرم رہتے ہیں یوں گونگے کی ماں ہی گونگے کی رمزوں کو زیادہ سمجھتی ہے۔

علماء دہلی کے ردِّ عمل سے دھوکہ

مانچسٹری صاحب نے ص ۱۲۴ و ص ۱۲۵ پر پھر ایک اسٹوری رقم کی ہے شاگردی اُستادی کی کڑیاں ملاتا ہوا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہو کر اور لائن بدل کر اسماعیل قتیل، دو تین علماء اہلسنت مولانا مفتی صدرالدین آزردہ وغیرہ کا نام لکھنے کے بعد تقویۃ الایمانی ذہنیت کے اپنے ہی ہم عقیدہ وہم مسلک وہابی اسماعیلی مولویوں اور مدرسوں کے نام لکھ ڈالے کہ ان کو علماء دیو بند کی گستاخیوں میں کفر نظر نہیں آیا جب ان کو نہیں آیا تو مولانا احمد رضا خاں کو کیسے نظر آگیا اور کیوں نظر آگیا حد یہ کہ مفتی اہلسنت دہلی علامہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی کے نام سے بھی یہ دھوکہ دیا کہ "جامع مسجد فتح پوری کے ایک صاحب مولانا مظہر اللہ صاحب تھے جن کا تعلق مدرسہ فتح پوری سے نہ تھا آپ وہاں امام اور خطیب تھے اُن کے صاحبزادے پروفیسر مسعود احمد نے مولانا احمد رضا خاں کے حق میں مدحیہ رسائل لکھے ہیں۔ مولانا مظہر اللہ بھی اس مشق تکفیر میں مولانا احمد رضا خاں کا ساتھ نہ دے سکے تھے۔۔۔ [1]"

حالانکہ آپ کا الصوارم الہندیہ میں سیدنا اعلیحضرت فاضل

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل ص ۱۲۵ زبانی کلامی بے دلیل دعویٰ ؛

بریلوی قدس سرہٗ العزیز اور علماء حرمین کے فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین شریفین پر تصدیقی تائیدی فتوٰی موجود ہے [1]

باقی مولانا مفتی صدرالدین آزردہ اور جن اپنے ہی مکتب فکر کے علماء کا ذکر صفحہ ۲۵ پر کیا اس وقت نہ حفظ الایمان تھی نہ ہی براہین قاطعہ وغیرہ یہ زمانہ مولوی قاسم نانوتوی اور رشید احمد صاحب گنگوہی کی طالب علمی کا زمانہ تھا نہ گستاخانہ کتابیں سامنے آئی تھیں نہ تکفیر کا شرعی حکم واضح کیا جا سکتا تھا اس طرح تو دیوبندی عقل سے پیدل مُصنّف امام اعظم ابو حنیفہ اور سیدنا غوث اعظم جیلانی۔ داتا گنج بخش لاہوری اور خواجہ غریب نواز اجمیری قدست اسرارہم کا نام بھی لے سکتا ہے کہ انہوں نے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ فتوی گنگوہی۔ حفظ الایمان وغیرہ پر فتوٰی نہیں دیا اکابر دیو بند کی کتابوں کی عبارتوں میں جو کفری معنی مولانا احمد رضا خاں کو نظر آئے وہ ان بزرگوں کو نظر نہیں آئے۔ تو دنیا مانچسٹروی جی کے مُنہ پر تھوکے گی کہ ان کے زمانہ میں یہ جہنمی کتابیں کہاں تھیں؟ باقی رہے علماء دہلی کا ردِّ عمل تو وہ بفضلہٖ تعالیٰ حسام الحرمین اور سیدنا امام اہلسنّت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت میں نہیں تائید و حمایت میں تھا اور ان کی تائید و حمایت میں حضرت مولانا مفتی علامہ محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی کا فتوٰی صـ۱۰۹ مولانا حافظ عبدالمجید صاحب دہلوی کا فتوٰی صـ۱۲۵ پر مولانا محمد فضل کریم دہلوی کا فتوٰی صـ۱۲۶ پر مولانا مفتی محمد شمس الاسلام خلف مولانا مفتی عبدالرشید مرحوم مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی کا فتوٰی صـ۱۲۶ پر مولانا محمد احمد خاں دہلوی

---

[1] ملاحظہ ہو صـ۱۰۹ الصوارم الہندیہ ۰

اور مولانا عبدالرحیم بن مولانا محمد علی دہلوی۔ مولانا عبدالغفار خوص قاضی دہلی کے فتاوی صلاے۱۲ پر حضرت مولانا مفتی محمد زاہد القادری مفتی ماہنامہ آستانہ دہلی (دریا گنج دہلی) مولانا محمد احمد مفتی دہلی کا فتویٰ صفحہ ۵۴ پر الصوارم الہندیہ میں موجود ہے۔ باقی اگر کسی غیر سُنّی وہابی دیو بندی نے فتویٰ تکفیر کی تائید نہیں کی تو کچھ فرق نہیں پڑتا علماء اہل سُنّت امام اہلسنّت کے فتویٰ سے بحمدہ تعالیٰ متفق ہیں۔

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے نام سے چکمہ بازی

کھُلی ہوئی کتاب کی طرح یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ندوۃ العلماء اور مدرسہ دیو بند ایک ہی چیز کے دو نام ہیں توہین و تنقیص انبیاء و رسل علیہم السلام دونوں کی روح کی غذا ہے۔ دونوں شرک و بدعت کے تھوک کے بیوپاری ہیں ہمارے ان دونوں دعووں کا ثبوت مُصنّف نے خود اپنے اسی مضمون اور اسی عنوان کے تحت صلاے۱۲۶ پر فراہم کر دیا ہمیں کچھ زیادہ جدوجہد نہیں کرنی پڑی۔ پہلی بات توہین و تنقیص انبیاء و رسل علیہم السلام والی تو مُصنّف اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کے حوالہ سے خود مانتا ہے کہ:۔

"حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے معجزات کی بحث میں مولانا شبلی سے شدید اختلاف کیا تھا"

گویا شبلی جب خود معجزات کا منکر تھا اور عظمت انبیاء سے کھیل رہا تھا تو وہ حفظ الایمان میں توہین و گستاخی کرنے والے تھانوی پر کیسے فتویٰ لگاتا؟ یہ بات ہر باشعور انسان سمجھ سکتا ہے معجزات کا منکر شبلی ندوی تھانوی کو تو غنیمت سمجھ رہا تھا کہ حفظ الایمان میں توہین کر کے یہ بھی رفتہ رفتہ میری لائن پر آرہا ہے۔ اگر شبلی

ندوی نے حفظ الایمان کی گستاخانہ کفریہ عبارت پر فتویٰ کفر نہیں لگایا تو خود دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے معجزات کے منکر شبلی ندوی پر کونسا فتویٰ لگادیا؟ البتہ دیوبندی مفتی مولوی کفایت اللہ دہلوی نے ۱۳۳۲ھ میں تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپا کر ایک فتویٰ شبلی کے خلاف ضرور شائع کیا۔ اور اسی طرح مولوی انور کاشمیری دیوبندی نے شبلی پر بدعقیدگی اور بدمذہبی کا فتویٰ لگایا۔ بدمذہب بے دین کی شہادت ویسے ہی معتبر نہیں مثر عامر دُو دہے اس لیے ماہنجر ڈوی کو شبلی کا نام نہیں لینا چاہیے۔

دوسری بات یہ کہ مصنف جی نے تھانوی کا معجزات کے موضوع پر شبلی سے اختلاف بتانے کے باوجود ص۱۲۶ پر یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ:

"مولانا شبلی کے نامور شاگرد مورخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت ہوئے اور خلافت پائی، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی پرنسپل دارالعلوم ندوہ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے سامنے حدیث میں زانوئے تلمذ تہ کیا اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کے حلقہ عقیدت (یعنی بیعت) میں شامل ہوئے"

اس سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ مدرسہ دیوبند اور ندوۃ العلماء اندرونِ خانہ ایک ہی کچھ تھے یعنی پردہ باہم شیر و شکر تھے اگر انہوں نے تکفیر کی تائید نہیں بھی کی تو کیا ہوا۔ کیونکہ ؎

نام ہی کا فرق ہے تصویر ہے دونوں کی ایک

لہ دیکھو مقدمہ مشکلات القرآن ص۳۴ ۳

ویسے ندوۃ العلماء لکھنو اور دیوبند اہلسنّت دشمنی میں قدم سے قدم ملا کر چلتے ہیں کچھ عرصہ پہلے بنام ”بریلوی فتنہ کا نیا روپ“ کے متعصبانہ نام سے مولوی محمد عارف سنبھلی استاد ندوۃ العلمأ لکھنو نے مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان لکھنو کی زیر نگرانی ایک کتاب شائع کی ہے لہذا ماننا پڑے گا یہ دونوں ایک ہی کچھ ہیں پھر ندوہ والے تکفیر کی تائید کیسے کریں گے مرزا بشیرالدین محمود مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کیسے کرے گا؟

ندوہ دم توڑ رہا ہے

سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے یہ الفاظ مبارکہ مولوی مانچسٹروی کا جگر شق کر گئے۔ لکھتا ہے مولانا احمد رضا خاں ندوۃ العلماء سے اس قدر ناراض تھے کہ آپ نے اپنے ایک بزرگ شاہ جی میاں قادری سے ندوہ کے خلاف بد دعا کی درخواست بھی کی مولانا حشمت علی خاں اپنے ان دونوں بزرگوں کی بات چیت ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں (حضرت شاہ میاں نے) فرمایا کہیے مولانا؟ ندوے کا اب کیا حال ہے؟ حضور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ ندوہ دم توڑ رہا ہے آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے حضرت شاہ جی میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ دُعا تو ہم کرتے ہیں لیکن ندوہ پچھڑے گا تمہیں سے۔[۱]

اس کے بعد مانچسٹروی جی بڑے مرثیانہ انداز میں لکھتا ہے، ”مولوی حشمت علی کے یہ دونوں رضی اللہ عنہ دم توڑ گئے، لیکن ندوہ نے عظیم ترقی کی اور بین الاقوامی شہرت پائی“؟

---

[۱] اجمل انوار الرضا صفحہ ۳۱۰ ؛

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی جس ندوۃ اور ندوہ کی روح رواں شبلی ندوی کو معجزات کا منکر ٹھہرا رہے ہیں یہ تھانوی کو شیخ الاسلام اور حکیم الامت ماننے والا اس منکر معجزات ندوہ کو گھر بیٹھے عظیم ترقی اور بین الاقوامی شہرت دلوا کر تالیاں بجا رہا ہے۔ ندوہ ہندوستان میں ہے پاکستان ہندوستان کا انتہائی قریبی پڑوسی ملک ہے بتاؤ ذرا یہاں پاکستان میں ندوہ کی کتنی شاخیں ہیں کتنے فاضل ہیں یہاں اور پاکستان میں ندوہ کی کیا شہرت ہے؟ چلو اعلیحضرت امام اہلسنت اور شیر بیشۂ اہلسنت کی نہ مانو کہ ندوہ دم توڑ رہا ہے اپنے حکیم الامت تھانوی کی مان لو ان کو بھی تسلیم کیے بغیر چارہ نہ تھا لکھنا پڑا:۔

"پھر خود ندوہ کا جو حشر ہوا سب کے سامنے ہے"۔[1]

اب ندوہ کا حشر نشر کرنے پر اپنے تھانوی حکیم الامت کا ماتم کرو اور ان کی قبر پہ جا کر کہو کہ حضور گنگوہی صاحب اندھے ہوتے تھے تم تو اندھے نہیں تھے ندوہ عظیم ترقی کر رہا ہے۔ بین الاقوامی شہرت حاصل کر رہا ہے اور آپ فرما رہے ہیں کہ "ندوہ کا جو حشر ہوا وہ سب کے سامنے ہے"۔ اگر یہ بات گنگوہی کہتے تو ہم درگذر کرتے کہ اندھے ہیں مگر تم تو اندھے نہیں ہو۔۔۔۔۔

مانچسٹر دی صاحب! مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں رضی اللہ عنہ دم نہیں توڑ گئے ندوہ دم توڑ گیا جن کا کہیں نام و نشان نہیں گھر میں بیوی کو روشن آرا

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ ۱۱۰۔

یلم نہ بناؤ ندوۃ العلماء کے فیض کی نہریں تو کیا گندے نالے
بھی کہیں جاری نظر نہیں آتے۔

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے نام سے بھی مانچسٹر ڈی نے جال پھیلایا ہے اور صفحہ ۱۲۸
پر ادھر اُدھر کی اُلٹی سیدھی مار کر لکھا ہے:۔

"سر سید اور علماء دیوبند کے درمیان گہرے اختلافات
تھے پھر سر سید بھی اکیلے نہ تھے .... سر سید اور ان کے
جاب کے لیے دیوبند پر برسنے کا عجیب موقع تھا ..... مسلم
یونیورسٹی علیگڑھ کے اُردو خواں حضرات نے علماء دیوبند کی
ان زیر بحث اُردو عبارات میں کہیں کفر کی بُو نہیں پائی"۔ [1]

کیوں جناب کیا آپ اپنے علماء دیوبند کی کفریہ گستاخانہ
غلیظ عبارات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے اُردو خواں حضرات
کے سامنے رکھ کر اُن کی ناک سے ناک ملائے بیٹھے تھے جو تم نے
محسوس کر لیا کہ علی گڑھ یونیورسٹی والوں نے ان عبارتوں
میں کفر کی نجاست کی بُو نہیں پائی۔ بُو نہ آنے کی وجہ نزلہ زکام
کا مرض بھی ہو سکتا ہے ممکن ہے انہیں خود گستاخیوں کا نزلہ زکام
ہو اس لیے نجاست کفر کی بُو نہ آ رہی ہو یا بُو تو آ رہی ہو مگر
اس خیال سے اس کا اظہار نہ کیا ہو کہ ہم اہل دیوبند کی نجاست
کفر کی بدبُو کا اظہار کریں گے تو وہ ہماری نجاست کفر کی بُو کا
ڈھنڈورہ پیٹیں گے، نہ ایک کہو نہ دو سنو۔ باقی رہی فتویٰ کفر
کی بات تو مسلم یونیورسٹی میں دارالافتاء نہیں تھا نہ وہاں مفتیانِ دین

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول صفحہ ۱۲۸ اور ۱۳۰؎

اور فقیہہ حضرات فتویٰ نویسی پر مقرر تھے اگر اکابر دیوبند کی
گستاخانہ عبارات پر اکابر علی گڑھ یونیورسٹی کا فتویٰ نہیں ملتا تو منکرین
ختم نبوت۔ منکرین حدیث منکر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حتی
کہ ہندوؤں سکھوں پر بھی اُن کا کوئی فتویٰ نہیں ملتا تو بتا دیکیا یہ سارے
حکیم الامت۔ شیخ الاسلام اور قاسم العلوم ہیں ؟ کل کو آپ یہ بھی کہدیں
گے کہ پنجاب یونیورسٹی لاہور اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد والوں
نے بھی اکابر دیوبندی پر کوئی فتویٰ نہیں دیا اور باٹا کمپنی اور کھاد فیکٹری
ملتان اور کھاد فیکٹری ڈہرکی دگھوٹکی والوں نے بھی اکابر دیوبند
کی گستاخانہ عبارات پر فتویٰ کفر نہیں دیا لہذا وہ عبارتیں بے
غبار ہیں عین اسلام ہیں جس طرح ان ادارہ والوں کا فتویٰ نویسی
سے کوئی تعلق نہیں اسی طرح علی گڑھ والوں کا فتویٰ نویسی سے
کوئی تعلق نہیں۔ سر سید نے تو کھڑے ہوکر پیشاب کرنے
اور ماں کے ساتھ زنا کرنے والوں پر بھی کوئی فتویٰ نہیں دیا
تو کیا اب ایسا کرنے میں کوئی قباحت نہیں ؟ اور اگر ان امور
میں سر سید کا کوئی فتویٰ ہے تو دکھاؤ اور سامنے لاؤ۔

آپ کی قابلیت تو یہ ہے کہ ص ۲۸ کے حاشیہ پر امداد الفتاویٰ
کی جلد اور صفحہ کا حوالہ نہ دے سکے نہ بعینہ عبارت نقل کر سکے
اور صفحہ ۲۹ پر علی گڑھ گزٹ اور آثار الصنادید علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ
گزٹ کے بے مقصد اور بے ربط حوالے محض اپنی مصنوعی
قابلیت کی دھاک بٹھانے کے لیے دیئے ہیں ورنہ ان حوالوں
کا مسئلہ تکفیر سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ باقی ملفوظات حصہ سوم
میں اور تجانب اہلسنت میں جس کا آپ حوالہ نہ دے سکے اگر واقعی
سر سید کے متعلق کچھ لکھا ہے تو وہ حق ہے نانوتوی صاحب اور

ھانوی نے اس سے بڑھ کر اور کہیں زیادہ لکھا ہے۔

مولانا کرامت علی جونپوری عقل شکن دلیل

قارئین ہمارے لفظوں کی سختی اور شدت کو ضرور محسوس کریں گے مگر کیا کریں ہمارا مخاطب ایسی عقل شکن اور جہالت افروز اوندھی باتیں کرتا ہے اس کی تاریخ دانی اور طرز استدلال کا ماتم کرنا پڑتا ہے ایک جگہ زیر عنوان خانقاہ حضرت مولانا شاہ کرامت علی جونپوری لکھتا ہے :-

"حضرت شاہ کرامت علی جونپوری ہندوستان کے مایہ ناز روحانی بزرگ تھے بنگال میں لاکھوں مسلمان آپ کے اور آپ کے خلفاء کرام کے ہاتھوں پر تائب ہوتے...... آپ نے حضرت مولانا اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحی دہلوی کی زیارت کی تھی اردو اچھی طرح سمجھتے تھے ان حضرات کی داکابر دیوبند نانوتوی۔ گنگوہی۔ انبیٹھوی۔ تھانوی کی تحذیرالناس۔ براہین قاطعہ۔ فتاویٰ گنگوہی حفظ الایمان والی، تحریریں (عبارتیں) آپ کے سامنے تھیں اِن میں کوئی پہلو اسلام کے خلاف ہوتا تو اتنے بڑے بزرگ خاموش نہ بیٹھتے"...... الخ [1]

پہلی بات تو یہ ہے کہ مانچسٹروی صاحب نے اکابر دیوبند کی محبت میں مستغرق ہو کر عالم بے خودی میں یہ لکھا ہے — "لاکھوں مسلمان آپ کے اور آپ کے خلفاء کرام کے ہاتھوں پر تائب ہوتے" حالانکہ کافر مشرک یہودی عیسائی مسلمانوں کے ہاتھوں پر تائب ہوتے ہیں مگر مانچسٹروی صاحب اکابر دیوبند

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد ا صفحہ ۱۳۱ و صفحہ ۱۳۲ ؎

کے نیاز مند کرامت علی کے ہاتھوں پر لاکھوں مسلمانوں کو تائب کروا رہا ہے بتایا جائے وہ لاکھوں مسلمان تائب ہونے کے بعد دیوبندی وہابی ہو گئے تھے یا سکھ عیسائی بن گئے تھے ؛ باقی جناب مانچسٹروی صاحب کھلا دھوکہ نہ دو عوام کی آنکھوں میں دھول نہ ڈالو سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز اور علماء حرمین شریفین کا فتویٰ حسام الحرمین ۱۳۲۴ھ میں صادر ہوا اور اس کے بعد چھپا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی ولادت ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء میں ہوئی ۵۲ سال بعد یہ فتویٰ ۱۳۲۴ھ یعنی ۱۹۰۸ء میں منظر عام پر آیا اور آپ کے مولوی کرامت علی جونپوری جو بقول آپ کے مولوی اسماعیل قتیل دہلوی کی زیارت سے مشرف تھے اور اسماعیل دہلوی ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ میں ٹھکانے لگے تو انہوں (یعنی کرامت علی) نے آخری دن بھی قتل ہونے سے ۲ دو منٹ پہلے اسماعیل دہلوی کی زیارت کی ہو تو ۱۸۳۱ء مرنے کی تاریخ سے حسام الحرمین کے فتویٰ ۱۹۰۸ء تک کم از کم ستتر (۷۷) سال ضرور بنتے ہیں تو اسماعیل دہلوی کی زیارت کرنے والے کرامت علی صاحب نے ۷۷ سال پہلے جب نہ ابھی گستاخانہ کتابیں چھپی تھیں نہ کفریہ عبارات منظر عام پر آئی تھیں نہ کفریہ عبارات پر فتویٰ حسام الحرمین جاری ہوا تھا۔ یہ کیسے دیکھ لیا کہ ان عبارات میں اسلام کے خلاف کوئی پہلو نہیں ہے ـــــ ؟ کیا پوری دنیا کی عقل ماری گئی ہے وہ تمہاری اس جعلسازی کو نہیں سمجھ سکتی ـــــ ؟ اور کچھ نہیں تو کم از کم تذکرہ علماء ہند کو ہی دیکھ لیا ہوتا صاف لکھا ہے :ـــــ

"مولانا کرامت علی جونپوری جو سید احمد (ساکن رائے) بریلوی کے خلفاء میں تھے کھل کر انگریزوں کی حمایت کرنے لگے بلکہ

ں (انگریزوں) کے خلاف تحریک جہاد کی مخالفت کی اور
فتوے بھی دیا۔ [۱]"

یہ مولوی کرامت علی کی خود ساختہ کرامت ہے کہ ۷۰ سال قبل
اکابر دیوبند کی گستاخانہ کتب کی ضمانت لے لی اور ان کو فتویٰ لکھنے سے
پہلے بے غبار ثابت کر دیا کہ ان گستاخانہ عبارات میں اسلام کے خلاف
کوئی پہلو ہے ہی نہیں۔ سید احمد ساکن رائے بریلی کے مرید
ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ مولوی اسماعیل قتیل کے پیر بھائی
تھے۔ علاوہ اپنی ذریت پر کس طرح فتویٰ دیتے؟ کوئی بتلائے
کہ ہم بتائیں کیا اور یہ عبدالحی صاحب بھی ان ہی کا اثاثہ تھے۔

ع خوب علی جوڑی ایک اندھا ایک کوڑھی

نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے مستی میں	مصنف کمال دغابازی سے اپنے اکابر کی کڑیاں

اور لڑیاں حضرت مرزا مظہر جان جاناں اور پھر خلیفہ غلام علی سے
ملاتا ہوا شاہ ابوسعید ان کے بیٹے شاہ احمد سعید ان کے جانشین شاہ
احمد سعید کے بھائی شاہ عبدالغنی سے ملاتا ہوا مولوی قاسم نانوتوی۔
مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی یعقوب صدر مدرس مدرسہ
دیوبند تک لے آتا ہے اور پھر نتائج کی دنیا میں پہنچ کر مزے لے
لے کر کہتا ہے: ——————

"علماء دیوبند کا تعلق اس خاندان کے بزرگوں سے شاگردوں
کا تھا علماء دیوبند کے عقائد اور تحریرات میں انبیاء کرام اور اولیاء
اللہ العظام کی منقصیت کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو سب سے پہلے یہ حضرات

---

[۱] اردو ترجمہ تذکرہ علمائے ہند از محمد ایوب قادری صفحہ ۲۹۶

اِن کو تُو کہتے اور اِن کا اُن پر حق بھی تھا ...... [1] وغیرہ وغیرہ

اب پہلے تو مصنف ما نچسٹرڈی یہ ثابت کرے کہ مرزا مظہر جانِ جاناں سے لے کر شاہ عبد الغنی کے عہد اور زمانہ میں تحذیر الناس براہین قاطعہ اور حفظ الایمان وغیرہ چھپ گئی تھیں اور نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی صاحبان پیدا ہو گئے تھے۔ پھر سینہ تان کر کہے کہ ان بزرگوں نے ان عبارتوں کو کفریہ کیوں نہیں کہا اور گستاخانہ و توہین آمیز کیوں نہیں ٹھہرایا۔

خانقاہ حاجی امداد اللہ مکی

بلاشبہ مولوی قاسم نانوتوی ـــ مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ مولویان دیوبند حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی سے مرید ہوتے تھے مگر یہ سب کچھ چشتی صابری کہلا کر سُنّی عوام کو دھوکہ دینے کے لیے تھا۔ اور ارباب علم و شعور سے یہ حقیقت بھی مخفی نہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا انتقال ۱۳ رجادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ کو ہوا [2]

جب یہ محقق ہے کہ ۱۳۱۷ھ میں حاجی امداد اللہ صاحب کا انتقال ہوا اور پھر یہ بھی واضح کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ حسام الحرمین اور تائید و تصدیق علماء حرمین شریفین ۱۳۲۴ھ ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوئیں حاجی صاحب کے انتقال کے وقت تک تو خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی فتویٰ نہیں شائع کیا تھا اکابر دیوبند سے توبہ کرانے کے لیے خط و کتابت ہو رہی تھی کہ کسی طرح وہ رجوع کر لیں انتقال

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۳۳ [2] دیکھو تذکرۃ الرشید مرتبہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی ص۴۵ حصہ اوّل۔ و کتاب (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

سے سات سال پہلے حاجی صاحب اعلیحضرت کے فتویٰ کی تصدیق کیسے فرما دیتے؟ کچھ تو عقل و شعور سے کام لینا چاہیے اور پھر یہ سب جانتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب فتویٰ نویسی نہیں فرماتے تھے وہ مفتی محدث اور فقیہ نہیں تھے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے خود لکھا ہے:—

"حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب ایک شیخ تھے عالم ظاہری پورے نہ تھے۔" [۱]

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حاجی صاحب جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان چھوڑ کر مکہ شریف چلے گئے تھے یہی وجہ ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا مرید کہلانے کے باوجود مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کا عاشق و فدائی تھا جب حضرت حاجی صاحب اور اسماعیل دہلوی میں اختلاف ہوا تو گنگوہی صاحب نے قتیل دہلوی کا ساتھ دیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے:—

"حضرت حاجی صاحب اور مولانا اسماعیل شہید میں اختلاف ہے کہ حُبِ عقلی افضل ہے یا حُبِ عشقی مولانا (اسماعیل) شہید حُبِ عقلی کو ترجیح دیتے تھے اور حضرت حاجی صاحب حُبِ عشقی کو اس پر مولانا رشید احمد صاحب نے فرمایا کہ جب تک عمل کر سکے تو حُبِ عقلی کا غلبہ بہتر ہے اور جب عمل سے قاصر ہو حُبِ عشقی کا۔" [۲]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۱۱۹۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) [۱] قصص الاکابر صفحہ ۹۷ از اشرف علی تھانوی

[۲] قصص الاکابر صفحہ ۹۹ ؛

مطلب یہ کہ حاجی صاحب کو چھوڑ کر مولوی گنگوہی صاحب نے مولوی اسماعیل دہلوی کے قول کو ترجیح دی کیونکہ گنگوہی صاحب کے نزدیک حضرت حاجی امداد اللہ صاحب عمل کرنے سے قاصر تھے اُن کے پاس عشق ہی عشق تھا۔

اسی طرح اگر حاجی صاحب حیات ہوتے اور حسام الحرمین کی تائید و حمایت میں فتویٰ دے بھی دیتے تو ان لوگوں نے بالکل نہیں ماننا تھا جیسا کہ میلاد و فاتحہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فتاویٰ رشیدیہ میں یہی مولوی گنگوہی صاحب کہتے ہیں :-

"حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی ...... جناب حاجی (امداد اللہ) صاحب سلمہ اللہ کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا واللہ تعالیٰ اعلم۔ عہد رشید احمد۔ ۱۳۰۱ھ"[1]

گویا کہ مسائل شرع سے حاجی امداد اللہ صاحب گنگوہی صاحب کے نزدیک بالکل کورے تھے حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی تو ثابت ہوا یہ مولوی مانچسٹروی جی کی سینہ زوری اور ڈھٹائی ہے کہ وہ بار بار خانقاہوں اور بار بار مشائخ طریقت کا نام لے کر اُن کو حجت شرعیہ کے طور پر سند اور دلیل بنا کر پیش کر رہا ہے فتویٰ کفر ایک اہم شرعی مسئلہ ہے اس کے اقرار و انکار کے لیے علماء و فقہاء اور مفتیان دین کی بجائے وہ خانقاہوں، مشائخ اور روحانی مراکز کا نام لے کر اپنے امام ربانی اپنے قطب عالم رشید احمد گنگوہی کے شرعی حکم کی سراسر خلاف ورزی کر رہا ہے۔ باقی اگر حاجی امداد اللہ صاحب نے اکابر دیوبند کے متعلق کچھ باتیں کہہ بھی دی تھیں تو وہ ان کے شدھی ہونے سے پہلے کے اقوال و ارشادات

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل صـ۹۱ ؎

ہی اور وہ کتابیں چھاپنے اور اُن میں ہیرا پھیری کرنے والے بھی یہ خود ہی ہیں۔

"دیو بندی مکتبِ فکر کے اکثر و بیشتر علماء کو آپ (حاجی امداد اللہ) سے ارادت ہے گو بعض مسائل میں انہیں حاجی صاحب سے اختلاف بھی رہا مگر مولانا احمد حسن کانپوری مولانا لطف اللہ علی گڑھی مولانا محمد حسین الٰہ آبادی اور بہت سے دیگر.... علماء آپ کے مسلک پر پوری طرح قائم رہے"۔[1]

خانقاہ سرہند شریف کے نام پر ہوائی فائرنگ

مصنف مانچسٹروی جی نے اپنے اکابر کی بگڑی بنانے اور ڈوبتی ترانے کے لیے خانقاہ عالیہ سرہند شریف کا نام بھی لیا ہے مگر نہ کوئی حوالہ دیا ہے نہ مستند دلیل پیش کی ہے محض زبانی کلامی جمع خرچ سے کام چلایا ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا بغض و عناد تو دیوبندیوں کی گھٹی میں ملا ہوا ہے۔ صرف دو حوالے نقد پیش کرتا ہوں دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

"ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ تصورِ شیخ کا مسئلہ کبھی جی کو نہیں لگا۔[2]" اُس (تصورِ شیخ کے مسئلہ) سے طبیعت اُلجھتی ہے بلکہ اچٹتی ہے میں حرمت کا فتویٰ تو نہیں دیتا یہ تو مولانا (اسماعیل دہلوی) شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کا منصب تھا مگر ایسا حلال سمجھتا

---

[1] مہرِ منیر صفحہ ۱۲۹۔

[2] گویا شریعت اور مسئلہ وہ صحیح جو تھانوی جی کو لگ جائے (رضوی)

ہوں جیسے اوجھڑی کو حلال سمجھتا ہوں مگر کھا نہیں سکتا پس اسی درجہ میں سمجھتا ہوں تصورِ شیخ کو گو حضرت مجدد صاحب (سرہندی قدس سرہٗ) نے نافع و محمود ہونے پر بڑا زور دیا ہے مگر میں اپنے امر فطری کو کیا کروں؟[1]"

اس حوالۂ تھانوی حکیم الامت سے صاف واضح ہوا کہ جس چیز کو نقشبندیوں کے شہنشاہ امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نافع و محمود سمجھتے اور جانتے ہوں وہ تھانوی جی دیوبندی کے جی کو نہیں لگتا۔ تھانوی جی کی طبیعت اس سے الجھتی بلکہ اچٹتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نہ صرف دیوبندی حکیم الامت بلکہ اُن کا انگریزی شہید قتیل بالاکوٹ مصنف تقویۃ الایمان تصورِ شیخ کو حرام ہونے کا فتویٰ دیتا تھا۔ اس موضوع پر ہم بہت زیادہ لکھ سکتے ہیں مگر اختصار کے پیشِ نظر صرف ایک حوالہ مزید پیش کرتے ہیں:

"ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا نقشبندی سلسلہ میں بھی بدعات ہیں اور مروّج پیرزادگی کا سلسلہ ہے فرمایا کہ ہاں (نقشبندیوں میں) بہت لوگ بدعات میں مبتلا ہیں لوگوں نے تو محض چشتیوں کے بدنام کرنے کو بدعت کو صرف سماع میں منحصر کر دیا ہے ورنہ آج کل نقشبندیوں میں کثرت سے بدعات ہوتی ہیں[2]۔"

اور اس سلسلہ میں مولانا مقبول حسین صاحب کا نام لینا قطعاً بے محل ہے تم خود تو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی نہ مانو اُن سے تھانوی صاحب ڈنکے کی چوٹ پر اختلاف

---

[1] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم ص۲۹۴ [2] ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۷۱؀

کریں لیکن ہمیں مولانا مقبول حسین کے محض نام سے مرعوب کیا چاہتے ہو اور اُن کا بھی کوئی حوالہ نہیں کہ فلاں کتاب کے فلاں صفحہ پر تحذیرالناس حفظ الایمان براہین قاطعہ وغیرہ کے گستاخانہ مضمون اور کفریہ عبارات کی تائید وحمایت فرمائی تھی؟

خانقاہ بھرچونڈی شریف

سندھ کے نام سے بھی سراسر کھُلم کھُلا دھوکہ دیا گیا ہے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کی یہ عظیم درگاہ اہل سنّت ہی کا آستانہ ہے۔ آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس میں سجادہ نشین آستانہ قادریہ پیر بھرچونڈی شریف کی خدمات ناقابل فراموش ہیں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہمراہ بنارس کی عظیم سُنّی کانفرنس میں شامل ہوتے تھے۔ مدرسہ انوارالعلوم کے سالانہ جلسہ میں حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب سجادہ نشین شامل ہوتے رہے اور قیام پاکستان کے جمعیت العلماء پاکستان میں بعد کے سجادہ نشین حضرات شامل رہے۔ انہوں نے کبھی عالم تصورات تو کیا خواب خیال میں بھی گستاخانہ کفریہ عبارات کی تائید نہیں فرمائی مُصنّف مانچسٹروی میں حیاء ہے تو وہ بحوالہ کتب ثبوت لائے اگر مولوی احمد علی لاہوری اس خانقاہ عالیہ قادریہ کے کسی مرید کا مرید ہو گیا تو اس سے اُس دادا پیر کے آستانہ کا مسلک نہیں بدل گیا حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان ہو سکتا ہے اور حضرت امیر معاویہ کا بیٹا یزید پلید ہو سکتا ہے تو خانقاہ قادریہ بھرچونڈی کے مریدوں کا مرید مولوی احمد علی لاہوری بھی ہو سکتا ہے اگر ایسی عیاری نہ کریں تو کام کیسے چلے۔

خانقاہ لانبچی شریف

اس خانقاہ کے نام سے بھی بانی

میں مدعا فی ماری گئی ہے جس کا کچھ فائدہ نہیں اگر بالفرض مولوی احمد علی لاہوری نے مانکی شریف کے آستانہ پر آنا جانا حاضری دینا شروع کر دیا تھا تو اس نے تقویۃ الایمان اور فتاوی رشیدیہ کے فتووٗں کا خون کیا۔ محض اتنی سی بات سے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات وحی آسمانی نہیں بن گئیں مُصنّف نے یہاں بھی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔

خانقاہ مانکی شریف

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی پنچھڑوی جی کا سارا اسلحہ ختم ہو چکا ہے کوئی دلیل اور کوئی حوالہ کسی کتاب کا باقی نہیں رہا لہذا زبانی دعوؤں پر نوبت آگئی ہے پیر امین الحسنات مانکی شریف صحیح العقیدہ سُنّی بریلوی تھے سُنّی کانفرنس کے رُکن تھے۔ ہندو کانگریس اور گاندھوی مولویوں کے خلاف تھے دیوبند کانگریس کا گڑھ تھا وہ دیوبندیوں کے ہمنوا کیسے ہو سکتے تھے۔ اور پھر کوئی بھی مائی کا لال دیوبندی ناک کا بال یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ پیر صاحب مانکی شریف نے تحذیر الناس۔ حفظ الایمان۔ فتوی گنگوہی۔ براہین قاطعہ وغیرہ کے گستاخانہ کفریہ کلمات کو اسلام قرار دیا ہو ان خرافات کی تائید کی ہو کوئی ثبوت ہو تو بحوالہ کتب سامنے لاؤ زبانی باتوں سے دل نہ بہلاؤ۔ مولوی شبیر احمد عثمانی وغیرہ دو تین دیوبندی مولوی ہوا کا رُخ دیکھ کر آخر وقت مسلم لیگ کی طرف آئے تھے اور پیر مانکی نے یکا و تنہا شبیر احمد عثمانی کا استقبال نہ کیا تھا۔ عثمانی صاحب مسلم لیگی قائدین کے ہمراہ گئے لیگی قائدین کے استقبال کو انہوں نے اپنا استقبال سمجھ لیا ہو گا کہ میں بھی کوئی چیز ہوں اور بالفرض عثمانی ہی کا استقبال ہو جاتا

تو یہ بھی کفریہ عبارتوں پر تصدیق کا بدل نہ ہوتا بات حوالہ اور دلیل سے ہونی چاہیے۔

خانقاہ ترنگ زئی شریف

مُصنّف مانچسٹڑوی
اب بے بس ہو کر تھک ہار کر زبانی کلامی دعوؤں پر آ گیا ہے ترنگ زئی شریف کا نام لیتے وقت بھی کوئی حوالہ پیش نہ کر سکا اس کے اپنے شیطانی الہام کو ہم کیونکر سچا مان لیں ہمیں یہ بتایا جائے اور دکھایا جائے کہ اکابر دیو بند نے کب حاجی فضل حق کے سامنے تحذیر الناس. براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ عبارات کو پیش کیا اور اُن کی اِن عبارات پر تائید و تصدیق کہاں ہے انہوں نے کس کتاب میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کے فتویٰ تکفیر کو ٹھکرایا؟ ثبوت ہو تو لاؤ اور پھر مُصنّف مانچسٹڑوی نے معاملہ ہی صاف کر دیا لکھتا ہے !۔

"حاجی فضل حق ترنگ زئی ..... تحریک آزادی ہند کے نامور مجاہد اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کے نہایت مخلص سیاسی کارکن تھے[1]۔"

جب یہ بات ہے تو پھر معاملہ ہی صاف ہے وہ محمود الحسن دیوبندی کے سیاسی کارکن تھے۔ غیر جانبدار عالم و مفتی اور سجادہ نشین نہ تھے۔ اس طرح تو مُصنّف مانچسٹڑوی آج تک جتنے دیو بندی وہابی مرے ہیں سب کے لڑکوں اور پوتوں کو سجادہ نشین بنا کر کفریہ عبارتوں کے حامی کے

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۳۹ ؎

طور پر پیش کر سکتا ہے کہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ خانقاہ مولوی غلام اللہ خاں۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ عبداللہ درخواستی خاں سجادہ نشین خانقاہ مولوی احمد علی وہابی صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نجدیہ خانقاہ ابن عبدالوہاب نجدی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ اسماعیلیہ قتیلیہ وغیرہ وغیرہ تو یہ سب کے سب گھر آستانے اور خانہ ساز خانقاہیں بوقتِ ضرورت کام آئیں گی اور ان سے گستاخانہ کفریہ عبارات کو اسلامی عبارات قرار دلوا کر اعلان کرتے رہنا کہ ان روحانی مراکز اور خانقاہوں میں مولانا احمد رضا خاں کے فتویٰ کفر کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ مانچسٹروی صاحب آپ کا نام ہو جائے گا اور نجد و دیوبند کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا اگر آپ دو چار ہزار فرضی آستانے اور جعلی خانقاہیں بنا کر اور کفریہ عبارات کو اسلامی سانچے میں ڈھلوا کر ان عبارات کو عین اسلام قرار دلوانے میں کامیاب ہو گئے تو وارے کے نیارے ہو جائیں گے۔

خانقاہ موسیٰ زئی شریف

صفحہ ۱۴۰ پر جناب مانچسٹروی صاحب دھوکہ دیتے ہیں۔ خانقاہ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خاں کے نام سے لوگوں کو چکر یہ دینا چاہتے ہیں کہ دنیا بھر کے سب آستانے اور خانقاہیں تو دیوبندی مولویوں کے ساتھ ہیں اور یہ سنّی بریلوی تو بس ویسے ہی خانقاہوں کا نام لیتے ہیں بہر حال اب مانچسٹروی جی کی الہامی کہانی سنیے اور اس کی ڈھٹائی کی داد دیجئے لکھتا ہے :-

"حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب حضرت خواجہ دوست محمد

صاحب قندھاری کے خلیفہ ارشد تھے (مانچسٹروی کو پکا پتہ ہے" رضوی) خانقاہ موسیٰ زئی نقشبندی سلسلہ کا روحانی مرکز تھا حضرت خواجہ محمد عثمان حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے ہمعصر تھے حضرت خواجہ صاحب کے خلفاء میں اُن کے صاحبزادے خواجہ سراج الدین صاحب جن کے نام پر خانقاہ سراجیہ کندیاں موسوم ہے اور حضرت مولانا حسین علی ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی بہت معروف ہیں۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے حدیث پڑھ کر وطن واپس لوٹے تو حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب سے بیعت ہوئے اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کو اکابر دیوبند اور ان کے عقائد و نظریات سے تفصیلی تعارف ہو چکا تھا آپ ان حضرات سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ سراج الدین صاحب نے حدیث حضرت مولانا حسین علی صاحب سے پڑھی۔ یہاں پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے (پیدا کیا گیا ہے۔ رضوی) کہ یہ حضرات جو براہِ راست دیوبند سے وابستہ نہ تھے یکایک علماء دیوبند سے کیسے متفق ہو گئے؟ علماء دیوبند کی بعض اُردو عبارات میں اگر کہیں واقعی ایسے عقائد لپٹے ہوتے تھے جو حدِ کفر تک غلط تھے...... (تو یہ) ان عبارات پر خاموش کیوں رہے۔ ان میں وہ کفری معنی کیوں نظر نہ آئے جو مولانا احمد رضا خاں نے دیکھ لیے[1]۔"

جواباً عرض ہے کہ ایسے دلاسوں اور جوڑ توڑ سے اپنا ہی

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۴۱ ۔

جی راضی کر سکتے ہو جن جن لوگوں کو آپ نے پیر اور مولوی بنا کر پیش کیا ہے وہ تقریباً سب کے سب دیوبندی وہابی ہی ہیں بھلا جس پیر کے مولوی رشید احمد گنگوہی سے تعلقات ہوں یا جو شخص گنگوہی صاحب سے حدیث پڑھے یا مولوی گنگوہی صاحب سے پڑھے ہوئے مولوی حسین علی واں بھچراں سے پڑھے وہ سُنی بریلوی کب ہوگا پھر آپ بھولا پن سے پوچھ رہے ہیں کہ "یہ حضرات..... یکایک علماء دیوبند سے متفق کیسے ہو گئے"؟ کیسے ہو گئے ہم بتاتے ہیں۔ تو سنو شیطان کو ورغلاتے اور بہکاتے کیا دیر لگتی ہے اس کا کام ہی کیا ہے؟

- ذرا بتاؤ یہ مرزا غلام احمد قادیانی مردود اور اس کے دو چار لاکھ نام نہاد اُمتی منکرِ ختم نبوت کیسے ہو گئے؟
- یہ غلام احمد پرویز اور عبد اللہ چکڑالوی اور اُن کے لاکھ دو لاکھ ساتھی یکایک منکرِ حدیث کیسے ہو گئے؟
- یہ شیعوں کا مناظر اعظم مولوی اسماعیل گوجروی فاضل دیوبند اور شاگرد مولوی خیر محمد جالندھری "تلمیذ مولوی لٹین ساکن سرائے عالم یہ یکایک شیعہ رافضی کیسے ہو گئے؟
- بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے پڑدادا محمد بخش اور اُن کے بھائی خواجہ بخش[۱] سُنی آج کل کی اصطلاح میں بریلوی تھے۔
- مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے دادا قاضی پیر بخش اور نانا فرید بخش[۲] سُنی بریلوی تھے۔

---

[۱] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۱۱۳، ۱۱۵ مطبوعہ دیوبند (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

- مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی کے ماموں پیر جی امداد علی تھے[1]
- مولوی اشرف علی تھانوی کے پردادا کا عرس ہوتا تھا۔[2]

تو یہ سب سُنّی اور آج کی اصطلاح میں بریلوی تھے۔ اِن کی اولاد یکایک دیو بندی وہابی کیسے بن گئی؟ جو جواب تمہارا وہی ہمارا جب مصنّف مانچسٹر وی کو خود تسلیم ہے کہ خانقاہ موسیٰ زئی والے "یکایک علماءِ دیو بند سے کیسے متفق ہو گئے" ص ۱۳۱ تو پھر جب دیو بندی مولویوں سے متفق ہو گئے شیطان کے چکر میں آ گئے تو وہ گستاخانہ عبارات کو کفریہ کیوں سمجھیں گے؟

خانقاہ رائے پور شریف اس کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ان کی یہ خود ساختہ خانقاہ اور خود ساختہ شریف بھی خالص دیو بندیوں وہابیوں کا گڑھ ہے اور یہاں نانوتوی اور گنگوہی صاحبان کے بناسپتی فیوض و برکات کا دور دورہ تھا عبدالرحیم رائے پوری کو ایک دُنیا جانتی ہے اس کا سُنّی بریلوی علماء سے کبھی کوئی تعلق نہ رہا ہے اب یہ رائے پوری صاحب خواہ المہند پر تصدیق کریں یا الشہاب الثاقب پر قطعاً قابلِ اعتماد اور لائقِ التفات نہیں۔ نہ یہ اہلسنّت کی خانقاہ نہ غیر جانبدار آستانہ۔ کوئی بھی شخص دیو بندی ہو کر حسام الحرمین پر تصدیق کیسے کرے گا؟ اور یہ پرلے درجہ کا شرمناک افتراء اور خالص جھوٹ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے لڑکوں کو رائے پوری پڑھاتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ؎۲ تذکرۃ الرشید حصّہ اوّل صفحہ ۱۳۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) ؎۱ اشرف السوانح جلد ا صفحہ ۱۲ ؎۲ ایضاً صفحہ ۱۵۔

مانچسٹر وہی جی سوا کروڑ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر سینہ پر دم کریں" تاکہ شیخ نجدی شیطان مردود دُور ہو البتہ ابوالحسن علی ندوی کا یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ عبدالرحیم رائے پوری نے ضرور کہا ہوگا کہ "بریلی کے ایک سفر میں یہ بھی فرمایا کہ میرا کبھی یہاں جی نہیں لگا" یہ ہم صحیح مان لیتے ہیں کہ بریلی میں محفلِ میلاد۔ محفلِ نعت، درود و سلام کی دلنواز روح پرور صدائیں یقیناً اس کو پسند نہ آئی ہوں گی اور اس کا جی جلتا ہوگا۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ آپ (مولوی عبدالرحیم رائے) حضرت خواجہ علاؤالدین علی احمد کے مزار پر کلیر شریف حاضر تھے کہ ایک رات مزار مبارک سے آواز سُنی :

"تمہارے سلسلے کی نعمت اس وقت گنگوہ ہی ہے۔ مولانا رشید احمد کے پاس آپ وہاں جاؤ۔" [1]

واہ واہ بہت خوب ہم عرض کریں گے۔ یہ بات دوبارہ نہ کہنا دیوبندیت وہابیت کی جڑیں کٹ جائیں گی اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلانے کا یہ فن آپ نے کیوں سیکھ لیا۔ ایسا عقیدہ اور ایمان تو تمہارا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بھی نہیں۔

- تمہارا ایمان و عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ [2]
- تمہارا ایمان و عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور علیہ السلام پر مولوی اسماعیل دہلوی افتراء کرتے اور جھوٹ باندھتے ہوئے لکھتا ہے کہ "میں بھی ایک روز مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" [3]!

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول صد ۱۴۱ [2] دیکھو براہین قاطعہ [3] تقویۃ الایمان صد ۶۲۔

اگر اس من گھڑت واقع کو صحیح مانا تو تمہیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ :—

- حضور مخدوم علاؤ الدین صابر کلیری قدس سرہٗ العزیز اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔
- ہر آنے والے کے دل کی بات جانتے ہیں۔
- اور یہ بھی علم رکھتے ہیں کہ گنگوہ میں کون ہے دہلی میں کون ہے لاہور کراچی میں کون ہے۔

ذرا اپنے اس واقع پر امام مسجد حرام مکہ شریف اور امام مسجد نبوی شریف کا فتویٰ لے کر شائع کرو وہ کیا کہتے ہیں ائمہ حرمین کے فتویٰ سے تم کافر و مشرک ہو یا مومن و موحد ہو؟

مکان شریف دانتر چھیرٹا کے متعلق جتنے دعوے کیے ہیں وہ سب زبانی کلامی ہیں کوئی دلیل اور کسی اچھی بڑی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا حوالہ دیا جاتا تو اصل کتابوں سے دیکھ کر اس کا دجل ظاہر کیا جاتا محض زبانی کلامی یہ کہہ دیا کہ وہ فلاں تاریخ فلاں سن میں پیدا ہوا تھا فلاں پیر کامل کا مرید یا خلیفہ تھا فلاں جگہ کا فاضل یا فارغ التحصیل تھا فلاں کی نماز جنازہ پڑھائی ان دعوؤں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ فتویٰ گنگوہی یا حفظ الایمان کے کفریات کو اسلام قرار دے دیا۔ دیو بند کا فاضل تو مولوی اسماعیل شیعہ مناظر گوجروی بھی تھا۔ اور عطاء اللہ بخاری تو حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں بھی چلا آیا تھا۔ دیو بندیوں سے اچھے تعلقات تو منظہر علی اظہر اور مظفر علی شمسی شیعہ علماء اور لیڈروں کے بھی رہے ہیں

اور مفتی محمود نے قومی اتحاد کی تحریک کے دوران شیعہ سُنی بھائی بھائی کا نعرہ لگایا تھا[۱] اس لیے ایسے دعوے بے دلیل محض ہوتے ہیں۔

خانقاہ چورہ شریف صفحہ ۱۴۳ تا صفحہ ۱۴۷ پر خانقاہ چورہ شریف کے بزرگوں اور وابستگان کے حالات وکوائف بیان کیے ہیں تاریخ ولادت ووفات پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے اور اُن کی نسبتوں کو بھی بخوبی ظاہر کیا ہے مانچسٹروی صاحب بابا ملا دین محمد چوراہی بابا فقیر محمد صاحب مولوی محمد قاسم (موہڑہ شریف) مولانا غلام رسول سہل بابا وغیرہ سے تو یہ بات ثابت نہ کر سکا کہ انہوں کے تحذیرالناس ۔ براہین قاطعہ اور حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات کو عین اسلام دین ایمان اور بے غبار تسلیم کر لیا تھا البتہ اُستادی شاگردی کے قصے چھیڑ دیئے فلاں نے فلاں سے پڑھا فلاں نے فلاں سے پڑھا یہ اس کے دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی ویسے تو شیطان بھی معلم الملکوت تھا حضرت شیر بیشۂ اہل سُنت مولانا حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ نے دیوبندیوں سے پڑھا شیعہ مناظر مولوی اسماعیل گوجروی بھی فاضل دیوبند تھا البتہ نئی بات یہ ہے کہ دیوبندی مولوی شبیر احمد عثمانی نے کہا تھا: ———

"میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر و مرتد سمجھتا ہوں یہی میرا عقیدہ ہے میں کیسے گستاخی کا ارتکاب کر سکتا ہوں۔"[۲]

اگر یہ صحیح ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی شبیر احمد عثمانی

---

[۱] روزنامہ آفتاب ملتان [۲] بحوالہ سیرت امیر ملت ؛

دیوبندی نے کافر و مرتد کا فتویٰ دے کر اکابر دیوبند کے کفریات پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی اور حقیقتاً سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی کے فتویٰ حسام الحرمین کی تائید ہو گئی یا پھر مولوی عثمانی صاحب کا ایمان یہ ہو گا کہ اگر اکابر دیوبند گستاخی کریں تو کوئی گناہ و حرج نہیں اگر کوئی اور گستاخی کرے تو کافر و مرتد ہے بہر حال ہم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب اور حضرت صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب قدست اسرارہم کا فتویٰ حسام الحرمین کی تائید و حمایت میں الصوارم الہندیہ صد ۹۶ سے اسی کتاب کے گذشتہ اوراق میں نقل کر آتے ہیں تردید شدہ کہانیوں کے جواب کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

خانقاہ تونسہ شریف

اس عنوان کے تحت مصنف مطالعہ بریلویت شاہ ولی اللہ صاحب۔ مرزا مظہر جان جاناں خواجہ فخر الدین دہلوی کو خارج عقیدت پیش کرتا ہوا خواجہ نور محمد مہاروی اور خواجہ سلیمان تونسوی کی تاریخہائے وفات رقم کرتا ہوا بتاتا ہے کہ خواجہ اللہ بخش تونسوی کی وفات ۱۳۱۹ھ یعنی ۱۹۰۱ء میں ہوئی[۱]

ہم کہتے ہیں فیصلہ یہیں ہو گیا خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات جب ۱۳۱۹ھ میں ہوئی تو وہ ۱۳۲۴ھ/۱۳۲۵ھ میں چھپنے والی امام احمد رضا قدس سرہٗ کی کتاب حسام الحرمین پر پانچ سال پہلے تصدیق کیسے فرما دیتے؟

اس کے بعد لکھتا ہے: ———

(خواجہ اللہ بخش صاحب کے انتقال کے بعد) آپ کے صاحبزادے

۱۔ مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۳۸۔

خواجہ محمود صاحب تونسوی نے اپنے دور میں تونسہ شریف کے چھوٹے چھوٹے مدارس کو ختم کر کے ایک بڑا دینی مدرسہ قائم کیا ...... اس ساری تگ و دو سے بتانا یہ چاہتا ہے کہ مدرس مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی کا شاگرد مولوی خان محمد کو دیوبند سے لایا گیا بس اتنی سی بات سے آسمان سر پہ اٹھا لیا ...... لکھتا ہے :
"علماء دیوبند کے عقائد میں جو کیڑے مولانا احمد رضا خاں کو نظر آتے تھے وہ مشائخ تونسہ شریف سے کیوں چھپے رہے ؟"
یہ بات بتانے سمجھانے اور ذہن نشین کرانے کے لیے ماسٹر ٹوڈی صاحب نے تین صفحات سیاہ کر دیئے کسی طرح اکابر دیوبند کو تونسہ شریف کی خانقاہ سے ایمان و اسلام کی ڈگری مل جائے حالانکہ مشائخ تونسہ شریف سے ایمان و اسلام کی ڈگری لے کر اکابر دیوبند کو دینا تھی تو مشائخ تونسہ شریف کے سامنے سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا حسام الحرمین شریفین اور اکابر دیوبند کی تحذیر الناس براہین قاطعہ فتویٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان پیش کر کے فیصلہ لیتے۔ مشائخ تونسہ کو نہ ان گستاخانہ کتابوں کا پتہ نہ حسام الحرمین کے مندرجات سے واقفیت وہ کیا فیصلہ اور فتویٰ دیتے ہاں جب بعد مشائخ تونسہ شریف کو اکابر دیوبند کی گستاخانہ کفریہ عبارات کا علم ہوا تو حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسوی اور حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب تونسوی نے ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ کو دیوبندی مولویوں کی اقتداء میں نماز نہ ہونے اور ان کی صحبت سے بچنے کا حکم بھی واضح کیا"۔ [1]

---

[1] دیکھو دیوبندی مذہب صفحہ ۵۰۹ ؛

خانقاہ سیال شریف اور خواجگان سیال شریف

صفحہ ۱۵۰ پر خانقاہ سیال شریف اور صفحہ ۱۵۳ پر خواجگان سیال شریف کی سرخی جمائی گئی ہے اور ان عنادین کے تحت تقریباً ایک ہی جیسا ملتا جلتا مضمون ہے، خانقاہ شریف سیال شریف کے سجادہ نشینوں میں کون کس کا صاحبزادہ صاحب ہے اور کون کس کا والد ماجد ہے۔ مصنف نے یہ سب کچھ اور اس قسم کی اور باتیں اور غیر ضروری واقعات بتانے کا بلا وجہ تکلف فرمایا ہے حالانکہ یہ باتیں معلوم و معروف ہیں اور بالآخر حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب کو دیوبند پہنچادیا اور مولوی انور کاشمیری سے ملاقات کروا کر دو سو روپیہ چندہ بھی وصول کر لیا مگر ہم پھر وہی عرض کریں گے کہ مولوی انور کاشمیری کو حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب سیالوی کا دو صد روپیہ مارنے سے قبل ان کے سامنے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب و عبارات کفریہ رکھ کر حضرت سے شرعی فیصلہ لے لیتے تو آج فرضی کہانیاں نہ ڈالنی پڑتیں۔ بات ہو رہی ہے تکفیر اور عدم تکفیر کی مگر مانچسٹر دوی جی عجیب علامہ پروفیسر اور ڈاکٹر ہیں وہ سوانح عمریاں بیان کر رہے ہیں کون کس کا بیٹا اور کون کس کا مرید ہے اور کون کہاں کا فارغ التحصیل ہے یہ بتا رہے ہے اور اپنے عجز پر پردہ ڈال رہے ہیں مولانا محمد ذاکر صاحب کے حوالہ سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ خواجہ صاحب جب دیوبند تشریف لاتے تو آپ نے فرمایا یہاں آکر میں نے اصلی حنفیت دیکھی ہے۔"[1]

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۵۱

حنفیت اور دیو بند میں،

ع ایں خیال است و محال است و جنوں

آئیے دیکھئے حنفیت تو کیا سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی حیثیت اہل دیو بند کے نزدیک کیا ہے۔ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:
"میں نے شام سے لے کر ہند تک اس (دیو بندی مولوی انور کاشمیری کی) شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا ..... اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اس دعوے میں کاذب نہ ہوں گا" بلفظہ[1]

ویسے یہ بھی مانچسٹر وی کو شدید مغالطہ ہے ورنہ اوائل کی غلط فہمیوں کے بعد مولانا محمد ذاکر صاحب پوری طرح مسلک اعلحضرت سے متفق ہو گئے تھے اور جمعیت العلماء پاکستان سے بھی وابستہ ہوئے[2]

اسی طرح جامع محمدی شریف میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے منصب پر دیو بند سے کسی کو لانے یا بلانے کی بجائے بحر العلوم حضرت علامہ عبد المصطفےٰ ازہری الرضوی قدس سرہٗ ابن صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت کو بطور صدر المدرسین و شیخ الحدیث لایا گیا تھا اور آج کل بھی وطن سُنی بریلوی مدرس ہیں اسی طرح اوائل کی غلط فہمیوں کے بعد بفضلہ تعالیٰ تمام اکابر مشائخ عظام اور پیران کرام سیال شریف کا سُنی بریلوی اکابرین سے مکمل رابطہ اور مسلکی تعلق ہو گیا

---

[1] دیو بندی ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۶۴ء۔
[2] دیکھو روئیداد سُنی کانفرنس موچی دروازہ لاہور۔

اور غلط فہمیاں بھی اس لیے ہوئیں کہ دیوبندی حضرات وہابی ہونے کے باوجود سُنّی اور حنفی اور چشتی کہلاتے ہیں ورنہ آستانہ عالیہ سیال شریف کے مشائخ کرام جدی پشتی سُنی بریلوی تھے اور قیام پاکستان سے بہت پہلے حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین صاحب سیالوی قدس سرہٗ کے زیرِ اہتمام و زیرِ صدارت سلانوالی میں عظیم مناظرہ ہوا تھا جس میں اہل سُنّت کی طرف سے حضرت شیر بیشۂ اہل سُنّت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب اور محدث اعظم حضرت علامہ ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد صاحب اُس وقت کے بریلی شریف کے صدرالمدرسین و شیخ الحدیث مناظر تھے اور دیوبندیوں وہابیوں کی طرف سے مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان لکھنو اور مولوی احمد علی لاہوری تھے۔ اس عظیم مناظرہ میں جو تاریخی شکست دیوبندیوں کو ہوئی وہ ہمیشہ یاد رہے گی۔

ایک بار دوران مناظرہ مولوی منظور دیوبندی نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کا حوالہ دیا تو فوراً شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین قدس سرہٗ نے ٹوکا اور فرمایا :-

"مولوی منظور ہم قرآن و حدیث سے دلائل مانگتے ہیں تم ہمارے مرید کا حوالہ دیتے ہو؟"

شاید مولوی مانچسٹروی کو معلوم نہ ہو کہ شیخ الاسلام خواجہ صاحب سیالوی جب حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ کی حیات ظاہری میں جامعہ رضویہ مظہر الاسلام مرکزی دارالعلوم اہل سنت لائلپور تشریف لائے تو ایک بار ایک شخص نے حضرت شیخ الاسلام سے عرض کی حضور دُعا فرمادیں، فرمایا جامعہ رضویہ کی دیواروں کو پکڑ کر دُعا مانگ لو۔

شاید مانچسٹروی کو یہ بھی علم نہ ہو کہ حضرت خواجہ صاحب سیالوی قدس سرہٗ کے بیشتر مرید عالم مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہرالاسلام کے فارغ التحصیل ہیں مثلاً :-

- حضرت علامہ پیرزادہ مولانا حافظ سید مراتب علی شاہ صاحب مدظلہٗ العالی ـــــ
- حضرت مولانا علامہ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل ۔
- حضرت مناظر اسلام مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب (جنہوں نے سپاہ صحابہ کے بانی مولوی حق نواز جھنگوی کو جھنگ میں شکست فاش دی)
- جناب مولانا علامہ حافظ نعمت علی چشتی بانی مکتبہ فریدیہ ساہیوال ـــــ ۔

یہ سب جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل ہیں اور یہ بھی ایک دنیا جانتی ہے کہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی قدس سرہٗ اہل سنت کی نمائندہ تنظیم جمعیت العلماء پاکستان کے مرکزی صدر بھی رہے ہیں ۔ باقی رہی تحذیرالناس جیسی گمراہ کن کتاب پر تبصرہ کی بات تو یہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنی کسی کتاب کا حوالہ نہیں ہے بلکہ دیوبندیوں کے اپنے ہی کتابچہ ڈھول کی آواز کا حوالہ ہے جو قطعاً قابل اعتماد نہیں البتہ بانی مدرسہ دیوبند کی اس تحذیرالناس کے رد و ابطال میں اور اس کی عبارات کے کفریہ ہونے کی تائید میں حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی قدس سرہٗ کا دستخطی مہری اصل فتویٰ جو حضرت مولانا نعمت علی چشتی سیالوی بانی مکتبہ فریدیہ ساہیوال نے

فقیر کو فراہم کیا فقیر کے پاس محفوظ و موجود ہے جو چاہے دیکھ سکتا ہے، فوٹو کاپی منگوا سکتا ہے۔ اور ایک مفصل و مدلل فتویٰ عربی حروف اور اُردو ترجمہ کے ساتھ حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی چشتی اپنی کتاب دیوبندی مذہب صفحہ ۵۰۸، ۵۰۹ پر شائع فرما چکے ہیں اور ایک اہم فتویٰ درج ذیل ہے یہ فتویٰ اس وقت لکھا گیا تھا جب دیوبندیوں نے ڈھول کی آواز صد ۱۱۶ پر اور الرشید ساہیوال دارالعلوم دیوبند نمبر میں صفحہ ۷۷۵ اور ۷۷۶ میں حضرت خواجہ قمر الدین پر افتراء کیا اور جھوٹ باندھا ملاحظہ ہو:

"....تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا......تاکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لائے گئے۔ لہٰذا احادیث صحیحہ سے انکار اور اجماع سے فرار اور باقی اُمت کے متفق عقیدہ و اجماع سے تضاد قطعی طور پر ثابت ہے...... مُصنف تحذیر الناس ان چند علمی مصطلحات کا ذکر وہ بھی بالکل بے محل اور بے ربط کرتے ہوئے اپنی عامیانہ نظر و فکر پر پردہ نہ ڈال سکا اور التزاماً منکر احادیث صحیحہ و نصوص متواترہ قطعیہ ثابت ہونے کے علاوہ شاذ عن الجماعۃ و فاروق اجماع ثابت ہوا لہٰذا فقیر کا فتویٰ عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق ہے نہ کہ مصنف تحذیر الناس کے لیے والحق ماقد قیل فی حقہ من قبل العلماء الاعلام۔ مخلصاً۔"

فقیر محمد قمر الدین السیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف۔

اس مُفصل فتویٰ کی اور اس دوسرے فتویٰ کی فوٹو کاپیاں منگوانی ہوں تو فقیر مُصنف کتاب ہذا سے رجوع کریں تحذیر الناس

کی عبارت کے عقیدہ ختم نبوت کے منافی و کفریہ ہونے پر حضرت خواجہ صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ کے دو عدد فتاویٰ فقیر کے پاس موجود ہیں (محمد حسن علی الرضوی البریلوی غفرلہ)

اس کے علاوہ بھی اگر حضرت شیخ الاسلام خواجہ صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ کا تحذیر الناس اور نانوتوی صاحب پر تکفیر کا حکم شرعی دیکھنا ہو تو کتاب ''دعوت فکر'' صفحہ ۱۰۹-۱۱۰ ملاحظہ ہو جس میں حضرت خواجہ قمر الدین صاحب کے فتویٰ تکفیر کا عکس شائع کیا گیا ہے۔

باقی خواجگان سیال شریف کی شہادت کے زیر عنوان جو حوالہ جات ہیں وہ مسئلہ تکفیر سے متعلق نہیں ہیں بلکہ تحریک خلافت اور ترک موالات کے بارہ میں ہیں اور جب اس موضوع پر گفتگو ہوگی ان کا طول و عرض بھی دیکھ لیا جائے گا۔

خانقاہ مرولہ شریف اس عنوان کے تحت لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معظم الدین مرولوی خواجہ شمس الدین سیالوی کے خلیفہ مجاز تھے خواجہ محمد حسین مرولوی ان کے جانشین ہوئے آپ کے جانشین خواجہ سدید الدین صاحب ...... یہ سجادہ نشین مولانا محمود الحسن کے شاگرد خاص تھے ...

اس کے آگے مولوی انور کاشمیری کی قصیدہ خوانی کی ہے اور صہ ۱۵۵ پر آکر فیصلہ کن انداز میں لکھا ہے :-

''مولانا احمد رضا خاں کے فتوائے تکفیر کی ان کے ہاں کوئی قیمت نہ تھی [۱]''

---

[۱] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۵۵ ؎

محض ان الفاظ سے کون کس کا خلیفہ تھا کون کس کا جانشین تھا کون کس کا شاگرد تھا کس نے دورہ حدیث کہاں پڑھا تھا۔ کفریہ گستاخانہ عبارتوں کا فیصلہ نہیں ہو جاتا کفر اسلام اور توہین تعریف نہیں بن جاتی۔ گستاخانہ کتابوں کی تعریف میں اگر کوئی فتویٰ ہو تو سامنے لاؤ اور پھر کمال یہ کہ ساری گفتگو زبانی کلامی لفاظی کا مظہر ہے کوئی حوالہ کسی کتاب کا موجود نہیں۔

خانقاہ جلال پور شریف صفحہ ۱۵۵ ہی پر اس عنوان کے تحت ایک چار پانچ سطری بے محل مضمون تحریر کر ڈالا ہے لکھا ہے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے خلیفہ خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب اس خانقاہ کے موسس تھے آپ کے جانشین پیر فضل شاہ مولانا احمد رضا کے ہم عصر تھے۔ پیر فضل شاہ کے علماء دیوبند سے گہرے روابط تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کے فتوے تکفیر کی اس خانقاہ نے کبھی تائید نہ کی۔

جواباً عرض ہے ان الفاظ اور اس تک بندی میں کچھ وزن نہیں ہے ”فتویٰ تکفیر کی کبھی تائید نہیں کی بس یہی الفاظ خواجہ شمس الدین صاحب خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب کی کسی کتاب کے حوالہ سے لکھ دیتے تو ہم جواب عرض کرتے اب جب کچھ ہے ہی نہیں تو جواب کس بات کا دیا جائے؟

خانقاہ شرقپور شریف اس عنوان کے تحت بھی صفحہ ۱۵۵ تک کہانیاں اور واقعات اور لفاظی ہی لفاظی ہے۔ صفحہ ۱۵۵ پر یہ بتایا ہے کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب سے اس خانقاہ کا فیض چلا۔ سلسلہ بیعت مکان شریف سے مربوط تھا۔۔۔۔۔“

بھلا ان باتوں اور اس قسم کے واقعات کا کس کو پتہ نہیں اس کے ذیل میں نعت خوانی بند ہونے کا قصہ ہے اور مولوی انور کاشمیری اور مولوی احمد علی لاہوری کے شرقپور شریف حاضر ہو کر دیو بند میں چار نوری وجود بنوانے کا مفروضہ ہے اور پھر انور کاشمیری کے پیٹھ ٹھکوانی کی کہانی ہے اور حضرت شیرِ ربانی میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ حضرت ثانی صاحب اولین سجادہ نشین اور موجودہ سجادہ نشین حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مدظلہٗ کی کسی مستند کتاب سے کوئی حوالہ نہیں ہے۔ اور اصل زیر بحث مسئلہ کفریہ عبارات اور فتویٰ تکفیر کے ردّ و انکار کا کوئی حوالہ ہی نہیں۔ البتہ دیو بند میں "چار نوری وجود" کا دعویٰ مصنّف نے حضرت میاں صاحب کے سر تھوپا ہے اور حوالہ خزینہ معرفت کا دیا ہے تو ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ کتاب حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتاب نہیں اس پر ہماری مختصر گفتگو سُن لو جو تمام تانے بانے کو بکھیر کر رکھ دے گی۔

شیرِ ربانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ پر افتراء

مصنّف نے اپنے مفتری ملاؤں اور جھوٹے اکابرین کے مصنوعی تقدّس کا بھرم قائم رکھنے کے لیے شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ کا نام بھی لیا ہے ص ۱۵۵ پر لکھتا ہے :۔

"مولانا مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دیو بند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے

آپ (میاں صاحب علیہ الرحمۃ) اس سے کچھ باتیں کرتے رہے اور (انور) شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب خود سوار کرانے کے لیے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمۃ سے کہا میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں آپ نے ایسا ہی کیا۔۔۔۔ الخ

دُنیا جانتی ہے اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ شرقپور شریف اہل سنّت کا عظیم آستانہ ہے حضرت میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ حضرت ثانی صاحب اور حضرت میاں جمیل احمد صاحب کے عقائد حقہ اور مسلک اہلسنّت کی ترویج واشاعت کے سلسلہ میں اس حضرات کی مساعی جمیلہ کسی سے مخفی نہیں۔ مولانا حافظ محمد شفیع اکاڑوی صاحب مرحوم اسی آستانہ کے خادم اور سُنّیت بریلویت مسلک اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے سرگرم مبلغ وواعظ تھے۔ میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے جامعہ میں شروع ہی سے سُنّی بریلوی علماء کا تقرر ہوتا چلا آ رہا ہے لیکن اگر کوئی شخص جھوٹ اور بے شرمی پر کمر باندھ لے تو اس کا کیا علاج ہے؟

خزینہ معرفت کا حوالہ کسی طرح بھی ملّاں مانچھڑوی کے لیے مفید نہیں ہو سکتا ہے۔

① اس میں لکھا ہے مولوی انور شاہ اور احمد علی شرقپور شریف حاضر ہوتے۔ شرقپور شریف کہنا اور عاجزی و نیازمندی سے حاضر ہونا دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔

② حضرت میاں صاحب قبلہ کو یہ لوگ بڑی ارادت سے

ملے۔ حالانکہ میاں صاحب یارسول اللہ کا نعرہ لگانے اور گیارہویں شریف کرنے والے تھے اور سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو سرکار غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس دور میں نائب سمجھنے والے تھے[1]... ایسے صحیح العقیدہ سُنی بریلوی بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہونا، بڑی ارادت سے ملنا، یہ بھی دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔

(۱۳) حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کا کچھ باتیں فرمانا (وہ باتیں عقائد اہلسنت عظمت شانِ رسالت اور اہل اللہ کے پاکیزہ ذکر پر مشتمل ہی ہوں گی) اور مولوی انور کاشمیری کا خاموش رہنا عقائد حقہ قبول کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ اس خاموشی کو اجماع سکوتی سے تعبیر کیا جائے گا اور پھر حضرت میاں صاحب کو اپنا رہبر و رہنما بزرگ و پیشوا سمجھتے ہوئے یہ عرض کرنا کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ یہ بھی دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔ انور کاشمیری اور احمد علی لاہوری کے اعتقاد و عمل میں ایسی انقلابی تبدیلیوں کے بعد اگر حضرت میاں صاحب ان کو لاری اڈہ پر چھوڑنے تشریف لے آئے تو اس سے دیوبندیت وہابیت کی کون سی تائید ہو گئی؟ تائید تو جب ہوتی اگر حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس جیسی گستاخانہ اور رسواء زمانہ کتابوں کی تائید فرماتے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ مناظر اسلام فاتح دیوبندیت وہابیت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی مرحوم اسی آستانہ کے فیض پروردہ اور تربیت یافتہ مبلغ و مناظر

---

[1] ملاحظہ ہو ماہنامہ نورٌ و ظہور قصور جلد اوّل شمارہ صفر المظفر؛

تھے۔ کیا کل کو دیوبندی یہ کہیں گے کہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی بھی
دیوبندی ملاؤں کے مداح تھے؟ آخر کوئی تو ڈھنگ کی بات کرنی چاہیے۔
ایسی بے سروپا حکایات، من گھڑت فرضی افسانوں اور بے ربط
باتوں کی بنیاد پر دیوبندیت کا دفاع کیا جا رہا ہے۔

خانقاہ گولڑہ شریف

صفحہ ۱۵۷ پر مصنف نے کمال بے شرمی
اور ہٹ دھرمی سے دوبارہ پھر
خانقاہ عالیہ گولڑہ شریف کا نام لیا ہے اور اکابر دیوبند کی گستاخانہ
عبارات کی بجائے مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کی ضمانت
لینا شروع کر دی اور شیر حق مولانا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ
اور مولوی علیہ ما علیہ کے اختلافات کی بے تکی باتیں دھر گھسیٹنے لگا
اور لکھا کہ: ——

"پیر مہر علی شاہ صاحب نے دونوں کے ماننے والوں کے
لیے رحمت کی دعا کی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جناب پیر صاحب
مولانا احمد رضا خاں کے ہم خیال ہرگز نہ تھے۔[1]"

مانچسٹروی صاحب یہ پتہ آپ کے اور آپ کے اکابر کے
ہرگز کام نہ آئے گا کیونکہ مثل مشہور ہے: ——

"جھوٹے کی پہچان۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان"

حقیقت یہ ہے کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ
مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی۔ مولوی قاسم نانوتوی
مولوی رشید گنگوہی وغیرہ دیوبندی وہابی نجدی مولویوں کے
ہم خیال نہ تھے حضرت ممدوح کے وہی عقائد تھے جو سیدنا

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۵۷ ملخصاً۔

اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے تھے ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں جن لوگوں کو نہیں ماننا تھا یعنی ابوجہل وغیرہ نے اپنی آنکھوں سے چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھے۔ سُورج کو لوٹاتے دیکھا۔ پتھروں کو کلمہ پڑھتے دیکھا مگر نہ ماننا تھا نہ مانے۔ بہرحال آئیے ہم دکھاتے ہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی ابن عبدالوہاب نجدی اور وہابی اسماعیلی عقائد سے حضرت پیر صاحب گولڑوی کے عقائد کس قدر مختلف تھے اور اعلحضرت قدس سرہٗ کے موافق تھے اور مطابقت رکھتے تھے۔

مولوی اسماعیل اور تقویۃ الایمان کا رد

"حضرت (پیر مہر علی صاحب گولڑوی قدس سرہٗ) نے امکان کذب باری تعالیٰ کو محال۔ علم غیب عطائی اور سماع موتیٰ کو برحق اور ندائے یارسول اللہ، زیارت قبور۔ توسل و استمداد انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ایصالِ ثواب کو جائز قرار دیا اور معبودانِ باطلہ اور اصنام کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاء و اولیاء علیہم السلام پر منطبق کرنے کو تحریف و تخریب سے تعبیر فرما کر مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے استدلال کی تردید فرمائی [1]"

مسئلہ امکان نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مولانا فضل حق خیرآبادی اور مولانا احمد حسن (کانپوری) نے رسائل لکھے ہیں جن میں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی پُرزور تردید کی ہے" [2]

نجدیت وہابیت کی بدعقیدگی پر حضرت پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ

---

[1] مہر منیر صفحہ ۱۴۲ [2] مہر منیر صفحہ ۷۳

کی بھرپور مساعی کا مفصل مضمون چھٹی فصل کے تحت زیر عنوان "تحریک وہابیت کا مقابلہ" کتاب مہر منیر کے صفحہ نمبر ۲۵۹ سے لے کر صفحہ ۲۶۶ تک پھیلا ہوا ہے۔

اور تقویۃ الایمان اور مولوی اسماعیل دہلوی کے مسلکی وکیل کا ذکر صرف "محمد بن عبد الوہاب نجدی کی عمدگی عقائد کے متعلق مولوی رشید احمد گنگوہی" لکھ کر عامیانہ انداز میں ذکر کیا گیا ہے[1]

دیوبندی نام نہاد امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد رشید اور مولوی غلام خاں راولپنڈی کے استاد "مولوی حسین علی دیوبندی (واں بھچراں) کے ساتھ مناظرہ" کی مفصل روئیداد مہر منیر صفحہ ۲۳۷ تا صفحہ ۲۴۰ پر موجود ہے جس میں مولوی حسین علی دیوبندی واں بھچروی کو عبرتناک تاریخی شکست فاش حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو فتح و نصرت حاصل ہوئی اور مولوی حسین علی پیر صاحب گولڑوی کے سامنے لاجواب بدحواس ہوکر بیٹھا رہا ہے اور پھر بھاگ گیا[2]

یہ مناظرہ علم غیب۔ ندائے یارسول اللہ۔ یاشیخ عبدالقادر جیلانی۔ اور سماع موتیٰ علم ماکان و مایکون کے موضوعات پر تھا اور یہ بھی یاد رہے کہ شیخ القرآن صمصام المناظرین مولانا علامہ ابوالحقائق محمد عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی کے خاص مریدوں اور خلفاء میں سے تھے اور اعلیحضرت امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی کے خلف اکبر و خلیفہ اعظم و تلمیذ ارشد امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ

---

[1] مہر منیر صفحہ ۲۶۳ [2] دیکھو مہر منیر صفحہ ۲۴۰

کے شاگرد رشید اور دار العلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف
کے فارغ التحصیل تھے اسی طرح اہل سنّت کے ایک نامور
محقق فاتح دیوبندیت بحر العلوم مولانا غلام محمود صاحب پپلاں
ضلع میانوالی بھی حضرت گولڑوی کے خاص مریدین واحباب
میں سے تھے جنہوں نے علم غیب اور ندائے یا رسول اللہ پر رسالہ
نجم الرحمٰن میں دیوبندیت وہابیت کے افکار باطلہ عقائد فاسدہ
کی زبردست تردید فرمائی اور دار العلوم گولڑہ شریف کے صدر
مدرس استاذ العلماء مولانا محب النبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تقریباً ہر سال مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ منظر الاسلام لائلپور
کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت پر تشریف لاتے تھے مگر مُلّاں
مانچسٹروی خواہ مخواہ اپنے نجدی وہابی اسماعیلی قبیلہ سے ظاہر
کرنے کے لیے ان کے سر جھوٹ تھوپ کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ
سے سیاہ تر کر رہا ہے۔ صفحہ ۵۸ پر مانچسٹروی صاحب کی اتنی
بات کو صحیح ہو سکتی ہے کہ مولوی انور کاشمیری اور اشرف علی
تھانوی آپ (پیر صاحب گولڑوی) کے کمالات علمیہ کے مداح
تھے اور آپ کا ذکر خیر بلند الفاظ میں فرماتے تھے لیکن یہ بات
صحیح نہیں کہ حضرت پیر صاحب گولڑوی بھی ان دیوبندی مولویوں
کا ذکر بڑے احترام سے کرتے تھے۔ یہ بڑا احترام بہت بڑا جھوٹ
ہے۔ ہم نے مہر منیر میں متعدد مقامات دیکھ کر نشانیاں لگائی ہیں
کہ حضرت پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ نے ان لوگوں کو صرف
اور صرف مولوی رشید احمد۔ مولوی اشرف علی کہہ کر ذکر کیا ہے
اور ان کو ملائکہ میں شمار نہیں کیا۔ یہ جھوٹی قصیدہ خوانی تو مانچسٹروی
صاحب کے حصہ میں آئی ہوئی ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب

علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری مہر منیر میں آپ کے حوالہ سے صاف لکھا ہے :۔

"جب میں (پیر سید مہر علی شاہ صاحب) حاجی (امداد اللہ) صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت ہندوستان کے چار مشہور (دیوبندی) علماء بھی حاضر درس تھے میری تقریر اور حاجی صاحب کی جوابی مہربانی کو انہوں نے کچھ محسوس کیا اور مجھ سے ایک منطقی سوال پوچھا...... میں نے کہا میاں یہ مناظرہ کا مقام نہیں مناظرہ کا اتنا ہی شوق ہے تو فلاں مقام پر آکر مجھ سے گفتگو کیجئے اگر میرے پاس آنا مناسب نہ سمجھیں تو میں خود آپ کے مقام پہ حاضر ہو جاؤں گا۔"[1]

خانقاہ چھوہر شریف ہزارہ حسب عادت چھوہر شریف کے مولانا عبدالرحمٰن اور ان کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن کے نام سے بھی صریحاً مغالطہ اور دھوکہ دیا ہے مگر اپنی بے ایمانی کا بھانڈا چوراہے میں خود ہی پھوڑ دیا اور خود ہی لکھ دیا ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوا اور دیوبندی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں تعلیم پائی۔ حوالہ بھی دے دیا گیا تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۲۰۵-۲۰۶۔

بس اتنی سی بات پر وہ مولانا احمد رضا خاں کے فتوائے تکفیر کے مخالف اور دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کے حامی ہو گئے اور پھر توہین و تکفیر کے موضوع پر تو مانسہروی نے اُن کے نام سے منسوب کوئی حوالہ ہی نقل نہیں کیا۔ جبکہ اس خانقاہ کے سجادہ نشین

---

[1] مہر منیر صفحہ ۱۲۹

آج بھی سُنّی ہیں ـــــــــ

خانقاہ سراجیہ کندیاں

یہ نام نہاد خانقاہ آج کل بلکہ کافی عرصہ سے دیوبندیت وہابیت کا گڑھ اور مرکز ہے۔ مُصنّف خود بھی لکھتا ہے کہ دیوبندی مولوی یہاں کثرت سے آیا جایا کرتے ہیں۔ خانقاہ کے سجادہ نشین مولوی عبداللہ سلیم پوری دیو بند کے فاضل اور مولوی انور کاشمیری کے شاگرد تھے موجودہ سجادہ نشین مولوی خان محمد بھی دیو بند کے فاضل ہیں اور کانگریسی کٹھ پتلی حسین احمد ٹانڈوی کے شاگرد ہیں [1]۔

ہم پُوچھتے ہیں جب یہ آگے پیچھے دونوں سجادہ نشین دیوبندی ہیں تو وہ علماء عرب وعجم کے فتوائے تکفیر رسالہ حسام الحرمین پر تصدیق کیوں کریں گے؟ اور پھر ان کا اپنی بیٹھک یا دفتر کو خانقاہ شریف کہنا اور خود سجادہ نشین قرار دینا اور مشہور کرنا بھی دھوکہ ہے۔ بتایا جائے اگر یہ خانقاہ ہے تو یہ دیوبندی فاضل سجادہ نشین اپنی اس خانقاہ کا عرس کب کراتے ہیں؟ اور تاریخ مقررہ پر عرس و فاتحہ کرانا جائز ہے یا حرام و ممنوع ہے؟ اگر فاتحہ کراتے ہیں تو کیا زاغ معروفہ کی یخنی یا زاغ معروفہ کے پلاؤ پر کراتے ہیں۔ خانقاہ کے اندر کوئی مزار یا پختہ قبر بھی ہے یا صاف ہموار زمین پڑی ہے۔ اگر مزار یا قبر ہے تو اُس پر کوئی چادر یا پھول بھی ڈالتے ہیں یا خالی قبر ہی قبر ہے۔ قبر پہ اگر گنبد ہے تو وہ جائز سمجھ کر باقی رکھا ہے یا ناجائز بدعت و حرام سمجھ کر؟ جب مزار پہ فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہو تو قبر کی طرف مُنہ کرتے ہو یا گنگوہی صاحب

---

[1] مطالعہ بریلویت مخلصاً صفحہ ۱۵۹ ـ ۱۶۰؎

اور تھانوی صاحب فتاوٰی رشیدیہ اور الافاضات الیومیہ
میں مرقوم ہدایات کے مطابق قبر یا مزار کی طرف بیٹھ کر کے فاتحہ
پڑھتے ہو۔ اس خانقاہ سے کچھ روحانی فیض بھی حاصل ہوتا ہے
یا نہیں اگر ہوتا ہے تو کتنا اور کیا ہے ؟ موجودہ نجدی ائمہ حرمین کے
فتاوٰی کی روشنی میں اس خانقاہ اور سجادہ نشین کی شرعی حیثیت
اور حقیقت کیا ہے ؟ ذرا سعودی عرب کے سعودی ائمہ کا فتوٰی
منگوا کر واضح کریں ؟

درگاہ اجمیر شریف

ایک بار کہ مصنف مانچسٹر وی سلطان الہند خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین
چشتی اجمیری غریب نواز قدس سرہٗ کے آستانۂ عالیہ اور خانقاہ معلّی
پر دہائی دینے لگا کہ اکابر دیو بند کی کفریات عین ایمان و اسلام بن جائیں۔
ایک طرف تو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے اولیاء اللہ سے کچھ نہیں ملتا مگر
ایمان کی سند لینے ، فتوٰی حسام الحرمین کا بوجھ ہٹانے جاتے ہیں اجمیر
شریف کی درگاہ میں دہائی دینے۔ مگر وہاں اُن کے لیے کہاں جگہ
جو ساری عمر خواجہ غریب نواز کے عرس مبارک مزار مبارک گنبد مبارک
کو بدعت کہتے رہے۔ صنم خانہ قرار دیتے رہے۔ مطالعہ بریلویت
کے ص ۲۶۰ پر " درگاہ اجمیر شریف " کا پُر فریب عنوان جما کر یوں اپنا
جال پھیلاتا ہے اور لکھتا ہے : ـــــــــــ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے دو سلسلے چلے چشتی نظامی
اور چشتی صابری (جیسے اس کے سوا کسی کو پتہ ہی نہیں رضوی)
اس سے آگے دیو بندی وہابی مولویوں کا تار خواجہ غریب نواز سے
یوں جوڑتا ہے : ـــــــــــ

بیشتر علماء دیو بند چشتی صابری ہیں (فریب دینے کے لیے) ـــ

دارالعلوم دیو بند کے پہلے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی کے والد مولانا مملوک علی صاحب مدتوں اجمیر میں صدر مدرس رہے [۱]"

پہلے تو ہم یہ بتا دیں کہ خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے اسے اتنی عقیدت ہے کہ: ــــــ

یہ اسی صفحہ پر پہلی سطر میں اپنے دیوبندی مولویوں کو بڑے آداب و القاب سے یوں لکھتا ہے امام العصر مولانا انور شاہ صاحب کشمیری۔ دوسری سطر۔ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور اسی صفحہ پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور حضرت سلطان الہند خواجہ خواجگان غریب نواز کا نام نامی مجبوراً لکھنا پڑا تو عامیانہ انداز میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور اوپر سے احسان یہ رکھ دیا "بیشتر علماء دیوبند چشتی صابری ہیں"۔ گویا خواجہ غریب نواز کی فضیلت اور بزرگی انہی مولویان دیوبند کے سبب ہے...... آگے چل کر خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے فیوض و برکات و کرامات اور تبلیغ اسلام اشاعت دین پر کچھ لکھنے کی بجائے تکفیر کا رونا شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں مولانا معین الدین مدرس کا نام نامی استعمال کیا گیا اور بزعم خود ان کو اس انداز میں پیش کیا گیا گویا کہ وہ حضور خواجہ صاحب کے اولاد امجاد سے ہوں یا گدی نشین ہوں۔ مولانا ممدوح اجمیر شریف میں مدرس ضرور تھے مگر درگاہ کے سجادہ نشین حضرات یا اولاد پاک حضور خواجہ غریب نواز سے ہرگز نہ تھے۔ جیسے اور حضرات

---

[۱] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۶۰ ؎

مدرس لگ جاتے ہیں ایسے حضرت مولانا صاحب مدرس تھے اور بفضلہٖ تعالیٰ سُنی تھے دیوبندیوں وہابیوں سے ان کا قطعاً کوئی تعلق نہ تھا مولانا معین الدین صاحب سے منسوب جو حوالہ تجلیات انوار المعین سے دیا گیا ہے اس کے جوڑ توڑ کا زیادہ مؤثر انداز میں پوسٹ مارٹم آئندہ صفحات پر ہوگا۔ یہاں ہم یہ واضح کردیں کہ اس زمانہ میں درگاہ معلیٰ و آستانہ قدسیہ کے دارالعلوم جامعہ معینیہ عثمانیہ میں حضور صدر الصدور صدر الشریعت بدر الطریقت مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت قدس سرہٗ صدر المدرسین و شیخ الحدیث تھے اور مولوی یعقوب نانوتوی یا اس کے والد کا اس عظیم درگاہ کے عظیم جامعہ معینیہ سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے تنخواہ دار وظیفہ خوار سرکاری ملازم تھے، چنانچہ مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچوی کی مصدقہ کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" میں صاف لکھا ہے:۔

"مولانا محمد یعقوب (نانوتوی) بن مولانا مملوک العلی ۱۳ صفر ۱۲۴۹ھ کو نانوتہ میں پیدا ہوئے .... اس کے بعد ۴۰ روپے ماہوار مشاہرہ پر (سرکاری) ملازم ہو کر وہ گورنمنٹ کالج اجمیر چلے گئے اور پانچ سال وہاں رہے۔ اس کے بعد سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس انگلشیہ کے عہدہ پر ان کا تقرر ہوا۔"[۱]

تو ثابت یہ ہوا کہ یہ بے چارے اجمیر سرکاری کالج میں گورنمنٹ انگلشیہ کے سرکاری ملازم تھے اور بقول ملاں مانچسٹروی کسی دینی دارالعلوم میں یا آستانہ خواجہ غریب نواز پر صدر مدرس و شیخ الحدیث

---

[۱] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صہ ۱۸۸۔ صہ ۱۸۹ و سوانح قاسمی مطبوعہ دیوبند۔

نہ تھے سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد وہ انگریزوں کے عربی مدرسہ دیوبند میں چلے گئے چونکہ مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی علمی تدریسی مہارت برائے نام بھی نہ تھی۔ لہٰذا مولوی یعقوب صاحب سرکاری ماسٹر سے ترقی دے کر صدر مدرس و شیخ الحدیث دیوبند بنا دیئے گئے۔ خیر یہ انگریزوں کا اور ان کا اپنا معاملہ تھا ہم نے تھوڑا سا پردہ اُٹھا دیا۔ اصل مسئلہ تکفیر کا زیر بحث ہے جس پر ہم نے مانچسٹروی جی کی لاعلمی و ناواقفی کا بھانڈا پھوڑنا ہے چونکہ یہ شخص خود بات کا بتنگڑ بنا ڈالتا ہے اس لیے ہمیں اس کی ہر ہر ادا پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ لہٰذا مصنف اپنا جال بچھاتے ہوتے بڑی مکاری و ہوشیاری سے لکھتا ہے:۔

"حضرت مولانا معین الدین اجمیری تو علمائے دیوبند سے نہ تھے خیرآبادی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے (علاوہ ازیں تو تسلیم کیا کہ دیوبندی فرقہ خیرآبادی سلسلہ سے متضاد و متحارب چیز کا نام ہے) پھر لکھتا ہے...... "آپ نے مولانا احمد رضا خاں کا ان کی تحریک تکفیر میں ساتھ نہ دیا[1]"

ہمیں اعتراف ہے کہ ابتداً واقعی مولانا معین الدین اجمیری نے مسئلہ تکفیر میں تائید نہ فرمائی تھی مگر جب سیدنا اعلیٰحضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے خلف اکبر سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی علیہ الرحمۃ نے مولانا معین الدین اجمیری کی خواہش اور فرمائش پر اکابر دیوبند کی گستاخانہ کتب ارسال فرمائیں اور پھر دونوں

---

[1] مطالعہ بریلویت ج ۱ ص ۱۶۰ ۞

حضرات میں خط وکتابت ہوئی تو مولانا حیران رہ گئے اور پھر آپ
نے ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ کے مکتوب میں بڑی خوش دلی محبت
و اخوت کے ساتھ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب
قدس سرہٗ کو اپنے دولت کدہ پر تشریف لانے کی دعوت دی۔
حسام الحرمین میں گستاخانہ عبارات پر فتویٰ تکفیر کی تائید و حمایت
فرمادی حجۃ الاسلام قدس سرہٗ خلف اکبر سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ
سے خط وکتابت کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"جناب مولوی معین الدین صاحب۔ ما ہو المسنون!
گرامی نامہ ملا۔ مجھے اگر آپ صاف صاف الفاظ میں یہ تحریر
فرمادیں کہ "دیوبندی و گنگوہی وغیرہ الفاظ کے وہ کلمات جو
"حسام الحرمین" میں اُن کی کتابوں سے بحوالہ صفحہ و سطر منقول ہوئے
فی الحقیقت کفریات ہیں اور ان پر جو احکام تکفیر حضرات علماء
حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً نے نام بنام اُن کے
قائلین پر محقق فرمائے ہیں۔ اُن سب کے دل سے تصدیق کرتا
ہوں"۔ تو میں اور میرے بعض ہم خیال اشخاص کے قلوب کی صفائی
ممکن ہے۔ رہا مسئلہ اذان، وہ ایک فروعی مسئلہ ہے، ہمیں اُس
کے متعلق آپ پر یہ جبر نہیں کرتا کہ اُس کے متعلق ہماری حسب
تحقیق آپ بھی معترف ہو جائیں۔ ہاں ذاتیات اعلیٰ حضرت
قبلہ کی نسبت جناب کے کلمات ضرور قابل واپسی ہیں۔ ان دونوں
باتوں کے بعد فقیر کو آپ ہر طرح خادم خادمانِ احباب پائیں
گے۔ فقط: الفقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ۔ ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ"

● اس کے جواب میں مولانا معین الدین اجمیری نے یہ مکتوب لکھا
باسمہٖ تعالیٰ شانہٗ

"جناب مولوی صاحب اعلیٰ اللہ درجتہ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جواباً عرض ہے کہ آپ اسلامی حسنِ ظن کو پیش نظر رکھ کر خانۂ فقیر پر تشریف لائیے۔ ملاقات کا موقع دیجئے تو بہتر ہے، ورنہ آپ مختار ہیں۔ فقیر کو کسی قسم کا حق جبر حاصل نہیں، نہ کوئی دنیاوی مطلب محطِ نظر ہے۔ رہے عقائد دیوبندیہ، سو اُن کا مجھ کو بالکل علم نہیں کہ کیا ہیں۔ وجہ یہ کہ ان کی کتابیں دیکھنے کا آج تک نہ موقع ملا، نہ اس کا شوق۔ نہ کتاب "حسام الحرمین" نظر سے گذری۔ البتہ حضرت خاتم الحکما، مولانا فضلِ حق خیرآبادی قدس سرہٗ نے مسئلہ کذب وامکانِ نظیرِ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں طائفۂ دیوبندیہ کی تضلیل وتفسیق کی ہے اور ان کو گروہ مزداریہ سے قرار دیا ہے۔ سو اس کا فقیر مصدق ہے اور اس بارہ میں جس قدر الزام حضرت خاتم الحکما قدس سرہٗ نے ان پر وارد کئے ہیں، وہ سب بجا اور سراسر حق ہیں، ونیز اجلی انوار الرضا میں جو عقائد اہل دیوبند کے ظاہر کئے گئے ہیں، وہ عقائد کفریہ ہیں۔ اس میں فقیر کو کسی قسم کا تامل نہیں، بشرطیکہ وہ ان کے عقائد ہوں۔ بہرحال آپ کی طرح فقیر بھی عقائدِ مسطورہ فی الرسالہ کو کفری تسلیم کرتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آپ کو اس کا یقین ہے کہ یہ عقائد اہلِ دیوبند کے ہیں اور فقیر کو اسبابِ یقین اس وقت تک فراہم نہ ہوئے۔ اس معذوری کی بناء پر اگر ترکِ ملاقات کو آپ ترجیح دیں تو یہ آپ کو اختیار ہے۔ فقیر اگر صحیح المزاج ہوتا، تو یہ دشواری بھی حائل نہ ہوتی۔ میرے ذاتیات اُن سے بالکل بحث نہ کیجئے۔ ان کا قلع قمع بعد از ملاقات آپ کی مرضی

کے موافق ہو جاوے گا۔ اس کا اطمینان رکھیے۔ والسلام، فقط:
فقیر معین الدین کان اللہ لہ، ۱۲ ربیع الثانی ۳۷ھ"!

● حجۃ الاسلام نے اس کے جواب میں لکھا:
"جناب مولوی صاحب، وسع اللہ مناقبہ، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ــــ میں ان شاء اللہ تعالیٰ کل بعد نماز جمعہ اسکول گا۔ مزید علم کے لیے بعض کتب مثل "حسام الحرمین" وغیرہ، صبح کسی کے ہاتھ بھیج دیں گے۔ تاکہ آپ اطمینان حاصل کرلیں۔ آپ کے علم میں شاید یہ بات نہیں کہ حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی مرحوم ومغفور نے تو اپنے رسالہ تحقیق الفتویٰ لمردا لطغوئی ــ میں اس گروہِ ناحق پژدہ ــ کی تکفیر فرمائی ہے نہ فقط تضلیل وتفسیق۔ اور قصیدہ مطبوعہ میں بھی غالباً تکفیر ہے۔ بہر حال میں چاہتا ہوں کہ آپ اطمینان فرماکر اُن کے اقوال کے متعلق رائے ظاہر فرمائیں کہ پھر کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ ہو۔ فقط:
الفقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ۔ ۱۳ ربیع الآخر ۳۷ھ

● مکتوب کے ہمراہ حجۃ الاسلام نے متعدد کتب علماء اہلِ دیو بند ارسال فرمائیں۔ ان کو پڑھنے کے بعد مولانا معین الدین اجمیری نے یہ جواب لکھا:ــ ۷۸۶

جناب محترم مولٰنا زاد مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ "براہین قاطعہ" کے قولِ شیطانی کو، جس میں معاذ اللہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ اکمل کے مقابلہ میں الشیخ، الشیخ نجدی یعنی شیطان کے علم کو وسیع کہا ہے) دیکھ کر فقیر کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعی کلماتِ کفر ہیں اور ان کا قائل کافر

باقی ہفوات اہل دیوبند کو بعد صحت کے انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر فیصلہ کروں گا۔ آپ اگر بعد جمعہ حسب وعدہ تشریف لے آئیں، تو اس وقت اس کے متعلق بسط سے گفتگو ہو سکتی ہے۔ والسلام خیر ختام۔ فقط: فقیر معین الدین کان اللہ لہٗ۔ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ

حجۃ الاسلام کی پُر خلوص مساعی سے ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ/جنوری ۱۹۱۹ء میں جبکہ امام احمد رضا ابھی بقید حیات تھے، مولانا معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ کا علماء دیوبند کی تکفیر کا تردد رفع ہوگیا[1]

سائیں توکل شاہ انبالوی

حقیقی اولیاء اللہ کے ساتھ محض مصنوعی بناوٹی اولیاء کو شامل کر کے متعدد دیوبندی مرفوع القلم مُصنّفین اپنے فراڈ کا مظاہرہ کر چکے ہیں ہم نے اپنے سمندری سے شائع ہونے والے بہت بڑے پوسٹر اور گوجرانوالہ سے شائع ہونے والی کتاب "عظمت حبیب کبریا بر دعبارات کفریہ" میں اس فریب و فراڈ کا دامن اچھی طرح چاک کیا ہے۔ اولیاء اللہ کے نام سے دیوبند کے گستاخ ملاؤں کی ثناء خوانی کا چکمہ پہلے خدام الدین لاہور نے چلایا تھا پھر ساہیوال کے مدرسہ رشیدیہ سے شائع ہونے والے ایک کتابچہ میں انہی بزرگوں کے نام پر دھوکہ دیا گیا پھر مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے عبارات اکابر میں انہی بزرگوں کے نام پر اپنی کارستانی دکھائی اور اب مانچسٹروی اور مانچسٹروی کے فیصل آبادی بھائی نے کتاب نام نہاد انکشاف حق میں اپنی بے وقوفی کا جادو چلایا ہے اور اولیاء اللہ کے سر جھوٹ تھوپ کر گستاخ ملاؤں کی رُوسیاہی دُور کرنے

---

[1] کتاب محدث اعظم پاکستان صفحہ ۱۰۸ تا صفحہ ۱۱۱ جلد ۱

کی ناکام کوشش کی ہے وہی گھسے پٹے مضامین مطالعہ بریلویت میں دھڑ گھسیٹے اور اثر خامہ بن گئے۔ مانچسٹروی صاحب نے حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کے ذمہ دو باتیں لگائی ہیں ایک خواب کی اور ایک مراقبہ کی خواب کی کہانی سے مولوی قاسم نانوتوی کی شان کو ربڑ کی طرح کھینچ کر بڑھانا چاہا ہے اور مراقبہ کے اثر سے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کو عرشوں پر پہنچا کر معراج کرا دیا۔ پہلا حوالہ انوار العاشقین ص۸۸ کا ہے۔ یہ کتاب حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کی اپنی کتاب یا اپنے ملفوظات پر مبنی نہیں حضرت سائیں توکل انبالوی کا انتقال ۱۳۱۵ھ میں ہوا اس وقت گستاخانہ کتابوں پر اکابر علماء و فقہاء عرب و عجم کا فتویٰ منظر عام پر نہ آیا تھا لہٰذا دیوبندیوں کو نانوتوی صاحب کی شان و شوکت کا مظاہرہ کرنے کے لیے کسی خواب گھڑنے کی ضرورت نہ تھی۔ ۱۳۲۵ھ میں گستاخانہ عبارتوں پر حسام الحرمین شائع ہوئی تو جوڑ توڑ کر کے فتویٰ تکفیر کی زد میں آنے والوں کو بچانے کے لیے خواب اور مراقبے گھڑنے شروع کر دیئے کیونکہ علماء عرب و عجم سے تو حسام الحرمین میں دیئے گئے فتووں سے انکار یا رجوع کروا نہیں سکتے تھے اور مرتکبین توہین و تنقیص حضرات اکابر دیوبند کے مصنوعی تقدس اور خانہ ساز بزرگی پر وہ ایک حرف بھی لکھنے کو تیار نہ تھے لہٰذا علمائے حرمین طیبین کے شرعی فتووں کے جواب میں ان لوگوں نے ہندوستانی بزرگوں کے نام پر خوابوں اور مراقبوں کا سہارا لینا شروع کیا لہٰذا حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کے انتقال ۱۳۱۵ھ کے ۱۷ سال بعد یہ کتاب انوار العاشقین شائع کر دی گئی چنانچہ اس انوار العاشقین کے صفحہ ۸۸ پر خواب تیار کر کے شائع کیا:۔

"حضرت عارف باللہ توکل شاہ صاحب مجددی نے ..... فرمایا تھا میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جارہے تھے، مولانا محمد قاسم تو جہاں پائے مبارک حضور کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں اور میں بے اختیار بھاگا ہوں کہ حضور کے پاس پہنچوں چنانچہ میں آگے ہو گیا ؎ ۱

جواباً عرض ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بھی پہلے درجہ کی بے ادبی گستاخی ہے کہ خواب ہی میں سہی حضور پُرنُور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس پائے مبارک کی جگہ اپنا پاؤں رکھا جائے۔ وہ مقدس جگہ جہاں تاجدارِ دو عالم باعث ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک رکھے جاتے ہیں وہ جگہ آنکھوں سے چُومنے والی ہے، مگر نانوتوی صاحب وہاں معاذ اللہ پاؤں رکھ رہے ہیں اور یہ اور بھی بڑھ کر گستاخی ہے کہ میں بے اختیار بھاگا ہوں کہ حضور کے پاس پہنچوں، چنانچہ میں (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے) آگے ہو گیا" حضرت سائیں توکل شاہ صاحب ایسا کیسے فرما سکتے ہیں؟ اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ من گھڑت خواب متضاد ہے، سُندری سے شائع شدہ پوسٹر میں اسی انوار العاشقین کے حوالہ سے یہ الفاظ لکھے ہیں :-

"جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کا سایہ پڑتا تھا وہاں آپ (نانوتوی صاحب) پاؤں رکھتے تھے"

الفاظ خواب متضاد ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ خواب من گھڑت ہے اور اس جگہ حضرت سائیں صاحب انبالوی

۱؎ مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۶۲ ؎

سے یہ کہلوایا جا رہا ہے کہ جہاں حضور کے پائے مبارک کا سایہ پڑتا تھا حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم مبارک کا سایہ نہ رکھتے تھے۔ دیوبندی مفتی اعظم مفتی عزیز الرحمٰن کے نزدیک حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔[1]

یہی کچھ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے لکھا ہے:-

"متواتر احادیث سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہیں رکھتے تھے"۔[2]

یہی کچھ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے لکھا ہے (مکتوبات جلد سوم ص۱۸۷ و ص۲۳۷) تو پھر حضرت سائیں توکل شاہ مجددی ہو کر اپنے جد طریقت سے انحراف کیونکر فرما سکتے ہیں اور وہ کس طرح فرما سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک یا پاؤں مقدس کا سایہ تھا اور نانوتوی کی فضیلت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہاں پاؤں رکھتے ہیں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کا سایہ پڑتا ہے۔ العیاذ باللہ یہ بھی سراسر بے ادبی و گستاخی ہے۔

o ایسا ہی سپاہ صحابہ کے کمانڈر انچیف مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی نے لکھا ہے یعنی حضور علیہ السلام کے پائے مبارک کا سایہ پڑتا تھا وہاں آپ پاؤں رکھتے تھے"۔[3]

اور پھر اکابر دیوبند نے تو مناظرہ بریلی مناظرہ اور ہی چراغ

---

[1] عزیز الفتاویٰ جلد ہشتم ص۲۰۲ [2] امداد السلوک ص۱۵۶۔

[3] انکشاف حق صفحہ ۱۲

سنت عبارات اکابر سیف رحمانی وغیرہ میں لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ خواب میں پڑھنے پر یہ تاویل کی ہے کہ خواب کی بات حجت اور دلیل نہیں ہوتی۔ خواب کی بات پر شرعی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔۔۔۔۔۔

اُلٹا مراقبہ لکھتا ہے:۔ "آپ (سائیں توکل شاہ صاحب) کی مجلس میں انگریز حکومت کے کسی ایجنٹ نے کہا مولانا رشید احمد گنگوہی تو امکان کذب کے قائل ہیں۔ آپ نے یہ سن کر گردن جھکا لی اور تھوڑی دیر مراقبہ کر کے فرمایا، لوگو! تم کیا کہتے ہو مولانا رشید احمد کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۱"

واہ! جی واہ! کبھی غور بھی کیا کہ عرش کیا ہے عرش نام ہے آٹھویں آسمان کا جو ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ سے آگے اور جلوہ گاہ شان ربوبیت وشان الوہیت ہے۔ وہاں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں جا سکتے مولوی گنگوہی دیوبندی کا قلم کس طرح چلا گیا؟ اُس کے آگے کونسی جگہ ہے جہاں مولوی رشید احمد گنگوہی کا قلم چلتا ہے؟ عرش سے پرے جو مقام ہے اس کا نام بحوالہ کتب تفاسیر و احادیث بیان کیا جائے جب مولوی گنگوہی صاحب کا بے جان قلم عرش اعظم سے پرے چل سکتا ہے تو پھر خود بدولت کا اپنا مقام اور جائے استقرار کہاں ہوگی؟

ع کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

اور پھر اصل بات کو گول کیا جا رہا ہے اور مراقبہ کے نام پر حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کے تقدس اور بزرگی کی دھجیاں

---

۱ مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۶۳؎

اڑانے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے۔ ایک طرف تو حضرت کو یہ پتہ چل گیا کہ گنگوہی کا قلم عرش سے پرے چل رہا ہے اور دوسری طرف معاذ اللہ یہ پتہ نہ چلا کہ آیا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں یا نہیں۔ اور پھر مانچسٹروی صاحب کی نری کوری جہالت و لاعلمی اور اپنے دیوبندی وہابی اکابر کے اُلٹے مسلک سے بے خبری دیکھئے جو شخص مولوی رشید احمد گنگوہی کو امکان کذب کا قائل کہہ رہا ہے اُس کو انگریز کے گنگوہی ایجنٹ کی حمایت میں اُلٹا انگریز کا ایجنٹ کہہ کر حقیقت کا مُنہ چڑا رہا ہے۔ آؤ پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی امکان کذب باری تعالیٰ کا قائل تھا یا نہیں؟ حالانکہ مُصنّف نے عیاری و مکاری سے اس بات کو گول کر کے لکھا ہے کہ:۔۔۔۔

"امکان کذب کے قائل ہیں۔"

امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں نہیں لکھا۔ آئیے اس کا فیصلہ صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند اور مولوی مانچسٹروی کے بقول شیخ الاسلام مولوی حسین احمد دیوبندی سے کراتے ہیں وہ لکھتے ہیں اور صاف صاف کھلے دل سے فخر یہ طور پر اقرار و اعتراف کرتے ہیں:۔۔۔۔

"مولانا (رشید احمد) گنگوہی بھی بعض اتباع مولانا (اسماعیل) شہید مسئلہ امکان کذب کے قائل ہوتے ہیں۔ یہ قول ان کا محض افتراء و جہالت ہے مولانا گنگوہی نے دمسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ میں سلف صالحین اُمت مرحومہ کا اتباع کیا ہے[1]۔"

---

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۱۰۲ ؎

مولوی حسین احمد صدر دیو بند سینہ تان کر جوبن میں آکر کہہ رہے ہیں اور بر ملا اعتراف کر رہے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل مولوی اسماعیل دہلوی کے اتباع میں نہیں ہوتے بلکہ وہ (رشید گنگوہی) سلف صالحین امت کے اتباع میں امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ خود مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اپنی تقویۃ الایمانی بولی میں کیا بولتے ہیں لکھتے ہیں :

"لا سلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد" ہم نہیں کہتے اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہے[1]۔"

"والا لازم آید کہ قدرت انسان زائد از قدرت ربانی باشد" اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے گا کہ آدمی کی قدرت اس (اللہ) سے بڑھ جائے[2]۔"

حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کے ذمہ یہ کیسا مراقبہ لگایا کہ اُلٹے کو سیدھا اور سیدھے کو اُلٹا کر دکھایا۔ گنگوہی کذب باری تعالیٰ کا قائل تھا اور یہ کذب مانچسٹروی کے قائل ہو گئے۔ مانچسٹروی نے ساری عمر اس وادی میں خاک چھانی بزعم خود مطالعہ بریلویت کے خبط میں مبتلا رہے اور یہ پتہ نہ چلا کہ خود اپنے اکابر دیو بند کا مسلک کیا ہے۔ اور ہاں تم نے مولوی گنگوہی جی کو امکان کذب کا قائل کہنے والے کو دھڑلے سے انگریز حکومت کا ایجنٹ بھی قرار دے دیا۔ اُلٹا چور کو توال کو ڈانٹے۔ ذرا اپنی تاریخ درست کر لو اور کھول کر دیکھو۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیو بندی کا

---

[1] یک روزی صہ ۱۳۵ [2] ایضاً صہ ۱۳۵ ؛

مرتبہ تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص۸۰ شائع کردہ مکتبہ عاشقیہ ..... قیصر گنج روڈ میرٹھ انڈیا مطبوعہ محمدی پریس دیوبند جس میں مولوی رشید احمد گنگوہی بڑے فخر و ناز اور خلوص و اعتماد سے اقرار کر رہے ہیں :۔

"میں (رشید احمد گنگوہی) جب حقیقت میں سرکار (گورنمنٹ انگلشیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام (بغاوت) سے میرا بال بھی بیکا نہ ہو گا اگر مارا بھی گیا تو سرکار (گورنمنٹ انگلشیہ میری جان کی) مالک ہے جو چاہے کرے۔"

اس کو کہتے ہیں ؏ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مولانا لطف اللہ علی گڑھی

مُصنّف مانچسٹروی اپنے اکابر کی بگڑی بنانے اور ان کو مسلمانی کا سرٹیفکیٹ دلانے کے لیے مولانا لطف اللہ علی گڑھی پر صریحاً افتراء کرتے ہوتے لکھتا ہے :۔

"آپ نے ۱۳۱۳ھ میں مولانا احمد رضا کو ایک مُفصّل خط لکھا تھا جس میں آپ نے انہیں شغل تکفیر سے منع فرمایا۔ آپ نے لکھا ہے :۔

"ذرا غور فرمائیے ہماری سختی اور تشدد نے ہمارے فرقہ اہل سنّت اور بالخصوص احناف کو کیا سخت صدمہ پہنچایا آپ اس خط کے آخر میں لکھتے ہیں خدا کے لیے غور کیجئے اور دشمنانِ دین کو ہم پر اور ہمارے پاک دین پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے"۔[۱]

---

[۱] بحوالہ سیرت مولانا محمد علی مصنف سید محمد حسنی ماخوذ از مراسلات سنّت وندوہ صفحہ ۱۶ ؛

اس پر چند طرح غور لازم ہے :-

اوّل تو اس خط میں تکفیر اکابر دیو بند سے رد کرنے اور منع کرنے کا ذکر نہیں۔

دوم یہ کہ ۱۳۱۳ھ میں نہ حسام الحرمین چھپا تھا نہ ہی علماء حرمین نے حسام الحرمین میں فتویٰ تکفیر صادر فرمایا تھا فتویٰ تکفیر ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوا یہ قبل از مرگ واویلا ہوا۔

سوم یہ کہ حضرت علامہ مولانا لطف اللہ علی گڑھی جیسے فاضل اجل اہلسنت وجماعت کو فرقہ اہل سنّت کیسے لکھ سکتے ہیں؟ اور پھر عبارت یوں کہ "ہمارے فرقہ اہل سنّت اور بالخصوص احناف کو" کیا احناف اہل سنّت سے علیحدہ کسی چیز کا نام ہے؟

چہارم یہ کہ شاہی پریس لکھنؤ میں مولانا محمد علی کی چھپنے والی یہ سیرت کی کتاب جس کا حوالہ دیا جا رہا ہے مولانا محمد علی مونگھیری کی نہیں بلکہ مولوی محمد علی کانپوری ناظم ندوۃ العلماء کی ہو سکتی ہے مولانا محمد علی مونگھیری کا لکھنؤ اور ندوہ میں کیا کام؟

پنجم یہ کہ یہ سیرت مولانا محمد علی ماخوذ از مراسلات سنّت و ندوہ ہے لہذا ماننا پڑے گا یہ سب جعلی فرضی کاروائی اور دیوبندی دجل و فریب کی مہارت تامہ کا حصّہ ہے اگر بالفرض محال یہ خط مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی کا ہو بھی تو مُصنّف کے اپنے بقول حضرت قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی مولوی مانچسٹروی کے نزدیک بھی معتبر و مستند سوانحِ عمری "مہر منیر" کی شہادت لاتے ہیں۔

مہر منیر کی شہادت | "مولانا سید محمود شاہ حال راولپنڈی جو مدت تک مولانا لطف اللہ کے

مدرسہ علی گڑھ میں مدرس رہ چکے ہیں۔ فرماتے ہیں ایک مرتبہ کسی فتویٰ کے سلسلہ میں مولانا احمد رضا خاں اور مولانا لطف اللہ کے درمیان قدرے (تھوڑی سی) شکر رنجی پیدا ہوگئی تھی مگر بعد میں صلح وصفائی ہوگئی اور دوستانہ مراسم قائم رہے۔[1]"

اب فرمایئے جناب مانچسٹروی صاحب فتویٰ کے سلسلہ میں قدرے شکر رنجی کو آپ نے پہاڑ بنا دیا مگر بعد میں اس فتویٰ پر بھی صلح صفائی ہوگئی اور وہ بھی تکفیر کے قائل ہوگئے ورنہ اعلحضرت امام اہلسنت گستاخوں کی رو رعایت کی بنیاد پر تو صلح صفائی کرنے والے نہ تھے اور پھر دوستانہ مراسم رہے یعنی کبھی دوستی میں فرق نہ آیا بلکہ لکھا ہے کہ:

"مولانا لطف اللہ کے اکثر فارغ التحصیل شاگرد مولانا احمد رضا خاں کے کہنے پر ان کے مدرسہ دارالعلوم منظر اسلام میں بطور مدرس بھی ملازم ہوتے رہے۔[2]"

اب رولے اور جی بھر کے رولے سر پکڑ کر رولے کہ سیدنا امام رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا لطف اللہ میں کیوں صلح صفائی ہوتی اور کیوں دوستی قائم ہوتی توبہ اور رجوع کے بعد ایسی صلح صفائی اور دوستی دیوبندی وہابی مولوی بھی کر سکتے تھے مگر انگریزی سیاست اور ملازمت "علماء" دیوبند کی راہ میں حائل رہی۔

مولانا اصغر علی روحی یہ صاحب بھی نہ مفتی نہ فقیہ اس عنوان کے ذیل میں زیادہ ترمحض

---

[1] مہر منیر صفحہ ۷۴ [2] ایضاً

واقعاتی گفتگو تحریک ترک موالات پر کی گئی ہے لکھتا ہے:-

"مولانا احمد رضا تحریک ترک موالات کے خلاف تھے نہ چاہتے تھے کہ کسی عمل سے انگریزوں کی حکومت کو کوئی نقصان پہنچے[1]"

بات ہو رہی تھی توہین و تکفیر کی اور مصنف بزعم خود عدم تکفیر پہ ہندوستانی پیروں علماء اور لیڈروں کی آراء جوڑ توڑ کر کے پیش کر رہا ہے مگر اصل موضوع گفتگو سے ہٹ کر ترک موالات کے موضوع کو عنوان کلام بنا لیا گیا ہے چارہ ماتجنڑدی کیا جانے ترک موالات کیا ہے۔ یہ لفظ اس کے اکابر نے سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ ہی سے سیکھا تھا دیوبندی گاندھوی مولویوں کی تحریک ترک موالات گاندھی جی کے اشارہ پر تھی سیدنا اعلیٰحضرت امام اہل سنت قدس سرہٗ العزیز نے اس موضوع پر نہایت جامع محققانہ کتاب "المحجۃ الموتمنۃ" تصنیف فرمائی تھی گاندھوی خلافتی مولویوں سے اس کا آج تک توڑ نہ ہو سکا بے چارہ ماتجنڑدی کیا جانے موالات اور مجرد معاملت کیا ہیں گاندھویوں کا کانا ترک موالات تھا جس میں عیسائیوں سے تو معاملت حرام قطعی اور مشرکین و کفار ہند ہنود وغیرہ سے معاملت تو معاملت موالات بھی جائز بلکہ مستحسن ...... ترک معاملت کو ترک موالات بنا کر قرآن عظیم کی آیتیں کہ ترک موالات میں ہیں سوجھیں مگر فتوائے مشر گاندھی سے ان میں استثنائے مشرکین کی پخ لگائی کہ آیتیں اگرچہ عام ہیں مگر ہندوؤں کے بارے میں نہیں[2]

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۶۳ جلد اول [2] اوراق گم گشتہ ص ۲۳۹

اور پھر بے حیائی یہ کہ اسی صفحہ پر خود تسلیم کرتا ہے :-

"پروفیسر اصغر علی روحی اور پروفیسر حاکم علی (اسلامیہ کالج لاہور) کے سوا سب علماء ترک موالات کے حق میں تھے ..... پروفیسر حاکم علی اسلامیہ کالج نے اپنے فتویٰ کی تصدیق میں مولوی احمد رضا خاں بریلوی سے ایک فتویٰ حاصل کیا۔ پروفیسر صاحب خود بریلی تشریف لے گئے تھے واپس آنے پر انہوں نے مولانا اصغر علی روحی سے استدعا کی کہ وہ بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب کے فتوے پر دستخط کر دیں لیکن چونکہ حضرات دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی پر اس فتوے میں سب وشتم کیا گیا تھا اس واسطے مولوی اصغر علی صاحب نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔"

یہ ہے اس کے دل میں لڈو پھوڑنے والی اصل بات جس کے لیے یہ بے مقصد پیوندکاری کرتا چلا آرہا ہے اور تو حوالہ ندارد ہے جو لکھا ہے اقبال اور انجمن حمایت اسلام اس میں بھی صفحہ کی جگہ خالی ہے کوئی دوسرا بھی مستند حوالہ نہیں۔

بقول مانچسٹروی اگر مولوی اصغر علی نے دستخط نہیں کیے تو کیا آسمان سر پہ گر پڑا اور پھر یہ فتویٰ ترک موالات کے موضوع پر تھا۔ اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر تکفیر کے حکم شرعی سے متعلق نہ تھا۔ مانچسٹروی لبس انداز اُ ہی بھانپ گیا اور ضرورت سے زیادہ عقل دوڑا کر کچھ کا کچھ سمجھ لیا کہ :-

"وہ علماء جو سیاسی ماحول میں بعض مسائل میں مولانا احمد رضا خاں کے ہم خیال تھے وہ بھی مولانا احمد رضا خاں کے اس رویے کو جو موصوف نے علمائے دیوبند کے خلاف اختیار کر رکھا تھا نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے

تھے [1]۔"

خواہ مخواہ آبیل مجھے مار۔ بات کیا ہو رہی ہے موضوع گفتگو کیا ہے اور یہ بے چارہ اپنے علماء دیوبند کو سر پہ اٹھائے پھرتا ہے کہ بس بات یہ ہوگی کہ مولانا احمد رضا خاں نے ان کو کچھ کہہ دیا ہوگا اس لیے روئے زمین کے انسان اور آسمان کے فرشتے" مولانا احمد رضا خاں سے ناراض ہو گئے تھے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مولانا غلام محمد گھوٹوی — مولانا گھوٹوی کے نام سے بھی ایک جھوٹ کا جھوٹا پلان تیار کیا گیا ص ۱۶۵ و ص ۱۶۶ پر مانچسٹروی نے جو کچھ لکھا وہ ابلیسی الہام کے طور پر لکھا ہے قطعاً کوئی حوالہ کسی کتاب کا نہیں دیا گیا مولانا گھوٹوی کی تھوڑی بہت حمد و ثنا اور قصیدہ خوانی کرنے کے بعد گفتگو کا رُخ دیوبندی مولویوں کے فضائل و کمالات کی طرف موڑ کر اپنے مخصوص انداز میں جھوم جھوم کر لکھتا ہے:۔

"بہاول پور کے مشہور مقدمہ مرزائیت میں محدث العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب اور مناظر اسلام حضرت مولانا مرتضٰے احسن (دیوبندی)، مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع کو عدالت میں شہادت دینے کے لیے آپ نے ہی دیوبند سے بلایا تھا۔۔۔۔ حضرت مولانا گھوٹوی نے ان اکابر دیوبند کا جس حسنِ عقیدت سے استقبال کیا اس نے مولانا احمد رضا خاں کے فتوائے تکفیر کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں [2]۔"

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۶۵ [2] ایضاً ص ۱۶۶ ؎

کیا بات ہے؟ گھر بیٹھے ہی خواب وخیال اور جنون وخبط میں فتویٰ تکفیر کی دھجیاں اڑا رہے ہیں کبھی مرد میدان بن کر خود رشید احمد گنگوہی وتھانوی صاحب وغیرہ نے بھی دھجیاں اڑائیں وہ تو اپنی دھجیاں اور پرخچے اڑواتے رہے لب باندھے دم سادھے بیٹھے رہے جرأت لب کشائی نہ ہوئی رضا کے نیزہ کی مار سے جاں بلب رہے اور یہ بے چارہ دھجیاں اڑوانے والوں کی دھجیاں جوڑ رہا ہے۔ ایسے دھجیاں اڑانے والے تھے تو قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کا جواب کہاں ہے؟

اب سنیے اصل واقعہ کہ کیوں دیوبندی مولویوں کو دیوبند سے بہاولپور بلایا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سابق ریاست بہاولپور میں ایک مسلمان عورت کا شوہر مرزائی (مرتد) ہو گیا تھا اس پر عورت نے عدالت میں شوہر کے ارتداد کی وجہ سے فسخ نکاح کی درخواست دے دی۔ مقدمہ عدالت میں دائر ہوا اس موقعہ پر مرزائیوں قادیانیوں نے بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس۔ امداد الفتاویٰ اور تذکرۃ الرشید وغیرہ دیوبندی کتب کا سہارا لے کر انکار ختم نبوّت اور تحریف معنیٰ ختم نبوت کی بنیاد پر خود کو مسلمان ثابت کرنے لگے اور کہا گیا خاتم النبیین کا جو معنیٰ مفہوم مولانا قاسم نانوتوی کہتے ہیں وہی مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں تو ہم کافر مرتد کیوں۔ ہمیں تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب نے اپنی کتابوں کے پہلے ایڈیشنوں میں مسلمان مانا ہے صرف فسق کا فتویٰ دیا ہے عورت کا نکاح کیوں فسق کیا جائے۔ اس لیے مولانا گھوٹوی نے نہیں بلکہ عورت کے وارثوں نے مولوی انور کاشمیری دیوبندی وغیرہ کو بلوا کر مجبوراً ان سے کہلوا دیا کہ ہم بھی ختم نبوت کو مانتے ہیں اور منکر

مرتد ہے اور مرتد سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی مولوی انور کاشمیری نے فیض الباری جلد ۳ صہ ۳۲۳ و صہ ۳۲۴ میں تحذیر الناس مصنفہ قاسم نانوتوی کے پیش کردہ جدید معنیٰ ختم نبوت پر شدید تنقید کی ہے اور جس کو یہ مفتی اعظم محمد شفیع کہتے ہیں اس نے بھی ہدایۃ المہدیین صہ ۲۱ و صہ ۳۵ پر تحذیر الناس کے برعکس خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی ہونے پر اجماعِ اُمّت نقل کیا ہے۔ اسی طرح مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند نے صاف لکھا ہے:۔

"اگر (مولانا احمد رضا) خانصاحب بریلوی کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خانصاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے"۔[1]

ان حالات میں ورثا نے مرزائیوں کی دلیل کا اثر زائل کرنے کے لیے دیوبند کے ان مولویوں کا پارسل منگوایا تھا کیونکہ وہ انہی کے اکابر سے مرزائی اپنا مسلمان ہونا اور نکاح فسخ نہ ہونا ثابت کر رہے تھے، ان حالات میں مولانا احمد رضا خاں کے فتویٰ تکفیر کی دھجیاں کون سے مائی کے لال نے بکھیر دیں؟ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ اسی مقدمۂ فسخ نکاح میں جب مرزائی وکیل نے (قادیانیوں پر) فتویٰ تکفیر کو بے اعتبار ثابت کرنے کے لیے کہا:۔

"دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں ۔۔۔۔"

---

[1] اشد العذاب صفحہ ۱۳ ؛

اس پر حضرت مولانا انور شاہ صاحب نے فوراً عدالت کو خطاب کر کے کہا:۔۔۔۔۔۔

"میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گذارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے"۔[1]

بتاؤ مولوی مانچسٹروی مورخ دیوبندیت یہ سودا کیسا رہا؟ یاد ہے یہ وہی مولانا غلام محمد گھوٹوی ہیں جنہوں نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے تلمیذ و مرید مولوی حسین علی دیوبندی ساکن واں بھچراں سے پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے پہلے مناظرہ و گفتگو کی تھی۔[2]

مولانا عبداللہ ٹونکی کے نام سے منسوب الفاظ کے لیے ان کی اپنی کسی کتاب کا حوالہ نقل نہیں کیا گیا

الطاری الداری اور رسالہ ازالۃ الضلالہ عبداللہ ٹونکی کی کتابیں نہیں ہیں اور پھر یہ کہ وہ ہمارے ہم مسلک یا غیر جانبدار نہ تھے متبحر فتح پوری دہلی کے دیوبندی وہابی مدرسہ میں مدرس اول تھے[3] وہ تکفیر سے اتفاق نہ کریں تو کچھ فرق نہیں پڑتا ان کی حالت یہ تھی کہ حنفیت کے دعویٰ کے باوجود خود ساختہ اجتہاد پر عمل کرتے تھے۔

مولانا محمد علی جوہر پر گذشتہ اوراق میں کافی لکھا گیا ہے مصنف مانچسٹروی نے پاگل پن کے عالم میں دوبارہ ص۹۶ پر پھر مولانا جوہر کا نام لیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ مولانا عبدالباری فرنگی

---

[1] کتاب حیات انور ص۳۳۳ روزنامہ نوائے وقت ۸ جنوری ۱۹۷۶ء بیان مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی وقت کی پکار قسط ۱۲ از مولوی محمد بہاء الحق قاسمی دیوبندی [2] مہر منیر ص۲۳۸ [3] ایضاً ص۷۶

محلی کے مرید تھے.... اس میں مولانا عبدالباری کا توبہ سے پہلے کا ایک خط بھی نقل کیا گیا ہے اور حوالہ ازالۃ الضلالۃ کا دیا گیا ہے یہ نہ مولانا عبدالباری کی کتاب ہے نہ مولانا محمد علی جوہر کی تصنیف ہے اور یہ بھی قطعیً واضح ہے اور ہم پیچھے ثابت کر آئے ہیں کہ مولانا محمد علی جوہر اور ان کے پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سابقہ افکار سے توبہ فرمائی تھی۔ اور یہ لکھنا کہ کراچی کے مشہور مقدمہ میں بیان دینے پر مولانا جوہر نے حسین احمد صدر دیوبند کے پاؤں چوم لیے تھے پاؤں چومنے سے کفر اسلام نہیں بن جاتا فتویٰ تکفیر اٹھ نہیں جاتا پاؤں چومنے کے واقعہ کا حوالہ بھی مصنف نے نقل نہیں کیا بات دلیل اور حوالہ جات سے کرنی چاہیے۔ اور یہ دعویٰ بھی محض زبانی کلامی ہے مصنف مانچسٹروی مطالعہ بریلویت ص۱۶۵ پر لکھتا ہے کہ :-

"بریلوی حضرات نے مولانا محمد علی جوہر پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا تھا ____"

کب لگایا تھا کس نے لگایا تھا؟ کیوں لگاتے کیا مولانا جوہر نے تحذیرالناس لکھی تھی یا براہین قاطعہ و حفظ الایمان تصنیف کی تھی؟ مانچسٹروی مولانا محمد علی جوہر کا بہت فدائی اور بڑا شیدائی ہے آئیے ذرا مانچسٹروی کے نجدی سعودی آقاؤں کے متعلق جوہر کے مشاہدات سنیئے : ____

ایک علمی شاہد کی رُوح کا اضطراب

ان حشر بپا واقعات پر ایک علمی شاہد کی رُوح کا اضطراب دیکھنا چاہتے ہوں تو مسٹر محمد علی جوہر کی وہ تقریر سُنیئے جو حجاز سے واپسی کے بعد انہوں نے دہلی کی جامع مسجد میں کی تھی۔ ان کی تقریر کا یہ حصہ کتنا بے لاگ اور حقیقی تاثرات میں ڈوبا ہوا ہے :-

وہ میں خدا کے گھر میں بیٹھا ہوں اور اس کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں مجھے ابن سعود سے ذاتی عداوت نہیں، نہ میری مخالفت ذاتی غرض پر ہے، جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہی کہوں گا اور صاف صاف کہوں گا، خواہ اس سے کوئی جماعت خوش ہو یا ناخوش!

سلطان ابن سعود اور ارکان حکومت بار بار کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی رٹ لگاتے تھے لیکن ہم نے تو یہ پایا کہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول کو دنیا کمانے کے لیے آلہ بنا رکھا ہے۔ جو لوگ ڈاکہ ڈالتے ہیں، چوری کرتے ہیں، برا کرتے ہیں لیکن جو لوگ قرآن و حدیث کو آڑ بنا کر دنیاوی حکومت حاصل کرتے ہیں۔ چوروں ڈاکوؤں سے بھی برا کرتے ہیں"[1]

ان کے بیان کا ایک حصہ یہ بھی ہے۔ پرنم آنکھوں کے ساتھ پڑھیے:

"نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہیں"[2]

خلافت کمیٹی کی رپورٹ

مصنف مانچسٹروی صاحب خلافت کمیٹی پر دل و جان سے فدا ہے اور خلافت کمیٹی کے اراکین مولوی سلیمان ندوی، مولانا ظفر علی خان، مولانا عبدالماجد، مولانا محمد عرفان، سید خورشید حسین، مولانا محمد علی جوہر اور مسٹر شعیب قریشی وغیرہ کا تو خاص مدح خواں ہے اور ان جیسے دوسرے لیڈروں اور مولاناؤں کا حوالہ دے دے کر سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ پر افترات باندھتا اور بہتان طرازیاں کرتا ہے۔ آئیے حرمین شریفین (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) میں مانچسٹروی جی کے نجدی

---

[1] مقالات محمد علی ج ۱ ص ۹۵-۹۶ [2] ایضاً ص ۳۷ ؎

سعودی آقاؤں کا حال خلافت کمیٹی کے اپنی ارکان کی زبانی سُنئیے:

لندن کا ایک تار

شرح اس قیامت آشوب داستان کی یہ ہے کہ ۲۲ اگست ۱۹۲۵ء کو لندن سے کسی پریس رپورٹر نے ہندوستان کی خبر رساں ایجنسیوں کو ایک تار بھیجا تھا جس کا مضمون یہ تھا:—

"باوثوق ذرائع سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہابیوں نے مدینے پر حملہ شروع کر دیا ہے جس سے مسجد نبوی کے قبے کو جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر ہے، صدمہ پہنچا ہے اور سیدنا حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مسجد شہید کر دی گئی ہے۔" [۱]

اس لرزہ خیز خبر پر ہندوستان میں ہر طرف صفِ ماتم بچھ گئی اور جذبات کا ہیجان اس قدر طوفان خیز ہو گیا کہ اس وقت کی خلافت کمیٹی کو حالات کی تحقیقات کے لیے اپنا ایک نمائندہ وفد حجاز بھیجنا پڑا۔ خلافت کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق یہ وفد مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل تھا:—

(۱) سید سلیمان ندوی (۲) مولانا محمد عرفان (۳) مولانا ظفر علیخان (۴) سید خورشید حسن (۵) مولانا عبدالماجد بدایونی اور (۶) مسٹر شعیب قریشی ——۔

خلافت کمیٹی کے وفد کی رپورٹ

وفد نے یہاں پہنچ کر مسلمانانِ ہند کو اطلاع دی کہ:—

"مکہ میں جنۃ المعلیٰ کے مزارات شہید کر دیئے گئے مولد النبی

---

[۱] رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۳۰۔

(جس مکان میں سرکارِ دو جہاں کی ولادت ہوئی تھی) توڑ دیا گیا ہے۔ لیکن نجدی حکومت نے یقین دلایا ہے کہ مدینے کے مزارات و مآثر کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جائے گا۔" ؎۱

پھر ایک سال کے بعد ۱۹۲۶ء میں حجاز پر نجدی حکومت کے جابرانہ اور قاہرانہ تسلط سے پیدا شدہ حالات پر غور کرنے کے لیے جب مؤتمر عالم اسلامی کے نام سے موسم حج پر مکہ میں ایک عالمی اجتماع منعقد ہوا تو اس میں شرکت کے لیے خلافت کمیٹی کی طرف سے بھی ایک وفد وہاں بھیجا گیا۔

خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کی رپورٹ

اس موقع پر وفد نے اپنے چشم دید واقعات و تاثرات کی جو رپورٹ بھیجی تھی اس کا یہ حصہ خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے۔

"۲۲ مئی کو اکبری جہاز ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ اس وقت سب سے پہلی جو وحشت ناک اور جگر گداز خبر ہمیں موصول ہوئی وہ (مدینے کے) جنت البقیع اور دیگر مقامات کے انہدام کی تھی لیکن ہم نے اس خبر کے قبول کرنے میں تامل کیا اس لیے کہ سلطان ابن سعود خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کو تحریری وعدہ دے چکے تھے کہ وہ مدینہ منورہ کے مزارات و مآثر کو اپنی اصل حالت پر رکھیں گے۔

لیکن جدہ پہنچ کر سب سے پہلے ہم نے ایک رکن حکومت شیخ عبدالعزیز عتیقی سے جب اس خبر کی حقیقت دریافت کی

؎۱ رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۲۳ ؛

تو انہوں نے تصدیق کی اور یہ فرمایا کہ نجدی قوم بدعت اور کفر کے استیصال کو اپنا فرض خیال کرتی ہے اور اس مسئلے میں وہ دُنیائے اسلام کے مصالح کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی خواہ دُنیائے اسلام خوش ہو یا ناراض۔[1]"

اس کے بعد لکھتے ہیں :۔

"بہر حال حالات و واقعات کچھ بھی ہوں سلطان عبد العزیز کے تمام حتمی اور واجب الایفا وعدوں کے باوجود مدینہ منورہ کے تمام قبّے گرا دیئے گئے۔"[2]

مساجد کی حُرمتوں کا خُون

فرقہ وارانہ فسادات کے موقع پر فرقہ پرست درندوں اور اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں اپنی مساجد کی بے حُرمتی اور اُن کے انہدام کا قیامت انگیز تماشہ آپ نے دیکھا ہوگا اب خاص حجاز کی مقدس سرزمین پر مدعیانِ اسلام کے ہاتھوں ایک عبرت ناک اور لرزہ خیز تماشا اور دیکھئے۔ جُرم اگر مشترک ہو تو انصاف کی تلوار اپنے اور بیگانے کا کوئی امتیاز نہیں کرتی۔ دیکھنا ہے آپ اس کسوٹی پر کہاں تک پُورے اُترتے ہیں۔

ارکانِ وفد کے عینی شاہد لکھتے ہیں۔ پڑھیے اور خُون کے آنسو روئیے کہ نجدی درندوں کی کافرانہ سرکشی کے آگے اسلام کی حرمتوں کو اپنے گھر میں بھی پناہ نہ مل سکی :۔

"اس سے بھی زیادہ افسوسناک چیز یہ ہے کہ مکہ معظمہ کی طرح مدینہ منورہ کی بعض مساجد بھی نہ بچ سکیں اور مزارات کے قبول

---

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۸۵ [2] ایضاً ص ۸۸ ؎

کی طرح یہ مساجد بھی توڑ دی گئیں ۔ مدینے میں منہدم کردہ مساجد کی تفصیل یہ ہے :—

(۱) مسجد فاطمہ متصل مسجد قبا ——
(۲) مسجد ثنایا (میدان اُحد میں جہاں سرکار کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے ۔
(۳) مسجد منارتین ——
(۴) مسجد مائدہ (جہاں سورہ مائدہ نازل ہوئی تھی)
(۵) مسجد اجابہ (جہاں سرکار کی ایک نہایت اہم دُعا قبول ہوئی تھی" [1]

مزارات کا انہدام

وفد کے اراکین نے مدینہ طیبہ کے منہدم شدہ مزارات کی جو فہرست قلم بند کی ہے ذرا دل پہ ہاتھ رکھ کر اس کی بھی ایک جھلک ملاحظہ فرمالیں ۔ ہائے! کیسے کیسے لالہ رخوں کی جلوہ گاہوں کو چشم زدن میں ان ظالموں نے ویران کر ڈالا ۔

مزاراتِ شہزادیانِ خاندانِ نبوّت

(۱) بنتِ رسول حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا ۔
(۲) بنتِ رسول حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا ۔
(۳) بنتِ رسول حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالےٰ عنہا ۔
(۴) بنتِ رسول حضرت رقیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ۔
(۵) حضرت فاطمہ صغریٰ بنت حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہم ۔

مزارات ازواجِ مطہرات

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۔

---

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۸۸ ؎

(۲) ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
(۳) ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہا کل ازواج طیبات کے مزارات۔

مزارات مشاہیر اہل بیت

(۱) شہزادۂ رسول حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ۔
(۲) سر مبارک حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ۔
(۳) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ۔
(۴) جگر گوشۂ رسول حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ۔
(۵) عم النبی حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔
(۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔
(۷) حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ۔

مزارت مشاہیر صحابہ و تابعین

(۱) امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔
(۲) حضرت سیدنا عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ۔
(۳) حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ۔
(۴) حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ۔
(۵) حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ۔
(۶) حضرت امام نافع "[۱]

مصنف مانچسٹروی علماء اہلسنت کے گستاخانِ رسالت مرتکبین توہین و تنقیص پر معاذ فتویٰ شرعی پر چیخ چیخ پڑتا ہے آسمان سر پہ اٹھالیا ہے مختلف علماء مشائخ (حقیقی و غیر حقیقی) اور شاعر ول ایڈیٹر ول

---

[۱] رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ ۸۰ تا صفحہ ۸۹۔

ادیبوں، سیاستدانوں کی سفارشیں لاتا ہے اُن سے منسوب
جھوٹے مفروضے چھوڑتا ہے کسی طرح اس کے اکابر سے کفر اُٹھ جاتے
لیکن خود دیکھے دُنیا مشاہدہ کرے کہ مانچسٹر وی جی کے محبوب و مقدس
نجدی سعودی وہابی کس بے دردی اور ستم ظریفی سے تکفیر کی تلوار
چلا رہے ہیں ملاحظہ ہو مذکورہ بالا روشن حقائق، شواہد اور تاریخی
دستاویز کے ساتھ ذرا اپنی محبوب خلافت کمیٹی کی رپورٹ کا یہ حقیقہ
بھی پڑھ لے جس میں ارکان وفد خلافت کمیٹی نے اپنے چشم دید واقعات
بیان کیے ہیں۔ لکھا ہے:-

"مدینہ منورہ کے ایک اجتماع میں نجد کے قاضی نے علماء
مدینہ کو مخاطب کر کے کہا تھا یا اھل حجاز انتم اشد کفر لی
من ھامان وفرعون نحن قاتلنا کم مقاتلۃ المسلمین مع الکفار
انتم عباد حمزۃ وعبد القادر۔

ترجمہ: اے باشندگانِ حجاز! تم ہامان اور فرعون سے بھی
بڑھ کر کافر ہو ہم تمہارے ساتھ اسی طرح قتال کریں گے جس
طرح کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے تم امیر حمزہ اور (شیخ) عبدالقادر
(جیلانی) کے پجاری ہو"[1]

مانچسٹر وی صاحب اب خود بتاؤ کہ تمہاری خلافت کمیٹی کی رپورٹ
حق اور صحیح ہے یا جھوٹ اور یہ بھی صاف صاف بتاؤ کہ تمہارے
معبودانِ نجد خداوند دولت نجدیوں سعودیوں کے مذکورہ بالا
وحشیانہ اقدام عین اسلام ہیں اور کتاب و سنت کی کونسی دلیل کے
مطابق ہیں اور کونسی نص قطعی سے ثابت تھے؟

---

[1] رپوٹ خلافت کمیٹی صفحہ ۸۵

ادارہ غوثیہ رضویہ

ملنے کا پتہ:
مسلم کتابوی
دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور کوڈ ۵۴۰۰۰
فون: ۷۲۲۵۶۰۵